مؤلف

علامہ بزرگوار شیخ علی نمازی شاہرودی رضوان اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

شمس العلمائ علامہ ناصر سلطین ہاشمی فاضلِ ایران

پرنسپل: جامعہ باب العلوم ملتان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

ضابطہ

نام کتاب............ اثبات ولایت تکوینیہ

مولف............ علامہ بزگوار علی نمازی شاہرودی

ترجمہ و تحقیق............ شمس العلماء علامہ ناصر سبطین ہاشمی
پرنسپل مدرسہ باب العلوم ملتان

ناشر............ سید انصار احمد گردیزی

کمپوزنگ............ غلام مصطفیٰ صادقی

تعداد............ 1100 جلد

طبع اول............ مئی 2009

قیمت............ 350 روپے

ملنے کا پتہ

مدرسہ باب العلوم چوک نواں شہر ابدالی روڈ ملتان

0300-7336499

فہرست

تمہید 22

علامہ جلیل القدر 24

موضوع اول 24

موضوع دوم 25

توضیح 25

موضوع سوم 26

موضوع چہارم 26

موضوع پنجم 26

تقسیم قرآن 27

موضوع ششم 27

موضوع ہفتم 28

متشابہات کے ذریعے احتجاج 29

کلام حسبنا کتاب اللہ 33

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے ضمن میں فرمایا 34

"قرآن پاک صامت کتاب ہے اور میں خدا کی ناطق کتاب ہوں" 34

امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: امام فقط معصوم ہی ہوگا 34

امام علیہ السلام قرآن کی طرف ہدایت، اور قرآن امام علیہ السلام کی طرف ہدایت 34

اپنی عقل ورائی سے تفسیر کرنے سے ڈرو 35

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا 35
امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے رسالہ شریفہ میں فرمایا ہے۔ 36
علامہ حبیب اللہ خوئی نہج البلاغہ کی شرح 37
اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ جوان کے بعد آئے 37
''آیا بطور معجزہ قرآن کریم ان کے لیے کفایت نہیں کرتا 38
ہم ہرگز قرآن مجید کے خلاف کچھ نہیں کہتے 39
میزان مخالف قرآن کی پہچان 41
اول اصول کافی 39
کس طرح قرآن کے خلاف ہے 40
منی تمام بدن سے خارج ہوتی ہے۔ 40
میزان ان لوگوں کیلئے ہے جو علوم ومعارف قرآن کے عالم ہیں 39
الٰھی بربوبیتک توسلی 41
وہ، توسل امیر المومنین علیہ السلام کا انکاری ہے۔ 41
آیت شریفہ اولی الامر 43
روایات: 46
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسندیدہ خدا ہیں 47
چند آیات درج ذیل ہیں جو علم غیب امام پر دلیل ہیں۔ 48
وسائل الشیعہ 51
تفسیر حم والکتاب المبین 51
امام مبین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں 51
روضہء کافی۔ 52

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں فرمایا 52

کتاب مبین سے مراد آئمہ ھدیٰ ہیں 53

خطبہ وسیلہ 55

چھ کلمات (ذکر، سبیل، ایمان، قرآن، دین اور صراط) 55

راسخون فی العلم آئمہ ھدیٰ علیہ السلام ہیں۔ 59

تمہارے اعمال خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں 60

تجسس نہ کرو۔ اور ایک دوسرے پر بُرے گمان نہ کیا کرو 65

بنا برایں 66

ہم یہ بھی: 67

روایات خاصہ: 68

اگر بنا یہ ہو کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ رسالت 69

طلاق نہ دو بلکہ اپنے پاس رکھو 70

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطنی علم 69

آیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے ارتباط نہیں رکھا 71

علمِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام زبیر کے مستقبل 72

یہ ممکن ہے کہ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ چوری کرے گا 73

حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے زیاد بن مروان اور علی ابن ابی حمزہ بطائنی کو اپنا وکیل قرار دیا 74

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام لوگوں کی آنے والی تقدیر سے 75

اس آیت میں ملک سے مراد سلطنت 76

عبارت دیگر: خداوند عالم نے تمام اشیاء کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 78

پہلی فصل 80

بدان: ملک یعنی سلطنت، ریاست	80
ملک اور مالک میں فرق	81
ملک یوسف اہل مصر	83
تابوت آئے گا جس میں سکینہ خدا کی طرف سے ہے	84
حضرت داوٴد علیہ السلام نے جواب دیا دنبے چراتے ہوئے	84
بنی اسرائیل آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے	85
ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم کیا کہ داوٴد کے	86
خالد بن ولید نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھا کہ	86
علی بن ابراہیمؒ قمی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا حضرت سلیمان نے عرض کیا:	87
خدا نے ملک سلیمان علیہ السلام کو اس انگوٹھی میں قرار دیا	88
وَهَبْ لِي مُلْكًا) خداوند عالم نے فرمایا	89
اور ہوا کو سلیمان کا تابعدار بنا دیا تھا کہ اس کی صبح:	90
سلیمان علیہ السلام اس کی اس بات پر مسکرا دیئے	91
میں سلیمان علیہ السلام داوٴد علیہ السلام کے وارث	90
ان آیات شریفہ میں جناب سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں	91
شیخ صدوق نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے	92
آپ علیہ السلام نے فرمایا تو نے سورہ یسین کی یہ آیت نہیں پڑھی	93
ہدہد کا سلیمان کے ساتھ مکالمہ	94
ہدہد کو خط دے کر روانہ کرنا	9 4
آصف نے کہا	95
اے سلمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا سلیمان علیہ السلام ؟!	96

لوگ سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کے وزیر آصف کے کلام کو نہیں جھٹلاتے 97
شیعان حیدر کرار 98
جس کے پاس علم کتاب ہے وہ امیر المومنین علیہ السلام 99
صاحب ملک: 100
فصلِ دوم 102
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء علیہم السلام کو اذن خدا سے وراثت 103
تمام آسمانی کتابوں کا علم آئمہ ھدیٰ کے پاس 105
حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کیلئے غیب گوئی فرماتے تھے 106
حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے 106
یوسف علیہ السلام بھی غیبت کی خبر دیتے تھے 107
کیا امیر المومنین علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں ہیں 10 8
فصل سوم 109
جو روایات فصل اول، دوم اور سوم میں ذکر ہوئی ہیں وہ تقریبا دوسو 200 روایات ہیں 110
مکنون ومخزوں کہ جسے سوائے خدا کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔ 109
فصل چہارم 112
خداوند عالم نے ملک عظیم آل محمد علیہم السلام کو عطاء کیا ہے 112
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے 113
دعا مولانا السجاد 114
جو شیعہ کاملین میں تھا شدید بخار میں مبتلا تھا'' 115
حضرت امام جواد علیہ السلام نے محمد بن سنان سے فرمایا 116
شیخ طبرسیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا 118

(ولیس من شیء الّا وھو مطیع لھم) 119
میں نے آپ میں اپنی روح ڈالی 120
تمام چیزیں، آسمان، زمین، سورج، چاند ہماری، اطاعت کرتی ہیں 120
ہم نے آپ کی طرف وحی کی روح کی جو کہ ہمارے امر میں سے ہے۔ 121
دیوار نے آپؑ سے کلام کیا 122
عبداللہ بن بکیرؒ نے حضرت امام صادقؑ سے سوال کیا: 123
کل دنیا ہمارے کے نزدیک کھانے کے برتن کی مانند ہے۔ 125
حضرت خاتمؐ اور آپؐ کے بارہ اوصیاء کو سات آسمان 125
فصل پنجم 127
اسم اعظم تہتر ۷۳ حرف ہیں 127
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دو حرف تھے۔ 127
حضرت آدم کو پچیس 25 حروف عطاء ہوئے 127
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس 72 بہتر حروف 128
فصل ششم 129
دو آدمی آپس میں نزاع کر رہے تھے 129
یا علیؑ آپ علیہ السلام نے انصاف نہیں کیا 129
شوہر و بیوی اپنے اختلافات 130
کتے کی شکل میں تبدیل کر دیا 130
، وارث علم، معدن اسرار، مخزن ذخائر 131
... اگر میں چاہوں تو شام کو عراق اور عراق کو شام کر دوں 132
طبیب یونانی 134

خلافت وامامت حق الٰہیہ کی نشانی	134
دوآدمی ایک بچے اور ایک عورت کے بارے	135
پوشیدہ راز	136
جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ کسی اور کے پاس نہیں	137
تم پر خدا کی لعنت ہو.	137
تو نے اور تیرے اصحاب نے میرے اہلبیت علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کی	137
تمہارا خیال ہے کہ یہ زنجیریں مجھے اذیت دیتی ہیں	138
ماں باپ کیلئے اداس	139
میرے مولا میں دنیا میں چار سو کا مقروض ہوں	140
یہ دوروٹیاں اپنے ساتھ لے جاؤ	141
رفید: ایک غلام تھا	142
تیرا چہرہ مقتول والا دیکھ رہا ہوں	142
تیری زبان پر ایک ایسا پیغام ہے اگر تو وہ پیغام کائنات عالم کے پہاڑوں کو دے.	143
چہرہ پچھلی طرف	144
سماعت کی بیماری میں مبتلا	144
فصل ہفتم	146
حیوانات اور حیوانات کی تصاویر	146
متوکل عباسی نے نہایت ہی خوبصورت محل تعمیر کروایا	147
امام علی نقی علیہ السلام تشریف لاتے تو وہ پرندے خود بخود خاموش	147
امام رضا علیہ السلام کی زیارت کیلئے جانا چاہتا ہوں۔	148
تو نے اپنے سر کے پاس ایک یاقوت پایا	149

ہارون نے ایک جادوگر کو بلایا۔ 150
امام رضا علیہ السلام نے خدا سے بارش 150
لوگ آپ علیہ السلام کی مدح سرائی میں تجاوز کرتے ہیں 152
آپ علیہ السلام نے شیر کی دونوں تصویریں کو آواز دی 153
ہندی شعبدہ باز 154
معجزہ امام چہارم علیہ السلام 155
فصل ہشتم 156
مردوں کا زندہ ہونا 156
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ سب کچھ 157
: کیا آئمہ ھدیٰ مردہ زندہ کر سکتے ہیں ؟!! 158
پانی کے اوپر چل سکتے ہیں ؟! 158
آپ علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث 159
میں اور علی علیہ السلام ایک ہی نور ہیں 160
ان کے دوستوں سے محبت کرو اور ان کے دشمنوں سے نفرت۔ 160
چار آدمیوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا 160
بعض اوقات اپنے قدم مبارک سے مردہ کو ٹھوکر مارتے 160
تیرے نزدیک امامت کی کیا علامت ہے 161
فصل نہم 163
اطاعت اشجار و نباتات 163
دو درختوں کو حکم دیا ایک دوسرے کے قریب جمع ہو جائیں 164
ہر ٹہنی سے تسبیح و تحلیل کی آواز آ رہی تھی۔ 164

درختوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی اطاعت 165
بعض منافقین نے کہا: حضرت علی ابن ابی طالب
ؑ اپنے چچا زاد بھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ساحر ہیں 166
زہریلی دوائی مجھے دو 167
مجھے بے اختیار اپنے پاس بلا لیا تو میں سمجھوں گا 168
پراگندہ ہو جائیں 168
سرسبز و شاداب ہو کر فوراً اس نے کھجوریں دیں 169
وہ اتنا خشک تھا کہ اس کی چھیل بھی گر چکی تھی 171
جنت کی نعمتیں بھی فقط ہمارے حبدار تناول فرمائیں گے 172
اے درخت:! جو کچھ خداوند عالم نے تجھے عطا کیا ہے ہمیں اس سے طعام دے 173
سرد پانی کا چشمہ جاری ہو گیا 173
سلمان خرید کر اس کا نام سلمان رکھ دیا 175
فصل دہم 176
اطاعت جمادات 176
یہودی نے آ کر مسلمانوں پر اعتراض کرنا شروع کر دیا 177
جس پہاڑ کا کہو میں اس سے گوہی طلب کروں گا 178
آپ علیہ السلام نے پہاڑ پر عصا مارا تو اس سے سو اونٹ باہر آ گئے 179
معجزہ دکھایئے جس سے میرے دل کے شک و شبہات دور ہو جائیں 179
آپ علیہ السلام نے زمین پر ٹھوکر ماری تو زمین زلزلہ میں آ گئی 180
ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں زلزلہ 180
کمیت نے قصیدہ سنایا 182

ایک خشک لکڑی تلوار بن گئی 183
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگریزے اٹھائے اوراپنے ہاتھ پر آٹے کی طرح خمیر کردیئے 183
فصل یازدہم 185
بادل اور ہوا کی اطاعت 185
ہروقت سفر وحضر میں بادل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ فگن رہتے 185
علی بن صالح: طالقانی کا واقعہ 186
مرد ہمدانی کا قصہ 186
حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کے پاس اسم اعظم کا ایک حرف تھا 189
فصل دوازدہم 191
پانی کی اطاعت 191
پانی یاقوت احمر ہو چکا تھا 192
نہی ملک الموت نے اس جوان کو دیکھا اس کے پاؤں چومنے لگا 194
آپ علیہ السلام کے ہاتھوں پہ پانی ڈالا گیا تو وہ سونا اور قیمتی موتی بن گئے 194
حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں کافی رقم لے آیا 194
دریا میں طغیانی کی وجہ سے ہمیں پانچ لاکھ درہم کا سالانہ نقصان 195
تیرہویں فصل 196
ملائکہ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا مطیع ہونا۔ 196
خدا نے ان حضرات کے اسماگرامی عرش، کرسی، لوح، ملائکہ کی
پیشانیوں اور جنت کے دروازوں پر لکھے ہیں 199
جبرائیل علیہ السلام نے ان حضرات علیہم السلام کے اسماء گرامی عرش پر مرقوم دیکھے 199
چودہویں فصل 200

جنات اور شیاطین کی اطاعت 200
سلیمان علیہ السلام نے خدا سے ملک طلب کیا 200
صاحب ملک عظیم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں 200
خاتمہ 202
اس میں دو مقصد 202
فصل اول 202
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابلاغ ولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام پر مامور تھے 205
ہم اللہ کی مثل اعلیٰ ہیں 211
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامام علیہ السلام اس نور علم اور رحمت واسعہ کے حامل ہیں 212
میں تمھارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں اگر تم لوگ ولایت علی علیہ السلام 215
کلمہ ارباب: رب کی جمع ہے 225
خلاصہ مطلب 238
آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی خلافت کو انبیاء کی خلافت سے تشبیہ دینا صحیح ہے 242
دوسری فصل 244
(یا من لا یعلم الغیب الا ھو) 245
دوسرا جملہ: (یامن لا یصرف السوءَ الا ھو) 245
تیسرا جملہ: (یامن لا یخلق الخلق الا ھو) 245
(لایکون شیء لا من شیء الا الله) 246
یامن لا یدبر الا مر الا ھو 249
فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا 249
المتصرف فی فلک التدبیر 250

اللهم صلِ علی صفیک و خلیلک و نجیک المدبر لاامرک الخ... 251
یا من لا یستعان الّا به 251
نہج البلاغہ کے دوسرے خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا 256
یہ حضرات معصومین علیہم السلام نعمت ظاہری و باطنی مادی و معنوی کے مالک 257
انه لیس علی الامام الّا ماحمل من امر ربه 258
حضرت صادق علیہ السلام اور ابوحنیفہ: 259
یا من لا یحی الا هو 261
امام سجاد علیہ السلام کی دوشنبہ کی دعا 261
(لا یکون الشی لا من شئی الا الله 262
یقیناً غالی بدترین مخلوق ہے اور عظمت خدا کو کم کرتے ہیں 264
غلو کے معانی 266
السلام علیک یا ربی 267
السلام علیک یا ربنا! 267
انک ربنا و انت الذی خلقنا و انت رازقنا 267
جو شخص یہ کہے کہ خدا کی عطا کے بغیر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خالق و رازق 272
یا مکون کل شئی و محوله یا رب کل شئی و صانعه 273
و کل صانع فمن شئیء صنع و صانع الا اشیاء لا من شئی صنع.... 273
چھٹی روایت 274
لم تشوهنی بخلقی ولم تجعل الی شیئا من امری 274
حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابدان مومنین کی خلقت بیان کی 274
دعا یا پروردگا عالم سے کچھ مانگنا 277

لا حول ولا قوۃ الا باللہ	278
و حسبی الخالق من المخلوقین	278
یہ حضرات علیہم السلام ہر کام کرنے پر قادر	279
تفویض	280
موارد تفویض در امر دین	281
ولایت تکوینی	283
معجزات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام	284
إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللهِ	286
(ثم یبعث اللہ ملکین خلاّقین یخلقان فی الارحام	287
ثم یبعث اللہ ملکین خلاقین فیقال لھما ا خلاقا کما یرید اللہ......	288
تیسری فصل	291
دلیل تحیز اور اس کا خلاصہ	291
شیعان کے ارواح ان کی فاضل طینت سے بنائے گئے	292
حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مرد یمنی سے فرمایا	293
عین اللہ الناظر	294
اترانی لھم اشھد کم بئس	295
لیس یغیب عنا مومن فی شرق	296
آئمہ ھدیٰ علیہم السلام انبیاء علیہم السلام سے کہیں افضل واشرف ہیں	298
مذہب فقہائے امامیہ	300
حضرت امیر المومنین علیہ السلام چالیس جگہ پر ایک رات میں صبح تک حاضر	301
وقت احتضار مومن کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام	302

بی بی شطیطہ 304
دو اشکال اور ان کا جواب 307
جواب از اشکال دوم 308
یہ حضرات قبر اور مرگ کے وقت تشریف لاتے ہیں 309
روایت دوم 309
روایت سوم: 309
روایت چہارم: 310
اشکال 311
جواب 311
چند روایات 312
خداوند عالم نے اپنی طرف سے ہماری یہ پاکیزہ روح سے تائید فرمائی ہے 313
حقیقت مقام ولایت اور نور الانوار" 315
ملائکہ اور جنات کو جو طاقت خدا نے عطا کی ہے وہ مختلف صورتیں بدلنے پر قادر ہیں 316
جو ملائکہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ بھی انسانی روپ 316
حضرت مریمؑ کے پاس جبرائیلؑ بھی انسانی شکل 316
بعض اوقات: جنات انسانی شکل میں حضرات معصومینؑ کی خدمت 316
امام ہر پاکیزہ شکل وصورت اختیار کرنے کی 317
حضرت امام سجادؑ: ظاہری طور پر کوفہ میں اسیر تھے 317
حضرت امام زمانہؑ (عج) بھی بعض اوقات بعض سادات کی شکل وصورت 317
رشید ہجری: آپ حضرت امیر المومنینؑ کے شاگرد 317
ان کی ایک عجیب وغریب داستان 318

حضرت علی علیہ السلام کے سپہ سالار مالک اشتر کی داستان 320
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انسانی شکل 322
یونس بن ظبیان: 322
حضرت امام زمانہ علیہ السلام جو شکل ظاہری اپنانا چاہیں اپنا سکتے ہیں 323
منکرین مخالفین کی کتب اور عقاید سے مانوس ہو جاتے 324
وہ اپنے طور پر یہ چاہتے ہیں کہ فرقہ باطلہ کا خاتمہ کیا جائے 324
جو شخص آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے فضائل کا انکار کرتا 324
حضرات معصومین علیہم السلام ظاہری زندگی میں کھاتے 324
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ایک ہی ترازو میں تولتے ہیں 325
بچپن میں مقام ولایت، امامت پر فائز 326
دلیل دوم 326
حی بالذات..... خدا کی ذات ہے 327
دلیل سوم: 329
جواب 329
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خدا کے اسرار کے امین 330
اس غافل نے: کلمہ (اغفر لمن لا یملک الا الدعاء) سے مالکیت کلیہ سلب 332
حضرات علیہم السلام معجزانہ طور پر دشمنوں سے اپنا دفاع نہیں کرتے 333
دلیل چہارم 334
یہ واضح ہے: کہ انبیاء و مرسلین کی بعثت کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے !! 335
کیا خدا لوگوں کے اعمال لکھنے کیلئے کافی 336
پس: اگر آپ مومن کے قاضی الحاجات ہیں تو 341

حضرت سلیمان علیہ السلام کیونکر دیگر اشخاص سے حاجت طلب کرتے 342
حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کیوں حاجت طلب کی 342
اور خدا کو وسیلہ کے ذریعے پکارا جائے 344
چند چیزوں کو مومن اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دیتا ہے 344
اول 344
دوم: 344
سوم: 344
مولا سجاد علیہ السلام کی حدیث 345
حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت میں 346
دعا علقمہ: جو زیارت عاشور کے بعد 346
حضرت امام زمانہ علیہ السلام عج کی زیارت میں 347
تیسرے سوال کا جواب 348
مولا کا صحیح اور مستند کلام 348
ابن میثم بحرانی 350
مسئلہ چہارم: 351
اس کے چند اشتباہات 351
مسئلہ پنجم کا جواب 354
کلمات سید ابن طاؤس 354
عالم کامل سید محمد حسن میر جیانی نے اپنی نظم 355
استاد الکل فی الکل الشیخ مرتضیٰ انصاری 356
العلامۃ المحقق المرجع الدینی المیرزا محمد حسین الغروی النائینی 357

تیسرا امر ... 359
ولایت تکوینیہ، ولایت تشریعیہ ... 359
شیخ البھائی: قدس سرہ الشریف نے اپنے قصیدہ ... 360
میرزا ابوالفضل تہرانی: (متوفی ۱۳۱۶) نے حضرت حجۃ علیہ السلام کی مدح ... 361
ایک مرجع: ۔ نے اپنے رسالہ عملیہ میں کہا ... 361
علامہ شیخ علی نجل کاشف الغطاء: نے اپنی کتاب النوار الساطع ... 362
(نحن صنائع اللہ و الخلق صنائنا) ... 363

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

الحمد للہ رب العالمین کما ھوّاھلہ و لا الہ غیرہ و الصلوۃ والسلام علی اشرف الخلائق اجمعین و رحمۃً للعالمین الذی نزّل اللہ الفرقان علیہ لیکون للعالمین نزیرا و بشرا سلطان الخلائق اجمعین محمدو الہ الطیبین الطاہرین المعصومین الاسماء الحسنیٰ والامثال العلیا و اللعنۃ علی اعدائھم معاندیھم ومنکری فضائلھم ومناقبھم و ولایتھم من الان الی یوم الدین۔

اس پرآشوب دور میں ایک طرف اغیار نے...... اور دوسری طرف اپنے خود

غرض اہل قلم نے۔ ...مختلف طریقوں سے ولایت مقدس اہلبیت علیھم السلام کو.....
آسیب وخلل پہچانے کی ٹھان لی ہے.....تو میں نے مصمم ارادہ کیا ہے کہ خداوند عالم کی
تائیدات سے مقام منیع اور مرتبہ رفیع ولایت......اور ریاست کاملہ حضرت محمد......
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اوصیاء صلوۃ اللہ علیھم کے بارے میں مختصر شرح
سپرد قرطاس کروں......اور اس میں مقام ولایت تشریعی اور ولایت تکوینی...... ''یعنی
یہ حضرات معصومین علیھم السلام خداوند عالم کی طرف سے تمام موجودات عالم اور پوری کائنات
پر حق تصرف رکھتے ہیں''......کو ثابت کروں......

اس بات کی امید کرتے ہوئے کہ شاید اس افراتفری کے دور میں......دین
کی خدمت کرسکوں......اور غافلین کو خواب غفلت سے بیدار کرسکوں......!

امید ہے کہ صاحب ولایت کلیہ مطلقہ الٰہیہ......اس حقیر سی کاوش کو شرف
قبولیت سے نوازیں......!

اس کتاب میں میری گفتگو فقط ان افراد سے ہے ......جو قرآن کریم
،رسالت سید المرسلین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اوصیا علیھم السلام کی خلافت و
وصایت پر یقین رکھتے ہیں......پھر ان لوگوں کے لیے واجب ہے کہ اپنے عقائد کو
قرآن پاک اور عترت طاہرہ کی......بیان کردہ تفسیر کے ذریعے درست کریں......اور
ضروری ہے کہ اصول وفروع کے مسائل میں ہمیشہ قرآن پاک اور عترت طاہرہ سے
متمسک رہیں...... جیسا کہ مسلمانوں میں خبر متواتر ہے کہ پیامبر اکرمؐ نے فرمایا:

''میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ......ایک

کتاب خدا اور دوسری میری عترت پاک.... جب تک تم لوگ ان کا دامن نہیں چھوڑو گے.... ہرگز گمراہ نہیں ہو گے.....!

جان لو کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے...... یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے".... (1)

علامہ جلیل القدر

نجم الدین عسکری نے احادیث ثقلین کے بارے میں ایک سو بیس ۱۲۰ حدیثیں نقل کی ہیں ۔اور اسی طرح کتاب فضائل الخمسہ ... ج ۲ص ۴۳ -۵۲۔فروزہ آبادی میں نقل کی ہے.....

اس حدیث سے چند موضوعات حاصل ہوتے ہیں۔

موضوع اول

یعنی تمام لوگوں سے عترت طاہرہ افضل واشرف ہیں. ان دو یعنی قرآن وعترت کو ایک دوسرے کا عدیل قرار دیا گیا ہے.... !!ان دو سے تمسک گمراہی سے نجات دیتا ہے. اگر کائنات عالم میں کوئی شخص عترت پاک سے افضل ہوتا تو خداوند عالم عترت طاہرہ کو اس شخص سے متسک ہونے کا حکم دیتا ....!!

(۱) اس حدیث کو علماء شیعہ واہلسنت نے حد تواتر سے بھی زیادہ نقل کیا ہے۔درج ذیل کتب میں یہ حدیث نقل ہوئی ہے۔التاج الجامع للاصول الستۃ۔طبع مصر ج ا ص ۴۷۔مسلم ج ۳ کتاب الفضائل احقاق الحق ج ۴ ص ۴۳۶-۴۴۳ ۔ج ۶ ص ۳۴۱-۳۴۴ ج ۷ ص ۴۷۲ ج ۹ ص ۳۰۹-۳۷۵۔

موضوع دوم

تمام امت کو عترت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے......اور اس حدیث کا پہلا جملہ کہ قرآن عترت سے جدا نہیں ہوگا......! اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کائنات عالم کی ہر چیز عترت پاک کی محتاج ہے... اور دوسرا جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امت کے کسی بھی فرد کی عترت طاہرہ محتاج نہیں ہے......

توضیح

تمام افراد امت علوم قرآن کے محتاج ہیں ... اور قرآن عترت سے کبھی بھی جدا نہیں ہوگا.... پس ہم تمام لوگ عترت کے محتاج ہیں.... قرآن پاک میں محکم و متشابہ آیات ہیں...... اور قرآن پاک کے لیے ظاہر و باطن ہیں.... جنہیں لوگ درک نہیں کر سکتے..... لہذا سب لوگ عترت کے محتاج ہیں . فقط عترت ہی ہے کہ جو ہر شیء کا علم رکھتی ہے... پس قرآن اور عترت کا جدا نہ ہونا......اس بات کی دلیل ہے کہ عترت کے پاس کل قرآن کا علم ہے.....اور تمام علوم قرآن عترت کے پاس ہیں کسی اور کے پاس نہیں ہیں...... پس ثابت ہوا ہے کہ تمام لوگ علم قرآن کے محتاج..... اور وہ سب عترت کے محتاج ہیں ... اور عترت کسی کی بھی محتاج نہیں ہے......(۱)

موضوع سوم

عترت طاہرہ ہر قسم کی گناہ ولغزش سے معصوم ہے......اوران سے تمسک گمراہی وضلالت سے نجات ہے......اگر معصوم نہ ہوتو ان سے خطا کا امکان ہوسکتا ہے......اور جب خطا کا امکان ہوسکتا ہو......تو پھر قرآن سے جدا ہونے کا امکان بھی ہوسکتا ہے...... یہ معصوم ہیں اور کبھی بھی قرآن سے جدا نہیں ہوسکتے......!!

موضوع چھارم

عترت کے لیے ضروری ہے...... کہ اس کے پاس تمام قرآن کا علم ہو......!اگر بعض قرآن کا علم ہو......تو بعض سے جدا ہو جائے گی......پھر گمراہی سے نجات بھی ختم ہو جائیگی......

موضوع پنجم

عترت پاک تمام کائنات کی قیامت تک مرجع ہے......اور عترت کسی کی محتاج بھی نہیں ہے......پس ہر فرد ان کا محتاج ہے۔ پس عترت کو لوگوں کا خلیفہ ہونا چاہیے......نہ بالعکس......یعنی لوگ عترت کے خلیفہ نہ ہوں ......!اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو محتاج ہے وہ مقتدی ہو اور جو محتاج نہیں ہے وہ امام ہو بعض ''علماء غالباً خلیل

(۱) ان روایات کے موارد بہت زیادہ ہیں۔تفسیر عیاشی، مقدمہ تفسیر البرھان، بحار الانوار جدید ج ۹۲ ص ۷۸۔ مستدرک الوسائل وسائل الشیعہ۔

ابن احمد نحوی مراد ہیں'' نے حضرت علی کے بارے میں کہا ہے

استغنائة عن الکل و احتیاج الکل الیه دلیل علی انه امام الکل

حضرت علی علیہ السلام کائنات عالم کی کسی بھی چیز کے محتاج نہیں ہیں۔اور کائنات عالم کی ہر شی ء حضرت علی علیہ السلام کی محتاج ہے یہ دلیل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کائنات کی ہر شی ء کے امام ہیں......

تقسیم قرآن

قرآن پاک میں محکم اور متشابھ آیات ہیں......جن کو کوئی بشر بھی نہیں جانتا ہے خداوند عالم نے تعلیم بشر کے لیے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو معلم قرآن بنایا جو قرآن کی ہر آیت کی ہر تفسیر جانتے ہیں۔ ....اور وہ اس آیت

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (سورہ رعد:۴۳)

اور کافروں نے کہا کہ: آپ نبی نہیں ہیں۔ ....تو اللہ نے کہا......اے رسول کہہ دیجیے میری گواہی کے لیے ایک اللہ کافی ہے اور ایک وہ اسے جس کے پاس کل قرآن کا علم ہو......

موضوع ششم

امامت وخلافت حقہ الٰہیہ عترت پاک میں منحصر ہے......اگر کوئی اور امام ہوتو

عترت اس کی محتاج ہو جائے گی۔ .... جب کہ سب لوگ ان کے محتاج ہیں ... تو امام بھی عترت میں سے ہونا چاہیے۔ ...

موضوع ھفتم

راہ سعادت و ہدایت بھی عترت کے ساتھ مختص ہے ..... اور اگر ہدایت و سعادت ان میں نہ تو عترت کا قرآن سے جدا ہونا لازم آتا ہے۔ جب کہ یہ باطل ہے۔ ....

عترت سے مراد اہل بیت پیغمبر و آئمہ معصومینؑ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد پاک میں سے نو امام مراد ہیں۔ ....

بنا برایں ہر امر ولایت تکوینی یا غیر از ولایت تکوینی۔ ... جو قرآن حکیم اور تفسیر عترت طاہرہ کے ساتھ (کیونکہ علم قرآن ان کے پاس ہے) حاصل ہو.... تمام اہل ایمان پر واجب ہے.... کہ اس کو قبول کریں ..... اور ان کے معتقد ہو جائیں.... اور لوگوں کے لیے حرام ہے.... کہ وہ قرآن پاک اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی حجت سے رو گردانی کریں ...

پس:۔ کوئی بھی شخص یہ حق نہیں رکھتا ... کہ پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ علیہم السلام کے بغیر قرآن سے متمسک ہو۔ ۔ اور کسی مطلب کو اثبات کرے .....

یا یہ کرے کہ بعض آیات متشابہات سے تمسک کرے.... اور کہے کہ آخرت میں خداوند عالم جل جلالہ کا دیدار ہوگا۔ .. جیسا کہ مسلمانوں کا وہ گروہ جو کہ آئمہ کے

تابع نہیں ہے..... وہ رؤیت خدا کا قائل ہے.....

یا : بعض آیات متشابہات کے ذریعے احتجاج کرے.... کہ خداوند عالم کا جسم ہے..... اور اس کے اعضاء و جوارح کا قائل ہو.....

یا: بعض آیات پر نظر رکھنے پر معصومین علیہم السلام یا انبیاء علیہم السلام کے شرک و معصیت کا قائل ہو جائے.... !!(۱)

یا: بعض آیات کے ذریعے..... ''جبر''..... کو ثابت کرے.....

یا: بعض آیات سے تمسک کرتے ہوئے.... اور آئمہ علیہم السلام کی ولایت تکوینی کا منکر ہو جائے..... جیسا کہ اس کتاب کے خاتمہ میں یہ مطلب آئے گا.....

یا: بعض آیات کے ذریعے علم غیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیھم السلام کا منکر ہو جائے.... (۳)

یا: یہ کہ بعض آیات سے استدلال کرتے ہوئے..... تناقص قرآن کا قائل ہو جائے..... جیسا کہ ایک شخص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا..... اور اس نے اس بارے میں آپ علیہ السلام سے سوالات کیے.... تو آپ علیہ السلام نے اس کے شبہات کا کاملاً جواب دیا..... اسی طرح ایک فلسفی..... حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دور میں بھی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا.... اور اس نے تناقص قر آن کے بارے میں کچھ اوراق بھی لکھے.... لیکن حضرت نے اسے مطمئن کیا..... تو

اس نے اپنا نوشتہ خود جلا ڈالا (۴)

یا: یہ کہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے منافق ہمسائیوں سے بے خبر ہیں......اور سورہ (برأت کی اس آیت کی طرف توجہ ہی دے......

وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

اس آیت سے چشم پوشی کرے......

در حالانکہ آیت شریفہ میں واضح حکم ہے......کہ تمام لوگوں کے اعمال کو خدا ،رسول اور مومنون دیکھتے ہیں......!!۔کیا یہ ممکن ہے......پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منافقین کے اعمال سے بے خبر ہوں ......؟!!!اور ان کے اعمال دیکھنے کے باوجود بے خبر ہوں......؟! اس آیت شریفہ میں مومنون سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں ......!!

یا ان آیات متشابھات سے تمسک کرے......اور نادانی و معصیت پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائل ہو جائے......اور وہ آیات محکمات کہ جو ان حضرات کی فضیلت پر واضح دلیل ہیں......کو چھوڑ دے ۔اور کہے کہ یہ جعلی ہیں......!!اور مجھے ڈر لگتا ہے کہ مسلمانوں کی وہی حالت نہ ہو جائے جو اس زندیق کی تھی وہ آیات جمع کر کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا......اور آپ علیہ السلام نے مفصلاً اس کے شبہات کو دور فرمایا......اور وہ جاہل (مسلمان) بھی ان آیات کو لے لے ...... اور کہے کہ جوابات والی حدیث ضعیف ہے......وہ اپنے لیے ضیال اور دوسروں کے لیے مضل

ہے...

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن کی آیات کو جمع کریں اور اس کے متشابہات کو محکمات پر حمل کریں جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

پس ہم آیت متشابھہ کہ " لاتَعْلَمُهُمْ "

ہے کو آیت محکم

وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ

کے ساتھ جمع کریں......اور کہیں کہ آیت 'لاتَعْلَمُهُم"

علم ذاتی کی نفی کرتی ہے اور پروردگار کے اظہار کے ذریعے کے ہر عمل کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں جو ہستی ملکوت آسمان کو دیکھ سکتی ہے وہ اہل مدینہ کو نہیں جانتی۔ ملکوت السماوات والارض حضرت ابراھیم علیہ السلام نے دیکھے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں نہیں دیکھے......؟!!

....

(۱) مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے ان آیات کے بارے سوال کیا اور حضرت نے مکمل طور اس کے شبہات کو دور فرمایا

(۲) اگر تفاسیر اہل بیت اور روایات آئمہ طاھرین علیہم السلام کا مطالعہ کیا جائے تو کاملاً جبر کی نفی ہو جاتی ہے اور قطعاً جبر ثابت نہیں ہوتا ہے (۳)

اثبات علم غیب کے بارے میں ہماری کتاب علم غیب امام علیہ السلام کی طرف مراجعہ کیا جائے۔

(۴) روایات: اول مفصل: احتجاج طبرسی، کتاب توحید، اور بحار الانوار میں درج ہے۔ روایت دو مناقب شھر آشوب باب تاریخ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں درج ہے۔ اور بحار میں بھی ہے۔

اور ہمارے نبی ﷺ کو یہ ضرور عطاء ہوئے ہیں..........!

یا:۔کہ سورہ نساء کی آیت نمبر 3

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا

سے متمسک ہو جائے کہ اور کہے کہ خداوند عالم جل جلالہ نے تعدد زوجات کو شرط عدالت پر مشروط کیا ہے۔اور پھر (129) نمبر آیت

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا

کو دیکھ کر یہ کہے کہ عدالت ممکن نہیں ہے۔اور یہ کہے کہ دراصل تعدد زوجات سے منع کیا گیا ہے.....!

یہ شخص قرآن کی تفسیر اپنی مرضی سے کرتا ہے۔جیسا کہ حضرت صادق علیہ السلام کے زمانے ابن ابی العوجاء نے ان دو آیات سے تناقص سمجھا تھا اور ہشام بن حکم انصاری سے رجوع کیا.....! تو جناب جواب نہ دے سکے..... تو اس نے حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی اور آپ علیہ السلام سے فرمایا: پہلی آیت نفقہ کے متعلق ہے۔یعنی جواز تعدد زوجات مشروط ہے ان کے درمیان خرچ اخراجات میں عدالت سے کام لیا جائے......! اگر وہ نان نفقہ میں عدالت سے کام لے تو وہ

تعدد ازدواج کرسکتا ہے......!ورنہ ایک ہی زوجہ پر اکتفا کرے .....!اور دوسری آیت محبت اور مودت کے بارے میں ہے یعنی در محبت قلبی عدالت قائم نہیں رہ سکتی.. ..!

اور یہ روایت کافی میں بھی نقل ہوئی ہے۔اور قمی نے بھی نقل کیا۔عیاشی نے ہشام ابن سالم سے اور اس نے حضرت صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے.... کہ دوسری آیت میں فرمایا گیا..... کہ محبت قلبی میں ہرگز عدالت نہیں رکھ سکتے ہو..... ان روایات کو تفسیر البرھان اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں نقل کیا گیا ہے...... یہ شخص عترت طاھرہ کی روایات پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے......!

تمام علوم قرآن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاھرہ کے پاس ہیں......پس علوم قرآن کو کشف کرنے والے اور پروردگار عالم کی مراد کو سمجھنے کی لیے فقط پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیھم السلام کی طرف رجوع کیا جائے..... !

یہی وجہ ہے کہ لوگ فقط قرآن پاک سے ھدایت حاصل نہیں کر سکتے......اور جو لوگ فقط قرآن مجید سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی تفسیر کے علاوہ متمسک ہوتے ہیں وہ گمراہی اور ضلالت میں جا پڑتے ہیں......!!

اور کلام حسبنا کتاب الله (ہمارے لیے کتاب خدا کافی ہے) صحیح نہیں ہے.....

اور یہ بات پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے خلاف ہے..... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث ثقلین میں فرمایا: کہ کتاب اور عترت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ......!!اسی لیے قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدی صلوٰۃ اللہ علیہم کی طرف ہدایت کرتا ہے......اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ ھدیٰ صلوٰۃ اللہ علیہم نیز قرآن کی طرف راہنمائی کرتے

ہیں۔اور یہ حضرات معصومین صلوٰۃ اللہ علیہم خود فرماتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ قرآن ہی ہے.... ....!!

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے ضمن میں فرمایا......قرآن خداوند عالم جل جلالہ کا کلام ہے اور نور ہے اور ضروری ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے......

پس جو کچھ پوچھنا چاہو اس سے پوچھو! لیکن وہ تمہیں جواب نہیں دے گا.........!!اور مجھ سے سوال کرو تا کہ میں تمہیں قرآن سے جواب دوں یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ السلام فرمایا:

''قرآن پاک صامت کتاب ہے اور میں خدا کی ناطق کتاب ہوں''

جیسا کہ وسائل الشیعہ کتاب القضا باب ۵ میں نقل ہوا ہے۔

امام سجاد زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: امام فقط معصوم ہی ہوگا.... !!اور عصمت بدن میں ظاہر نہیں ہوتی کہ سب لوگ اسے دیکھ سکیں......!!یہی وجہ ہے کہ امام علیہ السلام کو خدا جل جلالہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے معیّن کیا جائے......!

لوگوں نے عرض کیا: معصوم کون ہے.....؟! آپ علیہ السلام نے فرمایا: معتصم (محفوظ) اور متمسک قرآن ہو۔اور وہ معصوم علیہ السلام قرآن سے قیامت تک ہرگز جدا نہ ہوگا.....!

پس امام علیہ السلام قرآن کی طرف ہدایت کرتا ہے اور قرآن امام علیہ السلام کی طرف ہدایت کرتا ہے۔اور ارشاد رب العزت ہے

(إِنَّ هَـٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا (۹)بنی اسرائیل)

یہ قرآن لوگوں کو راہ راست کی ہدیت کرتا ہے۔اور اہل ایمان کو اجر اور ثواب عظیم کی بشارت دیتا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اپنی عقل ورائی سے تفسیر کرنے سے ڈرو......! مگر یہ کہ جو عالم قرآن ہیں ان سے یاد کرو......!

کیونکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے...... کہ ظاہر قرآن بشر کے قرآن کی شبیہ ہو لیکن وہ ظاہر مراد خداوند عالم جل جلالہ نہ ہو...... کیونکہ خالق اکبر مخلوق کے مشابہ نہیں ہے ......خداوند عالم جل جلالہ کے افعال مخلوقات کے افعال کی شبیہ نہیں ہیں......!

پس کلام خالق فعل خالق ہے۔کلام مخلوق فعل مخلوق ہے۔پس کلام خالق ہرگز مخلوق کے کلام سے تشبیہ نہ دو کہ گمراہی وضلالت میں جا پڑو گے۔(۱)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام میرے بھائی، وصی اور میرے خلیفہ ہیں...... !اور میری طرف سے لوگوں تک دین پہچانے والے ہیں ......!اگر تم ان سے ہدایت سعادت طلب کرو تو وہ تمہیں ہدایت فرمائیں گے ..... اگر تم لوگ ان کے تابع ہو جاؤ تو نجات پاؤ گے ......!!اگر تم نے ان کی مخالفت تو گمراہی تمہارا مقدر بن جائے گی...... کیونکہ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن کو میرے اوپر نازل کیا ہے۔ اور اس کا مخالف گمراہ ہے۔اگر کوئی شخص علم قرآن کو حضرت علی علیہ السلام

کے علاوہ کسی اور سے حاصل کرے تو وہ خاسرین اور ہالکین میں سے ہو جائے گا۔(۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے رسالہ شریفہ میں فرمایا ہے...... کہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ احادیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہؑ اطہار کے ساتھ ملتزم رہو......!! اور انہیں قبول کرو...... جو شخص بھی اس طرح کرے گا وہ ہدایت پائیگا...... جو شخص ان حضرات کی متابعت نہ کرے اور ان سے روگردانی کرے تو وہ گمراہ ہو جائے گا......!! کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ خداوند عالم جل جلالہ نے ان کی اطاعت اور انکی ولایت قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔(۳)

آپ علیہ السلام نے اس رسالہ میں مزید فرمایا...... کہ دین خدا میں کسی کو حق نہیں ہے سوائے نفس اور اپنی رائے...... اور قیاس سے کوئی بات کرے...... کیونکہ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن کو نازل فرمایا......اور اس میں ہر شی بیان ہے...... قرآن اور علوم قرآن کیلئے خداوند عالم جل جلالہ نے اہل قرار دیئے ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے تابع ہوں۔

(۱) یہ روایت توحید صدوق میں ہے۔(۲) وسائل الشیعہ میں امالی صدوق سے نقل کی گئی ہے۔ بشارۃ المصطفیٰ میں نقل ہوا ہے تفسیر بالرائی کی بہت زیادہ ممانعت ہے کتاب مقام قرآن وعترت ص ۲۸ تا ۳۴ مراجعہ کیا جائے۔ کتاب تاریخ فلسفہ وتصرف ص ۱۱۱ تا ۱۱۳۔

(۲) یہ روایت تفسیر البرہان اور نور الثقلین میں معانی الاخبار سے نقل کی ہے۔ ثقۃ الاسلام علامہ کلینیؒ نے اصول کافی میں کافی میں اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ قرآن امام علیہ السلام کی طرف ہدایت کرتا ہے

(۳) یہ رسالہ حضرت نے اپنے اصحاب کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا ...! آپ علیہ السلام کے اصحاب اسے جائے نماز میں رکھتے تھے اور نماز کے بعد اسے پڑھتے تھے وہ رسالہ کامل طور پر روضۃ الکافی اور بحار الانوار میں مذکور ہے...... !!

کیونکہ وہ لوگ (اہل) مورد لطف وعنایت رقرار پائے ہیں......!! خدا نے قرآن کے ہر علم کوان کے پاس رکھا ہے......اوران ہستیوں کو مستغنی قرار دیا ہے...... یہ ہستیاں اپنی مرضی، ہوائے نفس اور قیاس کے ذریعے عمل نہیں کرتے ہیں......اور وہ اہل ذکر ہیں...... کہ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے......

''لوگو! اہل ذکر سے سوال کرو۔ اوران کے پیروکار بنو'' چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کسی کو یہ حق نہیں تھا...... کہ وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھے بغیر ہوائے نفس، رائے اور قیاس پر عمل کرے...... اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین...... اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرات اوصیا کے تابع ہونا پڑے گا......!

علامہ حبیب اللہ خوئی: نہج البلاغہ کی شرح جلد دوم ص ۲۲۱ پر فرماتے ہیں کہ: آئمہ اطہار علیہم السلام کی احادیث متواتر اور محققین مذہب امامیہ کا اس بات پر اجماع ہے...... کہ قیّم قرآن (محکمات، متشابھات اور حافظ اسرار آیات مبارکات کی تفسیر کے عالم) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عترت طاہرہ علیہم السلام (بارہ امام علیہم السلام) ہیں۔ عقل، نقل اور اجماع کی یہ دلیل ہے...... پس انہوں نے برہان عقلی ونقلی کو بیان کیا ہے ...علوم قرآن آئمہ علیہم السلام کے ساتھ مختص ہیں...... جسے پڑھنے کا شوق ہو وہ وہاں مراجعہ کرے میں نے مختصراً...... بیان کیا ہے۔

پس اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں یا آئیں گے کسی کو حق نہ تھا اور نہ ہی ہوگا اس آیت کریمہ

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۵۱ عنکبوت..........

سے متمسک ہو جائیں اور کہیں کہ قرآن پاک ہمارے لیے کافی ہے......!! اور وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام سے رجوع نہ کریں..... اگر اس آیت سے پہلے والی آیت کو دیکھا جائے..... تو بخوبی واقف ہو جائے گا..... کہ کفار نے معجزات و آیات عجیبہ و غریبہ کی درخواست کی تھی..... تو یہ آیت نازل ہوئی کہ.....

"آیا بطور معجزہ قرآن کریم ان کے لیے کفایت نہیں کرتا ہے"

جی ہاں کافی ہے۔ اس کے کلمات عربی ہیں.....!! اور وہ لوگ عرب ہیں ایک سورہ بھی قرآن مجید کی طرح نہیں لا سکتے..... اور یہ مقام وہ نہیں کہ قرآن مجید تنہا مسلمانوں کیلئے کافی ہے.....اور وہ لوگ پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی تفسیر کے محتاج نہ ہوں.....! جس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے.....وہ غلط راستے سے وارد ہوا ہے..... اس نے اخبار صحیحہ اور بیان عترت طاھرہ علیہم السلام کی طرف رجوع نہیں کیا ہے..! (نعوذ باللہ من ذلک) وہ ایسی آیات سے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی لاعلمی کو ثابت کرنا چاہتا ہے..... ان جاہلوں پر حیف ہے کہ دنیاوی غرض و مرض کیلئے مشابھات کو جمع کرنے کی تفسیر کی طرف رجوع کیے بغیر مخالفین کی باتوں کی تائید کرتے ہیں.....! اور وہ آیات محکمات کی طرف توجہ نہیں کرتے..... اور یہ لوگ ان حضرات کی طرف رجوع بھی نہیں کرتے کہ جو علم قرآن کے وارث ہیں.....خود تو گمراہ ہوتے ہی

ہیں لیکن دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں فرامین اہل بیت علیہ السلام سے دور ہوتے ہیں...
اور اپنی کج فکری سے جو کچھ ان کی سمجھ میں نہیں آتا اس کا انکار کرتے ہیں اور بعض اوقات (آیات متشابہات جو انہوں نے جمع کر رکھیں ہوئی ہیں) انہیں قرآن مجید کے خلاف سمجھتے ہیں..... !!

ہاں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ صلوۃ اللہ علیھم اجمعین نے فرمایا ہے کہ ہم ہرگز قرآن مجید کے خلاف کچھ نہیں کہتے. !!

پس اگر ہمارے پاس کوئی ایسی روایت آجائے جو قرآن پاک کے خلاف ہو تو وہ باطل ہے.......(1)

میزان مخالف قرآن کی پہچان یہ ہے کہ جو کچھ صریح قرآن سے خداوند عالم کی مراد کشف ہو اور وہ ثابت بھی ہو جائے ......کوئی روایت آئے اور اس کی نفی کرے یا نفی قرآن کو جو کہ دلالت قطعی کے ذریعے اس کی نفی ہو چکی ہے ... اس نفی کو روایت میں آکر ثابت کرے ...

ہم یہاں ہر دو روایت نقل کرتے ہیں جو ہمارے لیے میزان قائم کرتی ہیں ...

اول اصول کافی کتاب شھادات میں ہے کہ ایک آدمی گواہی دے اور اس کے ساتھ قسم دی جائے.....

ثقہ جلیل عبدالرحمٰن بن الحجاج سے سند صحیح کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ کہ حکم بن

عتیبہ اور سلمہ بن کہیل (دو علماء اہل سنت) حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے .....اور انہوں نے عرض کیا: ایک آدمی کی گواہی اور قسم کے ساتھ دعویٰ ثابت ہو جائیگا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں......

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ میں اس پر حکم صادر فرمایا تھا......(در مقام فصاوت در حکومت شرعی دعویٰ ایک شخص کی گواہی اور قسم سے ثابت ہو جاتا ہے)

حکم اور سلمہ نے عرض کیا: یہ حکم قرآن کے خلاف ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کس طرح قرآن کے خلاف ہے

انہوں نے کہا کیوں کہ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن میں فرمایا ہے

(وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِنْكُمْ)

''یعنی دو آدمیوں کو جو عادل ہوں اور مومن کو بھی گواہ بناؤ''

آپ علیہ السلام نے فرمایا(کیا دو گواہ بنانے کا مقصد یہ ہے ایک شخص کی گواہی قسم کے ساتھ قبول نہ کرو...... ؟!)

اور اس روایت کو شیخ طوسیؒ نے تہذیب میں بھی نقل کیا ہے۔

دوسری روایت: حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا منی تمام بدن سے خارج ہوتی ہے......

ابو حنیفہ نے عرض کیا..... کس طرح منی پورے جسم سے خارج ہوتی ہے......

درحالانکہ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ (۷سورہ طارق)

''منی سینہ اور صلب سے خارج ہوتی ہے''

(نعوذ باللہ من ذلک اس نے یہ کہا ہے کہ آپ علیہ السلام کا کلام قرآن کے خلاف ہے

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا: آیا خداوند عالم جل جلالہ کا کلام یہ ہے کہ اپنی ان دو جگہوں کے علاوہ کسی اور جگہ سے نہیں نکلتی ہے.....؟!

(اثبات شی نفی ماعدا نمی کند کسی شی کا ثابت ہونا دوسری چیزوں کی نفی نہیں کرتا ہے۔مترجم)

پس ان دو روایات سے مخالف قرآن کا میزان اہل ایمان کیلئے ثابت ہو گیا ہے......

تشخیص: میزان ان لوگوں کیلئے ہے جو علوم و معارف قرآن کے عالم ہیں..... نہ ان کیلئے کہ جو دعائے کمیل جیسی آسان ترین دعا کی عبارت سمجھنے سے قاصر ہیں ..... اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر جھوٹ بولتے ہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دعا کمیل میں فرمایا ہے (الٰھی بربوبیتک توسلی)

یہ عبارت دعا کمیل میں نہیں ہے۔ کیونکہ وہ توسل امیر المومنین علیہ السلام کا انکاری ہے..... گویا وہ ولایت کا انکاری ہے..... خداوند عالم جل جلالہ نے اس کے دل کی آنکھ کو اندھا کر

دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جھوٹ بولتا ہے..... اکثر جھوٹ لکھ کر چھپوا بھی دیتا ہے وہ نسخہ اب بھی میرے پاس ہے..... یہ احسان خداوندی ہے کہ مومنین کے لیے کہ وہ گفتار با اعتبار کو گفتار بے اعتبار سے ممتاز کر سکتے ہیں..... !!

پس معیار اور میزان یہ ہے کہ اخبار اہل بیت علیہ السلام ہر کس و ناکس کے فہم و ادراک کے لیے قرار نہ دو..... اگر وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو فوراً کہے کہ یہ جھوٹ ہے..... قرآن مجید تکذیب کرنے والوں کو اس طرح بے نقاب کر دیتا ہے

(وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ ١١ .احقاف)

ترجمہ: ''کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بھلائی ہو تو آگے اس تک نہ پہنچ جاتے اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوتی تو اب کہیں گے..... کہ یہ تو پرانا بہتان ہے''

جب وہ سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ پہلے والوں کا جھوٹ ہے۔

اور ارشاد خداوندی ہے

(بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِم)

''وہ شیء جو ان کے علم کے احاطے سے باہر ہوتی ہے کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے'' جھوٹے افراد کو خود آئمہ ھدیٰؑ نے اپنی احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ اور

راست گو اصحاب کیلئے ان کے نام بتائے اور انکی توثیق و تحلیل بھی فرمائی ...

بعض اوقات لوگ روایان حدیث کے بارے میں امام علیہ السلام سے دریافت کرتے اور انکی صداقت و وثاقت کے بارے میں پوچھتے ...... کبھی ان کی کتاب کے بارے میں سوال کرتے یا کتاب کو امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرتے امام علیہ السلام اس کی تصدیق یا تکذیب کرتے ...... بزرگان دین جیسا کہ شیخ کلینیؒ، شیخ صدوقؒ، شیخ طوسیؒ، شیخ مفیدؒ نے بہت زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں ...... انھوں نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو قرآن کے موافق ہیں ...... اور بے اعتبار روایات کو انھوں نے چھوڑ دیا ہے ...... احادیث و روایات میں جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ سب قابل اعتبار ہے مگر بہت ہی کم اور نہایت ہی کم جو نہ ہونے کے برابر ہے ... !

اور: وہ روایات جو مقیدات اور مخصمات کے بیان میں وارد ہوئی ہیں وہ آیات مطلقات و عمومات کے مخالف نہیں ہیں ... چاہے وہ اصول دین سے مربوط ہیں ... یا فروع دین سے یا ان کے علاوہ وہ روایات جو احکام و مسائل وضوء غسل اور تیمّم وارد ہوتی ہیں ... وہ ان آیات مطلقہ جو کہ باب وضوء، غسل اور تیمّم میں نازل ہوئی ہیں ...... کی مخالف نہیں ہیں ... اسی طرح احکام نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے معاملات جو کہ کئی ہزار روایات ہیں ... آیات نازلہ کے مخالف نہیں ہیں۔ یہ بات اظہر من الشّمس ہے۔

آیت شریفہ اولی الامر: کہ لفظ عام ہے روایات مخصص کے ساتھ "کہ آئمہ

ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ ہم ہیں اولی الامر" اختلاف نہیں ہے اس کے بعد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہم ہی فقط اولی الامر ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ عموم آیات سے تمسک کر کے کسی اور کو اولی الامر بنادے.....!

آیت شریفہ

(هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ (۷سورہ آل عمران))

کہ تمام تاویل قرآن کو جانتے ہوں۔ یہ لفظ فقط عام ہے اور مراد خاص ہے۔ چنانچہ روایات متواتر میں ہے کہ فرمایا: ہم ہیں راسخون فی العلم اور ہم تاویل قرآن کو جانتے ہیں..........!!

آیت شریفہ

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۵۵ سورہ المائدہ))

لفظ عام ہے اور مراد از مومنون امیر المومنین ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ کسی کو

حق نہیں کہ آیت شریفہ کو غیر از آئمہ ھدیٰ علیہم السلام میں جاری کرے۔اور کسی اور کو ولی مانے

آیت عرض اعمال۔

(وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ)

لفظ عام ہے اور روایات متواتر میں ہے کہ اس سے مراد بارہ اماؑم علیہم السلام ہیں ......اور یہ مخالف قرآن نہیں ہے۔کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ لفظ عام (المومنون) سے استدلال کرے اور غیر از آئمہ ھدیٰ علیہم السلام میں جاری کرے۔اور کہے کہ لفظ عام ہے اور دیگر کو بھی شامل ہے۔

آیت تطھیر: آیت تطھیر میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا لفظ اہل بیت علیہم السلام عام ہے...... ۔تمام زوجات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شامل ہے......اور وہ اس آیت میں شامل ہیں...... بلکہ ماننے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ آیت میں اہل بیت علیہ السلام سے مراد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ علیہا السلام حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام ہیں۔

آیت خمس: آیت خمس میں ذوالقربیٰ ویتامیٰ مساکین کے متعلق ہے۔سادات وغیر سادات کو شامل ہے۔چنانچہ اسے روایات میں بنی ہاشم کے ساتھ مختص کیا گیا ہے۔ کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ ظاہر آیت سے استدلال کرتے ہوئے غیر بنی ہاشم کو شامل کرے۔

آیت دعا حضرت سلیمان علیہ السلام: آپ علیہ السلام نے عرض کیا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِی وَهَبْ لِی مُلْكًا لاَیَنْبَغِی لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِی إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (۳۵)

پروردگارا مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو بھی نہ ملا ہو۔

حضرت موسیٰ ابن جعفر صلوٰۃ اللہ علیہما نے فرمایا:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ مراد تھی کہ میرے بعد یہ نہ کہے یہ ملک میں نے ظلم و جور سے حاصل کیا ہے.........!! بلکہ واضح ہے کہ وہ ملک عطائے خداوندی تھا ......پس یہ روایات آیات شریفہ کے مخالف نہیں ہیں......بلکہ یہ روایت حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقصود بیان کرتی ہے......بعض اوقات قرآن کا ظاہر اصلاً مراد ہی نہیں ہوتا ہے......اگر یہ آیت امام علیہ السلام کے کلام میں آئے اور وہ ہمیں درس دیں...... کہ ظاہر آیت مراد خداوندی نہیں ہے...... جب بھی امام علیہ السلام مراد خداوند عالم جل جلالہ کو ظاہر کریں......اور معین کریں تو کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے......کہ وہ ظاہر لفظ کی طرف دیکھے اور اس سے کوئی اور معنی و مطلب نکالے......!

روایات: بہت زیادہ ہیں عوالم کی شرح اور مخلوقات کی تعداد میں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی قرآن کی مخالف نہیں ہے بلکہ قرآن کے موافق ہیں اور کلمہ ''عالمین'' کی شرح ہے جو سورہ حمد اور قرآن مجید میں کئی مرتبہ وارد ہوا ہے......

روایات:

جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیب علم کو ثابت کرتی ہیں وہ بھی قرآن کے مخالف نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک کے موافق ہیں۔ سورہ آل عمران کی آیت ۱۷۹

مَا كَانَ اللهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ

خداوند عالم جل جلالہ عالم الغیب ہے اور وہ اپنے عیب پر کسی کو بھی آگاہ نہیں کرتا مگر اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جسے وہ پسند کرتا ہے......!!

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسندیدہ خدا ہیں..... خداوند عالم نے انہیں غیب کی تعلیم دی ہے..... جیسا کہ اس بات کو روایات صریحہ نے بیان کیا ہے۔ ہم نے اپنی کتاب مقام قرآن وعترت میں شرح بیان کی ہے..... اور وہ آیات جو بادی الرئی میں اس کے خلاف نظر آتیں ہیں۔ اور ان سے یہ ثابت ہوتا کہ غیب کے ساتھ مختص ہے پس ضروری ہے کہ نہایت ہی غور وفکر سے ان آیات اور روایات کو جمع کرنا ہوگا ......انسان کے لیے ضروری ہے کہ تمام آیات اور بیان عترت پر ایمان رکھے چنانچہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا ہے نئی مراد از غیب (کہ کوئی بھی نہیں جانتا) علم قیامت ہے پس اول آیت سورہ جن کی جو کہ مذکور ہو چکی ہے دلالت کرتی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم قیامت یا علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے..........!! ہم نے

اس بات کو اپنی کتاب مقام قرآن وعترت میں مفصل بیان کیا ہے.........!! جو شخص مریض نہیں ہے اور (اس کا عقیدہ سالم ہے) وہ وہاں مراجعہ ضرور کرے۔ یہاں پر بھی ہم انشاء اللہ روایات اور آیات نقل کریں گے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب کو ثابت کریں گی.........

ان میں سے چند آیات درج ذیل ہیں جو علم غیب امام پر دلیل ہیں۔

آیت شریفہ:

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۷۵) سورہ نمل

کوئی بھی غیب آسمان وزمین میں ایسا نہیں ہے کہ جس کا علم کتاب مبین میں نہ ہو.....!

سورہ انعام، آیت (٦) :

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ

(کوئی دانہ زمین کی تاریکی میں تر وخشک ایسا نہیں ہے مگر وہ کتاب مبین میں ہے)

سورہ سبا: آیت (۳)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّي

لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَايَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَافِي الْأَرْضِ وَلَاأَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَاأَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

کوئی چھوٹی شی ذرہ ہے یا بڑی ہے مگر اس کا علم کتاب مبین ہے۔

کتاب مبین کیا ہے......؟ یہ قرآن مجید ہے۔

سورہ یوسف ۔

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (١) إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٢)

" اے محمد! یہ آیات مبین ہیں ہم نے ان کو (بزبان) عربی نازل کیا ہے"

سورہ زخرف ۔

حم (١) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (٢) إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٣)

"حم ۔ کتاب مبین کو ہم نے اسے قرآن عربی قرار دیا ہے۔"

سورہ دخان

حم (١) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (٢) إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ (٣)

"ہم نے کتاب مبین کو شب مبارک یعنی شب قدر میں نازل کیا ...... !"

سورہ نحل آیت (۸۹)

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

''ہم نے تمہارے اوپر کتاب کو نازل کیا کہ اس میں ہر شئی کا بیان اور ہر شئی کا علم ہے''

ارشاد رب العزت ہے ۔

وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم مَّا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِن شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (۳۸)

ہم نے کسی بھی چیز کو کتاب میں نہیں چھوڑا ہے۔

یعنی یہ علوم تمام لوگوں کی دسترس میں نہیں ہیں مگر بعض افراد یعنی وہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳ رعد)

میرے اور تمہارے لیے ایک خدا گواہ ہے اور ایک وہ ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

چنانچہ بہت زیادہ روایات عامہ اور خاصہ سے نقل ہوئی ہیں اور اس سے مراد

آئمہ علیہ السلام بھی ہیں

ہم نے یہ بات تفصیل کے ساتھ مقام قرآن وعترت میں بیان کی ہیں..........!!

ان روایات: سے معلوم ہے کہ کتاب مبین یہی کتاب صامت ہے اور وہ قرآن مجید ہے۔اور علم قرآن کتاب مبین ناطق کے پاس ہیں اور وہ امام علیہ السلام ہیں۔

وسائل الشیعہ (کہ مورد اعتماد تمام علماء ومجتہدین ہے) کتاب قضاء باب ۸ حدیث ۱۲ امیر المومنین علیہ السلام سے حدیث نقل ہوئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

یہ قرآن کریم کتاب صامت خدا ہے اور میں خدا کی کتاب ناطق ہوں۔

اصول کافی ۔باب مولا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۔ایک حدیث مفصل ہے کہ ایک عالم نصرانی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے چند سوالات پوچھے ان میں سے تفسیر **حم والکتاب المبین** کے بارے میں بھی دریافت کیا......!! اور کتاب مبین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں..........!!!

حقیر کہتا ہے کہ کتاب مبین ظاہر میں قرآن مجید ہے اور باطن میں کتاب مبین امام مبین علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہیں..........!

تفسیر عیاشی: میں ثقۃ الجلیل القدر نے سورہ انعام کی تفسیر میں حسین بن خالد سے حدیث نقل کی ہے کہ امام صادق علیہ السلام سے میں نے دریافت کیا اس آیت

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ

وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۵۹ :انعام)

قبل از اس کہ آپ علیہ السلام تفسیر فرماتے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ کتاب مبین کیا مراد ہے.....؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یعنی ''امام مبین ''

روضہء کافی ۔ میں ابی الربیع شامی نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا تمام (علوم) (قلب) امام مبین میں ہیں ۔

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں فرمایا کہ امام کتاب مبین کی تفسیر ہے ۔یعنی کتاب مبین سے مراد آئمہ ھدیٰ ہیں جیسا کہ عامہ وخاصہ نے (و کل شیء احصینا ہ فی امام مبین) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ہے ''امام مبین''

احتجاج طبرسی: میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے حدیث نقل ہوئی ہے اس ضمن آپ نے فرمایا، خداوند متعال نے تمہارے صاحب (مالک) امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳ رعد) (1)

اور فرمان خداوندی ہے

وَلاَرَطْبٍ وَلاَيَابِسٍ إِلاَّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۵۹:انعام)

اس کتاب مبین کتاب کا علم حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہے

کتاب کی آیات الآئمہ علیہم السلام میں

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلاَّ عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۶ هود)

اخبار کثیر از اہل بیت علیہم السلام میں مرقوم ہے کہ کتاب مبین سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں اور یہ حضرات کائنات عالم کی ہر شی کے عالم ہیں۔

حقیر کہتا ہے کہ بس کتاب مبین کے تمام علوم آپ علیہ السلام کے پاس ہیں لہذا آپ علیہ السلام کتاب مبین اور امام مبین ہیں۔ کہ ہر شی کا علم خداوند عالم نے آپ علیہ السلام کے پاس رکھا ہے۔ جیسا کہ سورہ یٰسین میں ہے

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (۱۲ :سوره يسن)

''ہر شی کو امام مبین میں احصا کیا گیا ہے''

اس آیت کی تفسیر اور دوسری روایات انشاءاللہ بعد میں بیان کی جائیں گی،

تفسیر قمی میں اس آیت

(الــم (۱) ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیهِ هُدًی لِلْمُتَّقِینَ (۲)سورہ بقرہ

کی تفسیر ابوبصیر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ کتاب امیر المومنین علیہ السلام ہیں کہ جن میں نہیں ہے اور آپ علیہ السلام اپنے شیعوں کے راہنما ہیں......!!

حقیر کہتا ہے کہ: یہ تاویل تنزیل کی مخالف نہیں ہے۔ظاہر باطن کا منافی نہیں ہے اس ظاہر قرآن صامت اور باطن کتاب ناطق خدا امیر المومنین علیہ السلام ہیں ۔آپ علیہ السلام کے قلب مقدس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے......... یا ہر شخص اگر عقل وانصاف کی نگاہ سے آپ علیہ السلام کی سیرت کو دیکھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ علیہ السلام کی ذات عین حق ہے اور آپ علیہ السلام نے بھی دنیا پرست لوگوں سے فرمایا تھا کہ...... بتحقیق تم لوگ یہ جانتے نہیں ہو کہ...... حق میرے ساتھ ہے

احقاق الحق جلد ۷ ص ۵۹۵ اور ملحقات احقاق الحق میں ینابیع المودۃ سے نقل کیا گیا

---

(۱) علمائے اہل سنت نے لکھا ہے من عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ؛قواعد الاسلام ص ۱۷۔فاضل ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔تفسیر فاضل اسماعیل سدی نے ایک روایت بیان کی ہے فاضل نطنزی نے کتاب خصائص میں محمد بن حنفیہ سے روایت نقل کی ہے۔ابن مغازلی نے مناقب۔اور ابونعیم نے نزول میں نقل کیا ہے۔

ہے صفین میں اہل شام نے کہا کہ قرآن پاک کو حاکم بنائے تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ''میں قرآن ناطق ہوں''

خطبہ وسیلہ جو کہ روضہ کافی میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا

فانا الذکر الذی عنه ضل و السبیل الذی عنه مال و الایمان الذی به کفر و القرآ ن الذی ایاه هجر والذین الذی به کذب و الصراط الذی عنه نک الخ

میں وہ ذکر ہوں کہ جس کو چھوڑ کر لوگ گمراہ ہو گئے ... میں وہ سبیل الٰہی ہوں کہ جس سے لوگ منحرف ہو گئے ... میں وہ ایمان ہوں کہ جس سے لوگ کافر ہوئے ہیں ... میں وہ قرآن ہوں جسے چھوڑ دیا گیا ہے ... میں وہ دین ہوں جس کی تکذیب کی گئی ہے ...... اور میں وہ صراط ہوں جس سے دوری کی گئی ہے ......!!

یہ چھ کلمات (ذکر، سبیل، ایمان، قرآن، دین اور صراط) حضرت نے اپنے آپ کی ان کے ذریعے توصیف بیان کی ہے۔ ان میں سے ہر ایک آیت خدا کی طرف اشارہ ہے۔ کہ باطن قرآن میں اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہی ہیں ......!!

محدث قمی نے سفینۃ البحار اور حقیر نے مستدرک، سفینۃ البحار میں ان کلمات کی خاصی تشریح کی ہے۔ یہاں پر ہمارا شاہد حضرت کا وہ کلام ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میں وہ قرآن ہوں کہ جسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ پس آپ کتاب مبین اور قرآن ناطق ہیں۔

یہ آیت کریمہ

هَـذَا كِتَـابُنَا يَنطِقُ عَلَيْكُمْبِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۲۹ سوره الجاثيه)

قرأت اہل بیت علیہم السلام میں ینطق صیغہ مجہول کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اصول کافی میں فرمایا ہے کہ قرآن مبین نہ بولا ہے اور نہ ہی بولے گا......!! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام قرآن سے بولتے ہیں

گذشتہ بیان سے واضح ہو گیا کہ کائنات عالم کی ہر شیء کا علم خداوند عالم جل جلالہ نے قلب مقدس امیر المومنین علیہ السلام میں قرار دیا ہے۔ سورہ یٰسین میں ہے کہ

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِين (۱۲ :سوره يسن)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام نے ان روایات کی تائید کی ہے جو بعد میں انشاءاللہ بیان کی جائیں گی۔

اس مریض مصنف پر تعجب ہے کہ جس نے اپنی جانب سے لوگوں کو جہنم کی طرف دھکیلا ہے۔ اس نے ان آیات اورا حادیث واردہ سے چشم پوشی کر لی ہے...... اپنی ناقص سوچ وفکر کی وجہ سے اپنے آپ کو عترت علیہم السلام سے مستغنی سمجھتا ہے۔ اس نے آیت مشابہات کے ظاہر سے تمسک کیا ہے۔ اس نے اہل بیت علیہم السلام کی عصمت و طہارت کی تفسیر پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اور دوسرے لوگوں کی باتوں پر اس نے اعتماد کیا ہے۔ اگر اسکی مرض کے خلاف کوئی روایات آجائیں تو وہ کہتا ہے یہ ضعیف

ہے ......! یہ غالیوں کی روایت ہے ۔یا یہ تاویل ہے اورہمیں تاویل سے کوئی سروکارنہیں ہے...... مجھے خوف ہے کہ یہ جاہل شخص کہیں انبیاء علیہم السلام آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی عصمت کا منکر نہ ہوجائے اور کہے کہ ظاہر آیت یہ ہے کہ پیغمبران سے وقوع گناہ ممکن ہے۔اور عصمت والی روایات قرآن کے خلاف ہیں۔کوئی کہتا ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہ السلام نے اپنی دعاؤں میں خداوند عالم جل جلالہ سے خود کہا ہے "انت العالم و انا الجاهل "نعوذ باللہ جاہل کس طرح امور عالم کا متحمل ہوسکتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ یہ بے وقوف شخص حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے بارے میں

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (١٦ القصص)

''اور خدا کی بارگاہ میں عرض کی (موسی علیہ السلام) اور کہا اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت فرما: پس تو مجھے دشمنوں سے پوشیدہ فرما بے شک تو بخشنے والا ہے''

یہ نہ کہے کہ ظالم کس طرح پیغمبر بن گیا ہے۔وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا منکر ہوجا ئے گا۔ بلکہ وہ اصلاً رسالت وامامت کا منکر نہ ہوجائے۔اس قسم کے افراد بہت زیادہ ہیں خداوند عالم جل جلالہ مومنین کو شرِ شیاطین سے محفوظ فرمائے۔آمین.....!

قرآن کریم میں بہت سی جگہ پر خداوند عالم جل جلالہ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ وہ قرآن کے تابع رہیں.....

قرآن کریم میں ہے کہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

"خدا، رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہے"

اولی الامر سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں چنانچہ یہ اپنے مقام پر دلیل، عقل و نقل اور روایات متواترہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور قرآن پاک کا یہ حکم بھی ہے کہ اختلافی مسائل میں اولی الامر سے رجوع کرو تا کہ تمہارے اختلافات ختم ہو جائیں.....

قرآن کریم میں ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِين (۱۲ :سورہ یسن)

ہر شے (قلب مقدس) امامِ مبین میں بند کر دی گئی ہے۔

قرآن کریم میں ہے کہ

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْلاتَعْلَمُونَ (۷سورہ انبیاء)

"اہلِ ذکر سے سوال کرو اگر تم نہیں جانتے"

اور "ذکر" قرآن مجید میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا ہے۔ اور اہلِ ذکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلِ بیت علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ روایات متواتر میں ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے خود فرمایا ہے کہ ہم اہلِ ذکر ہیں جو کچھ پوچھنا چاہو ہم سے پوچھو۔

قرآن پاک: میں ہے کہ سورۃ ال عمران خدا اور راسخون فی العلم قرآن کی تاویل کو جانتے ہیں۔اور راسخون فی العلم آئمہ ھدیٰ علیہ السلام ہیں۔

قرآن پاک: سورۃ دخان

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ نَّا كُنَّا مُنذِرِينَ

اثباتِ شب قدر کرتے ہیں اور شب قدر میں ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں۔ ہر شے کی تقدیر خداوند عالم جل جلالہ کی طرف سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ کتب شیعہ و اہلسنت میں بہت زیادہ روایات ہیں کہ کل امور یا ہر شے کی تقدیر وارد ہوئی ہے اور اس سے مراد موت، بلا، آفات، مرض، رزق اور چھوٹے سے ذرے سے لے کر بڑے تک کی تقدیر متعین ہوتی ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ سب کچھ پیش ہوتا تھا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ الٰہی سے ہر شے کو جانتے تھے اور یہ بھی فریقین کی روایات میں ہے کہ شبِ قدر پیامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی ہے۔ .....اور روایات وافرہ شیعہ میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ملائکہ اور روح حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ علیہ السلام کے بعد دوسرے آئمہ علیہ السلام پر نازل ہوتے ہیں۔ یہ تمام تقدیراتِ کائنات کو بطور تفصیل امام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔.. آیا کوئی شخص اس کا انکار کر سکتا ہے.....؟!

اگر وہ شخص شیعہ نہ ہو آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، روایات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا منکر ہے۔ وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو مانتا ہے کہ شبِ قدر تمام تقدیراتِ عالم کل سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں.....

اگر سورۃ ال عمران کی آیت اور سورۃ جن کی آیت کو مانتا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ اور پسندیدہ ترین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں..... علمِ غیب کے لیے۔ اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل سمجھتا ہے تو ضروری ہے..... کہ انہی روایات پر بھی ایمان لائے جن میں یہ ہے کہ ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین و آسمان کی ہر شے دکھائی..... !!

دوم: آیت قرآن میں ہے کہ تمہارے اعمال خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں۔ (سورۃ براۃ)

آیا جو شخص اپنے آپ کو قرآن کا پیروکار سمجھتا ہے وہ ان آیات پر کیوں ایمان نہیں لاتا.....؟

ان آیات سے وہ چشم پوشی کیوں کرتا ہے؟ فقط قرآن کی ایک آیت متشابہ کو پکڑ کر یہی کہتا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منافق ہمسائیوں کی کوئی خبر نہیں ہے۔

آیا یہ مریض ہے یا جاہل ہے؟ کیا یہ اس آیت اور دیگر آیات کو جمع نہیں کر سکتا؟ اور کہے کہ یہ آیت **لا تعلمھم** اس آیت کو

(وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لاتَعْلَمُونَ (٦٦ال عمران)

"اور بے شک اللہ جل جلالہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"

کی طرح ہے...... یعنی تم بذاتِ خود عالم نہیں ہو جو کچھ تم جانتے ہو وہ احسانِ الٰہی اور تعلیمِ الٰہی ہے۔ یا علمِ عرف بشری کہ اسباب ظاہری سے حاصل ہوتا ہے یہ علم (الٰہی) ممکن نہیں ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص ملکوتِ آسمان و زمین کو دیکھے اور چشمِ نبوت ﷺ سے اعمال بھی دیکھ لے کہ وہ ہمسائے منافقین کے اعمال سے بے خبر ہو.........؟!

آیا کس طرح یہ جاہل اس آیت

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ

(٦٩:سورہ ص)

پر ایمان لاتا ہے اور دوسری آیات کو چھوڑ دیتا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (٨٥ :البقرہ)

یہ مریض: اس آیت

وَ کَفٰی بِهٖ بِذُنُوبِ عِبَادِهٖ خَبِیرًا (۵۸ فرقان)

ایمان لایا ہے اور کہتا ہے کہ لوگوں کے گناہوں کی آگاہی و بینائی خداوند عالم جل جلالہ کے ساتھ مختص ہے۔ غیر از خدا جل جلالہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام علیہ السلام لوگوں کے گناہوں سے بے خبر ہیں۔ اور یہ جاہل اس آیت

(وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَکُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۱۰۵)

پر ایمان ہی نہیں رکھتا اور اس سے کفر کرتا ہے۔ اس آیت میں خداوند عالم جل جلالہ کا واضح ارشاد ہے کہ خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنون (آئمہ ھدیٰ علیہ السلام) تمہارے اعمال دیکھتے ہیں۔ آیا اعمال دیکھنے سے باخبر ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ جی ہاں ہو سکتے ہیں.....

آیات: ان ادری، وما ادری، ولا تدری، وما ادریک ،

کو جمع کر کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاعلمی ثابت کرتا ہے۔ حیف ہے ایسے مسلمانوں پر جو مخالفین کے تابع اور ان کے پروردہ ہیں۔ خداوند عالم جل جلالہ نے قرآن کریم میں ان کا بہترین تعارف کرایا ہے

(فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ (۷سورہ آل عمران)

جن کے دلوں میں شک ہے.........!!

آیا صحیح ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برخلاف قرآن ودستورات خود عمل کرتے ہیں؟

قرآن سورۃ براۃ میں ہے کہ

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ وَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۶۱ سورہ توبہ)

منافقین کہتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے والے کان ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے وہ بڑے ہی اچھے سننے والے کان ہیں۔ وہ خدا کی بھی تصدیق کرتے ہیں اور مومنین کی بھی۔ اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے تم میں سے۔ اور وہ لوگ جو تکلیف دیتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو ان کے لیے دردناک عذاب ہے“

یہ: اس وقت آیت نازل ہوئی جب ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام باتیں منافقین کو بتا دیتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اصل واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ تو نے ہماری باتیں منافقین کو بتائی ہیں۔ اس شخص نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ آپؐ نے ظاہری طور پر اس کی بات قبول کر لی۔

یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اور روایات مبارکات میں اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ مومنین، مومنین کی تصدیق کریں۔

اس آیت سے یہ بھی استفادہ ہوتا ہے کہ یہ خداوند عالم جل جلالہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صفت بیان کی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح فرمائی ہے کہ

(قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُم)۔

پس ظاہری طور پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فریضہ یہ ہے کہ خلق خدا سے مدارا کرے اور ان کا عذر قبول کرے۔ ...... وہ افراد جو ظاہری طور پر ایمان لائے اور انہوں نے کلمہ شہادتین بھی زبان پر جاری کیا ہر چند باطن میں اس کے معتقد نہ ہوں، اسلام کے ظاہری احکام نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ ان پر جاری ہوں گے۔ اور ان کی گفتار کی تصدیق کرنی چاہیے۔ کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ ظاہری پر مامور ہیں..... اور مقام باطنی نبوت ورسالت پر مامور نہیں ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

(قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردار و گفتار میں بشریت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔اور اپنی امت کے ساتھ معاشرت میں عام بشر کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔مگر معجزہ کے وقت اور قرآن کے ذریعے اسی روش کو آگے لے آنا چاہتے ہیں۔شب معراج خداوند عالم جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا (یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارِ خلقی) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری مخلوق سے مدارا کرو۔

پس قرآن مجید میں ہے کہ

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَاتَجَسَّسُوا وَلَایَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا أَیُحِبُّ أَحَدُکُمْ أَنْ یَأْکُلَ لَحْمَ أَخِیهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ تَوَّابٌ رَحِیمٌ

(۱۲ حجرات)

یعنی تجسس نہ کرو۔اور ایک دوسرے پر بُرے گمان نہ کیا کرو...

اور یہ بھی حکم ہے کہ مومنین کی تصدیق کرو۔مومنین وہ ہیں جو ظاھراً ایمان لائے ہیں اگر چہ باطناً معتقد نہ بھی ہوں اور خطاب

یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا

انہیں بھی شامل ہوگا جنہوں نے ظاہری طور پر دعوتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبول کیا ہے۔اور یہ بھی حکم ہے کہ ایک دوسرے کا عذر قبول کرو... اور یہ بھی امر ہوا

ہے کہ اظہارِ گناہ حرام ہے... اگر کوئی شخص گناہ کرے اور اسے پوشیدہ رکھے تو کوئی اور دوسروں کو اس کے گناہ کے بارے میں نہیں بتا سکتا۔ اگر دوسرے لوگوں کے سامنے جو کسی مومن کا گناہ نہیں جانتے اس کی شکایت کی جائے تو یہ غیبت ہے... اور یہ بھی اس کے ساتھ برابر کے مجرم ہیں کہ انہوں نے بُرے کام کو ظاہر کیا ہے اور اس کا اعلان کیا ہے...... اگر کوئی کسی کو زنا کی نسبت دے تو اس پر حد جاری کی جائے اگر چہ واقع میں اس شخص نے زنا نہ ہی کیا ہو۔ مگر یہ کہ چار عادل گواہ ہوں اگر چار عادل گواہ نہ ہوں تو یہ لوگ (زنا کی نسبت دینے والے اگر چہ سچے بھی ہوں لیکن گواہ نہ ہوں) خدا کے نزدیک جھوٹے شمار ہوں گے۔......!!

پس خدا نے خود حکم دیا ہے کہ اگر مومن کوئی عذر پیش کرے تو سننے والا اگر مانع شرعی نہ رکھتا ہو تو اسے قبول کرنا چاہیے۔ اسے مومن کو جھٹلانا نہیں چاہیے خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام نے بھی اس دستور پر عمل کیا ہے..........!!

بنا برایں: بنیاد قصہ ابو براء جو کہ بنی عامر کا سردار تھا۔ (یہ واقعہ مورخ سُنی نے نقل کیا ہے) وہ مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ...اور اس نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند لوگ نجد میں تبلیغ دین کے لیے بھیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چالیس لوگوں کو بھیجا۔ جوں ہی یہ صحابی نجد پہنچے تو نجدیوں نے سب کو شہید کر دیا۔ اگر یہ تاریخ سچ ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر پر مامور تھے۔ اور علمِ باطن پر معمور نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہراً انہیں بھیجا اور وہ لوگ راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ وہ اس دارِ

فانی۔سے دارِ بقا کی جانب روانہ ہو گئے......!!

ہم یہ بھی: کہیں گے کہ حساب باطن میں ان چالیس لوگوں کی عمر بھی خدا جل جلالہ نے معین فرمائی تھی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب میں جانتے تھے کہ ان افراد کی موت اسی طرح ہوگی اور خدا نے اسی طرح تقدیر لکھی ہے۔ کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقدیرِ خدا جل جلالہ سے بھاگتے......؟! اور انہیں نہ بھیجتے آیا قضاو قدرِ الٰہی سے فرار ممکن ہے......

مثلاً حضرت خضر علیہ السلام باطن پر مامور ہیں اور اس لڑکے کو قتل کیا اور وہ کام انجام دیئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر پر مامور تھے اس لیے حضرت خضر علیہ السلام کے ہر کام پر اعتراض کرتے تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطنی طور پر جانتے تھے کہ ان کی موت اس طرح ہوگی۔ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقدیرات سے فرار پر مامور نہیں ہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ تقدیر کے مطابق چلیں......!!

نہایت تعجب ہے: یہ احمق روایاتِ عامہ اور خاصہ میں تمیز نہیں کر سکتا......!! جو روایاتِ خاصہ اس کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتی ہیں ان کو رد کر دیتا ہے اور جو روایاتِ عامہ اس کی مرضی کے مطابق ہوتی ہیں انہیں قبول کر لیتا ہے۔ وہ تفسیر قمی، تفسیر برہان اور تفسیر نور الثقلین کو صحیح نہیں سمجھتا ہے۔ اور ان پر توجہ ہی نہیں دیتا ہے ...... !! اور ان کی طرف رجوع ہی نہیں کرتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر مراجعہ بھی کر لے تب بھی نہیں سمجھتا ہے۔ اسے آیاتِ افک کا پتہ بھی نہیں چلتا ہے جو کہ سورۃ نور میں ہے۔ علماء

عامہ کہتے ہیں کہ عائشہ کی تطہیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے.....!! وہ کہتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق میں لشکرِ اسلام نے کوچ کر لیا لیکن عائشہ اپنے گلوبند کی تلاش میں پیچھے رہ گئی اور صفوان نامی شخص نے اسے مدینہ پہنچایا.....! منافقین نے ان کے بارے میں باتیں بنائیں تو آیات افک نازل ہوئیں.....!!

روایات خاصہ: میں ہے کہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب خاطئہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابراہیم علیہ السلام پر روتے ہیں اور یہ ابراہیم علیہ السلام جریح قبطی کا فرزند ہے اس جھوٹ کی ماریہ قبطیہ کی طرف نسبت دی تو یہ آیات نازل ہوئیں۔اور تمام امت کو حکم کلی دیا گیا..... !

یہ آیت شریفہ

یَـاأَیُّهَـا الَّذِینَ آمَنُوا إِنْ جَائَکُمْ اسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَیَّنُوا أَنْ تُصِیبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِینَ (٦ حجرات)

(اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے آئے تو اس کی تصدیق کر لیا کرو)

بھی اس مورد میں نازل ہوئی۔تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاطئہ کا جھوٹ جانتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کو اس کے قتل پر بھی اس کے ظاہری جھوٹ کے پیشِ نظر مامور کیا۔تاکہ دوسروں کے لیے جھوٹ عیاں ہو جائے۔اور اگر اس کے قتل کا قطعی حکم ہوتا تو یقیناً وہ ضرور قتل ہوتا اور یہ حکم اس لیے تھا کہ شاید خاطئہ توبہ کر لے

اور اپنے قول پر نادم ہو

جائے...... !!

لیکن وہ اپنے قول سے نہیں ہٹا اور ایک شخص مومن کے قتل سے (جرتح) خوف زدہ بھی نہ ہوا اور اس کے لیے یہ بات ناگوار نہ تھی۔ جیسا کہ تفسیرِ قمی سے امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ (سورۃ نور، سورۃ حجرات)

اگر بنا یہ ہو کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علمِ رسالت کے ذریعے لوگوں سے میل جول رکھیں اور ہر شخص کے باطن کے ذریعے اس سے سلوک کریں تو اکثریت لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہو جائے گی۔ اور اکثر اوقات مسجدیں تنہا ہوں اور ہمیشہ وہ نالاں رہیں۔ اور اکثریت امت پر لعنت کریں۔ اس وقت اسلام کی کوئی پیش رفت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ بات واضح ہے اور اس کی تشریح مصلحت کے منافی ہے۔ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم لوگوں کے باطن اور ان کے مستقبل سے مربوط نہیں ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات پر مامور نہیں ہیں کہ اپنے اور لوگوں کے امور میں علمِ رسالت سے کام لیں مگر بعض اوقات جب مصلحت ہوتی ہے تو معجزہ کے طور پر علمِ رسالت کو ظاہر کرتے ہیں...... !!

مثلاً یہ بات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں ہے کہ فلاں وقت معین میں زینبؓ بنت جحش میری زوجہ ہوگی اور فلاں وقت میں زیدؓ اسے طلاق دے گا اور خداوند عالم نے بھی ایک آیت میں جائز قرار دیا ہے کہ انسان اپنے منہ بولے بیٹے (جو اس کی

نسل سے نہ ہو) کی طلاق شدہ عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ اس حکم کے اثبات کے لیے زیدؓ نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور عدت کے پورے ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاتون سے شادی کی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطنی علم یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیدؓ کے گھر کے قریب سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خداوند عالم جل جلالہ کی تنزیہ مشرکین کی اس بات سے کہ جو خداوند کے لیے کہتے ہیں...... ملائکہ خداوند عالم جل جلالہ کی بیٹیاں ہیں جب زیدؓ گھر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے یہ بات سنی تو اس نے یہ سوچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے شادی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی کہ عدت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے شادی کر لیں۔

زیدؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے طلاق نہ دو بلکہ اپنے پاس رکھو۔ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیتے ٹھیک ہے تو لوگ یہ کہتے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منہ بولے بیٹے سے یہ کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو اور پھر اس سے خود شادی کر لی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے طلاق نہ دو لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہ جانتے تھے کہ وہ زینبؓ کو طلاق دے گا اور اسے خدا نے میری بیوی بنانا ہے......!!

آیا: یہ صحیح ہے کہ چونکہ ان کے علم میں تھا کہ زینبؑ آپؐ کی ہمسر بنے گی لہذا شادی سے پہلے زوجیت والے احکام جاری نہیں کیے یہ بات نہایت ہی واضح ہے........!!

آیا: وہ لوگ جو اسلام کے بعد مرتد ہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی دنیا میں موجود نہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر ارتداد کے احکامات جاری نہیں کیے تھے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں تھا کہ وہ میرے بعد مرتد ہو جائیں گے لہذا وقت سے پہلے احکامات جاری نہ فرمائے.....!!

آیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے ارتباط نہیں رکھا کہ جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت علیہ السلام پر ظلم وستم کریں گے ....! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کیا ہے ؟! کیا ان کو مسجد سے نکالا ہے ؟

کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ظاہری ایمان قبول نہیں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی ان کو دیکھتے تھے تو اس مصیبت عظمیٰ کو یاد کر کے گریہ وزاری کرتے. !! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اس بات کا موجب نہیں بنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لوگوں کو اپنے آپ سے دور رکھیں اور ارتداد کے احکامات ان پر جاری کریں۔

اور ان سے دشمنی کریں مثلاً زبیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی اور جناب

خدیجہ علیہا السلام کا بھانجہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور بہت زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضرت علی علیہ السلام کی مدد کیا کرتا تھا۔ اور حقوقِ اسلام اور حقوقِ مسلمین کا دفاع کرتا تھا۔ ایک جنگ میں اس کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی پر اپنے دستِ مبارک پھیرا تو وہ بہترین تلوار بن گئی اور وہ اس سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے آئندہ کے حالات سے واقف تھے اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ زبیر مرتد ہو جائے گا اور جنگِ جمل میں آپ علیہ السلام کے مقابلے میں جنگ کرے گا۔

کیا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کہ اپنے باطنی علم کے ذریعے اس کا مستقبل جانتے تھے...... ؟! تو ان حضرات نے اپنے علم واقعی کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں رکھا بلکہ بعض دین کی خدمات کو اس کے سپرد کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اور بیس آدمی دیگر بھیج کر بادشاہ (دومتہ الجندل) کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسے حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دفن کے وقت کے لیے بلایا.......... !!

یہ: علمِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام زبیر کے مستقبل پر اثر انداز نہیں ہوا. ! جب تک وہ فی الواقع مرتد نہیں ہوا احکام ارتداد اس پر جاری نہیں

ہوئے اور اس سے آپ حضرات نے رابطہ بھی منقطع نہیں کیا۔......اور دوسروں کی طرح اس سے بھی مساوی سلوک کرتے تھے۔ ہماری یہی مراد ہے کہ ہم نے عرض کیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام ظاہری طور پر مامور ہیں اور باطن پر مامور نہیں ہیں۔(1)

کیا: امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام بنی عباس کی سفاکیوں سے مطلع نہیں تھے......؟! لیکن ان کی دشمنی کے ظہور سے پہلے ان حضرات نے ان سے دشمنی نہیں کی ہے.....؟

کیا: یہ ممکن ہے کہ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ چوری کرے گا لیکن ابھی تک اس نے چوری نہیں کی ہے تو اس پر چوری والے احکام جاری کیے جا سکتے ہیں......؟! ہرگز نہیں!

کیا: یہ ممکن ہے کہ ایک شخص ابھی تک احرام حج یا عمرہ سے محرم نہیں ہوا کیا اس پر محرم والے احکامات جاری کیے جا سکتے ہیں.....؟

کیا: وہ مجرم و جانی جس سے ابھی تک جرم اور جنابت صادر نہیں ہوئی اس پر احکام مجرم و جانی جاری ہوں گے...!

(1) حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے قاتل کے ساتھ قاتل والا سلوک نہیں کرتے تھے بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قتل سے پہلے قصاص جائز نہیں ہے۔

کیا :احکام حائض اس عورت پر جاری ہوں گے جو ابھی تک حائض نہیں ہوئی ہے.... ؟!

کیا: احکامِ خائن اس شخص پر جاری ہوں گے جس نے ابھی تک خیانت نہیں کی اور بعد میں خیانت کرے گا؟ پس ان افراد کے جرم و جنابت کا علم اس وقت تک موثر نہیں جب تک ان افراد سے جرم سرزد نہ ہو۔ شریعت نے اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دی کہ جرم کرنے سے پہلے کسی کو سزا دی جائے.... !!

پس: وہ چند لوگ کہ جنہیں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنی حکومت کے دوران بعض شہروں کا والی بنایا تھا۔ وہ لوگ بعد میں خیانت کار بنے۔ حضرت کو علم تھا کہ وہ لوگ خیانت کریں گے.... اس بات پر مامور نہیں تھا کہ جرم سے پہلے ان پر حکم کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام باطن پر مامور نہیں تھے۔ جیسا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ؑ زبیر کے ارتداد کو جانتے تھے لیکن علمِ باطن پر مامور نہیں تھے ....

تو یہ بات بھی جائز نہیں ہے کہ کوئی شخص مستقبل میں خیانت کرے اس پر ابھی سے احکامِ خائن جاری کیے جائیں۔

اسی طرح: حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام نے زیاد بن مروان اور علی ابن ابی حمزہ بطائنی کو اپنا وکیل قرار دیا۔ ان سے کسی قسم کا جرم و خیانت صادر نہیں ہوئی لیکن علمِ امامت باطن پر مامور نہیں ہے .... !!

پس آیت شریفہ

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا (۱۰۵:نساء)

ان موارد سے مربوط نہیں ہے کیوں کہ آیات کہتی ہے کہ خائن کی طرفداری نہ کرو اور یہ لوگ اس وقت خائن نہیں تھے...... اور آنے والے زمانہ میں وہ خائن بنے ہیں...... پس یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی نے ابھی تک خیانت نہ کی ہو۔ اس پر احکام خائن جاری کیے جائیں اگر کوئی یہ احکامات جاری کرے تو یہ اس کی مثال اس طرح ہے جس نے اس عورت پر احکام حائض جاری کیے جو ابھی تک حائض نہیں ہوئی......!!

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام لوگوں کی آنے والی تقدیر سے علم نبوت و امامت سے آگاہ تھے۔ خداوند عالم جل جلالہ نے ان حضرات کو ان تقدیرات کا عالم بنایا ہے۔ اگر یہ حضرات اللہ جل جلالہ کی تقدیرات کے مطابق عمل نہ کریں اور اپنی تقدیر اور دیگران کی تقدیر سے فرار کریں تو یہ ان کے مقامات عالیہ کے منافی ہے......!!

ان کا مقام یہ ہے کہ وہ خدا کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور ان کا علم باطنی ان کے اعضاء و جوارح میں کوئی بھی اثر نہیں رکھتا ہے۔ مگر جب انہیں حکم دیا گیا ہو کہ علم باطنی سے کام لیں اور لوگوں کی ہدایت مقصود ہو......!

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَانُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ (۲۶) لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (۲۷:انبیاء)

اقوالِ علماءِ شیعہ اور اس کی تشریح ہماری کتاب علمِ غیب میں آئے گی انشاءاللہ۔

کیونکہ یہ حضرات احسان الٰہی کے ذریعے تسلیم ورضا کے اس درجے پر فائز ہیں۔ خداوند عالم جل جلالہ نے اپنا لطف واحسان بھی ان حضرات کے شاملِ حال کیا ہوا ہے۔ خداوند عالم جل جلالہ نے انہیں ہر چیز کا عالم بنایا ہے۔یہی ہے سلطنت وخلافت الٰہیہ کہ ہم اس کو ثابت کریں گے.....!

الحمدُ لله رب العالمين كما هو اهلهلاحول ولاقوةالّا بالله

اب: ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیتِ شریفہ اور عترہ طاہرہ کی تفسیر مقامِ ولایتِ عظمیٰ تکوینی وتشریعی کو ثابت کرتی ہے۔لہذا ہمارے اوپر واجب ہے کہ اسے قبول کریں اور اس پر ایمان لائیں۔اور منکرین ولایت تکوینی کی جہالت کو واضح کریں اور دوسروں کو مطلع کریں تاکہ وہ گمراہی میں نہ پڑیں۔

ارشادِ رب العزت ہے

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

(**۵۴:نساء**) آیا ان لوگوں سے حسد کرتے کہ جن کو خدا نے اپنے فضل سے نوازا ہے۔پس ہم نے آلِ ابراھیم علیہ السلام (محمدؐ وآلِ محمدؐ) کو کتاب وحکمت عطا کی اور انہیں ملکِ عظیم عطا کیا... !(۱)

اس: آیت میں ملک سے مراد سلطنت وریاست اور حقِ فرمانروائی ہے کہ ہر مکلّف پر،

ہر حیوان اور کائنات عالم کے تمام موجودات پر ان کی اطاعت واجب ہے۔ خداوند عالم نے تمام موجودات عالم پر واجب قرار دیا ہے کہ ان کے مطیع ہوں۔ اور جہنم پر بھی ان کی اطاعت واجب ہے۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہشام سے فرمایا ہے (۲)

---

(۱) سورۂ نساء آیت ۵۴۔ اصولِ کافی میں پانچ روایتیں ہیں۔ بصائر الدرجات میں ۹ روایات اور تفسیر نور الثقلین میں اور تفسیر البرھان میں ۲۰ روایات سے زیادہ ہیں۔ بحار الانوار جلد ۲۳ صفحہ نمبر ۲۸۳ سے ۳۰۴ میں ساٹھ روایات سے بھی زیادہ ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت میں محرر پیغمبر اکرمؐ اور آپؐ کے بارہ جانشین آئمہ ھدیٰ ہیں۔ ان روایات میں ہے کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر خداوند عالم نے اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا اور ہمیں مقامِ امامت سے نوازا جس پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ اور آیتِ شریفہ میں آلِ ابراھیم علیہ السلام بھی ہم ہیں کہ خداوند عالم نے ہمیں علم (کتاب) وحکمت اور ملکِ عظیم عنایت فرمایا ہے۔

(۲) بصائر الدرجات، بحار الانوار ج ۲۳/۲۸۷ تفسیر قمی، تفسیر البرھان، تفسیر نور الثقلین اور بحار الانوار میں ہے کہ ملکِ عظیم سے مراد "وجوب اطاعت" ہے اور تمام اشیاء پر واجب ہے کہ ان ہستیوں کی اطاعت کریں۔ اور تفسیر قمی میں شق القمر کو نقل کیا ہے کہ چاند نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت فرمائی۔ جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ (**ان اللہ یقرئک السلام ویقول لک انی قد امرت کل شیء بطاعتک**

خداوند عالم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام بھیجا ہے اور خداوند متعال نے فرمایا ہے کہ میں نے تمام اشیاء کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع فرماں ہوں۔)

اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا (**و للہ ما خلق الا وقد امرہ بالطاعۃ لنا**)

خدا کی قسم خدا نے جس شئے کو بھی خلق فرمایا ہے اسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔

یہ روایات اور اس سے مربوط روایات چوتھی فصل میں آئیں گی۔ انشاء اللہ

عبارت دیگر: خداوند عالم نے تمام اشیاء کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین علیہ السلام کے لیے مسخر بنایا ہے جیسا کہ

فصل چہارم میں تفصیل بیان ہوگی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ (سبحان الذی سخر لامام کل شی) پاک ہے وہ ذات جس نے امام کے لیے ہر شئی کو مسخر بنایا۔

پس اگر یہ حضرات قدرت، نبوت، رسالت و امامت کے ذریعے دشمنوں پر تصرف و غلبہ حاصل کر سکتے ہیں اور ان سے قدرت و اختیار بھی چھین سکتے ہیں۔ بلکہ ان سے انسانی شکل و صورت سلب کر کے انہیں مسخ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مقامات متعدد پر یہ معجزات نمودار بھی ہوئے ہیں۔ اس بات کی تفصیل چھٹی فصل میں آئے گی۔

..........................بقیہ..........................

یہ روایات قرآن کی مخالف نہیں ہیں بلکہ قرآن پاک کے موافق ہیں۔ کیونکہ تفسیرِ عترۃ طاہرہ میں ملکِ عظیم سے مراد "وجوبِ اطاعت" ہے اور وجوبِ اطاعت مطلق ہے انسانوں کی اطاعت کو بھی شامل ہے۔ اور تمام موجودات کی اطاعت کو بھی شامل ہے۔ اس کی دلیل ہشام کی راویت ہے کہ جہنم کی اطاعت عام لوگوں کی اطاعت میں شامل نہیں ہے

یہ روایات اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ ملکِ عظیم کو خلافت اامامت حقہ الہیہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ حضرات معصومینِ علیہ السلام خدا کے نائب خلیفہ اور اللہ کی حجت ہیں۔ تو یہ تمام مخلوقات سے زیادہ عالم اور قوی تر ہیں اس کی تفصیل انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔ گذشتہ بات سے معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مقصود ولایت تکوینی جو کہ ہمارا مدعا بھی ہے خداوند متعال نے تمام مخلوقات خلق کرنے کے بعد یہ حکم دیا کہ تمام اشیاء ان حضرات کے تابع فرمان رہیں۔ اور واجب قرار دیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی اطاعت کریں۔

یہ دنیا امتحان کا گھر ہے۔ خدا نے یہ دنیا بنائی ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ ھدی علیہم السلام تسلیم و رضا کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں اور تقدیر کے امین بھی ہیں...... یہ حضرات نظامِ دنیا کو نیست و نابود نہیں کرنا چاہتے۔ یہ لوگوں سے ان کا اختیار نہیں چھینتے مگر معجزہ کے وقت آپ حضرات علیہم السلام ہدایت اختیاری کے لیے دنیا میں تشریف لائے تو یہ غیر عادی و غیر عرضی کام نہیں کرتے......

جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدرت و توانائی رکھنے کے باوجود غیر عادی طریقے سے خارج نہیں ہوئے مگر یہ کہ کوئی معجزہ دکھانا مقصود ہو یا کوئی اہم مقصد پیشِ نظر ہو۔ اس مختصر کی تفصیل چودھویں فصل میں آئے گی اور ایک خاتمہ بھی بیان ہوگا۔

پہلی فصل

ملک کا لغوی معنی اور ان آیات کی تفسیر کہ جن میں لفظ ملک آیا ہے اور ان حضرات کا ذکر کہ جنہیں خداوند عالم جل جلالہ نے ملک عطا کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام طالوت علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ان کے ملک کو قرآن مجید نے عظیم نہیں کہا۔ لیکن آل محمد علیہم السلام کے ملک کو عظیم کہا گیا ہے۔

بدان: ملک یعنی سلطنت، ریاست، بلندی اور اختیارِ تصرف لوگوں اور شہروں پر۔

مملکت: وہ اشیاء جو اس کی سلطنت میں اس کے تحتِ فرمان ہوں، مثلاً لوگوں کے امور اور شہروں کے جو کہ ان کے تابع فرمان ہیں اور ان کے تصرف میں ہیں۔

ملک: صاحب ملک یعنی سلطان اور بادشاہ جو کہ صاحب قدرت سلطنت و ریاست

ہے۔

ملک اور مالک میں فرق: ملک کی بلندی مالک سے زیادہ ہے کیوں کہ اختیار، بلندی اور سلطنت مالک کے اختیار سے زیادہ ہے۔

ملک: خدا کے ملک کا بادشاہ ہے اور وہ ایک کا مالک ہے...... یہ خدا کی مرضی ہے کہ جس سے چاہے ملک لے لے اور جسے چاہے عطا کر دے۔ ارشادِ خداوند متعال ہے

(قُلْ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی لْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ إِنَّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (۲۶ سورہ آل عمران)

یہ بادشاہی خدا نے اسے عطا کی ہے جو شریکِ خدا نہیں ہیں۔ اس کا اصل مالک خود خدا ہے۔ پس خدا اپنے خاص بندے کو سلطنت اور ولایت کلیہ عطا کر سکتا ہے۔ اگر خدا نے یہ حکومت اسے عطا کر دی تو یہ بندہ خدا کا شریک نہیں ہوگا۔ اگر عطا نہ کرے تو یہ اس کی عظمت میں کوئی نقص نہیں ہوگا۔ وہ حضرات جنہیں خداوند عالم نے ملک عطا کیا ہے درجِ ذیل ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام: ہیں کہ آپ علیہ السلام نے عرض کیا

رَبِّ قَدْ آتَیْتَنِی مِنْ الْمُلْکِ وَعَلَّمْتَنِی مِنْ تَأْوِیلِ الْأَحَادِیثِ فَاطِرَ

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ (۱۰۱) سورہ یوسف

اے پروردگار تو نے مجھے بادشاہی اور سلطنت عطا کی ہے اور تو نے مجھے خواب کی تعبیر بھی تعلیم کی ہے۔

ملک یوسف علیہ السلام اہل مصر اور ان کے اطراف کی حکومت تھی۔ اس علاقہ کے لوگوں اور شہروں پر تصرف رکھتے تھے......!!

آیات شریفہ جو کہ طالوت، جالوت، اور داؤد اور بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے متعلق ہیں۔ اور ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد دعا مانگی

إِذْ قَالُوا لِنَبِيٍّ لَهُمْ ابْعَثْ لَنَا لِكًا نُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ الْقِتَالُ أَلَّا تُقَاتِلُوا قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمْ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ (۲۴۶)

ہمارے لیے بادشاہ بھیج تا کہ ہم تیری راہ میں جہاد کریں

ان کے نبی نے کہا کہ خدا نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے۔

قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِنْ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ

بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰہُ یُؤْتِی مُلْکَہُ مَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ (۲۴۷)

انہوں نے کہا وہ ہمارا بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے......؟ حالانکہ ہم بادشاہی کے زیادہ مستحق ہیں...... وہ مالی طور پر بھی امیر نہیں ہے......؟! ان کو جواب ملا: طالوت اس لیے تمہارا بادشاہ ہے کہ خداوند عالم ﷻ نے اسے چن لیا ہے خدا نے اسے علم اور جسم میں توانا بنایا ہے۔ خدا کی مرضی اپنا ملک جسے چاہے عطا کر دے۔ ....خداوند عالم ﷻ توانا اور دانا ہے۔ ان کے پیغمبر نے ان سے فرمایا: اس کے ملک کی نشانی یہ ہے کہ تمہاری طرف ایک تابوت آئے گا جس میں سکینہ خدا کی طرف سے ہے.... ......(۱)

پس: انہوں نے قبول کیا اور لشکر طالوت کے زیرِ فرمان روانہ ہوا......ان کا جالوت اور اس کے لشکر سے سامنا ہوا تو انہوں نے کہا۔ اے پرودگار ہمیں صبر اور

(۱) حقیر نے مستدرک سفینۃ البحار ج ۱ میں تابوت بنی اسرائیل کے بارے میں روایات نقل کی ہیں کہ یہ تابوت وہ صندوق ہے کہ جس میں مادرِ موسیٰ علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو بچپن میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تھا اور یہ تابوت بنی اسرائیل کے لوگوں میں تھا وہ لوگ اس تابوت سے تبرک حاصل کرتے تھے وہ ان کی عزت وشرافت کا ذریعہ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام نے کتاب تورات زرہ وعصا اور دوسرے انبیاء کے تبرکات اس میں رکھ کر یوشع اپنے وصی کو دیے ...... اہلِ مصر اس کو حقیر سمجھتے تھے کبھی ان کے بچے اس صندوق سے کھیلتے تھے خدا نے اس تابوت کو ان لوگوں سے واپس لے لیا جب طالوت بادشاہ بنا تو خدا نے وہ تابوت انہیں واپس کر دیا یہ تابوت اور تمام تبرکاتِ انبیاء ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ کے پاس ہے۔

ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کفار پر غالب فرما۔ پس انہوں نے کفار کو قتل کیا اور حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا اور خدا نے اسے باشاہی عطا کی۔ خدا نے اسے حکمت اور اس چیز کی تعلیم دی جسے وہ چاہتا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے تین بھائی تھے داؤد ان سے چھوٹے تھے۔ ان کے بھائی طالوت کے ساتھ تھے اور جب داؤد علیہ السلام اپنے والد کے دنبے چرانے میں مصروف تھے اس کے والد نے حکم دیا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مل جاؤ۔ راستے میں ایک پتھر کے قریب سے گزرے تو وہ پتھر قدرتِ خدا سے گویا ہو گیا..........!!

اور اس نے کہا اے داؤد علیہ السلام مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو میں جالوت کے قتل کے لیے خلق ہوا ہوں۔ پس داؤد علیہ السلام نے اسے اُٹھالیا جب وہ لشکر گاہ میں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اس لشکر پر وحشت طاری ہو چکی ہے تو اس نے کہا کہ اگر میں جالوت کو دیکھ لوں تو خدا کی قسم میں اسے قتل کروں گا.....! اس کی بات لشکر میں پھیل گئی..... طالوت نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا ..... اپنی بات کی وضاحت کرو تا کہ مجھے آپ کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو جائے۔ ....تو حضرت داؤد علیہ السلام نے جواب دیا دنبے چراتے ہوئے بعض اوقات شیر گلہ پر حملہ کرتا تو میں اسے سر سے پکڑ کر اس کا منہ کھول کر اس کے منہ سے اپنا دنبہ چھڑا لیتا تھا۔ طالوت نے بہت بڑی ذرہ منگوائی اور داؤد علیہ السلام کو پہنائی۔ تو یہ ذرہ حضرت داؤد علیہ السلام کو پوری آ گئی۔ (یہ ذرہ تبرکات انبیاء

میں سے تھی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی تھی)

جب لوگوں نے داؤد علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے دل میں آپ کی ہیبت بیٹھ گئی اور طالوت نے کہا کہ خداوند عالم داؤد علیہ السلام کے ذریعے جالوت کو قتل کرے گا۔ جنگ کے وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ مجھے جالوت دکھاؤ..... جب آپ علیہ السلام سے کہا گیا کہ وہ جالوت ہے تو آپ علیہ السلام نے وہ پتھر اسے مارا جو راستے میں اُٹھایا تھا اور وہ پتھر جالوت کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا اتنا گہرا زخم ہوا کہ اس کے دماغ تک پہنچ گیا اور وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا اور لوگوں کی آواز آئی کہ داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا ہے

یہ منظر دیکھ کر لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا بہت احترام کیا اور اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اتنے مشہور ہوئے کہ لوگ طالوت کا نام بھولنے لگے.....

بنی اسرائیل آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ علیہ السلام کی اطاعت کا وعدہ کیا خدا نے آپ علیہ السلام کو زبور عطا کی اور لوہے کو آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر نرم کیا اور وہ ہاتھ سے زرہ بناتے تھے۔ اور خدا کے حکم سے پہاڑ اور پرندے آپ علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے..... خدا نے آپ علیہ السلام کو خوبصورت آواز عطا کی اور وہ اہلِ بہشت کے خطیب ہیں۔ ..... اس کی تفسیر عیاشی میں مذکور ہے۔.....

(۱) بحار الانوار میں کمال الدین اور امالی صدوق سے نقل کی گئی ہے

یہ ملک: اور حکمت کہ جس کا آیت شریفہ میں اشارہ کیا گیا ہے یہ وہی فضل و کرم ہے کہ خداوند متعال نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔ جب کہ سورہ سبا میں ارشاد رب العزت ہے

"ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم کیا کہ داؤد کے ساتھ تسبیح کرو اور ان کے ہاتھ پر لوہے کو نرم کیا اور ہم نے اسے حکم دیا کہ زرہ بناؤ تا کہ یہ بدن کی حفاظت کرے۔ اور اچھے اعمال انجام دو کیوں کہ میں تمہارے ہر عمل سے واقف ہوں۔..........!!

مناقب ابن شہر آشوب نے نقل کیا ہے کہ خالد بن ولید نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنے زرہ اپنے دست مبارک سے ٹھیک کر رہے تھے...... میں نے عرض کیا لوہا فقط داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پر نرم ہوجاتا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا:

(بناالان الله الحدید لداو دفکیف لنا)

خداوند عالم جل جلالہ ہماری وجہ سے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پر لوہا نرم کرتا تھا تو ہمارے لیے کیوں نہ ہو......؟!

دوسری جگہ پر لوہے کو آٹے کی طرح خالد کی گردن میں پھیرا گیا۔ ان روایات کو مستدرک سفینۃ البحار ج۲ لغت (حدد) میں نقل کیا گیا ہے اور اثبات الحدۃ میں حر عاملی نے بھی نقل کیا ہے......

سورہ ص: میں فرمایا:

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ (۱۹)

''ہم نے تمام پرندے اس کے لیے مسخر کر دیئے کہ اس کے پاس جمع ہوں اور خدا کی عبادت میں اس کے ساتھ شریک ہوں اور ہم نے اس کے ملک کو مضبوط بنایا اور ہم نے اسے حکمت اور فصل الخطاب عطا کی''

علی بن ابراہیمؒ قمی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب بھی حضرت داؤد علیہ السلام صحرا عبور کرتے اور کتاب زبور کی تلاوت کرتے تو پرندے اور وحشی جانور آپ علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ کی تسبیح کرتے تھے اور خدا نے آپ علیہ السلام کے لیے لوہے کو موم بنایا وہ جو چیز چاہتے لوہے سے بنا لیتے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایک دن حضرت داؤد علیہ السلام گھر سے باہر تشریف لائے اور زبور کی تلاوت میں مشغول تھے۔ آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا کہ آپ علیہ السلام جب بھی زبور کی تلاوت کرتے تو ہر جانور، ہر پرندہ آپ علیہ السلام کے ساتھ مل کر تسبیح کرتا تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے اس دارِ فانی کو چھوڑا تو آپ علیہ السلام کے علم اور ملک کے وارث سلیمان علیہ السلام تھے۔ حضرت سلیمان نے عرض کیا :

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (۳۵)

پروردگار! مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو بھی نہ ملا ہو۔ تو بہت زیادہ

دینے والا خدا ہے۔(۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے ملک سلیمان علیہ السلام کو اس انگوٹھی میں قرار دیا۔ جب وہ انگوٹھی دست میں پہنتے تھے تو آدمی، جن، پرندے اور وحشی جانور آپ کے پاس حاضر ہو جاتے تھے۔ اور خدا نے حکم دیا تھا کہ تخت سلیمان اس پر جتنے جانور، آدمی اور جن سوار ہوتے تھے ہوا سب کو لے کر اڑتی تھی... !!

حضرت سلیمان شام کی نماز شام میں اور ظہر کی نماز فارس میں پڑھتے تھے۔(۲)

اور لفظ ملک اس آیت شریفہ میں صفت عظیم سے متصف نہیں ہوا ہے۔ بخلاف ملک جو کہ آیت گزشتہ میں بیان ہوا ہے۔

وَ آتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا (۵۴)

یعنی ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام کو ملک عظیم عطا کیا ہے۔

پس ملک سلیمان علیہ السلام بہ نسبت ملک آل محمد علیہم السلام عظیم نہیں ہے اور ملک آل محمد علیہم السلام عظیم ہے۔ اور خدا نے اسے ملک عظیم اور بزرگ کہا ہے۔ اور جب ملک سلیمان علیہ السلام نے کہا **وَهَبْ لِي مُلْكًا**) خداوند عالم نے فرمایا

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ (۳۶) وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ (۳۷)

پس خدا نے اس کے جواب میں فرمایا: ہم نے ہوا اس کے لیے مسخر کی ہے۔ جن اور شیاطین نے اس کے لیے عالیشان محل تعمیر کیا اور دریاؤں سے آپ کے لیے

جواہرات تلاش کرتے تھے۔ وہ شیاطین جو مخلوق کو گمراہ کرتے تھے تو ہم نے انہیں سلیمان علیہ السلام کے ذریعے پابند سلاسل و زنجیر کیا۔ یہ نعمت، سلطنت اور اقتدار ہماری بخشش ہے۔ یہ تمام اس ملک کے آثار ہیں جن کی سلیمان نے التجا کی تھی۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (۳۵: ص)

''اور کہا پروردگا مجھے بخش دے اور مجھے وہ ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملا ہو بے شک تو بڑا بخشنے والا ہے''

....

(۱) علی بن یقطین نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا

آپ علیہ السلام نے فرمایا: بادشاہی کی دو قسمیں ہیں

ایک یہ کہ ظلم و ستم واجبار سے حاصل کی جائے دوسری یہ ہے کہ لطف واحسان خداوندی سے حاصل ہو مثلاً ملک آل ابراھیم علیہ السلام و ملک طالوت و ملک ذوالقرنین، حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا: خدایا مجھے ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو اور کو نہ ملے۔ یہ ملک جبر و غلبہ سے حاصل ہوا ہے؟ پس خدا نے سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ہوا اس کے تابع کردی جہاں جانا چاہتے ہوا انہیں لے جاتی تھی۔ جن و شیاطین سب آپ کے مسخر تھے اور انہیں نطق طیور سے آگاہ کیا تھا۔ یہ روایت بحارالانوار اور کتب شیخ صدوقؒ سے نقل کی گئی ہے۔

(۲) یہ روایت مجمع البحرین میں لغت ملک میں ہے، اور تفسیر قمی میں سورہ ص کی تفسیر میں ہے۔

سورہ سبا

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ (۱۲ سورہ سبا)

: اور ہوا کو سلیمان کا تابعدار بنا دیا تھا کہ اس کی صبح کی رفتار ایک مہینہ کی (مسافت) تھی اور اس طرح اس کی شام کی رفتار ایک مہینہ کی (مسافت) تھی۔ اور ہم نے اس کے لیے ایک تانبے کا چشمہ جاری کیا اور اس میں سے کچھ لوگ ان کے پروردگار کی طرف سے اس کے لیے کام کرتے تھے۔ ان میں سے جس نے ہمارے حکم سے انحراف کیا ہم اسے قیامت میں جہنم کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے مرضی کی چیزیں بنواتے تھے جیسے مساجد، محل، قلعے، فرشتوں اور انبیاء کی تصویریں..........

سورہ نمل آیت ۱۵: اور علم وحکمت اور ساری جائیداد میں سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور کہا لوگو! ہم کو خدا کے فضل سے پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی ہے۔ اور ہمیں دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے یقیناً یہ خدا کا واضح فضل ہے۔ اور سلیمان علیہ السلام کا لشکر ان کے سامنے آدمی، جنات، پرندے سب جمع کیے جاتے تو وہ سب کے سب کھڑے کیے جاتے تھے۔

یہاں تک کہ وہ وادی نمل میں پہنچے تو ایک چیونٹی بولی اے چونٹیو اپنی اپنی بلوں میں گھس

جاؤ۔ایسا نہ ہو کہ سلیمان علیہ السلام اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہو۔تو سلیمان علیہ السلام اس کی اس بات پر مسکرا دیئے اور عرض کی پروردگار! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کر سکوں۔

دعا علوی مصری جو کہ امام زمانہ علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ: خدایا تجھ سے اس اسم کے ذریعے سوال کرتا ہوں کہ تیرے بندہ سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا تھا اے پروردگار مجھے ملک عطا کر جو کہ میرے بعد کسی ایک کو بھی نہ ملا ہو۔

(واستجبت له دعائه)

پس تو نے اس کی دعا قبول فرمائی اور خلق کو اس کی اطاعت پر مامور کیا اور ہوا کو مسخر کیا۔اس دعا سے واضح ہوتا ہے کہ حقیقت ملک اور بادشاہی سلیمان علیہ السلام فرماں برداری خلق ہے............!!

ان آیات شریفہ میں جناب سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں

(۱) یہ روایت مجمع البحرین میں لغت ملک میں ہے، اور تفسیر قمی میں سورہ ص کی تفسیر میں ہے۔
(۲) سورہ ص ۳۵۔۳۸ (تجری بارہ) سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہوا آپ کی تابع فرمان تھی اور آپ کی اطاعت کرتی تھی اور اسی طرح جن شیاطین بھی آپ علیہ السلام کے مطیع تھے۔اور سلیمان علیہ السلام کی ظاہری کائنات پر حکومت تھی۔یہ بات بھی مسلمات میں سے ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے علوم اور کمالات ہمارے نبیؐ میں جمع تھے اور ان کے علاوہ کافی کمالات ذاتیہ بھی ہیں اور ہمارے آئمہ ھدیٰ نے یہ کمالات وراثت میں حاصل کیے ہیں۔یہ علوم و کمالات جس مخلوق کو بھی ملے ہیں وہ عطیہ الٰہیہ ہیں۔اور ہر مخلوق عاجز ہے اور خداوند عالم غنی ہے

وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ لْفَضْلُ الْمُبِينُ ١٦ :نمل)

''ہر شئی ہمیں عطا کی گئی ہے یہ اللہ کا واضح فضل ہے''

اور اس آیت میں کلمہ من تبعیض پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ نہیں کہا گیا کہ

وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْء

جو کہ دلالت ہر شئی کلی طور پر عطا کی گئی ہے۔

لیکن ہمارے مولا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سورہ یسین میں ارشاد ہے

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (١٢ :سورہ یسن)

یعنی ہم نے ہر شئے کو وجود مقدس امام مبین میں ضبط اور احصاء کیا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ غدیر میں فرمایا: اے لوگو! کوئی ایسا علم نہیں ہے جو خداوند عالم نے مجھے نہ دیا ہو اور جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کاملاً میں نے حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کو عطا کیا ہے۔ میں نے تمام علوم حضرت علی علیہ السلام کو عطا کیے ہیں۔ اور وہ امامِ مبین ہے......

شیخ صدوق نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ

كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ١٢ :سورہ یسن)

آیت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تو ابوبکر و عمر نے عرض کیا: یا رسول اللہ امام مبین کتاب تورات ہے......؟!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں......!

انہوں نے پھر عرض کیا امام مبین کتاب انجیل ہے......؟!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں......!

اس گفتگو کے دوران حضرت علی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہیں امام مبین کہ خداوند عالم نے ہر شئی کے علم کو ان کے سینے میں رکھا ہے۔

شیخ طوسی نے عمار یاسر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں تھے اور آپ جنگ سے واپس آ رہے تھے یہاں تک کہ وادی نمل میں پہنچے...... وہاں پر بہت زیادہ چیونٹیاں تھیں...... میں نے عرض کیا یا امیر المومنین علیہ السلام کوئی ہے جو ان چیونٹیوں کی تعداد جانتا ہو......؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے عمار! میں ہر کسی کو جانتا ہوں کہ وہ ان کی تعداد بھی جانتا ہے اور ان میں نر کتنے ہیں اور مادہ کتنے ہیں وہ یہ بھی جانتا ہے......

عمار نے عرض کیا وہ کون ہے......؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا تو نے سورہ یسین کی یہ آیت نہیں پڑھی

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ۱۲ :سورہ یسن)

عمار نے عرض کیا: میں نے پڑھی ہے......

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ امام مبین میں علی علیہ السلام ہی تو ہوں۔(۱)

اور یہ قول کہ امام مبین سے مراد لوح محفوظ ہے یہ اہلسنت کی تفسیر ول سے لیا

گیا ہے۔

یہ ظاہر قرآن کے خلاف ہے اور اس کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے......!!

قرآن مجید کے بارے میں ارشاد رب العزت ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْکَ الْکِتَابَ تِبْيَانًا لِکُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (۸۹)

ہم نے تیرے اوپر کتاب (قرآن) کو نازل کیا تا کہ آپ ہر شئے کو واضح بیان کرو

اور مزید فرمایا

مَا فَرَّطْنَا فِي الْکِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (۳۸انعام)

ہم نے کتاب میں کوئی شئے بھی نہیں چھوڑی ضروریات مذہب شیعہ میں ہے کہ تمام علوم قرآن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں۔

سورہ نمل آیت ۲۰۔۳۰

ہدہد کا سلیمان کے ساتھ مکالمہ

ہدہد کا بلقیس کے بارے میں بتانا۔

ہدہد کو خط دے کر روانہ کرنا

(۱) یہ روایات تفسیر برہان، تفسیر نور الثقلین، بحار الانوار کمپانی ج ۸ ص ۲۳ اور ج ۹ ص ۸۱، ۲۲۰، ۴۶۸، ج ۱ ص ۱۳۲ طبع جدید بحار ج ۵ ص ۴۲۷

۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے وزراء اور شرفا سے کہا کون ہے جو تخت بلقیس کو اس کے آنے سے پہلے حاضر کرلے......؟! جنات کے عفریت نے کہا تمہاری محفل ختم ہونے سے پہلے میں لاسکتا ہوں۔ اور آصف بن برخیا جناب سلیمان کے وزیر تھے اچانک تخت ان کے سامنے حاضر تھا اور اس نے کہا یہ اقدار خدا کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے صریح قرآن ہے کہ آصف نے کہا

قَالَ الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنْ الْكِتَابِ نَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا(۴۰)

تمہارے چشم زدن سے پہلے میں لاسکتا ہوں۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا: آصف نے انگلی سے اشارہ کیا اور تخت کو حاضر کیا۔ اور اس سے زیادہ کام انجام نہیں دیا۔(۱)

علامہ کامل قطب الدین راوندی اپنی شہرہ آفاق کتاب الخرائج میں فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور تخت بلقیس کا فاصلہ پانچ سو فرسخ تھا۔ انہوں نے ایک ہی اشارے سے زمین کو گھمایا اور تخت کو حاضر کیا اس کے بعد زمین پھر اپنی اصلی

(۱) اس روایت کو شیخ مفید نے زرارہ سے نقل کیا ہے بحار الانوار کمپانی ج ۵ ص ۳۵۸ طبع جدید ج ۱۴ ص ۱۱۵ زرارہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے وزیر نے انگلی سے اشارہ کیا اور تخت بلقیس آگیا۔ آپ علیہ السلام سے حمران نے کہا کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا جب میرے بابا زمین کو گھمانے کا ارادہ کرتے تو وہ ان کے اشارہ پر گھومتی تھی۔

حالت میں تبدیل ہو گئی۔

یہ قدرت و توانائی محض اس لیے تھی کہ وہ کتاب کے تھوڑے سے عالم تھے۔ اور ان کے پاس اسمِ اعظم میں سے ایک حرف تھا۔ اور ہم فصل پنجم میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ شیخ مفیدؒ نے سلمان فارسی سے انہوں نے مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اے سلمان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں یا سلیمان علیہ السلام......؟!

سلمان نے عرض کیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں

آپ علیہ السلام نے فرمایا اے سلمان......!

آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر چشم زدن کی دیر میں ملک سبا سے تخت بلقیس منگوا سکتا ہے ...در حالانکہ اس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا اور میں ہزار کتاب کا عالم ہوں کیا میں اس کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اور اہم کام انجام نہیں دے سکتا......؟! فرمایا ضرور انجام دے سکتا ہوں ...!!(۱)۔

پس قدرت و سلطنت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے گیارہ فرزندان پاک اپنے بابا کی وراثت میں ہزار کتاب کے عالم ہیں۔ اور یہ دو ہستیاں اسم اعظم کے بہتر حروف کے عالم ہیں۔ آپ حضرات معصومین علیہ السلام کا اقتدار تمام انبیاء و مرسلین سے کہیں زیادہ ہے۔ پس یہ حضرات پرودگار کے اذن سے مردے زندہ کر سکتے ہیں اور اندھوں کو شفا دے سکتے ہیں۔ جس خطہ ارض کی چیز منگوانا چاہیں منگوا سکتے ہیں۔ جیسا

کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ کی مسجد میں بیٹھ کر دست مبارک دراز کیا اور کوہ شام سے برف لے لی۔ چنانچہ آپ علیہ السلام کے فیصلوں میں یہ بات ثابت ہے۔ اور جہاں جانا چاہیں چشمِ زدن میں جا سکتے ہیں۔ چاہیں تو کسی اور کو بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں........!!

شیخ مفید نے کتاب اختصاص میں ابان بن عثمان سے اور انہوں نے حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابان! لوگ کس طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کلام کا انکار کرتے ہیں.....

آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں چاہوں تو پاؤں کی ٹھوکر مار کر معاویہ کو شام میں تخت سے گرا دوں۔

اور لوگ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وزیر آصف کے کلام کو نہیں جھٹلاتے کہ

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۵ ص ۳۶۰۔ ج ۷ ص ۳۶۴ عقل اور وجدان سے ہے اور یہ سند کی محتاج نہیں ہیں۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک گھر جو کہ بہت بڑا گھر تھا اس میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا وہ برتن اور دوسری چیز جو کہ گھر کے دوسرے کونے میں تھی اُٹھا کر لانے کا حکم دیا۔ اس برتن اور آپ ؑ کے درمیان دس میٹر کا فاصلہ تھا۔ میں اُٹھا اور اُٹھتے ہی دل میں خیال کیا کہ یہ بندہ نوازی ہے ورنہ آپ علیہ السلام تو کوفہ میں بیٹھ کر معاویہ کی ڈاڑھی کے بال نوچ سکتے اور اس کے سینہ پر لات مار سکتے ہیں۔ میں نے دیکھا تو آپ علیہ السلام نے ہاتھ بڑھا کر وہ برتن اُٹھا لیا۔ میں نے آپ علیہ السلام کی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

انہوں نے کہا تھا کہ میں چشمِ زدن میں تختِ بلقیس ملک سبا سے منگوا سکتا ہوں۔ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل نہیں ہیں.....؟ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی تمام انبیاء کے اوصیاء سے افضل نہیں ہیں.....؟ لوگ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی طرح کیوں نہیں مانتے۔ خداوند ہمارے اور ہمارے حق کا انکار کرنے والوں کے درمیان حکم فرما۔

شیعان حیدر کرار: کی ایک جماعت حضرت صادق آلِ محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھی۔ ان میں سدیر صیرفی، ابو بصیر اور دوسرے لوگ تھے۔ آپؑ نے اپنی گفتگو کا مرکز سدیر کو بنایا اور فرمایا تو نے قرآن پڑھا ہے؟

(قَالَ الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِأَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ (۴۰)

ترجمہ: "جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اس نے کہا تمہارے چشم زدن میں تختِ بلقیس حاضر کر سکتا ہوں پس جناب سلیمان نے اپنے پاس تخت کو دیکھا! پس کہا یہ میرے رب کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا اس کی ناشکری ،پس جو شکر کرتا ہے وہ اپنی بھلائی کے لیے اور جو شخص ناشکری کرے پس بیشک میرا رب بے پرواہ اور سخی ہے "

سدیر نے عرض کیا: جی ہاں پڑھا ہے......

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جانتے ہو وہ کتاب کا کتنا علم تھا؟

سدیر نے کہا: آپ علیہ السلام فرمائیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: دریائے اخضر کے مقابلے میں ایک قطرہ۔ سدیر نے عرض کیا: اتنا کم ....؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا اے! سدیر اس کا علم کتنا زیادہ ہے کہ جسے خداوند عالم جل جلالہ علم و کمال کی نسبت دی ہے۔ اے سدیر تو نے یہ آیت پڑھی

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳ رعد)

میرے لیے ایک خدا گواہ ہے اور ایک وہ جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

میں نے عرض کیا کہ میں نے پڑھی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اے سدیر وہ زیادہ عالم ہے جو پوری کتاب کا عالم ہے یا وہ جو کتاب کے بعض حصے کا عالم ہے؟

سدیر نے عرض کیا: وہ عالم تر ہے جو پوری کتاب کا عالم ہے۔

پس آپؑ نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا خدا کی قسم علمِ کتاب ہمارے پاس ہے۔ پھر فرمایا علم کتاب ''خدا کی قسم'' ہمارے پاس ہے۔(۱)

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا (الذي عنده علم الكتاب)

جس کے پاس علمِ کتاب ہے وہ امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

راوی نے عرض کیا: وہ کہ جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم ہے (آصف بن برخیا) عالم ہے یا امیر المومنین علیہ السلام۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: آصف کا علم حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے ایک مچھر سمندر کے پانی سے اپنا پر تر کر لے۔(۲)

ضروری ہے کہ برادران ایمانی متوجہ ہوں کہ آصف وصی سلیمان علیہ السلام کہ جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم ہے۔ اس کے پاس تو اتنی قدرت ہے کہ وہ تخت بلقیس ملک سبا سے منگوا سکتا ہے اور جس کے پاس بحر علم ہے اس کے پاس کتنی قدرت ہو گی.........؟ جی ہاں یہ ہے ملک عظیم جو آلِ محمد علیہ السلام کو عطا ہوا ہے......!!

اگر یہ چاہیں تو پوری کائنات میں تصرف کر سکتے ہیں۔ اگر چاہیں تو چیزوں میں سے تاثیر ختم کر سکتے ہیں۔ خدا نے ہر شئے پر ان کی اطاعت واجب قرار دی ہے۔ ملک سلیمان جو عظیم بھی نہیں ہے اور اس کی حکومت تو انسان، جن، شیاطین اور ہوا پر ہے۔ خداوند عالم نے کائناتِ عالم کی ہر شئے کو ان کی رعیت قرار دیا ہے۔ اور ہر شئے پر ان کے حکم کو ماننا لازمی قرار دیا ہے۔

صاحب ملک: عظیم کی حکومت کی وسعت سلیمان علیہ السلام کی حکومت سے ہزاروں گنا وسیع تر ہے۔ جو حکومت اور سلطنت خدا اپنے خلیفہ کو عطا کرتا ہے تو اسے رعیت پر طاقتور و توانا بھی بناتا ہے۔ اور وہ حکمران الہٰی رعیت کے قول و فعل سے بھی بے خبر نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے اقتدار میں جو تصرف کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

(۱) اصول کافی باب علم غیب اور کتاب بصائر الدرجات
(۲) اس روایت کو محدث جلیل القدر نے تفسیر قمی میں سورہ رعد کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

شرح نہج البلاغہ خوئی ج ۲ ص ۳۱۱، بحار الانوار جدید ۲۵ ص ۳۸۵ ابو بصیر سے نقل کی گئی ہے کہ میں حضرت صادق آلِ محمدؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ مفضل تشریف لائے اور انہوں نے عرض کیا: امام کے حکم کا آخری درجہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: پہلا آسمان دوسرے آسمان کی نسبت ایک ذرہ کی مانند ہے اور دوسرا آسمان تیسرے آسمان کی نسبت ایک ذرہ ہے اسی طرح تیسرا آسمان

چوتھے آسمان کی نسبت ایک ذرہ ہے اور چوتھا آسمان پانچویں آسمان کی نسبت ایک ذرہ ہے اور پانچواں آسمان چھٹے آسمان کی نسبت ایک ذرہ ہے اور چھٹا آسمان ساتویں آسمان کی نسبت ایک ذرہ ہے۔ یہ تمام علم امام کی نسبت اسی طرح ہے جس طرح ایک مُد (تقریباً سات سو گرام) سرسوں کہ اسے اچھی کوٹنے کے بعد دریا میں ڈال دیا جائے اور اس سے جھاگ نکلے اور اس جھاگ سے انگلی تر کی جائے۔ یعنی تمام مخلوقات کا علم امام کے علم کے مقابلے میں اسی جھاگ کی مانند ہے۔

فصلِ دوم

وہ کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئیں اور تمام علوم وکمالات اور آثار وآیات انبیاء ومرسلین یعنی صحفِ آدم علیہ السلام وادریس علیہ السلام وابراھیم علیہ السلام، تورات موسیٰ علیہ السلام، انجیلِ عیسیٰ علیہ السلام، زبورِ داوٗد علیہ السلام، عصائے موسیٰ علیہ السلام جو کہ بہشت سے حضرت آدم لائے تھے۔ اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے جنابِ شیث علیہ السلام کو جنابِ شیث علیہ السلام سے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور جنابِ شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملا اور وہ اس کو پتھر پر مار کر بارہ چشمے نکالتے تھے۔ وہ پتھر اور تابوت بنی اسرائیل، قمیص یوسف جو کہ بہشت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آیا تھا۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسحٰق کو

اور حضرت اسحٰق علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملا اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا۔ وہ دوبارہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بھیجا تو وہ بینا ہو گئے۔

زرہ داؤد علیہ السلام انگوٹھی سلیمان علیہ السلام اور اس کے علاوہ ہر وہ چیز جس نبی کو عطا ہوئی وہ تمام اشیاء ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء علیہم السلام کو اذن خدا سے وراثت کے طور پر ملی ہیں۔

اصول کافی: باب وراثِ علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موضوع میں سات معتبر روایات وارد ہوئی ہیں۔ ان میں ایک روایت یہ ہے جو ابو بصیر نے صادق آلِ محمد علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ خداوند عالم جل جلالہ نے کسی نبی کو کوئی چیز عطا نہیں کی مگر وہ چیز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے۔ انبیاء کی ہر شئے ہمیں عطا ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کی کتابیں بھی ہمیں ملی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ صحفِ ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام، ابو بصیر نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام پر فدا ہو جاؤں وہ الواح ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں (یعنی الواحِ موسیٰ علیہ السلام جو کہ کتابِ تورات ہے)

سندِ صحیح کے ساتھ عبداللہ بن سنان نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور دوسری آسمانی کتابیں جو کہ نازل ہوئی ہیں وہ ہمارے پاس ہیں۔

اصول کافی میں ہے کہ عبد الحمید نے حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں......؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا جی ہاں! خدا نے جس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مبعوث کیا ہے ان میں سب سے زیادہ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ خدا نے قرآن میں فرمایا:

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى سورہ رعد:۳۱

اس قرآن کے ذریعے پہاڑ حرکت کر سکتے ہیں زمین قطع ہو سکتی ہے اور مردوں سے کلام کیا جا سکتا ہے اور انہیں زندہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے اس آیت کریمہ سے بھی استدلال کیا

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۷۵:النمل)

"کوئی بھی بات زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں ہے مگر یہ کہ وہ کتاب مبین میں ہے۔

آپ علیہ السلام نے ایک اور آیت تلاوت فرمائی

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا سورہ فاطر: آیت ۳۲

ہم وہ ہیں جنہیں خدا نے چنا ہے اور ہمیں کتاب کا وارث بنایا جس میں ہر

شی ءکا ذکر موجود ہے(۱)

اصول کافی: (باب ساری کتابیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں) میں دو روایات نقل ہوئی ہیں کہ تمام آسمانی کتابوں کا علم آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے......

اور اسی کتاب میں (باب معجزات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے پاس موجود ہیں) پانچ روایتیں اس موضوع کے اثبات میں وارد ہوئی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام تمام علوم و کمالات اور فضائل و معجزات انبیاء کے وارث ہیں۔ زیارت میں وارد ہوا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراھیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں(۲)

(۱) بصائر الدرجات ج ۱ ص ۴۷ اور تفسیر البرھان اور تفسیر نور الثقلین میں بھی ہے بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۹۰ بحار الانوار جدید ۲۶ ص ۶۵ اس روایت کو علماء اہل سنت نے بھی نقل کیا ہے ملحقات احقاق الحق ج ۷ ص ۵۹۲ ایک روایت کتاب ینابیع المودۃ سے نقل کی گئی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ کو زندہ کر لیتے تھے اور حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام پرندوں کی زبان سمجھتے تھے کیا آپ علیہ السلام کے لیے یہ فضیلت ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا سلیمان علیہ السلام ہدہد پر غضبناک ہوئے اور وہ سلیمان علیہ السلام کو پانی کے بارے میں بتاتا تھا۔ اور سلیمان علیہ السلام پانی والی جگہ نہیں جانتے تھے۔ اور جن انسان شیاطین آپ کے تابع تھے۔ اور ہمارے فضل و کمال کے بارے مین خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے(وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ سورہ رعد:۳۱) ہم ہی ہیں وارث علوم قرآن جس کے ذریعے پہاڑوں کو چلایا جاسکتا ہے زمین کی مسافت طے کی جاسکتی ہے اور اس سے مردے زندہ کیے جاسکتے ہیں۔ ہم زمین کے اندر پانی والی جگہ کو بھی جانتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہر شی کا علم ہے اور وہ علم ہمیں وراثت میں ملا ہے۔

پس علم حضرت خضر علیہ السلام کہ قرآن کی صریح نص سے ثابت ہے کہ وہ بھی آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے پاس ہے اور اس سے کہیں زیادہ بھی۔

اسی طرح وہ علم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا اس کے ذریعے غیب کی خبر دیتے تھے وہ بھی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ علیہ السلام کے پاس ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کیلئے غیب گوئی فرماتے تھے

جب یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا تو اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیان کیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے مستقبل کے بارے میں خبر دی تھی۔ کہ خدا تجھے منتخب کرے گا اور علم تعبیر خواب کو تجھے عطاء کرے گا خدا کی نعمت تمھارے اوپر اور آل یعقوب علیہ السلام پر تمام ہوگی۔ ...!

جب: حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے ... کچھ مدت کے بعد جب وہ بنیامین کو ساتھ لے گئے اور اسے واپس نہ لائے اور

---

(۲) اس پر بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ تمام پیغمبروں کے علوم و کمالات کے وارث ہیں بصائر الدرجات ج ۳ باب اول چودہ روایات باب ۳ چار روایتیں باب ۱۰ پندرہ روایات باب ۱۱ میں سات روایات ج ۴ باب ۱ میں چوبیس روایت باب ۴ میں اٹھاون (۵۸) روایات ج ۷ باب ۱۳ تین روایات۔ بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص ۲۲۵_۲۳۲ بحار الانوار جدید ج ۱۷ ص ۱۳۰_۱۵۵ باب علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بحار الانوار ج ۷ ص ۲۷۸، ۳۱۴، ۳۱۹۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

یَا بَنِیَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (۸۷)

اے میرے بیٹو! مصر جا کر یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کی تلاش کرو۔ جو کچھ خدا کی طرف سے میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

یوسف علیہ السلام: بھی غیبت کی خبر دیتے تھے انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا میری قمیض لے جاؤ اور میرے بابا کی آنکھوں پر لگانا تو وہ بینا ہو جائیں گے اور وہ بینا ہو گئے ....!!

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر سے روانہ ہوئے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو آ رہی ہے (سورہ یوسف)

اب: ہم کہتے ہیں کیا بدن مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے قمیص کے برابر ہی نہیں ہیں کہ وہ اپنا دست مبارک کسی نابینا کی آنکھ پر مل کر اسے بینا کر دیں۔ ...؟!

یا وہ یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کے برابر بھی غیب نہیں جانتے۔ ...؟!!

کیا: حضرت زہراء علیہا السلام سے کمتر ہیں کہ جنہوں نے زکریا علیہ السلام نبی کو تعجب میں ڈال دیا تھا

کیا: امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کم تر ہیں کہ اس نے اپنے پیدائش کے وقت اپنی ماں کی آنکھوں کو روشنی دی اور کھجور کے خشک درخت سے تازہ کھجور گریں جنہیں حضرت مریم نے کھایا۔ اور انہوں نے اپنی ماں کی عصمت کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (۳۰:مریم)

میں اللہ کا بندہ ہوں اور مجھے کتاب ملی ہے اور میں اللہ کا نبی ہوں۔

کیا امیر المومنین علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام سے افضل نہیں ہیں.....؟ ولادت کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کی قرآن مجید کی تلاوت اور آپ علیہ السلام کی کعبہ میں آمد اور معجزات میں شک نہیں کرنا چاہیے.......!!

فصل سوم

خدا کیلئے دو علم ہیں۔ایک خداوند عالم کے ساتھ مختص ہے اور خلائق میں کسی بھی مخلوق کے کسی فرد کو وہ علم عطا نہیں ہوا۔

دوسری قسم اس علم کی ہے جو مخلوقات، ملائکہ، انبیاء و مرسلین کو عطا کیا گیا ہے۔

اور وہ علم جس سے مخلوق کو بھی عطا ہوا ہے اس سب کو آئمہ ہدیٰ علیہ السلام جانتے ہیں......

اصول کافی: (باب بداء) ابوبصیر نے حضرت صادق آل محمد علیہم السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کیلئے دو علم ہیں ایک مکنون ومخزوں کہ جسے سوائے خدا کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسرا وہ علم ہے جسے ملائکہ، انبیاء و مرسلین جانتے ہیں اور انہیں خدا نے عطاء

کیا ہے۔ان تمام علوم کو ہم جانتے ہیں۔اسی روایت کو ابو بصیر نے سند صحیح کے ساتھ امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے(۱)

جو روایات فصل اول ،دوم اور سوم میں ذکر ہوئی ہیں وہ تقریباً دو سو ۲۰۰۔روایات ہیں۔ان سے پتہ چلتا ہے کہ تمام علوم وفضائل اور کمالات جو کہ ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین اور ان کے اوصیاء کو خداوند عالم کی طرف سے عطاء ہوئے ہیں ان سب کو ہمارے بارہ اماممؑ بخوبی جانتے ہیں۔کوئی ایسا علم اور کمال نہیں ہے کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اوصیاؑ کو عطاء کیا گیا ہو۔مخلوقات عالم کا علم، آل محمد علیہم السلام کے علم کے مقابلہ ایسے ہے جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے(۲)

یہ علوم جو کہ خدائی علوم ہیں عین قدرت ہے جیسا کہ آصف وصی سلیمان علیہ السلام جس کا علم قطرہ کی مانند ہے قدرت اتنی ہے کہ چشم زدن میں تخت بلقیس ملک سبا سے منگوالیا ۔اس کی قدرت طاقت اور اقتدار وسلطنت کتنی ہو گی جس کے پاس اس علم کا بحر محیط اعظم ہو......؟!!

(1) یہ پانچوں روایات اصول کافی میں امام ان تمام علوم کا عالم ہے جو ملائکہ اور انبیاء ومرسلین کو عطاء ہوئے ہیں ۔بصائر الدرجات جز دوم باب ۲۱ بحا الانوار میں بھی یہ روایت نقل ہوتی ہیں۔

کتاب مقام قرآن آن وعترت ص ۴۰

(2) کتاب ابواب رحمت ص ۲۹ کتاب مقام قرآن وعترت ص ۲۷

یہ ہے ملک عظیم اللہ نے آل ابراھیم علیہ السلام کو عطا کیا ہے۔ اور ان کا اختیار کلی کائنات عالم کی ہر مخلوق پر ہے۔ یہ عطائے خداوندی ہے کہ ان کا ہر فرمان تمام مخلوقات کیلئے لازم الا جراء ہے۔......!!

فصل چہارم

خداوند عالم نے جو ملک عظیم آل محمد علیہم السلام کو عطاء کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام حضرات معصومین کائنات عالم کی ہر شیء کے حکمران ہیں اور خداوند متعال نے تمام مخلوقات کو حکم دیا ہے کہ وہ ان حضرات کی تابع فرمان ہوں۔ یہ معنی حق ہے اور توحید کے کسی بھی درجہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتا ہے کیوں کہ ان حضرات کی بقاء حیّ وقیوم کے ارادہ ہی سے ہے۔ جو علوم کمالات ان ہستیوں کے پاس ہیں وہ عطاء پروردگار ہے تمام کمالات خداوند عالم کی طرف سے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں حکم ہے کہ

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ ذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ

تَجْأَرُونَ (۵۳) ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے

وَلَوْلاَ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَکَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰہُ لاَ قُوَّۃَ إِلاَّ بِاللّٰہِ إِنْ تُرَنِی أَنَا أَقَلَّ مِنْکَ مَالًا وَوَلَدًا (۳۹ :الکھف)(۱)

مثلاً اگر سلطان مملکت، ایک شخص اہلیت ولیاقت کے پیش نظر اسکی تربیت کرے پھر اسے ایک یا دو صوبوں میں اختیار دیدے آیا اس شخص کے اختیار سلطان مملکت کے اختیار کے سے منافی ہے.....؟! نہیں.....! ہرگز نہیں.....!

اب ہم وہ احادیث نقل کرتے ہیں جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی ولایت وسلطنت پر دلیل وحجت ہیں کہ یہ حضرات کائنات کی ہر شیء پر اختیار کلی رکھتے ہیں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند کے دو ٹکڑے کریں۔ جبریل نے نازل ہو کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ ان ّ اللہ یقرئک السلام و یقول ک انی قد امرت کل

---

(۱) علماء اعلام کے اس ضمن میں درج ذیل بیانات ہیں
علامہ محقق فقہ کامل جناب محمد باقر سبزواری کتاب ذخیرہ وکفایہ (دو فقہ) مناجات نامہ میں کہتے ہیں: الٰہی سید الانبیاء وسرور اصفیا وشفیع روز جزاء، محرم حریم کبریا۔ سلطان مملکت، وجود فرمان روائی عوالم غیب و شہود، پناہ بیچارگان وعذر گناہ کاران، حاکم روز جزاء ومخصوص بشفاعت کبریٰ مسند نشین لسوف یعطیک ربک فترضیٰ محمد مصطفیٰ شہاب الاخبار ص ۹۹ میں چند دیگر علماء نے کلمات بیان کیے ہیں جو انشاء اللہ خاتمہ میں نقل کی جائیں گی

شیء بطاعتک .

اے رسول خدا ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردگار نے سلام بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر شیء کو میں نے تیری اطاعت کا حکم دیا ہے......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی بات کو قبول کیا اور نگاہ رحمت چاند کی طرف اٹھائی اور اسے حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جاؤ۔ انہوں نے دیکھا تو اچانک چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا........ (۱)

یہ روایت شریفہ مراد امام علیہ السلام کو کلی طور پر واضح کرتی ہے کہ دوسری روایت میں آپ ؑ نے فرمایا ملک عظیم ''وجوب اطاعت ہے اور یہ روایت مطلق ہے اور انشاء اللہ اسکی شرح اور موارد بیان کریں گے۔

فی دعا مولانا السجاد کما فی الصحیفةالسجادیة : الحمد لله الذی اختیار لنا محاسن الخلق الی ان قال و جعل لنا الفضیلة بالملائکة علی جمیع الخلق کل خلیفة منقادة لنا بقدرته و صائر ه الی طاعتنا بعزته الخ (۲)

فرمایا حمد ہے اس کی جس نے ہمارے لیے خوبیاں اختیار کیں۔ اور ہمیں

(۱) تفسیر شریف قمی در تفسیر سورہ قمر۔ بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص ۲۸۱ بحار الانوار جدید ج ۱۷ ص ۳۵۲ تفسیر البرھان اور تفسیر نور الثقلین میں بھی مذکور ہے۔

(۲) کتاب الخرائج والجرائح۔ بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص ۵۵۷ ج ۴۱ ص ۲۰۳۔

صاحب فضیلت قرار دیا تمام مخلوقات پر۔ ہر مخلوق کو حکم دیا کہ وہ ہماری اطاعت کرے
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا! یا علی علیہ السلام: خداوند عالم نے
آپ کو کئی فضیلتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ درد اور مرض کو تیرا مطیع
قرار دیا ہے۔ پس کوئی بھی ایسی شیءنہیں ہے کہ جسے آپ علیہ السلام حکم دیں اور وہ آپ علیہ السلام کا حکم
ٹال دے۔ یہ اس وقت کہا گیا جب آپ علیہ السلام ایک مریض پر وارد ہوئے اور بخار کو نکل
جانے کا حکم دیا۔ تو اچانک وہ مریض ٹھیک ہو گیا۔

مدینۃ المعاجز ص ۲۰٤ میں سید ہاشم بحرانی نے محمد بن
جریر طبری نے کتاب الامامۃ سے نقل کیا ہے کہ کثیر بن سلمہ نے کہا کہ میں نے اپنی
آنکھوں سے سرکار حسنؑ مجتبیٰ کو دیکھا کہ وہ پتھر سے شھد نکال رہے تھے۔ میں نے
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت واقعہ بیان کیا: تو آپ علیہ السلام نے فرمایا
کیا تو حضرت حسن علیہ السلام کی فضیلت کا انکار کرتا ہے؟ وہ سردار ہیں اہل زمین و آسمان
آپ علیہ السلام کی اطاعت پر مامور ہیں۔

حضرت سید الشھداء علیہ السلام: عبداللہ بن سداد "جو شیعہ کاملین میں تھا شدید بخار میں
مبتلا تھا" پر وارد ہوئے آپ علیہ السلام کے وارد ہوتے ہی بخار برطرف ہو گیا۔ اور وہ شفاء
یاب ہو گئے۔ عبداللہ بن سداد نے عرض کیا! میرے مولا آپ علیہ السلام کے تشریف لاتے

(۱) الملکۃ: بفتح المیم، بسکون الام او ضم المیم الملک والسلطنۃ والقدرۃ انبیاھم ملک عظیما

ہی بخار برطرف ہو گیا ہے حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

(واللہ ما خلق اللہ شیئاً الّا و قدامرہ الطاعۃلنا)

خدا کی قسم خدا نے جس چیز کو خلق کیا ہے اسے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے۔(۱)

سید ہاشم بحرانی: صاحب تفسیر البرہان مدینۃ المعاجز ص ۴۱۳ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

سبحان الذی سخر لامام کل شیء و جعل لہ قالید السماوات والارض لینوب عن اللہ فی خلقہ الخ

یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے تمام چیزیں امام کیلئے مسخر کر دیں ہیں اور مقالید (چابیاں) زمین و آسمان امام کے سپرد کر دیں ہیں۔ کیونکہ امام زمین و آسمان پر مخلوقات کیلئے اللہ کا نائب ہے۔

حضرت امام جواد علیہ السلام نے محمد بن سنان سے فرمایا: خداوند عالم بالکل تنہا تھا کوئی شیء بھی اس کے ساتھ نہیں تھی۔ خدا نے خلقت کا ارادہ کیا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام کو خلق فرمایا۔ یہ حضرات ہزار دھر تک تنہا تھے اور تسبیح و ذکر میں میں

---

(1) مناقب شہر آشوب باب معجزات امام حسین علیہ السلام۔ بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۴۴ ص ۱۸۳۔ اور کتاب کشف الغمہ میں بھی حضرت امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہے
شیخ حر عاملی نے وسائل الشیعہ، اثبات الھداۃ ۳ ص ۵۹۳

مشغول تھے پھر خدا نے دوسری چیزوں کو خلق فرمایا اور انہیں مخلوق پر گواہ بنایا اور ان حضرات کی اطاعت کو ہر شیء پر لازم قرار دیا۔(۱)

علامہ مجلسی: نے مراۃ العقول میں فرمایا ہے کہ کلام امام (اشھدھم لقھا) یعنی خدا نے ان حضرات کی موجودگی میں اشیاء کو خلق کیا وہ مخلوق اطوار و اسرار سے آگاہ ہیں اس لئے وہ امامت کے مستحق ہوئے ہیں۔ کہ وہ علم کے آخری درجہ پر فائز ہیں۔ وہ احکام کے عالم ہیں اور مخلوق کا بھی اور غیب کا بھی علم رکھتے ہیں۔ ہمارے تمام آئمہ ھدیٰ علیہ السلام ان صفات سے متصف ہیں۔ اگر کوئی شخص کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات اس آیت مجیدہ کے منافی ہے۔

مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنفُسِهِمْ وَمَا كُنتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا (۵۱: کھف)

''میں نے نہ تو آسمان وزمین کے پیدا کرنے کے وقت ان کو (مدد کے لیے) بلایا تھا، اور نہ خود انکے پیدا کرنے کے وقت، میں ایسا نہیں تھا کہ میں گمراہ کرنے والوں کو مدد گار بناتا''

ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ آیت مجیدہ اس موضوع کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ

(۱)۔اصول کافی باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحار الانوار میں کئی مقامات پر نقل ہوئی ہے محمد بن سنان ثقہ راوی ہیں جیسا کہ علم رجال میں واضح ہے

ہماری بات کی تائید کرتی ہے کیونکہ ضمیر (ھم)(مَا أَشْهَدْتُهُمْ) شیطان اور اسکی اولاد کی طرف سے راجع ہے جیسا کہ کلام خدا اس آیت سے قبل بھی اسی کی طرف راجع ہے یا یہ ضمیر گمراہوں کی طرف پلٹ رہی ہے جیسا کہ آیت کے آخر سے پتہ چلتا ہے یعنی میں شیطان اسکی اولاد اور گمراہوں کو آسمان وزمین اور ان کی خلقت پر گواہ نہیں بنایا ۔ یہ بات اسکی نفی نہیں کرتی کہ خدا نے اپنے منتخب نمائندوں کو بھی خلق پر گواہ نہیں بنایا۔ خدا نے موضوع نفی شیاطین اسکی اولاد کو گمراہ قرار دیا ہے ۔پس معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلب غیر شیاطین اور گمراہوں میں نہیں ہے ۔اس لئے یہ ہماری بات کی تائید وتاکید کرتی ہے۔

شیخ طبرسیؒ: نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ میں نے شیطان اور اسکی اولاد کو گواہ نہیں بنایا آسمان وزمین کی خلقت پر۔ اور گمراہ کرنے والوں کو بھی میں نے اپنا مددگار نہیں بنایا ہے ۔پس یہ کلام منافات نہیں رکھتا کہ خدا نے اچھے ا[illegible]وں کو گواہ خلق نہ بنایا ہو ۔جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔(۱)

یہاں تک جناب مجلسیؒ نے فرمایا ہے اس ارشاد کے ذیل میں

(و اجریٰ طاعتھم علیھا) خدا نے تمام اشیاء پر ہماری اطاعت لازم قرار دی ہے یہاں تک جمادات ، اور آسمانی و زمینی مخلوق کو حکم دیا کہ وہ ہماری اطاعت کریں ۔جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ۔درخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں چل کر آیا ۔کنکری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر تسبیح

پڑھی۔ایسی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔(۲) علامہ مجلسی کی بات ختم ہوگئی ہے۔

شیخ مفید نے اختصاص میں، صفار نے بصائر اور ابن شہر آشوب نے مناقب حضرت امام محمد باقر العلوم علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے جابر سے فرمایا: خدا نے ہمیں ہر شیء پر حاکم بنایا ہے الخ۔ شیخ حر عاملی نے اپنی کتاب اثبات الھداۃ ج۶ ص۴۵۰ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے آپ علیہ السلام نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں فرمایا:

(ولیس من شیء الّاوھو مطیع لھم)

کوئی بھی چیز نہیں ہوگی مگر وہ ان کی مطیع اور تابعدار ہوگی۔یہاں تک کہ جنگلی جانور۔

جس امام کے اصحاب اتنے کمالات پر فائز ہوں وہ امام کیا ہوگا......؟!!

(۱) حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت باقر علیہ السلام حضرت صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ (نحن شھداء اللہ علی خلقہ و حجج فی ارض) ہم زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اور اسکی حجت ہیں بحار الانوار ج ۷ ص۶۹۔۷۳، ص۸، ۴۰، ۱۲۳۔ ج۶ ص۷۸۰، مستدرک سفینۃ البحار لغت (شھد)۔اصول کافی باب آئمہ شھداللہ علی خلقہ بصائر درجات ج۲ باب ۱۳

(۲) بحار الانوار کمپانی ج۶ ص۲۸۱ بحار جدید ۱۷ص ۳۴۷۔۳۶۲، بحار الانوار کمپانی ج ۹ص ۱۹۶ بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص۲۸۴ بحار الانوار جدید ۱۷ص ۳۹۰۔۳۹۳ بحار الانوار کمپانی ج۶ ص۲۹۱ بحار الانوار جدید ج ۱۷ص ۳۹۰۔۴۲۱، بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۶۵ جلد۹ ص ۳۵۵ ، بحار الانوار جدید ۲۵ص ۳۵۲۔ج ۹ ۵۴۷۔۵۷۵

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تمام چیزیں، آسمان، زمین، سورج،، چاند ،ستارے پہاڑ، درخت، حیوانات دریا، بہشت، دوزخ، ہماری، اطاعت کرتی ہیں ۔یہ حکومت اور اقتدار اس اسم اعظم کی وجہ سے ہے جو خداوند عالم جل جلالہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔(۱)

مولف کہتا ہے کہ تمام گزشتہ روایات اس روایت کو ثابت کرتی ہیں اور یہ روایت گزشتہ کے لیے تذکر ہے

حضرت اما محمد باقر علیہ السلام نے ابوحمزہ ثمالی سے فرمایا؛ خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی فرمائی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے تجھے خلق کیا درحالانکہ کوئی چیز بھی نہیں تھی

(و نفخت فیک من روحی کرامۃمنی اکرمتکبھا حین اوحبت لک الطاعۃ علیٰ خلقی جمیعا)

میں نے آپ میں اپنی روح ڈالی (۲)

اس کرامت سے میں نے آپ کو مکرم کیا۔ کیونکہ میں نے اپنی تمام مخلوقات پر واجب قرار دیا ہے کہ وہ آپ کی اطاعت کریں۔ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے تیری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی۔ اور میں نے یہ کرامت علی علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی اولاد کو بھی عطاء کی ہے (۳)

حضرت باقر علیہ السلام نے جناب جابر سے فرمایا خدا نے جسے روح کے ساتھ مختص کیا ہے اسے اپنا امر بھی سپرد کیا ہے وہ اللہ کے حکم سے خلق بھی کرتا ہے اور زندہ بھی کرتا ہے

(۴)

اور تم سے پوشیدہ چیزوں کو بھی جانتا ہے۔ اور قیامت تک جو واقعات رونما ہوں گے انہیں بھی جانتا ہے یہ علم وکمالات روح کیوجہ سے ہیں۔ یہ روح امر خدا ہے۔ پس جسے اس روح کی تائید حاصل ہو وہ سب کچھ انجام دے سکتا ہے۔ جابر نے عرض کیا: اے میرے آقا و سردار اس روح کی مجھے قرآن سے تعلیم دیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت مجیدہ پڑھیئے۔

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۲:شوریٰ)

یعنی ہم نے آپ کی طرف وحی کی روح کی جو کہ ہمارے امر میں سے ہے(۵)

بہت زیادہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین اللہ کی طرف سے تمام مخلوقات پر حجت ہیں۔(٦)

صاحب تفسیر البرھان: نے مدینۃ المعاجز ص ٤٧٦ میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ: دس آدمی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے امامت کے بارے میں گفتگوں کی۔ اس گفتگو کو تمام حاضرین نے سنا..... !! جو چیز آپ علیہ السلام کے قدموں کے نیچے تھی گویا ہوئی..... ! اور اس نے بآواز بلند کہا: ''حضرت رضا علیہ السلام میری اور کائنات کی ہر شی ء کے امام ہیں'' !!

جب آپ علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو مسجد کے در و دیوار نے آپ علیہ السلام سے کلام کیا۔۔! اس روایت کو شیخ حر عاملیؒ نے اثبات الھداۃ میں نقل کیا ہے : اور انہوں نے اس آیت شریفہ

جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا

(۳۳ : اسراء)

کے بارے میں میں روایت نقل کی ہے کہ سلطان سے مراد اس آیت شریفہ میں آپ علیہ السلام تمام مخلوقات پر حجت خدا ہیں۔

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۷۵۔ بحار الانوار جدید ۲۶ ص ۷

(۲) اللہ نے روح رسول کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔ جیسا کہ اللہ نے بیت اللہ کو شرافت وطہارت کی وجہ سے اپنا گھر کہا ہے۔ حضرت کے ہاتھ کو کئی مقامات پر اپنا ہاتھ کہا ہے۔ یہ صرف اور صرف عزت وشرافت کی وجہ سے کیا گیا

(۳) یہ روایت اصول کافی باب مولد النبیؐ میں مذکور ہے۔

(۴) حضرت عیسیٰ کے بارے میں قرآن مجید میں ہے وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي المایدہ ۱۱۰ : جب تو مٹی سے پرندے کی شکل بناتا تھا وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے اور مردوں کو بھی میرے حکم سے تو زندہ کرتا ہے

(۵) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۷۸۔ بحار الانوار جدید ج ۲۶ ص ۱۶۔

(۶) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۶۶ ج ۱۴ ص ۷۹۔ ۸۴۔ ج ۷ ۵ ص ۳۲۰۔ ۳۴۶ تفسیر البرھان اور نور الثقلین میں بھی ہے

ابن ادریس حلیؒ: نے کتاب السرائر کے آخر میں جامع بزنطی سے، سلیمان بن خالد سے روایت نقل کی ہے کہ:

میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔۔

کہ زمین وآسمان میں کوئی جن وانس ایسا نہیں ہے جس پر ہم حجت نہ ہوں ... خدا نے مخلوقات پر ہماری ولایت کے ذریعے احتجاج کیا بعض لوگوں نے ہماری تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا...... حتیٰ کہ زمین وآسمان اور پہاڑوں پر بھی ہماری ولایت کو لازم قرار دیا گیا......(۱)

واضح روایات میں ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام ہر شیء پر اللہ کی حجت ہیں پس ضروری ہے کہ یہ حضرات مخلوقات کے احوال لغات اور ان پر مکمل حق تصرف رکھتے ہوں ...... کیونکہ یہ ہستیاں مخلوق پر گواہ اور اللہ کی حجت ہیں.... پس ضروری ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مخلوق سے توانا، دانا اور بینا ہوں.....!!

عبداللہ بن بکیرؒ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا:

کیا امام مشرق ومغرب کے درمیان دیکھ سکتا ہے...؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا یہ ممکن ہے امام مشرق ومغرب کے درمیان اللہ کی حجت تو

(۱) بزنطی: ثقہ ہے اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے جلیل القدر اصحاب میں سے ہے۔ اور سلیمان بھی ثقہ اور جلیل القدر ہے

ہو لیکن وہ انہیں دیکھ نہ سکے...!!! یا دیکھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو....!! اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام مخلوقات پر گواہ ہو اور انہیں دیکھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو....!

ابوصلت رح: ہروی نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام لوگوں کے ساتھ انکی اپنی زبان میں گفتگو کرتے تھے.... خدا کی قسم آپ علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور فصیح تر تھے.... میں نے ایک دن آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔اے فرزند رسول ﷺ میں آپ علیہ السلام کو ہر زبان کا علم دیکھ کر تعجب کرتا ہوں.....!! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوصلت میں کائنات عالم کی ہر شیء پر اللہ کی حجت ہوں... خداوند عالم جل جلالہ اپنی حجت کو اسکی رعایا کی تمام زبانوں کی تعلیم دیتا ہے۔کیا تیرے پاس میرے بابا حضرت علی علیہ السلام کا فرمان نہیں پہنچا...... کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں فصل الخطاب عطاء ہوئی ہے.....!! فصل خطاب یہی علم لغات ہی تو ہے.....!!(۱)

ابوعبیدہ رح حذا نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ یہ آیت:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ سورہ اعراف : ۱۵۶

میری رحمت ہر شیء پر وسیع ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: رحمت سے مراد علم امام ہے جو ہر شیء کو شامل ہے..... کیونکہ علم امام علم خدا سے ہے ہر شیء پر محیط ہے.....(۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا امام کے سامنے نصف دائرہ کی مانند ہے اور کوئی بھی دنیاوی شیء امام سے پوشیدہ نہیں ہے دنیا کے مختلف ملکوں سے جو چیز اٹھانا

چاہے اٹھا سکتا ہے......!!

ابن شہر آشوب: نے میں فصل (اخبار غیبی امام صادق علیہ السلام) روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کل دنیا ہمارے نزدیک کھانے کے برتن کی مانند ہے۔ جو کہ آدمی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے.....اگر ایسا نہ ہوتو ہم امام نہیں ہونگے بلکہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح ہوجائیں گے........اس روایت کو دوسرے علماء نے بھی نقل کیا ہے....اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام امامت کا لازمہ یہ کہ وہ خلق خدا سے عالم اور رقدرت وتوانائی میں بھی ان سب سے زیادہ ہو...!!

اس آیت

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (۷۵ سورہ انعام)

"ہم نے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت آسمان وزمین دیکھائے تا کہ اس کا ایمان پختہ ہوجائے"!!

خداوند عالم جل جلالہ نے حضرت خاتمؐ اور آپؐ کے بارہ اوصیاء علیہم السلام کو سات

---

(۲) بحار الانوار میں ہے (۳) کامل الزیارۃ۔ مناقب شہر ابن آشوب۔ (۴) عیون اخبار الرضا۔ بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۲۱۔ کتاب مقام قرآن و عترت ص ۶۴۔ بصائر الدرجات ج ۷ باب ۱۱، ۱۲، ۱۳۔ بحار الانوار کمپانی ج ۱۲ باب ۶ ص ۵، ج ۹ ص ۴۹ ص ۸۶ باب معرفت امام بجمیع اللغات۔

(۲) اثبات الھداۃ ج ۶ ص ۴۵۱۔ اصول کافی باب نکت درولایت۔

آسمان، سات زمین اور مافوق عرش اسطرح دیکھائے جس طرح حضرت ابراھیم علیہ السلام کو دیکھائے تھے.(۱)

حضرت باقر العلوم علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے فرمایا: خداوند عالم جل جلالہ نے جس چیز کو بھی خلق کیا چرند، پرند وغیرہ یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آدم علیہ السلام سے کہیں زیادہ مطیع اور تابع دار ہیں...!(۲)

(۱) تفسیر البرھان وتفسیر نور الثقلین۔ بحار الانوار کمپانی ج ۵ باب احوال ابراہیم خلیل۔ ج ۷ ص ۳۰۱ کتاب مقام قرآن وعترت ص ۴۷۔۴۹۔

(۲) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۶۷۔ اثبات الھداۃ ج ۵ ص ۲۷۱

فصل پنجم

(قدرت امام کے بارے میں)

واضح رہے کہ اسم اعظم تہتر ۷۳ حرف ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: کہ حضرت آدم کو پچیس 25 حروف عطاء ہوئے اور حضرت نوح کو بھی پچیس 25 حروف عطاء ہوئے۔ بعض روایات میں ان کو پندرہ حروف ملے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آٹھ حرف تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار حرف تھے۔ آصف بن برخیا کے پاس ایک حرف (سلیمان علیہ السلام بھی ان کو جانتے تھے) تھا کہ اس کے ذریعے اس نے تخت بلقیس چشم زدن میں منگوایا تھا ..... !! جیسا کہ صریح قرآن ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دو حرف تھے۔ کہ ان

کے ذریعے مردوں کو زندہ کر لیتے تھے اور مادر زاد مریضوں کو شفاء دیتے تھے۔ اور مٹی سے پرندہ بنا لیتے تھے اور وہ خدا کے حکم سے اڑنے لگ جاتا تھا۔ انکے تمام معجزات حروف کے ذریعے تھے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس 72 بہتر حروف ہیں اور ایک حرف اللہ کے پاس مخزون ہے۔ جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا ہے وہ سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیا علیہ السلام کے پاس ہے.....!!! وہ بارہ امام علیہ السلام ہیں اور وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں (۱)

---

(۱) اصول کافی (باب آئمہ کو اسم اعظم عطاء ہوا ہے) بصائر الدرجات ج ۴ باب ۱۳۔ بحار الانوار میں کافی مقامات پر ہے۔ کتاب مقام قرآن وعترت ص ۱۵۲، ۱۵۳۔ مستدرک سفینۃ البحار لغت (اصف)

فصل ششم

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا حتمی ارادہ جسم انسان میں۔

دو آدمی: آپس میں نزاع کر رہے تھے انہوں نے مشکل کشائی کیلئے حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی طرف مراجعہ کیا آپ علیہ السلام نے ان دو کے درمیان حکم صادر فرمایا۔محکوم آدمی نے اعتراض کیا کہ آپ علیہ السلام نے عدل کے ساتھ حکم نہیں کیا۔اور آپ علیہ السلام کی حکومت خدا کو پسند نہیں ہے۔آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا:(اخسا یا کلب)اے کتے دفع ہو جا......!!!وہ اچانک کتے کی طرح بھونکنے لگا(۱)

دوسرا واقعہ: وہ بھی اسی طرح کا واقعہ ہے اور وہ شخص محکوم خوارج میں سے تھا

۔اس نے بھی یہی گستاخی کی کہ یا علی علیہ السلام آپ علیہ السلام نے انصاف نہیں کیا: آپ علیہ السلام نے فرمایا(اخسـا یـا عدو اللـه)اے دشمن خدا نکل جا وہ اچانک کتا بن گیا۔اس کا لباس دور جا پڑا اور وہ بھونکنے لگا.....!! اور اسکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ علیہ السلام کو اس بے وقوف کی حالت پر رحم آیا آپ علیہ السلام نے اسے پہلے والی انسانی شکل میں تبدیل کردیا ..... آپ علیہ السلام نے فرمایا آصف وصی سلیمان علیہ السلام چشم زدن میں تخت بلقیس سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کرسکتا ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلیمان علیہ السلام سے کہیں افضل و اکرم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی بھی سلیمان کے وصی سے کہیں زیادہ توانا اور افضل ہیں (۲)

تیسرا واقعہ:۔ایک شوہر و بیوی اپنے اختلافات دور کرنے کیلئے مولا امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔مرد خارجی نے آپ علیہ السلام کی موجودگی میں بیوی سے نہایت تند لہجے میں گستاخی کی آپ علیہ السلام نے اس شخص سے کہا(اخساء)اچانک اس کا سر کتے کا سر ہوگیا......!!

حاضرین میں سے ایک فرد نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:۔یا امیر المومنین علیہ السلام! آپ علیہ السلام نے ایک ہی آواز اس خارجی کو کتے کی شکل میں تبدیل کردیا ہے ۔تو آپ علیہ السلام معاویہ کو کیوں نہیں ہلاک کردیتے ...؟!!تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر! اگر میں چاہوں کہ معاویہ کو شام سے تمہارے سامنے پیش کردوں تو وہ اسی جگہ پر حاضر ہو جائے ۔لیکن ہم خزائن اسرار تدبر امور مخلوق ہیں نہ کہ خزانہ دار سونا

وچاندی،۔ہم خدا کے حکم کے تابع ہیں ہم اس کے امر واذن کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے..........!(۳)

ایک دن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی، وارث علم، معدن اسرار، مخزن ذخائر، جن احکامات پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا میں انہیں جانتا ہوں۔مجھ سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔میں تمام حیوانات، جو کچھ زمین پر نازل ہوتا ہے یا آسمان کی طرف اوپر جاتا ہے وہ بادل جو اندھیرا کردیتے ہیں اور بارش برساتے ہیں میں ان تمام چیزوں کو جانتا ہوں جو کوئی مجھ سے سوال کرے میں اسے مفصل طور پر جواب دوں۔ہلال بن نوفل فکر میں گمراہ ہو گیا اور اس نے بغض وکینہ کی وجہ سے کہا۔یا علی علیہ السلام: اتنا بڑا دعویٰ نہ کرو۔

آپ نے فرمایا جاؤ جہنم.....!!!

---

(۱) بحارالانوار جدید ج۴۱ص ۲۰۸ بحارالانوار کمپانی ج۹ص ۵۵۸۔اثباۃ الھداۃ ج۵ مدینۃ المعاجز ۵۰، ۵۱، ۹۸، ۱۰۵، ۱۴۱، ۱۹۵، ۲۰۰ کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام (سید رضی) مناقب شہر آشوب۔امالی شیخ صدوقؒ

(۲) بحارالانوار ج۴۱ص ۲۰۳ بحارالانوار کمپانی ج۹ص ۵۵۷۔

(۳) بحارالانوار ج۴۱ص ۱۹۱۔الخرئج والجرائح ص ۲۰۷۔

راوی کہتا ہے کہ ابھی حضرت کی بات ختم نہیں ہوئی تھی کہ وہ سیاہ وسفید کوا بن گیا ....!(۱)

اصبغ بن نباتہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں کافی لوگ جمع تھے....!

ایک شخص نے کہا: یا علی علیہ السلام: آپ علیہ السلام نے ہمارے مردوں کو قتل کیا ہے اور ان کی اولاد کو یتیم کیا ہے۔.....!؟

آپ علیہ السلام نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: (اخساء) اے کتے نکل جاؤ ....!اچانک وہ کالا کتا بن گیا ...!!اور اس نے بھوکنا شروع کردیا..

وہ آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں آنسو بہا کر معافی مانگ رہا تھا... آپ علیہ السلام نے اس پر رحم فرمایا۔ اور اسے دوبارہ انسانی شکل وصورت میں بدل دیا...

حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا: مولا آپ علیہ السلام اتنی طاقت وقدرت رکھتے ہیں.... اور معاویہ آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرتا ہے...!؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہم خدا کے مقرب بندے ہیں اور ہم اپنے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔(۲)

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا..... اگر میں چاہوں تو شام کو عراق اور عراق کو شام کردوں..... مرد کو عورت اور عورت کو مرد بنادوں...

ایک شخص نے کہا: کس میں اتنی طاقت....؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا عورت ہو کے مردوں کے مجمع میں آتے ہوئے شرم نہیں آئی.....! اس نے اپنے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ عورت بن چکی تھی.. آپ ؑ نے اس سے کہا میں نے تیری عورت کو تیرا مرد بنا دیا ہے اور تیرے بطن سے ایک خنثیٰ بچہ پیدا ہوگا.....!!

راوی کہتا ہے کہ جس طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح ہوا۔ اور اس شخص نے بعد میں توبہ کی تو آپ علیہ السلام اسے دوبارہ مرد بنا دیا(۳)

سید ہاشم بحرانی نے مدینۃ المعاجز ص ۲۹۴ پر روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک نابینا بچہ کو حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا آپ علیہ السلام نے دست مبارک اس کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ بینا ہوگیا۔

ایک گونگے کو آپ کی خدمت میں لایا گیا آپ علیہ السلام نے اس سے کلام فرمایا تو گویا ہوگیا.....!

ایک آپاہج آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر پھیرا تو وہ چلنے لگ گیا....

آپ علیہ السلام نے ابو خالد کابلی کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر جنت دکھادی.....

(۱) بحارالانوار جدید ج ۴۱ ص ۲۰۸

(۲) بحارالانوار جدید ج ۴۱ ص ۱۹۹

(۳) بحارالانوار جدید ج ۴۳ ص ۳۲۷۔۔ اثبات الهداة ج ۵ ص ۱۶۸

ایک روایت میں ہے کہ طبیب یونانی نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:
میں ایک طرف کھڑا ہوجاتا ہوں آپ علیہ السلام مجھے اپنی طرف بلائیں... اور میں نہیں آؤنگا اگر آپ علیہ السلام نے میرے اختیار کے بغیر مجھے اپنی طرف بلالیا تو آپ علیہ السلام کی حقانیت میرے لیے ثابت ہوجائے گی.... آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں نے تمہیں اپنی طرف بلالیا تو یہ تیرے لیے میری طرف سے معجزہ ہوگا.... اور تیرے لیے یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ تیرا اختیار میرے ہاتھ میں ہے لیکن دوسرے لوگ اسے سمجھ نہیں سکیں گے لھذا تو کوئی ایسا معجزہ طلب کر جو تیرے اور ان سب حاضرین کیلئے معجزہ و دلیل ہو!

روایت: میں ہے کہ حبابہ والبیہ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ علیہ السلام سے خلافت و امامت حق الٰہیہ کی نشانی طلب کی آپ علیہ السلام نے ایک کنکری کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میری طرف لاؤ۔! حبابہ کا کہنا ہے کہ وہ کنکری میں نے آپ علیہ السلام کو اٹھا کر دی۔ آپ علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی کی مھر اس پر ثبت کی تو اس کنکری میں نقش ہوگیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی امامت کا دعویٰ کرے تو اس کی انگوٹھی کا نقش اس کنکری پر ثبت ہونا ضروری ہے......! حبابہ کا کہنا ہے آپ علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں نے کنکری حضرت حسن علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی اور آپ علیہ السلام کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی....!! تو آپ علیہ السلام نے بھی اس کنکری پر مھر ثبت کردی....!(۱)

حبابہ کا کہنا ہے کہ پھر وہ کنکری حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی .... وہ وقت میری نہایت پیری کا وقت تھا اس وقت میری عمر ایک سو تیرہ ۱۱۳ سال تھی حضرت سجاد علیہ السلام نے میری طرف اشارہ کیا۔ اور میری جوانی پلٹ آئی .....!!

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ پتھر مجھے دو میں نے پتھر دیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اس پر انگوٹھی والی مہر ثبت کر دی آپ علیہ السلام کے بعد حضرت باقر علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد حضرت جعفر صادق علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد حضرت رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی ان میں سے ہر ایک امام علیہ السلام نے انگوٹھی والی مہر ثبت کر دی اس کے نو ماہ زندہ رہنے کے بعد حبابہ کا انتقال ہو گیا...!(۲)

صفوان بن مہران :(۳) نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کے دور میں دو آدمی ایک بچے اور ایک عورت کے بارے میں یہ دعویٰ کرتے تھے کہ یہ بچہ اور عورت میرے ہیں آپ علیہ السلام نے ان دونوں کا دعویٰ سننے کے بعد اس عورت سے فرمایا: اے عورت.....! خدا نے ابھی تک تجھے رسوا نہیں کیا عورت نے کہا: یہ میرا شوہر ہے ایک مرد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور یہ اسی کا بیٹا ہے اور میں دوسرے آدمی کو نہیں جانتی اس دوران آپ علیہ السلام نے شیر خوار بچے سے فرمایا اے بچے اللہ کے حکم سے بتا تو کون ہے تا کہ حقیقت حال سب کیلئے معلوم ہو جائے

بچے نے عرض کیا.....! میں ان دونوں میں سے کسی کا بیٹا نہیں ہوں میرا باپ فلاں چرواہا ہے.....!! اور اس نے میری ماں سے زنا کیا تھا پس آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس عورت کو سنگسار کیا جائے حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ بچہ کچھ اور نہیں بولا.....!!(۴)

اصبغ بن نباتہ:۔(۵) نے حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا: اے میرے مولا میں آپ علیہ السلام سے ایک پوشیدہ راز کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں...! مجھے یقین کامل ہے کہ آپ علیہ السلام صاحب اسرار ہیں (ابھی اس نے سوال ہی نہیں کیا) آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم مسجد قبا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو دون سے فرمائی تھی سننا پسند کرو گے .....!! اصبغ نے عرض کیا: جی ہاں میرے مولا میں یہی چاہتا تھا.....! آپ علیہ السلام نے فرمایا

....

(۱) انشاء اللہ بعد میں مفصل آئے گا۔ (فصل اطاعت اشجار)

(۲) مستدرک، سفینۃ البحار ج ۲ لغت جبر ص ۱۸۲

(۳) اصول کافی باب تمیز بین امام حق و باطل بحار الانوار کمانی ج ۷ ص ۲۲۴ جدید ج ۲۵ ص ۱۷۵

(۴) صفوان حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے جلیل القدر اصحاب میں سے تھے۔ اور ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے

(۵) یہ روایت مناقب ابن شہر آشوب اور بحار الانوار میں مذکور ہے اور شیخ حر عاملی نے اثبات الھدۃ میں بھی نقل کیا ہے

اٹھے...... جیسے ہی انہوں نے حرکت کی تو اس نے اپنے آپ کو حضرت کی خدمت مسجد کوفہ میں پایا......!!

آپ علیہ السلام میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے اور فرمایا: اے اصبغ ....! سلیمان بن داود علیہ السلام کیلئے ہوا مسخر تھی وہ ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہر صبح وشام کو سیر کیا کرتے تھے اور خدا نے ہمیں سلیمان علیہ السلام سے کہیں زیادہ اقتدار عطا فرمایا ہے۔ میں عرض نے کیا: خدا کی قسم سچ ہے اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: کتاب کا تمام علم ہمارے پاس موجود ہے۔

جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ کسی اور کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم مخزن اسرار خدا ہیں۔ ہم آل علیہ السلام اللہ اور وارثان رسول ؐ ہیں۔

پس میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ آپ علیہ السلام نے دوبارہ تبسم فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ مسجد میں داخل ہو جاؤ....!!

جب میں مسجد میں داخل ہوتو مسجد میں محراب کے نزدیک میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا انہوں نے ردا کو اپنے ارد گرد اوڑھا ہوا تھا....! اور حضرت امیر المومنین م کو بھی میں نے دیکھا۔ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعسر کا لباس پکڑا ہوا تھا فرمایا: تو نے اور تیرے اصحاب نے میرے اہلبیت علیہ السلام کے ساتھ بدسلوکی کی ہے۔ تم پر خدا کی لعنت ہو....! اور میری بھی لعنت ہو....! (۱)

زھری: کا کہنا ہے کہ عبد الملک بن مروان نے والی مدینہ سے کہا کہ امام سجاد علیہ السلام کو

زنجیروں میں قید کر کے شام بھجوا نہوں نے اس طرح کیا، جب آپ علیہ السلام کے روانہ ہونے کا وقت آیا تو وہ لوگ جو آپ علیہ السلام کی نگہبانی پر مامور تھے میں نے ان سے اجازت لی اور آپ علیہ السلام کی خدمت میں سلام اور وداع کے لیے حاضر ہوا۔ میں نے آپ علیہ السلام کو پابند سلاسل دیکھ کر گریہ کیا....!! اور میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ علیہ السلام کی جگہ قید ہو جاؤں۔ اور آپ علیہ السلام سکون و آرام سے رہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے زہری تمہارا خیال ہے کہ یہ زنجیریں مجھے اذیت دیتی ہیں (نہ ......! ایسا نہیں ہے) اگر میں چاہوں تو یہ زنجیریں دور جا پڑیں اور یہ میرے اوپر نہ ہوں۔ زہری کہتا ہے کہ میں دیکھا کہ اچانک آپ علیہ السلام کے ہاتھ اور گردن آزاد ہو گئے......! آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ فقط ایک یا دو منزل میرے ساتھ ہونگے۔ زہری کہتا ہے حضرت سجاد علیہ السلام کی روانگی کے چار دن بعد تمام سپاہی مدینہ واپس آ گئے اور حضرت سجاد علیہ السلام کو تلاش کرنا شروع کر دیا.....!!۔ انہوں آپ علیہ السلام کو تلاش کرنے کی جتنی بھی کوشش کی مگر وہ آپ علیہ السلام کو نہ پا سکے ......!!! ان میں سے ایک سپاہی نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم آپ علیہ السلام پر تمام رات پہرہ دار تھے اور تمام رات نہیں سوئے تھے ایک رات ہم بھی بیدار تھے لیکن ہم سید سجاد علیہ السلام کو نہ پایا

---

(۱) اصبغ حضرت امیر المومنین علیہ السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کے جلیل القدر اصحاب میں سے ہیں آپ کی وثاقت و جلالت میں اتفاق ہے۔

آپ علیہ السلام کے محمل میں فقط یہی زنجیریں پڑی تھیں ......! زہری کہتا ہے کچھ عرصہ بعد جب میں شام گیا تو عبدالملک نے مجھ سے حضرت سجاد علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا میں نے اسے وہ سابقہ واقعہ سنایا تو اس نے کہا اس وقت وہ میرے پاس آئے اور میری سرزنش کی اور فرمایا کہ تو مجھے کیا کہنا چاہتا ہے..........؟

تو عبدالملک کہتا ہے کہ میرے دل میں نہایت ہی خوف پیدا ہوا میں نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام میرے ساتھ شام میں رہیں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نہیں چاہتا اس کے بعد آپ علیہ السلام باہر تشریف لے گئے....!(۱)

ابو خالد کاہلی حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں تھے۔وہ اپنے ماں باپ کیلئے اداس ہو گئے تو انہوں نے حضرت سجاد علیہ السلام سے رخصت طلب فرمائی....! آپ علیہ السلام نے فرمایا: کل شام کے امراء میں سے ایک شخص آئے گا۔اور اس کی بیٹی دیوانگی کے مرض میں مبتلا ہوگی....وہ کہے گا کوئی ہے جو اس لڑکی کا علاج کرے ۔جب تم یہ اعلان سنو تو اس لڑکی کے والد کے پاس چلے جانا۔اور اس سے کہنا کہ میں اس کا علاج کروں گا۔لیکن شرط یہ ہے کہ مجھے دس ہزار درہم دو....! وہ تم سے وعدہ کرے گا لیکن وعدہ وفائی نہیں کرے گا.....!!! دوسرے دن شام والا قافلہ آیا۔انہوں نے اس طرح کیا۔ابو خالد کہتے ہیں کہ میں لڑکی کے والد کے پاس گیا اور اسے اپنی شرط سے آگاہ کیا۔اس نے میری شرط قبول کر لی۔ میں حضرت سجاد علیہ السلام کی خدمت

(۱) مناقب شہر آشوب معجزات امام حسین علیہ السلام بحارالانوار میں بھی ہے۔

میں حاضر ہوا اور سارا ماجرہ سنایا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے معلوم ہے۔ وہ اس عہد کو وفا نہیں کرے گا۔ تم اس لڑکی کے پاس جاؤ اور اس کے بائیں کان میں جا کر کہو! اے خبیث: علی ابن الحسین علیہ السلام کا حکم ہے کہ اس لڑکی کے بدن سے نکل جاؤ.....!! ابو خالد آیا اور امام علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا۔ وہ لڑکی ٹھیک ہوگئی.....!!

لیکن اس لڑکی کے والد نے ابو خالد کو دس ہزار درہم نہ دیئے۔ وہ افسردہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں واپس آئے اور سارا واقعہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا .....!!! آپ علیہ السلام نے فرمایا: گھبراؤ مت۔ یہ دوبارہ آئیں گے۔ اور تجھ سے علاج کی درخواست کریں گے۔ اب کی بار کہنا کہ پہلے دس ہزار درہم دو پھر علاج کروں گا اور وہ حضرت سجاد علیہ السلام کے پاس امانت کے طور پہ رکھ دو.....! انہوں نے ایسے ہی کیا۔

ابو خالد امام علیہ السلام کے حکم سے آئے اور اس کے بائیں کان میں امام کا حکم سنایا۔ اور اس کہا اگر اس کے بدن میں تو دوبارہ آیا تو تجھے آگ میں جلاؤں گا۔ پس وہ لڑکی ٹھیک ہوگئی.....! ابو خالد نے دس ہزار درہم لئے اور امام کی اجازت سے کابل کی راہ لی...(۱)

زھری کا کہنا ہے ایک آدمی امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا ۔ میرے مولا میں دنیا میں چار سو کا مقروض ہوں۔ اور قرض ادا کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا ہوں آپ علیہ السلام بہت روئے.....!! ایک شخص نے عرض کیا اے فرزند

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ علیہ السلام کیوں رو رہے ہیں...؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے مومن بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر رو رہا ہوں.... !لوگوں نے عرض کیا: کون سی مصیبت۔؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: برادر دینی کو مشکل میں دیکھنا اور اس کی حاجت روائی پر (مصلحتاً) قادر نہ ہونا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ وہ محتاج آدمی آپ علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کی.... !مولا ایک شخص نے میری سرزنش کی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ تمہارے امام علیہ السلام دعویٰ کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کی ہر چیز ہماری مطیع ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں ہم جو کچھ خدا سے چاہیں۔ خدا ہمیں عطاء کرتا ہے لیکن انہوں نے مورد میں اظہار عجز کیا۔ تو اس شخص نے کہا۔ انکی یہ بات میرے لیے میری مشکل سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب خداوند عالم جل جلالہ نے اجازت دے دی ہے کہ تمہاری مشکل کشائی کی جائے۔ یہ دو روٹیاں اپنے ساتھ لے جاؤ کہ خدا نے تیری مشکل کشائی اسی میں قرار دی ہے۔ اس شخص نے وہ اٹھائیں اور بازار میں آکر ایک روٹی کے بدلے مچھلی خریدی اور دوسری روٹی کے بدلے نمک خریدا۔ گھر آکر اس نے مچھلی کا شکم چاک کیا تو اس کے شکم سے دو گراں قدر موتی نکلے۔ انہیں دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا..... !اچانک دق الباب ہوا وہ دروازے پر آیا تو اس نے مچھلی فروش اور

---

(۱) مناقب شہر آشوب معجزات امام سجاد۔ مدینۃ المعاجز ص ۳۰۹۔

(۲) مناقب شہر آشوب ج ۴ ص ۱۴۵۔ خرائج، مدینۃ المعاجز اور بحار الانوار میں بھی مذکور ہے

نمک فروش کو دروازے پر دیکھا.... توانہوں نے کہا یہ روٹیاں بھی اپنے پاس رکھ لو اور وہ مچھلی اور نمک بھی۔ہم نے انہیں کھانے کی بڑی کوشش کی ہے۔لیکن ہم انہیں کھا نہیں سکے.....!وہ روانہ ہو گئے اور اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اپنا نوکر بھیجا کہ امام علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ تمہارا کام تو ہوگیا ہے اب ہماری روٹیاں واپس کردو....!!یہ ہماری مخصوص خوراک ہے ہمارے علاوہ اسے کوئی نہیں کھا سکتا۔نوکر وہ روٹیاں آپ علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔(۱)

رفید: ایک غلام تھا مشہور ہے اس کا مالک علی بن ھبیرہ شامی اس پر غضب ناک ہوا اور اس کے قتل کا حکم صادر کردیا وہ بھاگ کر امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور پناہ طلب کی آپ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اسے میرا سلام دینا اور کہنا (انی اجرتک علیک مولاک رفیدا)میں نے تیرے غلام رفید کو پناہ دے دی ہے تم اسے اذیت نہ دینا رفید نے عرض کیا: مولا وہ ناصبی ہے اہل شام میں سے ہے اور وہ آپ علیہ السلام کا دشمن ہے.......!آپ علیہ السلام نے فرمایا ڈرومت....!اس کے پاس جا کر یہی پیغام دو....!وہ شخص واپس پلٹا تو دوران سفر اسے ایک اعرابی ملا .... اس نے رفید سے کہا: کہاں جارہے ہو....؟!

اس نے کہا.....!عراق جارہا ہوں....اعرابی نے کہا۔میں تیرا چہرہ مقتول والا دیکھ رہا ہوں.... تیرے ہاتھ بھی مقتول کے ہاتھ ہیں... تیرے پیر بھی مقتول کے پیر ہیں تیرا سینہ بھی مقتول کا سینہ ہے...

اس نے رفید سے کہا اپنی زبان دیکھاؤ... جب رفید نے اپنی زبان دیکھائی تو ....
اس عربی نے کہا تیری زبان پر ایک ایسا پیغام ہے اگر تو وہ پیغام کائنات عالم کے
پہاڑوں کو دے .... تو وہ تیری اطاعت کرنے لگ جائیں....!!

رفید کا کہنا ہے کہ جب میں اپنے مالک کے پاس پہنچا تو اس نے میرے شانے بندھوا دیئے.... اور میرے قتل کا حکم صادر کر دیا ...! تو میں نے کہا کہ میں اپنے اختیار سے آپ کے پاس آیا ہوں اور میں تمہارے لیے ایک پیغام لایا ہوں.... وہ سننے کے بعد مجھے قتل کرنا....! اور حاضرین سے کہیے کہ وہ سب باہر چلے جائیں... تا کہ میں آپ کو پیغام دوں.. سب لوگ باہر چلے گئے .... تنہائی میں اس نے حضرت امام صادق علیہ السلام کا پیغام دیا...!! پیغام میں اتنی تاثیر تھی کہ اس نے میرے شانہ کھولنے کے بعد مجھ سے کہا... تو میرا شانہ باندھ ورنہ مجھے اطمینان نہیں آئے گا....!! تو میں نے کہا میں یہ کس طرح انجام دوں...؟! اس نے کہا..! تجھے خدا کی قسم میرے اطمینان قلب کیلئے میرے شانے باندھ...! پس میں نے اس کی اطاعت کی اور اس نے مجھے اپنی انگوٹھی دی.... اور مجھ سے کہا میرے اختیارات اب تمہارے پاس ہیں.... جو کچھ انجام دینا چاہو حکم کرو....! تعمیل ہوگی۔ (۲)

---

(۱) مناقب شھر آشوب معجزات امام سجاد۔ بحار الانوار میں اور اثبات الھداۃ میں حر عاملی اور امالی میں شیخ صدوقؒ نے نقل کیا ہے۔ (۲) مناقب شھر آشوب باب خارق امام صادق۔ بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ص ۱۵۶۔ج ۴۷ص ۱۷۹ اثباۃ الھداۃ اور اصول کافی میں بھی مذکور ہے۔

ایک عورت کو حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ کی خدمت میں لایا گیا۔ کہ اس کا چہرہ پچھلی طرف پھر چکا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اپنا دائیں ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے اس کے چہرے کو پھیرا تو وہ سیدھا ہو گیا....!(۱)

احمد بن اسحاق قمی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکیل نقل کرتے ہیں کہ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: کہ میں ایک بات سے بہت افسردہ ہوں ۔میں آپ علیہ السلام سے پوچھنا چاہتا تھا لیکن موقع نہیں ملا .....! آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا بات ہے ....؟!! میں نے عرض کیا: آپ علیہ السلام کے اجداد سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہ السلام سیدھے سوتے ہیں.... اور علماء و مومنین دائیں طرف یا کروٹ،.....! منافقین بائیں کروٹ اور شیاطین الٹے سوتے ہیں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: حدیث صحیح ہے.....!! میں نے عرض کیا میں دائیں کروٹ نہیں سو سکتا آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے قریب آؤ اور اپنا ہاتھ اپنے لباس کے نیچے قرار دو ...راوی کہتا ہے میں نے اپنا ہاتھ اپنے لباس کے نیچے رکھا۔اور آپ علیہ السلام نے بھی اپنا دست مبارک اپنے ہاتھ کے نیچے رکھا۔آپ علیہ السلام نے اپنا دائیں ہاتھ سے میرے بائیں پہلو پہ اور اپنا بائیں ہاتھ میرے دائیں پہلو پر تین مرتبہ پھیرا اس کے بعد میں نے دائیں کروٹ سونا شروع کر دیا اور میں بائیں کروٹ سو ہی نہیں سکتا تھا(۲)

ابوسلمہ: کا کہنا ہے کہ میں سماعت کی بیماری میں مبتلا تھا۔اور مجھے کسی کی آواز سنائی

نہیں دیتی تھی.....! حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک میرے سر اور کان پر پھرا اور فرمایا: سن اور یاد رکھ..! ابوسلمہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم اس کے بعد میں نہایت ہی آہستہ آواز بھی سن لیتا تھا۔ (۳)

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۲۴۲ و ج ۴۸ ص ۳۹۔ صاحب بحار نے تفسیر عیاشی سے روایت نقل کی ہے۔
(۲) بحار الانوار کمپانی ج ۱۶ ص ۴۳۔
(۳) مدینۃ المعاجز، مناقب شھر آشوب

فصل ہفتم

حیوانات اور حیوانات کی تصاویر کہ جنہوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدی علیہم السلام کی اطاعت کی۔

یہ موارد بہت زیادہ ہیں.... ایک اعرابی والا واقعہ ہے کہ وہ سوسمار پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا.... اس نے کہا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو یہ سوسمار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے......! تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوسمار سے فرمایا: میں کون ہوں.....؟!! سوسمار نے جواب دیا... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خدا کے برگزیدہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عالمین کے سردار ہیں۔ اور آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات عالم کی زینت ہیں.... وہ شخص سعادت مند ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے....! پس وہ اعرابی ایمان لایا۔ اس نے گھر آ کر اپنے سارے خاندان کو بتایا تو وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے (۱)

متوکل عباسی نے نہایت ہی خوبصورت محل تعمیر کروایا اور اس میں چاروں طرف سورج کی روشنی پڑتی تھی اور اس کے اردگرد بہت زیادہ پرندے رکھے گئے جب بھی وہ اپنے محل میں بیٹھتا تھا تو وہ پرندے چیخنا شروع کر دیتے تھے ...! حتی کہ کسی بات کو سننا بھی مشکل ہو جاتا تھا...!! لیکن جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام تشریف لاتے تو وہ پرندے خود بخود خاموش ہو جاتے ۔ تھے۔ آپ علیہ السلام جتنی دیر تشریف رکھتے خاموشی کا عالم ہوتا۔ متوکل کے پاس کچھ کبد (ایک پرندہ ہے) تھے جب حضرت علی نقی علیہ السلام تشریف لاتے تو وہ سکون سے رہتے لیکن جب آپ علیہ السلام تشریف لے جاتے تو وہ آپس میں لڑنا شروع کر دیتے.....!(۲)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی اطاعت حیوانات نے کی ہے اس میں بیشمار روایات ہیں... یہ تمام جانوران حضرات کے سامنے عاجزی ظاہر کرتے تھے ....!!

یہ حیوانات خدا کی وحدانیت، رسول کی رسالت، اور آئمہ علیہم السلام کی ولایت وخلافت، کی

(۱) بحارالانوار جدید ج۱۷ ص۴۰۱، ۴۰۶، ۴۱۵، ۴۲۰۔ بحرالانوار میانی ج۲ ص۲۹۶، ۲۹۴

(۲) بحارالانوار۔ الخرائج والجرائح۔ منتھی الآمال۔

گواہی دیتے تھے...!!!(۱)

سید ابن طاؤس: نے قاسم بن علد، صافی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے نوکر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپ کے جد امجد حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: انگوٹھی کہ جس کا نگینہ عقیق زرد ہو خریدو...! اور اس کے ایک طرف (**ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله استغفر الله**) اور اس کی دوسری طرف (**محمد وعلی**) لکھواؤ تو ہر مصیبت سے محفوظ رہو گے....!

خادم کہتا ہے: میں نے وہ انگوٹھی بنوائی اور آپ سے وداع کیا۔ میں چلا تو آپ علیہ السلام نے حکم دیا کہ مجھے بلایا جائے میں واپس آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا فیروزہ کی انگوٹھی بھی بنواؤ....!! کہ طوس اور نیشاپور کے درمیان ایک شیر ظاہر ہوگا......!!!

وہ تیرا راستہ روکے گا اس کو وہ انگوٹھی دکھا دینا اور کہنا میرے مولا نے فرمایا ہے کہ: راستہ سے دور ہو جاؤ....! فیروزہ کی ایک طرف **الله الملک** اور دوسری طرف **الملک**

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص ۴۹۰ باب اعجاز پیغمبر در حیوانات۔ بحار الانوار جدید ۱۷ ص ۳۹۰ (۴۷) روایات ہیں۔ بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص ۵۶۴ باب معجزات امیر المومنین در حیوانات، بحار الانوار ج ۴۱ ص ۲۳۰ مؤلف نے ان کو مستدرک، سفینہ میں سے نقل کیا ہے۔

اللہ الواحد القھار لکھواؤ جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش (اللہ الملک) تھا ......! جب آپ علیہ السلام کے پاس خلافت ظاہر آئی تو آپ علیہ السلام نے الملک اللہ الواحد القھار لکھوایا۔ یہ درندوں سے امان ہے اور غلبہ وظفر کا باعث ہے۔

خادم کہتا ہے: میں نے آپ علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا اور شیر واپس چلا گیا جب میں آپ کی خدمت میں واپس پہنچا تو میں نے سارا واقعہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں بیان کر دیا

آپ علیہ السلام نے فرمایا ایک بات رہتی ہے ...! اگر چاہو تو میں بتاؤں....؟!!! آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو ایک رات تو میرے جد امجد کی قبر کے کنارے سویا ہوا تھا کہ جنات کا ایک گروہ وارد ہوا..... انہوں نے پہلے زیارت کی......پھر انہوں نے تیری انگوٹھی کا نگینہ اور نقش دیکھا۔ تو انہوں نے وہ انگوٹھی تیرے ہاتھ سے اتار لی... انہوں نے اسے ایک برتن میں دھویا... اور دھونے کے بعد ان کے ساتھ ایک مریض تھا اسے وہ انگوٹھی والا پانی پلایا ان کا مریض ٹھیک ہوگیا ...! اورنہوں نے وہ انگوٹھی تیرے ہاتھ میں پہنا دی اس کی نشانی یہ ہے کہ تو نے انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی ہوئی تھی۔ لیکن انہوں تیرے بائیں ہاتھ میں پہنا دی تو نے تعجب تو بہت کیا...! لیکن اس کا سبب تجھے معلوم نہ ہوسکا۔ اور تو نے اپنے سر کے پاس ایک یاقوت پایا جو ابھی بھی تیرے پاس ہے ...!! یہ اسی ۸۰ اشرفیوں کے بدلے بیچ دو.. یہ جنوں کا تحفہ ہے جو وہ تیرے لیے لائے تھے خادم نے کہا: میں نے

بازار میں جا کر وہ اسی ۸۰ اشرفیوں میں فروخت کیا۔

علی بن یقطین: ہارون الرشید کے وزیر نے روایت نقل کی ہے کہ ہارون نے ایک جادوگر کو بلایا .. اور اس سے کہا کہ ایک ایسے عمل کو انجام دو جو حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کی توہین کا باعث بنے تا کہ آپ علیہ السلام کی عزت و مقام میں کمی آئے اور لوگ آپ علیہ السلام سے دور ہو جائیں...!! جادوگر نے عمل پڑھا اور جب آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک روٹی کی طرف بڑھایا تو اس روٹی نے پرواز کیا اور آپ علیہ السلام سے دور ہو گئی۔ ہارون اور اس کے ساتھی یہ دیکھ کر بہت خوش ہو گئے...!!! آپ علیہ السلام نے سر اقدس بلند کیا تو سامنے شیر کی تصویر تھی اور وہ تصویر پردہ کے اوپر بنی ہوئی تھی۔ صاحب ولایت کا فرمان ملا اس تصویر کو کہ: اے شیر اس دشمن خدا کو نگل جا.....! وہ تصویر بہت بڑا شیر بن گئی ...!!! اور اس نے جادوگر کو ہڑپ کر لیا.... ہارون اور اس کے ساتھی خوف کے مارے غش کھا گئے...

! جب وہ ہوش میں آئے تو ہارون نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اس شیر سے فرمائیے کہ وہ اس شخص کو واپس کر دے.....!! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر عصائے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کی رسیاں واپس کی ہوتیں تو یہ اس نابکار کو واپس کر دیتا (یعنی وہ بھی حقیقت تھی اور یہ بھی حقیقت ہے) (۱)

حدیث شریفہ: کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے خدا سے بارش کی درخواست کی ۔ باد و باران ظاہر شد۔ لوگوں نے چاہا کہ صحرا سے گھروں کو جائیں۔ آپ علیہ السلام

فرمایا: ابھی گھروں کو نہ جاؤ یہ بادل تمہارے لیے نہیں ہے .... آپ علیہ السلام نے فرمایا ابھی گھروں کو نہ جاؤ یہ بادل بھی تمہارے لیے نہیں ہے.... حتیٰ کہ دس بادل ظاہر ہوئے اور چلے گئے گیارواں بادل آیا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ بادل تمہارے لیے خدا نے بھیجا ہے.... اور تم لوگ اللہ کا شکرادا کرو۔ اور اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ..... ! جب تک سارے لوگ گھروں کو چلے نہ گئے تو یہ بادل نہیں برسے گا ....!! وہ لوگ گھروں کو پہنچ چکے تو ابر رحمت نے بارش شروع کر دی اور سارے لوگ خوشحال ہو گئے۔

آپ علیہ السلام کی وجہ سے خراسان میں بہت زیادہ برکتیں نازل ہوئیں......... شعراء کرام نے آپ علیہ السلام کی مدح سرائی میں قصائد لکھے۔

حاسدین میں سے ایک شخص حمید بن مہران نے مامون کے سامنے کفر آمیز باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اس نے مامون سے کہا کہ تو نے بہت بڑی غلطی کی ہے... کہ خلافت اپنے خاندان سے نکال کر کسی اور کو دی ہے...۔ مامون نے کہا وہ (حضرت امام رضا علیہ السلام) لوگوں کو اپنی طرف بلاتے تھے اس لیے میں نے ان کو اپنا ولی عہد بنایا ہے تا کہ وہ لوگوں کو ہماری طرف دعوت دیں تا کہ جو ان کے پیرو کار ہیں انہیں پتہ چلے کہ ان کا دعویٰ ٹھیک نہیں تھا.... مجھے اس بات کا بھی ڈر تھا کہ اگر میں ان

---

(۱) شیخ صدوق نے عیون اخبار رضا باب ۸ میں نقل کیا ہے۔ مناقب شہر آشوب۔ بحار الانوار اصفہانی ج ۱۱ ص ۲۴۲ ج ۴۸ ص ۴۱

کواپناولی عہدنہ بناتاتو ملک میں بہت بڑافتنہ کھڑاہوجاتا.....اب میں آپ علیہ السلام کو ان کے حال پرنہیں چھوڑوں گا بلکہ ان کولوگوں کی نظروں میں گھٹانے کے لیے اپنی پوری پوری کوشش کروں گا....

حمید بن مہران نے کہا "یہ کام میرے سپرد کر دو"...!!اس نے کہا اگر تمہاراخوف نہ ہوتو میں انہیں لوگوں کی نظروں سے گرادوں...تو مامون نے کہا میری نظرمیں یہ سب سے بہتر ہے کہ اس نے کہا زعماء ملت، ارباب دانش اور معززین قوم کو بلایا جائے....اوران کے سامنے آپ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کروں...مامون نے بہت بڑی محفل کا انتظام کیا...اور بزرگان سلطنت کو بلایا۔حضرت امام رضا علیہ السلام کو اپنی جگہ پر بٹھایا۔حمید پلید نے حجت اللہ الکبریٰ امام رضا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ لوگ آپ علیہ السلام کی مدح سرائی میں تجاوز کرتے ہیں..........

بارش جوکبھی آتی ہے اور کبھی نہیں آتی ہے۔لوگوں کا یہ خیال ہے کہ آپ علیہ السلام کی دعا سے بارش ہوتی ہے اور وہ اسے آپ علیہ السلام کا معجزہ سمجھتے ہیں۔آپ علیہ السلام کے لیے سزاوار ہے کہ آپ علیہ السلام ایسے لوگوں کومنع کریں آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں بندگان خدا کو جو میری نسبت سے نعمت خدا اور لطف خدا کونقل کرتے ہیں ہرگز منع نہیں کروں گا...اور میرا قصد فخر ومباہات بھی نہیں ہے۔

اس خبیث نے کہا اگر آپؑ سچ کہہ رہے ہیں تو یہ جو شیر کی تصویر ہے اسے حکم دیجیے یہ مجھ پر مسلط ہو جائے..یہ آپ علیہ السلام کے لیے معجزہ ہے نہ وہ بارش جوسب کی دعا سے برستی ہے۔اورآپ علیہ السلام کی دعا دوسرے لوگوں کی دعا سے زیادہ موثر نہیں

ہے........

اچانک اللہ کے غضب کو غضب آیا......... آپ علیہ السلام نے شیر کی دونوں تصویریں کو آواز دی... (دونکما الفاجر) اس فاجر کو پکڑلو اور اس کا نام ونشان تک مٹادو۔ اچانک تصویروں پر سے دو شیروں نے چھلانگ لگائی............ اور حمید پلید پر جھپٹ پڑے۔ اسے چیر پھاڑ کر کھا گئے۔ حتیٰ کہ اس کا خون بھی چاٹ گئے ... حاضرین یہ دیکھ کر مبہوت ہو گئے..... اس کا قصہ تمام کرنے کے بعد... وہ دونوں شیر فصیح زبان میں غرائے.. اور انہوں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں التجا کی اگر آپ علیہ السلام اجازت دیں تو مامون کو اس کے دوست کے ساتھ ملحق کر دیں... جب مامون نے ان دو شیروں سے یہ بات سنی تو وہ بے ہوش ہو گیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا۔ اور حکم دیا کہ مامون کے چہرے پر پانی ڈالو۔ وہ ہوش میں آیا تو پھر شیروں نے عرض کیا: مولا آپ علیہ السلام اجازت دیں تو اسے بھی درک واصل کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کچھ تقدیرات باقی ہیں جن کا واقع ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ''..... وہ پہلے کی طرح تصویریں بن گئے....!

مامون نے کہا ''الحمد اللہ'' خداوند عالم نے ہمیں حمید بن مہران کے شر سے محفوظ فرمایا ہے... اس نے مزید کہا اے فرزند رسول: خلافت وولایت آپ علیہ السلام کے جد امجد حضرت رسولِ اکرم کا حق ہے اور ان کے بعد آپ علیہ السلام کا حق ہے۔ اگر آپ

علیہ السلام چاہیں تو میں امر خلافت سے دست بردار ہو جاؤں (اور آپ علیہ السلام حکومت چلائیں)۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں چاہتا تو تم سے درخواست نہ کرتا یعنی (امر خلافت میں میں تمہارا احتاج نہیں ہوں) جیسا کہ خداوند عالم نے دو شیروں کو میرا مطیع بنایا ہے اسی طرح تمام مخلوقات ہمارے اختیار میں ہے لیکن بے وقوف انسان نے اپنا ہی نقصان کیا ہے۔ (خدا چاہتا ہے کہ لوگ اپنے اختیار سے کام کریں اور ان کے اختیار سلب نہ کیے جائیں) تقدیراتِ الٰہی جاری ہوں گی اور خداوند متعال نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں آپ کے کسی کام پر اعتراض نہ کروں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ عزیز مصر کے اختیار میں رہیں (۱)

زراف متوکل عباسی کا دوست نقل کرتا ہے کہ متوکل کے پاس ایک ہندی شعبدہ باز تھا وہ اپنے فن میں بے مثال تھا متوکل عباسی نے اس سے کہا تو کوئی ایسا عمل انجام دے جو حضرت علی نقی علیہ السلام کی توہین کا باعث ہو تو تجھے ہزار دینار دوں گا۔ اس نے کہا تم چھوٹی و نرم و نازک روٹیاں پکواؤ اور دستر خوان پر حضرت علی نقی علیہ السلام کو دعوت دو۔ انہوں نے شعبدہ باز کی فرمائش کے مطابق روٹیاں پکوائیں اور اس کے بعد حضرت علیہ السلام کو کھانے کی دعوت دی۔ وہاں پر ایک تکیہ تھا جس پر شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ جب

---

(۱) عیون اخبار رضا، بحار الانوار ج ۱۲ ص ۵۴، ج ۴۹ ص ۱۸۱

طعام آیا تو آپ علیہ السلام سے تناول فرمانے کی فرمائش کی گئی۔ آپ علیہ السلام نے روٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ اُڑ کر دور چلی گئی۔ متوکل کے سارے حواری قہقہے لگانے لگے۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے شیر کی تصویر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: دشمن خدا کو پکڑ لے اچانک وہ تصویر شیر بن گیا۔ اور وہ آن واحد میں شعبدہ باز کو نگل گیا۔ باقی سب لوگ مبہوت ہو گئے۔ آپ علیہ السلام اپنے دولت سرا کو جانے کے لیے روانہ ہوئے تو متوکل نے آپ علیہ السلام سے التجا کی کہ اس شعبدہ باز کو واپس کر دیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم اب تم اسے دیکھ نہیں سکو گے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی دشمنانِ خدا کو اولیا خدا پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام باہر تشریف لائے (۱)

ایک ایسا معجزہ امام چہارم علیہ السلام سے بھی صادر ہوا ہے یہ معجزہ آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے اختیارات پر دلیل قاطع اور برہان واضح ہے۔ یہ مردے زندہ کرنے سے بھی بڑا معجزہ ہے

(۱) الخرائج والجرائح باب معجزات امام دہم۔ مدینۃ المعاجز ص ۳۶۳، ص ۳۶۴۔ کتاب ثاقب فی المناقب میں اسی طرح کا ایک معجزہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ اختصاص مفید۔ اثبات الھداۃ میں بھی درج ہے۔

فصل ہشتم

مردوں کا زندہ ہونا

واضح رہے کہ قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے لیکن اذن خدا سے۔ جیسا کہ سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۴۹ ہے۔ بنی اسرائیل کا رسول ان سے یہ کہے گا کہ میں اپنے پردوردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ گندھی ہوئی مٹی سے ایک پرندہ کی صورت بناؤں گا پھر اس پر کچھ دم کروں گا۔ وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائے گا اور میں خدا ہی کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھی کے مریضوں کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردے زندہ کرتا ہوں ۔ جو کچھ تم کھاتے ہو یا چھپاتے ہو میں سب جانتا ہوں۔ الخ

سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۰ خداوند عالم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن

فرمائے گا جب تو مٹی سے پرندہ بناتا تھا، جب تو اس پر پھونک کرتا تھا تو وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو اندھوں اور کوڑھی کو میرے حکم سے شفا دیتا تھا اور میرے ہی حکم سے مردے زندہ کیا کرتا تھا......!

روایات میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ ان کے پاس اسم اعظم کے دو حرف تھے جو کہ خدا نے انہیں تعلیم عطا کیے تھے۔ یہ دو حرف اور ان کے ساتھ ستر حرف ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے پاس موجود ہیں۔ پس وہ مردہ انسان یا حیوان کو زندہ کر سکتے ہیں لیکن اذن خدا سے۔ پس جب خدا اذن دیتا ہے تو در حقیقت پیغمبر یا امام زندہ کرتا ہے۔ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ نہیں فرمایا میں آپ علیہ السلام کے ہاتھ پر مردہ زندہ کرتا ہوں بلکہ فرمایا تو زندہ کرتا ہے میرے اذن سے۔ پس در حقیقت پیغمبر علیہ السلام و امام علیہ السلام ہی زندہ کرتا ہے۔

خالق اپنی قدرت کاملہ سے مردہ زندہ کرتا ہے اور مخلوق اللہ کے حکم سے مردہ کو زندہ کرتی ہے۔ قبض روح بھی اسی طرح ہے یہ سب لطف و کرم الٰہی ہے۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ ان آیات کے منافی نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ ہم نے آتش نمرود کو ابراہیم کے لیے گلزار کیا۔ اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے لیے مسخر کیا۔ اور ان کے لیے لوہے کو بھی موم کیا۔ یہ تمام گذشتہ قصے ہیں اور یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے انبیاء کا ذکر ہے اور ہمارا موضوع بحث نہیں ہے۔

ہماری بحث ہمارے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاقت و توانائی میں ہے اور آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اوصیاء علیہ السلام یہ سب کچھ خدا ہی نے ان حضرات کو عطا فرمایا ہے۔خدا نے ان حضرات کو قدرت سے نوازا ہے تو یہ حضرات کبھی کبھار اللہ کے حکم سے اسی قدرت کا اظہار کرتے ہیں۔اور دنیا میں خارق العادت افعال انجام دیتے ہیں۔یہ خدا کے خالص بندے ہیں خدا کے حکم کے بغیر کوئی بھی حکم انجام نہیں دیتے......!!

یہ کاملاً درست ہے کہ ان کے افعال کو خدا کی طرف نسبت دی جائے جیسا کہ روایت احتجاج سے یہ واضح ہو جائے گا انشاء اللہ۔

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت سید سجاد علیہ السلام سے دریافت کیا: کیا آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مردہ زندہ کر سکتے ہیں......؟!!

اور مادرزاد اندھوں اور کوڑھی کو شفا دے سکتے ہیں......؟!

پانی کے اوپر چل سکتے ہیں..... ؟!

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا خدا نے کسی بھی نبی کو کوئی ایسی شئے عطا نہیں کی مگر وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ کسی اور پیغمبر کو عطا نہیں ہوئیں۔جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا ہے وہ سب امیر المومنین علیہ السلام کو ملا ہے آپ علیہ السلام کے بعد حضرت حسن علیہ السلام آپ علیہ السلام کے بعد حضرت حسین علیہ السلام آپ ؑ کے بعد آپ علیہ السلام کی اولاد سے جو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں ان کو کئی گنا اضافہ کے ساتھ ملا ہے۔پھر حضرت سجاد علیہ السلام نے ایک واقعہ کی شرح فرمائی:ایک مرد انصاری کا دنبہ تھا اس کو ذبح کیا گیا اور اسے بھونا گیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہ السلام

اور خاص صحابہ نے تناول فرمایا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنبہ کو زندہ کیا۔

ثقہ جلیل صفار نے بصائر الدرجات (باب ۳) ابوبصیر سے روایت نقل کی گئی ہے۔ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: آپ علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث ہیں؟ فرمایا جی ہاں! ابوبصیر نے عرض کیا: تمام پیغمبران کے علم کے وارث اوران کے تمام کمالات کے مالک ہیں۔ فرمایا: جی ہاں! پس ابوبصیرؒ نے عرض کیا: آپ علیہ السلام حضرات مردہ زندہ کر سکتے ہیں؟ اور مادر زاد اندھوں کو شفا دے سکتے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں! اللہ کے حکم سے۔ پس ان حضرات سے ایک نے فرمایا: ہمارے قریب آؤ۔ ابوبصیرؒ کہتا ہے میں قریب گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک سر اور آنکھوں پر پھیرا تو میں پہلے کی طرح ہو گیا۔

علی بن حکمؒ کہتا ہے۔ کہ یہ حدیث میں نے ابن ابی عمیر سے نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اور اس میں کس قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اس حدیث کو شیخ طبرسی نے اعلام الوریٰ، مناقب شہر آشوب اور راوندی نے الخرائج میں ابوبصیر سے نقل کیا ہے۔ شیخ کشی نے رجال میں سند دیگر کے ساتھ علی بن الحکم سے روایت کی ہے۔ ایک مرتبہ منافقین نے ایک دنبہ کو مسموم کیا اور اس کے بعد بھون کر حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور اصحاب کی خدمت

میں پیش کیا۔آپ ن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ے حضرت علی علیہ السلام اور دیگر اصحاب نے تناول فرمایا لیکن اس زہر نے کوئی اثر بھی نہیں کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اور علی علیہ السلام ایک ہی نور ہیں ۔ خداوند عالم نے اہل آسمان و زمین کو ہماری معرفت کرائی اور ان سے ہمارے بارے میں عہد و پیمان لیا کہ ان کے دوستوں سے محبت کرو اور ان کے دشمنوں سے نفرت۔

اسی حدیث کے آخر میں ہے کہ اصحاب کی فرمائش پر آپ نے اس دنبہ (مادہ) کو زندہ کیا اور اس نے دودھ دیا۔سب اصحاب نے اس کا دودھ پیا۔دوبارہ وہ مر گیا۔(۱)

حضرت رسول اکرم نے منافقین کے چھ آدمی اور حضرت امیر المومنین نے چار آدمیوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔(۲)

بعض اوقات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام مردہ زندہ کرتے وقت دعا پڑھتے یا نماز پڑھتے اور اس کے بعد دعا کرتے۔

بعض اوقات اپنے قدم مبارک سے مردہ کو ٹھوکر مارتے اور فرماتے کہ خداوند عالم کے نزدیک بنی اسرائیل کی گائے سے میرے قدم عظیم تر ہیں۔

اثبات الھداۃ ج ۶ ص ۱۴۹: حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا تیرے نزدیک امامت کی کیا علامت ہے......؟ اس نے عرض کیا: غائب کی خبر دے، مردہ کو زندہ اور زندہ کو مار سکتا ہو۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں کر سکتا ہوں۔قریش کا ایک گروہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور انہوں نے عرض کیا کہ ہماری گذشتہ

جدادکو زندہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا آپ علیہ السلام ان لوگوں کے ساتھ قبرستان جائیں اور جن لوگوں کا یہ نام لیں انہیں با آوازِ بلند میں کہیں: اے فلاں، اے فلاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ اور زندہ ہو جاؤ۔ اللہ کے حکم سے۔ پس آپ نے آواز دی اور وہ زندہ ہو گئے۔ قریش نے چند سوالات ان سے پوچھے۔

(۱) بحارالانوار کمپانی ج ۶ ص ۲۹۹، الخرائج والجرائح، ایک روایت میں ہے کہ ابوایوب کا دنبہ تھا جسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ کیا۔ مناقب شہر آشوب اور مستدرک، سفینۃ البحار،

علامہ مجلسی نے بحارالانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۶۷ پر نقل کی ہے یہ حدیث صحیح ہے اور یہ شیعوں کو امر واضح اور قطعی کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس کے نیچے یہ ہے کہ امام مردہ کو زندہ کر سکتا ہے اور اندھے اور کوڑھی کو شفا بھی دے سکتا ہے۔ اور کائنات کے جس خطے ارض سے کوئی چیز منگوانا چاہے چشمِ زدن میں منگوا سکتا ہے۔ اور تمام انبیاء و مرسلین کے کام سے آگاہ ہوتا ہے

(۱) بلکہ تمام انبیاء و مرسلین گذشتہ سے عالم و افضل بھی ہیں۔ پس ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام علوم و کمالات قدرت انبیاء و مرسلین ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء کے پاس ہیں۔ بلکہ ان سے بھی کئی گنا زیادہ، یہ بھی واضح روایات میں سے ہے کہ جو کچھ ہم سابقہ میں واقع ہوا ہے اس امت میں واقع ہو گا۔ مردوں کا زندہ ہونا جیسا کہ قرآن کریم میں نقل ہوا ہے۔ مستدرک، سفینۃ البحار لغت (حیّ) ان موارد کو بیان کیا گیا ہے۔ اور ہم نے کچھ مطالب کتاب ''ارکان دین'' میں بیان کیے ہیں۔ پس مردوں کا زندہ ہونا اس امت میں بھی واقع ہوا ہے اور واقع ہو گا۔

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندھوں کوڑھی کے مریضوں اور دیوانوں کو شفاء دیتے تھے۔حیوانات، پرندگان، جن، شیاطین، آپ سے تکلم کرتے تھے۔(۱)

جاہلیت کے دور میں ایک شخص نے اپنی بیٹی کو زندہ دفن کیا۔اس نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ اس بچی کو زندہ کریں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کے ساتھ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا اے دختر زندہ ہو جاؤ اللہ کے حکم سے۔وہ قبر سے باہر آئی اس نے کہا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے ہیں اگر تم چاہو تو تجھے ان کی طرف بھیج دوں۔اس نے عرض کیا نہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) بحارالانوار باب جامع معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) بحارالانوار باب جامع معجزات پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ المعاجز میں پچاس سے زیادہ موارد نقل ہوئے ہیں۔اثبات الھدۃ میں بھی کافی موارد نقل ہوئے ہیں۔اس سے اور ایک حدیث نازل ہوئی ہے (قم با اذن اللہ و اذن جعفر ابن محمد) اللہ اور جعفر صادق علیہ السلام کے حکم سے زندہ ہو جاؤ۔

فصل نہم

اطاعت اشجار ونباتات برائے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ ھدی علیہم السلام

ہمارا کلام یہاں دو بخش میں تقسیم ہوگا،

بخش اول اطاعت اشجار برائے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بہت زیادہ واقعات ہیں ہم نے چند ایک واقعات تبرکاً ذکر کیے ہیں۔ روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت ابوطالب علیہ السلام (قریش کے سامنے اپنے بھتیجے کا مقام ومرتبہ بیان کرنا چاہتے تھے،) نے عرض کیا: اے میرے بھتیجے کیا خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر بھیجا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!، آپ علیہ السلام نے عرض کیا: پیغمبروں کے

پاس معجزات ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا کوئی معجزہ ہمیں دکھائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت سے کہو کہ محمد بن عبداللہ نے تجھے بلایا ہے کہ میری طرف آ۔ آپ علیہ السلام گئے اور اس درخت کو پیغام دیا سب لوگوں نے دیکھا کہ درخت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عاجزی وانکساری سے کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا اے درخت اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ سب کے سامنے وہ واپس چلا گیا۔ (۱)

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی گواہی دیتا ہوں۔ اور فرمایا: یا علی علیہ السلام پیغمبر کی خدمت سے کبھی جدا نہ ہونا۔ (۳)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحرا میں رفع حاجت کرنا چاہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو درختوں کو حکم دیا ایک دوسرے کے قریب جمع ہو جائیں۔ وہ چانک ایک دوسرے کے قریب جمع ہو گئے آپ نے رفع حاجت فرمائی ایک شخص وہاں گیا تو اس نے کوئی چیز بھی وہاں نہ دیکھی۔ (۴)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن مکہ معظمہ میں ایک درخت کو بلوایا پس درخت آیا درحالانکہ اس کی ہر ٹہنی سے تسبیح و تحلیل کی آواز آ رہی تھی۔ آپ نے اس درخت سے فرمایا ٹکڑے ہو جاؤ۔ لوگوں نے دیکھا وہ ٹکڑے ہو گیا۔ دوبارہ فرمایا دو حصے آپس میں مل جاؤ پھر وہ آپس میں پیوست ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا میری رسالت و نبوت کی گواہی دو اس نے گواہی دی۔ آپ نے پھر فرمایا اپنی

جگہ پر چلے جاؤ۔ وہ ذکر و تسبیح کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ (۵)

یہ موارد بہت زیادہ ہیں اس کتاب میں اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔(۶)

بحث دوم

درختوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی اطاعت بھی کی ہے اس کے موارد بھی بہت زیادہ ہیں۔ لیکن ہم تبرکاً چند روایات نقل کرتے ہیں۔

روایت ہوئی ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام جنگ صفین سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ دوران سفر آپ علیہ السلام رفع حاجت کرنا چاہتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے جناب قنبرؓ فرمایا: وہ درخت کہ جن کے درمیان کافی فاصلہ ہے ان سے کہو کہ وصی حضرت محمد ﷺ کا حکم ہے کہ آپس میں جمع ہو جاؤ۔ وہ درخت جناب قنبر سے بہت زیادہ دور تھے قنبر نے عرض کیا: مولا میری آواز ان درختوں تک نہیں پہنچے گی آپ علیہ السلام نے فرمایا

(۱) توحید صدوق۔ عیون اخبار الرضا۔ احتجاج طبرسی۔ بحاالانوار جدید ج۱۰ص۳۰۴

(۲) بحار الانوار جدید ج ۱۸ص۱۸ از الخرائج والجرائح۔ کتاب مقام قرآن وعترت ص ۱۵۷۔۱۶۱ مستدرک سفینۃ البحار۔ (۳) بحار الانوار کمپانی ج۹ص۲۴ ج جدید ج۳۵ص ۱۱۵۔ جدید ج۳۵ ص ۱۷۔ امالی صدوق اور مناقب شہر آشوب میں بھی ہے۔

(۴) بحار الانوار کمپانی ج۶ص۱۴۹، ۲۸۵

(۵) بحار الانوار کمپانی ج۴ص۱۰۲، ج۶ص ۲۶۷۔ احتجاج طبرسی میں بھی مذکور ہے۔

(۶) تفصیل ہم نے مستدرک، سفینۃ البحار لغت (شجر) میں بھی بیان کی ہے۔

جس خدا نے تجھے بیناء بنایا ہے وہ تیری آواز ان تک پہنچانے پر قادر ہے۔ قنبر نے آ کر وہ پیغام پہنچا دیا اچانک مشاہدہ کیا وہ درخت ایک دوسرے کی طرف دوڑے اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑ گئے۔

بعض منافقین نے کہا: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے چچا زاد بھائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ساحر ہیں۔ منافقین کا غلط ارادہ تھا۔ آپ علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا: میں ان کے گمان کے مطابق ان سے دور درختوں کے علاوہ ان سے پنہاں نہیں ہو سکتا۔ اے قنبر جاؤ درختوں سے کہو وصی رسولِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ درخت اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔ آپ علیہ السلام رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو کوئی شخص بھی آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکا۔ جب حضرت ان لوگوں کے سامنے آئے تو منافقین رفع حاجت والی جگہ پر گئے تو کچھ بھی نظر نہ آیا (۱)

روایت میں ہے کہ ایک طبیب یونانی کی مولائے متقیان امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات کی تو اس یونانی طبیب نے عرض کیا: آپ علیہ السلام کا رنگ زرد اور آپ علیہ السلام کی پنڈلی نازک ہے کوئی وزنی چیز نہ اُٹھانا کہ ہڈی ٹوٹنے کا خطرہ ہے اور میرے پاس

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص ۶۰۳،

ایک دوائی ہے جو زردی رنگ کا علاج ہے۔لیکن اس کے استعمال سے چالیس دن بخار آجاتا ہے۔اس کے بعد عافیت حاصل ہوگی۔اور میرے پاس ایک ہی دوائی ہے جس کا رنگ زرد نہ ہوا گر وہ چنے کے برابر کھائے تو مر جائے گا۔کیوں کہ اس میں زہر ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ زہریلی دوائی مجھے دو۔آپ علیہ السلام نے وہ ساری دوائی کھالی۔ آپ علیہ السلام کا رنگ بہترین ہوگیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو نے مجھے کہا کہ میں وزنی چیز نہ اُٹھاؤں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: دیکھ کیا دیکھتے ہو......؟ آپ علیہ السلام نے کمرے کے شہتیروں پر ہاتھ رکھا اور پوری چھت کو اُٹھالیا۔یہ عجیب منظر دیکھ کر طبیب یونانی بے ہوش ہوگیا۔

آپ علیہ السلام کے حکم کے مطابق لوگوں نے اس پر پانی چھڑکا۔طبیب صاحب ہوش میں آئے اس نے عرض کیا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ علیہ السلام ہی کی طرح تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرا علم و عقل اور قوت انہی کی طرف سے ہے۔پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: قبیلہ ثقیف کا ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاج کے لیے آیا ہوں۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجنون ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علاج کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے قدرت خدا کی نشانی دکھاؤں تا کہ تو سمجھ جائے۔کہ میں تیرا ہرگز محتاج نہیں ہو اور تو میرا محتاج ہے۔ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ چاہتے ہو کہو۔اس نے عرض

کیا: اس کھجور کے درخت سے کہیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخت کو حکم دیا۔ وہ درخت اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کھڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرے لیے کافی ہے؟ اس نے عرض کیا: اسے حکم دیجیے کہ یہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اس نے دیکھا تو وہ اپنی جگہ پر واپس جا چکا تھا۔

طبیب یونانی نے عرض کیا: جو کچھ آپ علیہ السلام نے بیان کیا ہے بہت ہی اچھی بات ہے۔ لیکن میں نے نہیں دیکھا۔ میں اس سے بھی کم کی درخواست کرتا ہوں۔ میں ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہوں اور میں اپنی پوری طاقت سے آپ کے پاس نہیں آوں گا اگر آپ علیہ السلام نے مجھے بے اختیار اپنے پاس بلا لیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ علیہ السلام کا دین حق ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ موضوع فقط تیرے لیے معجزہ ہے۔ تو سمجھ جائے گا کہ بے اختیار میرے پاس آئے ہو لیکن تو بعد میں یا کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ تو اپنی مرضی سے میرے پاس آیا تھا۔ تو مجھ سے اس چیز کا مطالبہ کرو جو تمہارے اور دوسروں کے لیے نشانی حق ہو۔ اس نے عرض کیا: اس کھجور کے درخت سے فرمائیے کہ اس کے اجزاء پراکندہ ہو جائیں۔ اور دوبارہ حکم دیں تو وہ آپس میں مل جائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میری طرف سے اس درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: اے درخت! وصی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے حکم دیا ہے کہ تیرے اجزاء پراکندہ ہو جائیں۔ وہ گیا اور اس نے امام

م کا فرمان پہنچایا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ وہ درخت ریزہ ریزہ ہو کر پراکندہ ہو گیا۔ اس کا کوئی نام ونشاں ہی نہ رہا گویا وہاں پر کوئی درخت ہی نہیں تھا۔ اس نے عرض کیا میری پہلی بات تو پوری ہو گئی لیکن دوسری باقی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم میری طرف سے اسی جگہ پر جاؤ اور وہاں جا کر کہو اے اجزا پرکندہ شدہ امیر المومنین علیہ السلام حکم دیتے ہیں کہ تم ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ حتیٰ کہ وہ پہلے کی طرح درخت بن گیا۔ یونانی نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ یہ سرسبز ہو کر کھجوریں بھی دے۔ اور تمام حاضرین وہ کھجوریں کھائیں آپ علیہ السلام نے فرمایا: درخت کے پاس جاؤ اور جو کچھ کہا ہے میری طرف سے درخت سے جا کر کہو۔ اس نے جا کر کہا، سب نے دیکھا درخت سرسبز وشاداب ہو کر فوراً اس نے کھجوریں دیں سب نے کھائیں اور طبیب یونانی ایمان لے آیا۔ (۱)

اس روایت شریفہ سے ارادہ وفرمان امام علیہ السلام کے نفاذ کا پتہ چل جاتا ہے۔ یہ موضوع فقط امر اور حکم امام کو ثابت کرتا ہے۔ قدرت واختیار جس انسان سے چاہیں سلب کر سکتے ہیں لیکن خلقت دنیا امتحان کے لیے ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ لوگ با اختیار ہوں کہ خود جنت اور دوزخ کا راستہ اختیار کریں۔ پیغمبر یا امام سلسلہ امتحان کو ختم نہیں کرتے مگر برائے معجزہ یا جہاں پر خدا نے اجازت دی ہو۔ ارشاد ہے

(۱) بحارالانوار کمپانی ج ۳ ص ۱۰۸، ج ۶ ص ۲۷۲، ۲۸۵، ج ۶۰۹ کتاب احجاج طبرسی، تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام اثبات الھداۃ

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَانُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ (٢٦) لَايَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (٢٧: انبياء)

''اورانہوں نے کہاتم خداوند عالم کے لیے (ملائکہ) اولاد قرار دیتے ہو بلکہ وہ تو اللہ کے مکرم بندے ہیں اور وہ قول و فعل میں خدا پر سبقت حاصل نہیں کرتے بلکہ اللہ کے امر سے ہی ہر کام انجام دیتے ہیں''

اثبات الھداۃ ج۶ص ۲۳۳۔روایت نقل کی گئی ہے کہ اس کا خلاصہ یہ ہے۔جب بھی حضرت علی نقی علیہ السلام متوکل کی مجلس میں تشریف لے جاتے تو تمام لوگ آپ علیہ السلام کا کھڑے ہوکر احترام کرتے تھے۔جب آپ علیہ السلام تشریف لے جاتے تو وہ سب ایک دوسرے کوملامت کرتے تم نے آپ علیہ السلام کا احترام کیوں کیا ہے۔انہوں نے ایک دوسرے سے کہاجب آپ علیہ السلام تشریف لائیں تو کوئی بھی ان کے استقبال کے لیے کھڑا نہ ہو۔جب آپ علیہ السلام تشریف لائے تو سب نے استقبال کیا ابو ہاشم جعفری نے ان سے کہا کہ تم نے تو کہا تھا کہ ہم استقبال کے لیے کھڑے نہیں ہوں گے۔ اب کیوں اُٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اپنے اختیار سے کھڑے نہیں ہوئے بے اختیار استقبال کرتے ہیں۔اس طرح ایک واقعہ حضرت رضا علیہ السلام کے لیے بھی نقل ہوا ہے۔

حارث ہمدانی نے بھی روایت نقل کی ہے۔کہ ہم حضرت امیر المومنین علیہ السلام ایک خشک درخت کے قریب آئے وہ اتنا خشک تھا کہ اس کی چھیل بھی گر چکی تھی

۔حضرت علی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا اور فرمایا: اے درخت سبز ہو جا
ہم نے دیکھا وہ سبز ہو چکا تھا۔اور اس کی ٹہنیاں پھل سے لدی جا چکی تھیں۔وہ
ناشپاتی کا درخت تھا۔ہم نے خود بھی کھایا ور گھر کیلئے بھی لے گئے۔ہم دوسرے دن
اسے دیکھنے گئے وہ اسی طرح سرسبز وشاداب اور پھل دار تھا۔(۲)

قطب الدین راوندی نے حضرت امام باقر علیہ السلام،حضرت امام سجاد علیہ السلام،حضرت امام
حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم حضرت امیر المومنین
علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے۔ہمارے قریب انار کا ایک خشک درخت تھا۔اسی
دوران منافقین کا ایک گروہ بھی آ پہنچا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں
کافی مومنین اور آپ علیہ السلام کے حب دار بھی تھے آپ علیہ السلام نے فرمایا: آج میں تم
لوگوں کو اس دسترخوان کا نمونہ دکھاؤں گا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔آپ علیہ السلام
نے فرمایا: تم لوگ اس خشک درخت کو دیکھئے۔ہم نے دیکھا تو آپ علیہ السلام کے حکم سے
اس کی خشک لکڑیوں میں پانی کی رطوبت جاری ہوگئی۔وہ سرسبز وشاداب ہو گیا اور اس
پر انار بھی لگ گئے۔آپ علیہ السلام نے اپنے حبداروں سے فرمایا: ہاتھ بڑھاؤ اور کھاؤ
۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر انار کھانے میں

(۲) بصائر الدرجات۔الخرائج والجرائح۔بحار الانوار کمپانی ج۹ ص ۵۶۸

مشغول ہو گئے اور ہم نے ان جیسے میٹھے اور لذیذ انار کبھی بھی نہیں کھائے تھے۔آپ علیہ السلام نے اپنے دشمنوں سے فرمایا کہ تم لوگ ہاتھ بڑھا کر انار توڑ کر کھاؤ۔ جب انہوں نے ہاتھ بڑھائے تو درخت کی شاخیں بلند ہو گئیں وہ انار نہ توڑ سکے انہوں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ یا امیر المومنین علیہ السلام یہ سارے لوگ کھا رہے ہیں لیکن ہم نہیں کھا سکے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: بہشت میں بھی اسی طرح ہوگا۔ جنت کی نعمتیں بھی فقط ہمارے حبدار تناول فرمائیں گے۔اور ہمارے دشمنوں کا ان نعمات میں کوئی بھی حصہ نہیں ہے۔انہوں نے کہا: یہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا سحر ہے سلمان نے ان سے کہا کیا کہتے ہو یہ سحر ہے کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو...... ؟! (۱)

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ میرے بابا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حجرہ میں تشریف لے گئے۔آپ علیہ السلام کے غلاموں نے آپ علیہ السلام کا خیمہ اطہر نصب کیا۔آپ علیہ السلام ایک درخت کے قریب تشریف لے گئے اور آپ علیہ السلام نے خدا کی حمد وثنا کی۔اس کے بعد آپ علیہ السلام نے دعا فرمائی اے درخت:! جو کچھ خداوند عالم نے تجھے عطا کیا ہے ہمیں اس سے طعام دے۔امام علیہ السلام نے فرمایا: امام نے فرمایا ہم نے دیکھا سرخ رنگ کی کھجوریں اس درخت سے گریں۔پس تمام حاضرین سیر ہو کر کھائیں۔ابو امیہ انصاری بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھا اس نے بھی کھجوریں کھائیں اور کہا کہ یہ معجزہ حضرت مریم علیہا السلام کے معجزہ کی مثل ہے (۲)

حقیر کیا ہے: یہ تشبیہ شاید اس لیے ہے تا کہ شیعوں کا اشتباہ دور ہو جائے جو حضرت مریمؑ کے بارے میں یہ کہیں کہ وہ معجز نما تھیں اور امام علیہ السلام جو مریم علیہا السلام سے ہزاروں درجے بالاتر ہیں ان کے لیے یہ معجزات بعید نہیں ہیں۔

جناب صفار نے بصائر الدرجات میں سلیمان بن خالد سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور ابو عبداللہ بلخی حضرت صادق آل محمد علیہم السلام کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ علیہ السلام نے ایک کھجور کے خشک درخت سے فرمایا: اے درخت جو کچھ ذات واجب نے تجھ میں قرار دیا ہے ہمیں طعام دے سلمان کہتے ہیں۔ میں دیکھا تو فوراً اس میں مختلف رنگوں کی تازہ کھجوریں گرنے لگیں ہم نے سیر ہو کر کھائیں۔ اور بلخی نے عرض کیا: یہ حضرت مریمؑ کے قصہ کی شبیہ ہے (۳)

ابن شہر آشوب نے داود نیلی سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں عازم حج تھے۔ دوران سفر نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے داود راستہ چھوڑ تا کہ نماز کے لیے تیار ہو جائیں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر فدا ہو جاؤں یہ جنگل بیابان ہے کس طرح نماز کے لیے آمادہ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا خاموش رہو۔ اس بات میں دخل نہ دو۔ آپ علیہ السلام راستہ سے تھوڑا دور تشریف لے گئے آپ علیہ السلام نے قدم مبارک زمین پر مارا۔ سرد پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے داود کھجور کھانے پر دل ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں آپ علیہ السلام

نے اپنا دست مبارک اس خشک درخت پر پھیرا اور اسے حرکت دی۔اس سے تازہ کھجوریں نکالیں اور مجھے کھلائیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے دست مبارک اس کے اوپر پھیرا اور فرمایا: اپنی پہلے والی حالت پر پلٹ جاؤ۔ وہ پہلے کی مانند خشک ہو گیا (۴)

حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام ایک دن ایک شخص عابد و زاہد کے لیے خلافت و امامت حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے اوصیاء علیہ السلام کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے۔ جب آپ علیہ السلام کے نام کی باری آئی تو آپ علیہ السلام خاموش ہو گئے ۔اس زاہد نے دریافت کیا: میں آپ علیہ السلام پر فدا ہو جاؤں اس زمانے میں حجت خدا اور امام علیہ السلام کون ہیں ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر بتاؤں تو قبول کرو گے؟ اس نے عرض کیا: مولا ضرور قبول کرونگا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں مخلوقات عالم پر اللہ کی حجت اور امام علیہ السلام برحق ہوں ۔اس نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں اسکی دلیل اور حجت کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام تجھے بلا رہے

(۱) الخرائج والجرائح راوندی۔ بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص۵۶۹۔ج ۴۱ ص۲۸۴۔۲۴۹ ۔

(۲) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۶۷۔اور صفحہ ۷۰ پر اسی طرح کا واقعہ جناب جابر سے مروی ہے۔

(۳) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۱۲۶

(۴) مناقب شہر آشوب۔ بحار الانوار کمپانی ج۱۱ ص۱۳۹۔

ہیں جب اس نے درخت کو پیغام دیا تو وہ زاہد کہتا ہے کہ میں نے خود دیکھا وہ درخت آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ علیہ السلام نے درخت سے فرمایا اپنی جگہ پر چلے جاؤ۔ وہ زاہد و عابد آپ علیہ السلام کی امامت کا قائل ہو گیا۔ (۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانہ کو چوس کر زمین میں کاشت کرتے تو وہ اسی وقت درخت بن جاتا۔ (۲)

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان فارسی کو یہودی سے خریدنا چاہا تو اس نے کہا میں اسے چار سو خرما کے درخت کے بدلے فروخت کرونگا۔ ان میں دو سو زرد اور دو سو سرخ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: کھجور کی چار سو گٹھلی جمع کرو۔ آپ علیہ السلام نے گٹھلیاں جمع کیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاشت فرمائیں۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: انہیں پانی دو۔ آپ علیہ السلام نے پانی دیا۔ ان گٹھلیوں سے کھجوروں کا باغ بن گیا۔ اس یہودی نے کہا پورے چار سو درخت زرد ہوں تو پھر فروخت کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے سرخ کھجوریں زرد ہو گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان خرید کر اس کا نام سلمان رکھ دیا۔ (۳)

---

(۱) بصائر الدرجات۔ خرائج والجرائح۔ ارشاد شیخ مفید۔ طبرسی اعلام الوریٰ۔ اصول کافی کلینی۔ بحار الانوار کمپانی ۱۱ ص ۲۴۶۔

(۲) بحار الانوار میں اصول کافی سے نقل کی گئی ہے۔

(۳) بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص ۷۵۷۔ ج ۱۱ ص ۱۳۲۔ مستدرک سفینۃ البحار لغت (مسلم)

فصل دہم

دراطاعت جمادات۔

یہ کئی موارد ہیں لیکن ہم چند ایک پر اکتفا کریں گے

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا۔ایک یہودی نے آ کر مسلمانوں پر اعتراض کرنا شروع کر دیا کہ تم اپنے نبی کے لیے تمام انبیاء کے فضائل کے قائل ہو اور تم لوگ انہیں تمام انبیاء سے افضل بھی سمجھتے ہو۔گروہ مسلمین میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس آؤ اور جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: پہاڑوں کے موکل فرشتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: میں خدا کی طرف سے مامور ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم فرمائیں

میں انجام دینے کے لیے حاضر ہوں ۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کو پہاڑوں کے ذریعے ہلاک کردوں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہ دی ۔فرمایا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہوں ۔(پروردگارا......! میری قوم کو ہدایت فرما) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہاڑ حضرت داؤد کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے ۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کہیں بہتر انجام دیا ہے ۔میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوہ حرا پر تھا۔اچانک پہاڑ نے حرکت شروع کردی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے پہاڑ آرام کرو۔تیرے اوپر امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے قدم ہیں ۔میں نے دیکھا تو پہاڑ نے آپ کی بات قبول کی اور سکون و آرام میں آگیا ۔الخ.....(۱)

روایت : کی گئی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اس سامنے والی پہاڑ سے کہیے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دے اگر اس نے گواہی دی تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کی گواہی دیں گے اور ایمان لائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس پہاڑ کا کہو میں اس سے گواہی طلب کروں گا ......!! پس وہ لوگ ایک پہاڑ کے قریب آئے اور عرض کیا: اس پہاڑ سے گواہی طلب کرو۔پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پہاڑ کو حکم دیا کہ میری رسالت کی شہادت دو اچانک

پہاڑ متحرک ہوگیا اور باواز بلند رسالت کی گوہی دی۔اور کہا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء ومرسلین سے افضل واشرف ہیں۔تمام نے یہ بات بھی سنی۔اور پہاڑ نے عرض کیا:اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروردگار سے یہ کہیں کہ دنیاوی لوگوں کو خنزیر وبندر کی شکل میں مسخ کردے تو خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات قبول کرلے گا۔اگر آپ کہیں کہ آسمان زمین اور زمین آسمان پر چلی جائے تو یہ بات بھی قبول ہوگی خدا نے زمین،آسمان،،پہاڑ ،دریا ہوا،صاعقہ،حیوانات،اور تمام مخلوقات کو تیرا مطیع بنایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حکم کریں گے وہ قبول ہوگا۔(۲)

عبدالرحمٰن بن الحجاج کہتے ہیں میں تنہا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔اور ہم مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے۔میں نے عرض کیا:میرے مولا!امام حق کی علامت کیا ہے؟آپ علیہ السلام نے فرمایا:اگر اس پہاڑ سے کہے آجا۔وہ پہاڑ آجائے عبدالرحمٰن کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے دیکھا تو پہاڑ آرہا تھا(۳)

آپ علیہ السلام نے پہاڑ پر عصا مارا تو اس سے سو اونٹ باہر آگئے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے ایک عرب سے سو اونٹوں کا وعدہ کیا تھا تو آپ علیہ السلام نے وہ اونٹ اُسی عرب

---

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۴ص ۹۸،ج ۶ص ۲۶۱۔۲۶۷ بحار الانوار جدید ج ۱۰ص ۳۰ تا ۴۰،ج ۱۷ص ۲۷۵

(۲) بحار الانور کمپانی ج ۶ص ۲۷۷باب جوامع معجزات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۳) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ص ۱۳۲،ج ۲۷ص ۱۰۱۔مستدرک سفینۃ البحار ج ۲ص ۲۶ لغت جبل۔

کو دے دیئے۔ جس کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ کیا تھا۔ یہ صالح کی ناقہ جیسا معجزہ ہے۔ اس کیلئے پہاڑ سے خدا کے حکم سے ناقہ نکلی تھی۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی سو اونٹ پہاڑ سے نکالے۔ ایک پتھر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ پر گواہی دی (لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ رضیت باللہ رباو بمحمدنبیا و بعلی ابن ابیطالب ولیا

ابو العامت حلوانی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے ایک ایسا معجزہ دکھایئے جس سے میرے دل کے شک وشبہات دور ہو جائیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ جو چابیاں آپ کے پاس ہیں مجھے دیجیے۔ میں نے وہ چابیاں آپ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں۔ میں نے دیکھا تو وہ چابی اچانک شیر بن چکی تھی میں ڈر گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے پکڑ لو اور ڈر مت جب میں نے اسے پکڑا تو وہ پہلے کی طرح چابیاں تھیں۔ (۱)

محمد بن ابی العلد نے یحییٰ بن اکثم سے علوم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں سوال کیا: تو اس نے جواب دیا: میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کے طواف میں مشغول تھا حضرت امام جواد علیہ السلام بھی طواف قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصروف تھے۔ میں نے آپ علیہ السلام سے چند مسائل کے بارے میں دریافت کیا: آپ علیہ السلام نے جواب عنایت فرمائے۔ میں نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام سے ایک مسلہ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے شرم آتی ہے۔ آپ

علیہ السلام نے فرمایا تیرے سوال سے پہلے جواب دوں؟! تو مجھ سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ امام کون ہے......؟!: میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں یہی سوال پوچھنا چاہتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں امام برحق ہوں۔ میں نے عرض کیا: اس کی نشانی کیا ہے؟! میں نے سنا کہ آپ علیہ السلام کا عصا فصیح زبان میں کہہ رہا تھا کہ آپؑ میرے مولا امام علیہ السلام اور اللہ کی حجت ہیں (۲)

اصبغ نقل کرتے ہیں کہ ہم حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے ہم ایک جگہ پر پہنچے تو آپ علیہ السلام نے زمین پر ٹھوکر ماری تو زمین زلزلہ میں آ گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب زمین پر زلزلہ آیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ساکن ہو جا۔ تو زمین سکون و آرام میں آ گئی........ !!

ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں زلزلہ آیا آپ علیہ السلام نے دست مبارک زمین پر رکھا اور فرمایا آرام:: زمین اسی لمحے سکون میں آ گئی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں وہ انسان ہوں کہ جس کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا ہے۔

وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا (۳سورہ زلزال)

قیامت کے زلزلہ کے وقت میں زمین سے کہوں گا تجھے کیا ہو گیا ہے اور زمین اپنی خبریں مجھے بتائے گی......!!

عمر کی خلافت کے زمانے میں بھی زلزلہ آیا۔ آپ علیہ السلام کافی لوگوں کے ہمراہ جنت

البقیع میں آئے اور زمین کو پیر کی ٹھوکر مار کر فرمایا: ساکن ہو جا تو زمین ساکن ہو گئی۔
اور روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے زلزلہ میں بھی زمین سے تکلم کروں گا اور زمین اپنے راز مجھے بتائے گی۔(۳)

جابر بن یزید جعفی نے حدیث نقل کی ہے کہ میں حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنی مشکلات آپ علیہ السلام سے بیان کیں: آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد کمیت شاعر وارد ہوئے اور انہوں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: اگر آپ علیہ السلام اجازت دیں تو میں آپ علیہ السلام کو ایک قصیدہ سناؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: سناؤ۔ کمیت نے قصیدہ سنایا آپ علیہ السلام نے ایک غلام سے کہا گھر میں جاؤ اور وہاں سے ایک تھیلی اٹھا لاؤ۔ وہ تھیلی کمیت کو دے دی۔

(۱) بحار الانوار ج ۴۷ ص ۱۱۷۔

(۲) بحار الانوار کمپانی ج ۱۲ ص ۱۱۶۔ اور اصول کافی میں بھی ہے۔ مدینۃ المعاجز میں ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام ایک کنویں پر تشریف لائے اور وہ خشک ہو چکا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا اے کنویں ہمیں پانی سے سیراب کر تو کنویں سے پانی نکلا اور سطح زمین تک آ گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اور آپ علیہ السلام کے اصحاب نے پانی پیا۔ !

(۳) بحار الانوار ج ۹ ص ۵۷۶، ۵۷۵، ج ۳ ص ۲۲۲، ج ۱۴ ص ۳۱۶ بحار الانوار جدید ج ۷ ص ۱۱۱، ج ۴۱ ص ۲۵۴، ۲۷۱، ۲۷۲، ج ۲۴ ص ۱۷۔ تفسیر البرہان و تفسیر نور الثقلین در تفسیر سورہ زلزال۔ اثبات الہداۃ ج ۵ ص ۱۲، ۱۳۔

کمیت نے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو ایک قصیدہ اور سناؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: پڑھو۔ آپ علیہ السلام نے دوبارہ خادم سے فرمایا کہ ایک تھیلی اور لاؤ اور وہ کمیت کو دے دو۔ اس کے بعد کمیت نے پھر اجازت چاہی تو امام علیہ السلام نے اجازت دی اور غلام سے فرمایا ایک تھیلی اور لا کر کمیت کو دے دو۔ غلام نے تھیلی کمیت کی خدمت میں پیش کی۔ کمیت نے پھر اجازت مانگی آپ علیہ السلام نے فرمایا: پڑھو اس نے قصیدہ پڑھا اور آپ علیہ السلام نے غلام سے کہا کہ ایک تھیلی لا کر کمیت کو دے دو۔ غلام نے تھیلی کمیت کی خدمت میں پیش کی۔ کمیت نے عرض کیا: خدا کی قسم میں نے یہ فضائل مال دنیا کی لالچ میں نہیں کہے۔ میں فقط اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہتا تھا میری اور کوئی غرض وغایت نہیں تھی۔ آپ علیہ السلام نے اس کے لیے دعا کی۔ اور غلام سے فرمایا: یہ تھیلیاں وہاں پر جا کر رکھ دو۔ جابر کہتے ہیں کمیت جب چلے گئے تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ حضرت علیہ السلام نے مجھے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایک درہم نہیں ہے اور کمیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دے دیا۔ میں اسی فکر میں تھا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر اٹھو اور اس گھر جاؤ۔ جابر کہتے ہیں کہ جب میں اسی گھر میں داخل ہوا تو میں نے وہاں جا کر ایک درہم بھی نہ پایا۔ میں واپس آیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہماری پوشیدہ چیزیں ظاہری چیزوں سے زیادہ ہیں۔ آپ علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اسی گھر کے اندر لے گئے۔ اپنا قدم مبارک زمین پر مارا تو اچانک اونٹ کی گردن کی مانند سونا زمین سے

باہر آیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے غور سے دیکھو۔سوائے معتمدین مومنین کے کسی کو آگاہ نہ کرنا۔(الا اللہ اقدر نا ما نرید)جو کچھ ہم چاہیں خدا نے ہمیں طاقت دی ....(۱)

چند موارد: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ سے ایک خشک لکڑی تلوار بن گئی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کسی مومن کو مدد کے لیے دی۔اور اس نے اس تلوار سے جنگ کی عکاشہ کی جنگ بدر میں تلوار ٹوٹ گئی پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک لکڑی دی اور فرمایا : کفار سے جنگ کرو وہ لکڑی شمشیر براں بن گئی اور اس نے طلحہ کو جنگ جمل میں اسی سے قتل کیا(۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لکڑی کسی اور کو دی وہ چراغ روشن بن گئی جیسا کہ ابواب رحمت میں لکھا ہے۔

روایت ام سلمہ میں ہے کہ اس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافت حقہ الٰہیہ کی نشانی طلب کی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگریزے اٹھائے اور اپنے ہاتھ پر آٹے کی طرح خمیر کر دیئے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادہ سے یاقوت احمر بن گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی کی مہر اس پر ثبت کی تو وہ مہر اس میں ثبت ہوگئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسی طرح انگوٹھی کی مہر ثبت کرلے وہ میرا وصی ہوگا۔اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اور اس کے بعد حضرت حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اور امام سجاد علیہ السلام کی

خدمت میں وہ یاقوت پیش کیا گیا۔تو ان حضرات معصومین علیہ السلام نے اپنی اپنی انگوٹھیوں کی مہریں ثبت فرمائیں۔(۳)

---

(۱)اختصاص شیخ مفید۔بصائر الدرجات۔منتہی لآمال۔بحار الانوار۔مناقب شہرآشوب۔

(۲)بحار الانوار کمپانی ج۶ص۲۶۲،۲۸۸۔

(۳)بحار الانوار کمپانی ج۷ص۲۲۶۔بحار الانوار ج۲۵ص۱۸۶۔مدینۃ المعاجز میں ہے لوگوں نے حضرت صادق سے امامت کی نشانی طلب کی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو زمین پر لے آؤں اور زمین کو آسمان پر لے جاؤں

فصل یازدہم

بادل اور ہوا کی اطاعت

ایک یہودی نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر پر بادل سایہ کیا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ اس وقت ہوتا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام صحرا میں سفر کرتے تھے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے کہیں زیادہ عطا کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے لے کر وفات تک ہر وقت سفر و حضر میں بادل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ فگن رہتے تھے۔(۱)

روایات کثیرہ میں ہے کہ خداوند عالم نے امام علیہ السلام کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ

آن واحد میں مشرق سے مغرب اور غرب سے شرق جا سکتا ہے اور خدا نے بادلوں کو امام علیہ السلام کے لیے مسخر فرمایا ہے: جہاں جانا چاہے اس کے لیے اسباب مہیا ہیں جا سکتا ہے۔

حدیث بساط میں ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے بساط پر ابوبکر عمر اور دیگر صحابہ کو سوار کیا اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ ہمیں اصحاب کہف کے پاس لے جائے۔ ہر ایک نے سلام کیا لیکن اصحاب کہف نے جواب نہ دیا..... مگر جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور انہوں نے کہا کہ ہم فقط نبی یا نبی کے وصی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔(۲)

علی بن صالح: طالقانی کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ بحری سفر کے دوران ان کی کشتی ٹوٹ گئی اور اس نے اپنے آپ کو کشتی کے ٹوٹے ہوئے تختہ پر پایا۔ اس نے شدت پریشانی سے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا حتیٰ کہ پانی کی موجوں نے اسے ایک جزیرہ میں ڈال دیا۔ وہ جزیرہ میں بھوکا پیاسا مارے مارے پھر رہا تھا کہ اچانک اس کو ایک غار نظر آئی۔ وہ غار کے قریب گئے تو وہاں تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن مجید کی آواز آ رہی تھی۔ دریں اثنا غار سے آواز آئی اے علی بن صالح خدا تم پر رحمت نازل کرے غار کے اندر آ جاؤ۔ کہتے ہیں میں اندر آ گیا اور میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ میں نے دیکھا تو وہاں ایک بزرگوار تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: خدا نے تیرے اوپر احسان کیا ہے اور تجھے دریا کی طوفانی سے نجات ملی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو

میں آپ کو بتاؤں کہ تم کتنے دن سے سفر کر رہے ہو۔میں تیری تمام سرگزشت سے واقف ہوں۔جب انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ تو میں نے کہا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں آپ میرے حالات سے کس طرح واقف ہیں؟!انہوں نے جواب دیا: خداوند متعال نے مجھے مطلع فرمایا ہے۔اور تم بھوکے بھی ہو۔پانی اور کھانا طالقانی کے لیے مہیا ہو گیا۔میں نے اس جیسا لذیذ کھانا کبھی بھی نہیں کھایا تھا۔اس بزرگوار نے مجھے کہا: آیا وطن جانا پسند کرو گے؟!میں نے عرض کیا: مجھے وطن کون لے جائے گا۔انہوں نے فرمایا: ہم قادر ہیں کہ تمہیں وطن پہچائیں۔پھر آپ علیہ السلام نے دعا پڑھی اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اسی وقت، میں نے دیکھا تو بادل حاضر ہو گیا۔اس نے عرض کیا:السلام و علیکم یا ولی الله و حجته آپ علیہ السلام نے اس بادل کے سلام کا جواب دیا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟!رحمت بن کر جا رہے ہو یا عذاب بن کر......؟ یہ بادل چلا گیا اور دوسرا بادل آ گیا۔اس نے سلام کیا آپ

(۱) بحار الانوار کمپانی ج۶ ص۴۵، ۴۷، ۵۰، ۸۲، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۰۶، ۱۴۹، ۲۸۲۔بحار الانوار جدید ج ۱۵ ص۲۱۴، ۲۱۵، ۳۴۹ ج۱۷ ص۲۳۱، ۳۵۵۔

(۲) بحار الانوار کمپانی ج۷ ص۳۶۵ ج۹ ص۳۷۶، ج۳۹ ص۱۳۶، ج۲۷ ص۳۲۔بصائر الدرجات میں ہے کہ آئمہ علیہم السلام آن واحد میں کائنات عالم کا چکر لگا سکتے ہیں۔بصائر الدرجات میں باب ۱۵ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بادل پر سوار ہو کر آسمان و زمین مسلط اور آگاہ ہیں۔بصائر الدرجات میں باب ۱۵ میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام بادل پر سوار ہو کر آسمان و زمین کی سیر پر مسلط اور آگاہ ہیں

علیہ السلام نے جواب سلام دیا۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟! اس نے عرض کیا رحمت بن کر طالقان جا رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں ایک امانت تیرے سپرد کرتا ہوں اسے امن وامان سے طالقان پہنچا دینا۔ بادل نے عرض کیا: آپ علیہ السلام کی اطاعت ہوگی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا زمین پر آجاؤ۔ وہ بادل زمین پر آ گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے میرا بازو پکڑ کر مجھے بادل پر سوار کیا۔ اس وقت میں نے عرض کیا: آپ علیہ السلام کو خدا جل جلالہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی قسم دیتا ہوں آپ علیہ السلام مجھے بتائیں آپ علیہ السلام کون ہیں؟! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے علی بن صالح خدا زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑتا۔ حتیٰ کہ چشم زدن کی دیر میں بھی زمین حجت سے خالی نہیں ہوتی ہے۔ یا وہ حجت ظاہر ہوتی ہے یا باطن و مخفی ہوتی ہے۔ میں اللہ کی حجت ہوں اور میں موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام ہوں۔ پھر آپ علیہ السلام نے بادل کو حرکت کرنے کا حکم دیا۔ میں نے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دیکھی اور تھوڑی سی دیر میں طالقان پہنچ گیا۔(۱)

ضروری ہے کہ مرد ہمدانی کا قصہ ہی یہاں مختصراً نقل کیا جائے کیونکہ وہ علی بن صالح کے قصہ کی شبیہ ہے۔

شیخ صدوق اپنی کتاب کمال الدین میں بیان کرتے ہیں کہ اہل ہمدان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں حج سے واپس آ رہا تھا۔ چند منازل کا سفر میں نے طے کیا اور میں بہت ہی تھک چکا تھا۔ میں نے تھوڑا سا آرام کیا اور جب بیدار ہوا تو قافلہ کا کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ میں اس پریشانی کے عالم میں امام زمانہ علیہ السلام (عج) سے متوسل ہوا

۔اچانک مجھے عالی شان محل نظر آیا۔ میں اس محل کے قریب گیا تو خادم نے مجھے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ میں نے وہاں وہاں ایک چودھویں کے چاند کی مانند بزرگوار کو دیکھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا جانتے ہو میں کون ہوں؟! میں نے عرض کیا: نہیں ۔آپ علیہ السلام نے فرمایا میں قائم المھدی علیہ السلام (عج) ہوں جو کہ آخرالزمان میں ظہور کروں گا ۔اور میں زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا۔اس کے بعد فرمایا: تو فلاں ہمدانی ہے ۔میں نے عرض کیا جی ہاں،، آپ علیہ السلام نے پوچھا اپنے شہر اور وطن واپس جانا چاہتے ہو؟! میں نے عرض کیا جی ہاں،، آپ علیہ السلام نے خادم کو اشارہ کیا۔ خادم نے پیسوں والی تھیلی مجھے دے دی۔اور چند قدم میرے ساتھ آیا۔تو اس نے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے ۔میں نے عرض کی اسدآباد......! ہمدان کی طرح ہے۔اس نے کہا یہ اسدآباد ہے۔اس نے کہا سلامتی سے جاؤ۔ میں نے دیکھا تو وہ خادم موجود نہیں تھا۔ میں اسدآباد میں داخل ہوا اور میں نے تھیلی والی رقم کو گنا پچاس دینار تھے۔پھر میں وہاں سے ہمدان آ گیا۔جب تک وہ دینار میرے پاس تھے میرے لیے خیر و برکت بھی زیادہ تھی۔(۲)

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام جن کے پاس اسم اعظم کا ایک حرف تھا ان کے لیے ہوا مسخر تھی اور ان کی بساط پر جتنے لوگ ہوتے تھے ہوا انہیں لے کر اڑتی تھی۔جس جگہ جاتے وہاں ہوا لے جاتی تھی۔حیوانات۔اور جن وانس کی صدا بھی ہوا ان کے کانوں تک پہنچاتی تھی۔خداوند عالم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیا علیہ السلام کو

سلیمان علیہ السلام اور سارے پیغمبروں سے بہتر عطا فرمائے ہیں۔ جو چیزیں تمام انبیاء کو دی گئیں وہ سب کی سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ یہ تمام چیزیں حضرات اوصیاء کو وارثت میں ملی ہیں۔ پس ہوا اور بادل کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ کے لیے مسخر ہونا اوضح الواضحات میں سے ہے۔ اس کا منکر معارف قران سے جاہل ہے۔ (اس کی جہالت اس کے لیے کافی ہے)

---

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۱۱ ص ۳۹۔ (۲) اثبات الھداۃ ج ۲ باب معجزات امام زمان علیہ السلام

فصل دوازدہم

پانی کی اطاعت۔

پانی حضرات معصومین علیہ السلام کا مطیع وفرمار دار ہے۔یہ حضرات پانی جس چیز میں چاہیں بدل دیں جیسا کہ مرد بلخی کا مشہور واقعہ ہے۔اس نے حضرات امام سجاد ؑ کے دست اطہر پر پانی ڈالا تو پانی جوہرات میں تبدیل ہوگیا۔وہ واقعہ کچھ یوں ہے ۔کہ بلخ کا ایک بزرگ مومن کئی سالوں سے بیت اللہ کی زیارت کو جاتا تھا اور اس کے ساتھ مدینہ منورہ کی زیارت بھی کرتا تھا۔وہ ہر سال حضرت امام سجاد علیہ السلام کے لیے تحائف لے آتا۔اور حلال وحرام کے مسائل بھی آپ سے سیکھتا اور وطن واپس چلا جاتا۔ایک سال وہ واپس گیا تو اس کی اہلیہ نے اظہار کیا کہ آپ تو اپنے امام کے لیے ہر سال

تحائف لے جاتے ہو لیکن امام نے تو کبھی آپ علیہ السلام کو کچھ نہیں دیا۔

اس مومن بزرگوار نے جواب دیا جس امام علیہ السلام کے لیے میں تحفے لے جاتا ہوں۔ وہ دنیا و آخرت کے مالک ہیں۔ جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ امام علیہ السلام کے اختیار میں ہے کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ، حجت خدا، اور پسر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کائنات عالم کی ہر جنس کے پیشوا ہیں۔ جب عورت نے یہ بات سنی تو وہ خاموش ہو گئی۔ دوسرے سال جب وہ مومن حج کے لیے تیار ہوئے اور حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت سجاد علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو اس مرد مومن نے آپ علیہ السلام کی دست بوسی کی ۔ دستر خوان لگا ہوا تھا۔ حضرت علیہ السلام نے اس سے فرمایا، کھانا کھاؤ۔ کھانا کھانے کے بعد طشت اور آفتابہ لایا گیا۔ مرد بلخی آگے آئے تا کہ آپ علیہ السلام کے دست مبارک پر پانی ڈالوں ۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم ہمارے مہمان تم میرے ہاتھوں پہ پانی ڈالنا پسند کرو گے۔ اس نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر آپ علیہ السلام اس کو پسند کرتے ہیں اور میں بھی تمہیں ایک ایسی چیز دکھاؤں گا جسے دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے اور پسند بھی کرو گے۔ اس نے آپ علیہ السلام کے ہاتھوں پر پانی ڈالا یہاں تک طشت کا ایک سوم حصہ پانی سے بھر گیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا طشت میں کیا ہے؟ اس نے کہا مولا پانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا یاقوت احمر ہے۔ جب اس نے طشت کو غور سے دیکھا تو پانی یاقوت احمر ہو چکا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: پانی ڈالو

۔اس نے پانی ڈالا یہاں تک طشت دوسوم حصہ پانی سے بھر گیا آپ علیہ السلام نے فرمایا
۔طشت میں کیا ہے؟ عرض کی پانی ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا زمرد سبز ہے۔اس نے
دیکھا یہ حصہ زمرد سبز بن چکا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: پانی ڈالو۔اس نے پانی ڈالا
یہاں تک کہ طشت پانی سے پر ہوگیا اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا دیکھتے ہو اس نے عرض
کی پانی ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: در سفید ہیں۔اس مومن نے بہت تعجب کیا۔اور وہ
آپ علیہ السلام کے ہاتھوں کے بوسے لے رہا تھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ تحائف ہماری
طرف سے اپنی زوجہ کو دے دینا۔اور ہماری طرف سے معذرت بھی کرنا۔جب وہ
شخص آپ علیہ السلام کی خدمت سے روانہ ہوا اور اس نے وہ جواہرات اپنی بیوی کو دیئے
اور اس کو سارا واقعہ کی تفصیل سے بیان کی۔اس خاتون نے سجدہ شکر ادا کیا اور اپنے
شوہر کو قسم دی کہ آئندہ سال مجھے بھی حج پر ساتھ لے جانا۔جب حج کا وقت آیا تو وہ
خاتون اپنے شوہر کے ہمراہ چلی گئی۔وہ سفر میں مریض ہوگئی اور مدینہ کے قریب فوت
ہوگئی۔مرد بلخی نے اس کی میت اپنے خیمے میں رکھی اور روتا ہوا آپ علیہ السلام کی خدمت
میں حاضر ہوا۔اس نے زوجہ کی وفات کے بارے میں آپ علیہ السلام کو آگاہ کیا۔آپ
م نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دعا کی اور بلخی سے فرمایا: اپنی زوجہ کے پاس جاؤ
۔خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے زندہ کیا ہے۔وہ دوڑتا ہوا اپنے خیمے میں
آیا تو اس نے دیکھا اس کی بیوی زندہ ہو چکی ہے۔شوہر نے زوجہ سے پوچھا کہ خدا
وند عالم نے تجھے کیسے زندہ کیا ہے؟! اس نے کہا ملک الموت نے میری روح قبض کی

اور فلاں فلاں صفت والا جوان آیا۔ وہ جس صفت کا کہتی مومن بلخی کہتا کہ یہ میرے مولا زین العابدین علیہ السلام کی صفت ہے۔ جونہی ملک الموت نے اس جوان کو دیکھا اس کے پاؤں چومنے لگا۔ اور ملک الموت نے عرض کیا

السلام عليك يا حجة الله في عرضه السلام عليك يا زين العابدين

۔اس نے سلام کا جواب دیا امام علیہ السلام نے فرمایا: اس خاتون کی روح اس کے بدن میں واپس پہنچا دو۔ یہ خاتون ہماری زیارت کا ارادہ رکھتی ہے اور میں نے خداوند عالم سے کہہ دیا ہے اس کی زندگی تیس سال مزید بڑھا دی جائے۔

ملک الموت نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام کا مطیع اور تابعدار ہوں۔ پس اس نے میری روح واپس میرے بدن میں ڈال دی۔ پس مرد بلخی اپنی زوجہ کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو خاتون نے کہا: خدا کی قسم یہ وہی جوان ہے جس نے ملک الموت کو حکم دیا تھا کہ میری روح واپس کر دی جائے۔ اور یہ دونوں میاں بیوی آپ علیہ السلام کی خدمت میں رہے یہاں تک انہوں نے وفات پائی۔(۱)

دوسری روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کے ارادہ سے آپ ؑ کے ہاتھوں یہ پانی ڈالا گیا تو وہ سونا اور قیمتی موتی بن گئے۔(۲)

ایک شخص حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں کافی رقم لے آیا۔ لیکن اس نے دیکھا

کہ آپ علیہ السلام اس رقم کی وجہ سے خوش نہیں ہوئے۔ اس وجہ سے وہ افسردہ ہوا۔ اور اس نے اپنے دل میں کہا میں بہت زیادہ مال آپ علیہ السلام کی خدمت میں لایا ہوں لیکن میں نے آپ علیہ السلام کے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ طشت اور پانی لے آؤ۔ آپ علیہ السلام ایک تخت پر تشریف فرما ہوئے اور غلام سے کہا میرے ہاتھوں پر پانی ڈالو۔ جب اس نے پانی ڈالا تو دیکھا کہ آپ علیہ السلام کی انگلیوں سے سونا نکل کر طشت میں جا گرتا۔ پس آپ علیہ السلام اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جو اس طرح ہو اس کی نگاہ میں دنیاوی مال ومتاع کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ (۳)

محمد بن اسحاق حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا دریا میں طغیانی کی وجہ سے ہمیں پانچ لاکھ درہم کا سالانہ نقصان ہوتا ہے۔ آپ نے اسے انگوٹھی دی اور فرمایا اسے دریا میں ڈال دینا۔ راوی کہتے ہیں میں نے اسی طرح کیا اور اس کے بعد دریا میں کبھی تبدیلی نہ آئی وہ سردیوں اور گرمیوں میں ایک ہی کیفیت سے بہتا رہتا تھا۔ (۴)

(۱) بحار الانور کمپانی ج ۱۱ ص ۱۵ ج ۴۶ ص ۴۷۔
(۲) بحار الانور کمپانی ج ۱۱ ص ۳۴۳ ج ۴۴ ص ۱۔
(۳) بحار الانوار کمپانی ج ۱۲ ص ۱۹۔ کشف الغمہ۔ مدینۃ المعاجز۔ اثبات الھداۃ۔ اصول کافی۔
(۴) شیخ حر عاملی نے اثبات الھداۃ میں نقل کی ہے۔

تیرہویں فصل

ملائکہ کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کا مطیع ہونا۔

چوتھی فصل میں واضح ہوا ہے کہ تمام موجودات عالم چاہے وہ زمینی ہیں یا آسمانی سب وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی فرمانبردار ہیں۔ اور مومن بلخی کے واقعہ میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت سجاد علیہ السلام نے اس مومن کی بیوی کو زندہ کیا اور ملک الموت کو حکم دیا کہ اس خاتون کی روح واپس لوٹائی جائے۔ تو ملک الموت نے نے آپ علیہ السلام کی اطاعت کی اور روح واپس لوٹا دی۔ اور اس نے عرض کیا: اے ولی خدا۔! میں آپ علیہ السلام کا تابع دار ہوں۔

صفوان بن یحییٰ نے روایت نقل کی ہے کہ عبدی،، نے مجھ سے کہا کہ میری بیوی

نے کہا ہے کہ کافی عرصہ سے ہم حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت سے مشرف نہیں ہوئے۔ضروری ہے کہ اس سال حج پر جائیں اور آپ علیہ السلام کی زیارت بھی کریں۔میں نے کہا خدا کی قسم ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور ہم سفر حج پر نہیں جا سکتے۔میری بیوی نے مجھ سے کہا۔میرے کپڑے اور میرے زیورات بیچ دو تا کہ حج کے اسباب مہیا ہوں۔میں نے سب کچھ فروخت کر دیا۔اور ہم روانہ سفر ہو گئے۔جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میری بیوی سخت بیمار ہو گئی یہاں تک کہ وہ قریب المرگ ہو گئی۔میں اس سے ناامید ہو چکا تھا۔اسی عالم میں مدینہ میں داخل ہوا اور حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے سارہ واقعہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا: آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم اسی وجہ سے افسردہ ہو۔میں نے عرض کیا: جی ہاں: آپ علیہ السلام نے فرمایا میں نے دعا کی ہے تو اسے صحیح و سالم پائے گا اور اسے ایک خاص قسم کی شکر کھلانا ۔میں فوراً واپس آیا تو میں نے وہی کچھ مشاہدہ کیا جو آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔میں نے اس سے احوال پرسی کی ۔اس نے کہا میں قریب المرگ ہو چکی تھی ایک نوجوان تشریف لائے اور انہوں نے میری عیادت کی۔میں نے عرض کیا: میں موت کے منہ میں جا چکی ہوں اور یہ سامنے ملک الموت ہے جو میری روح قبض کرنے کے لیے آیا ہے۔اس جوان نے فرمایا: اے ملک الموت: اس نے جواب دیا لبیک یا امام الحق۔آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تو میری اطاعت پر مامور نہیں ہے؟! ملک الموت نے عرض کیا: جی ہاں۔آپ علیہ السلام نے فرمایا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اس خاتون کی روح

بیس سال بعد قبض کرنا۔اس ملک الموت نے عرض کیا میں آپ علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہوں اور کروں گا۔پس وہ جوان اور ملک الموت کے ساتھ چلے گئے۔اور میں ٹھیک ہوگئی ہوں۔(۱)

روایت میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے ملائکہ کو حکم دیا: ابلیس اور اس امت کے فرعون کو حاضر کرو تو انہوں نے زفر کو حاضر کیا(۲)

بہت زیادہ روایت میں ہے کہ اور اس بات کو اہلسنت نے اور شیعوں نے کثرت سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ملائکہ حاضر ہوتے تھے اور آپ علیہ السلام کو سلام کرتے تھے۔اور آپ کے شیعوں کے لیے استغفار کرتے تھے۔اور حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کرتے تھے۔اور آپ علیہ السلام کی خدمت کرنے پہ فخر کیا کرتے تھے۔کیونکہ خدا نے آپ علیہ السلام کے نور سے ملائکہ کو خلق فرمایا ہے۔ملائکہ نے ان حضرات معصومین علیہ السلام سے تسبیح،تہلیل،تکبیر،اور تحمید سیکھی ہے۔خدا وند عالم نے ان سب ملائکہ پر محمدؐ و آل محمد علیہ السلام کی ولایت واجب قرار دی ہے(۳)

(۱)بحار الانوار کمپانی باب معجزات حضرت صادق ص ۱۳۷۔خرائج والجرائح راوندی۔اثبات الھداۃ حر عاملی میں بھی مذکور ہے۔(۲)بحار الانوار ج ۴۲ ص ۵۵۔مستدرک سفینۃ البحار ج ۱۔باب(ابلیس)
(۳)بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص ۳۶۶ ج ۳۹ ص ۹۲ باب حب ملائکہ نسبت با امیر المومنین علیہ السلام۔

خدا نے ان حضرات کے اسما گرامی عرش، کرسی، لوح، ملائکہ کی پیشانیوں اور جنت کے دروازوں پر لکھے ہیں(۱)

جبرائیل علیہ السلام نے ان حضرات کے اسماء گرامی عرش پر مرقوم دیکھے تو عرض کیا: اے بارالہا میں تجھے ان ہستیوں کا واسطہ دیتا ہوں تو مجھے ان کا خادم بنادے۔(۲)

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام ایک مریض کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو وہ مریض حالت احتضار میں تھا۔ اور وہ مریض آپ علیہ السلام کے جانے کی وجہ سے بہتر ہوگیا اور اس نے عرض کیا: مولا علیہ السلام سامنے ملائکہ کا گروہ کھڑا ہے آپ علیہ السلام اجازت دیں تا کہ وہ بیٹھ جائیں۔ آپ علیہ السلام نے اجازت دی تو وہ بیٹھ گئے۔ انہوں نے عرض کیا اگر سارے فرشتے بھی یہاں حاضر ہوتے تو جب تک آپ علیہ السلام اجازت نہ دیتے وہ کھڑے ہی رہتے۔ حکم خدا یہی ہے کہ ہم آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے مطیع رہیں۔(۳)

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۵۷۔ (۲) مستدرک سفینہ البحار ج ۲ ص ۲۳ (۳) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۶۱ باب جنات آئمہ ھدیٰ کے خادم ہیں۔ بحار الانوار کمپانی ج ۶ ص ۳۱۵۔۳۲۳۔ بحار الانور جدید ج ۷ اص ۶۷۔۱۰۴۔ بحار الانوار ج ۹ ص ۳۸۱ ج ۳۹ ص ۱۶۲ باب بیانات شیطان و جنات۔ بحار الانور کمپانی ج ۱۰ باب نوح الجن۔ بہت زیادہ روایات میں ہے کہ جنات نے امام حسن علیہ السلام پر نوحہ سرائی کی ہے۔ مستدرک سفینہ البحار ج ۲ ص ۱۴۳۔ (۱) بحار الانوار جدید ج ۶ ص ۱۹۵۔
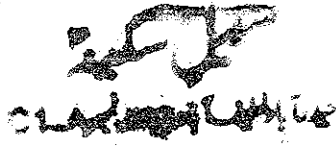
چودہویں فصل

جنات اور شیاطین کی اطاعت۔

واضح ہو چکا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خدا سے ملک طلب کیا۔ خدا نے اسے عطا فرمایا۔ جن و شیاطین سلیمان علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیئے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون تخت بلقیس لائے گا۔ تو جنات کے عفریت نے کہا: تیری محفل ختم ہونے سے پہلے لاؤں گا..........

صاحب ملک عظیم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیھم السلام ہیں ۔ ان حضرات کے پاس بہتر حروف اسم اعظم ہیں۔ اور تمام کمالات و علوم انبیا و مرسلین کے وارث ہیں۔ آصف اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم ان حضرات علیہ السلام کے مقابلے میں

بحر ذخار کے مقابلے میں ایک قطرہ کی مانند ہے۔تمام موجودات عالم ان کے فرمانبردار ہیں۔ایسے کافی موارد ہیں۔

اصول کافی باب جنّات حضرات آئمہ علیہم السلام کی خدمت حاضر ہوتے ہیں۔وہ حلال وحرام کے مسائل دریافت کرتے ہیں۔آئمہ علیہم السلام ان کو فرمان دیتے ہیں اور آئمہ علیہ السلام کے ہر حکم کو بجالاتے ہیں۔ایسے موارد بہت زیادہ ہیں۔

ایک مورد یہ ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا خط ایک جن نے سدیر صیرفی تک پہنچایا۔اور دوسرا خط جابر جعفی کے لیے بھی جن ہی لایا۔جب سدیر صیرفی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے خدمت گزار جن ہیں وہ ہمیشہ ہمارے تابع ہیں جب ہم انہیں حکم دیں تو وہ فوراً تعمیل کرتے ہیں۔

خاتمہ

اس میں دو مقصد ہیں

مقصد اول: ان شبہات کا جواب جو ولایت تکوینی کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔

مقصد دوم: کیفیت خلقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعترت طاہرہ علیہم السلام ۔اس مقصد کیلئے ہم نے "رسالہ نور الانوار" رکھا ہے۔

اور ہم اسی پر اکتفاء کیا ہے.

فصل اول: آیات متشابہات کا جواب جو کہ بعض لوگوں نے اپنی مرضی سے تفسیر کی ہے۔اور ان کے ذریعے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی عترت طاہرہ علیہم السلام کی ولایت تکوینی کی نفی کی ہے

کلی طور پر پروردگار کی مراد، آیات قرآن (یعنی غیر از واضحات وقطعیات) کے لیے ضروری ہے کہ تفسیر کو عترت طاہرہ کے بیان کے ذریعے واضح کیا جائے۔ اس کے بغیر علماء شیعہ پر حجت قائم کرنا صحیح نہیں ہوگا۔جیسا کہ یہ بات پہلے بیان ہو چکی

ہے۔اگر کسی آیت میں متعدد معانی کا احتمال ہو تو ہم اہل بیت علیہ السلام کے بغیر کسی بھی معنی کو اختیار نہیں کر سکتے۔اور ہم اس معنی پر اساس بھی نہیں قائم کر سکتے۔

یہ نہایت ہی بدتر ہے کہ اہل بیت علیہ السلام نے ایک بیان فرمایا ہے یا ایک معنی بیان فرمایا ہے۔انسان اس کو نہ مانے اور اس کے علاوہ کسی اور معنی کو اختیار کرے۔

اور اس آیت سے احتجاج کی کڑی ہے۔

لَيْسَ لَکَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ (١٢٨) ال عمران آیت ۱۲۸

”(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارا تو اس میں کچھ بس نہیں ہے خدا ان کی توبہ قبول کرے یا ان کی سزاء کرے کیونکہ وہ ظالم تو ضرور ہیں“

اپنی مرضی سے ترجمہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی بھی ان امور میں سے تیرے لیے اور تیرے عہدہ کے لیے نہیں ہے

خداوند عالم ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے۔ !

کہتے ہیں کہ کلمہ (شیء) اس آیت میں نفی کے بعد واقع ہوا ہے اور یہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔یعنی کوئی بھی کام برعہدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولایت کے تکوینیہ کے امور میں سے نہیں ہے۔اگر کوئی کہے کہ اس آیت کی تفسیر میں امام علیہ السلام نے فرمایا: امور حلال و حرام کہ شیء وہ فقط اسی کے ہاتھ میں ہے۔جواب:۔ ہاں یہ درست ہے کہ حلال و حرام امور شریعی میں سے ہے اور یہ کام عہدہ رسالت پر ہے اور یہ عموم مستثنیٰ ہوا ہے

۔ ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در امور تشریعی میں ولایت رکھتے ہیں اور امور تکوینی میں ولایت ان سے صلب کی گئی ہے

حقیر کہتا ہے یہ ترجمہ غلط ہے

اول آیت میں کلمہ لک (برائے تو) اور کلمہ (علیک) (بر عہدہ رسالت) یہاں پر نہیں ہے پس کلمہ بر عہدہ رسالت کہ رسالت ترجمہ میں کہا گیا ہے صحیح نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ تیرے عہدہ پر کوئی شیء نہیں ہے۔، باطل ہے کیونکہ اس کا لازمہ یہ ہے کہ ہر تکلیف شرعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منتھی ہو جاتی ہے

دوم: اگرچہ لفظ شیء نفی کے بعد نکرہ استعمال ہوا ہے لیکن یہ مقصد ہے (من الامر) سے یعنی اشیاء میں سے شیء تمہارے لیے نہیں ہے۔ اور الف لام آیت میں عہد کے لیے ہے جیسا کہ: شیخ طبرسی نے بھی فرمایا ہے۔ یعنی موضوع معبود کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی اس امر مخصوص سے کوئی چیز تمہارے ساتھ نہیں ہے۔

اور مراد از امر مخصوص و معہود بحسب روایت: ولایت حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے ۔حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یعنی اختیار ولایت وخلافت با خدا ہے تمہارے لیے نہیں ہے خدا تمہارے خلیفہ کو معین کرے گا اور اتمام حجت کرے گا۔ اور اگر آیت شریفہ اس طرح ہوتی (لیس الامر علیک شیء من الامور) ان کا ترجمہ صحیح ہوتا۔ ابھی تک ایسی بات نازل نہیں ہوئی۔

وہ روایات جن میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ثقۃ الجلیل القدر جناب عیاشی کہ ان کی وثاقت پر مورد اتفاق ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں جابر جعفی سے روایت نقل کی ہے۔ کہ میں نے حضرت باقر علیہ السلام کی خدمت میں یہ آیت تلاوت کی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم ان کے لیے امر شیء ہے لیکن وہ نہیں جو کچھ تم نے خیال کیا ہے۔ اور میں نے عرض کیا تمہارے لیے امر سے کیا مراد ہے۔ یہاں بیان کرتا ہوں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابلاغ ولایت علی ابن ابیطالب علیہ السلام پر مامور تھے اور جانتے تھے کہ کافی زیادہ افراد امت حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھتے ہیں اور ان کے خداداد فضائل پر حسد کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے آپ قلبی طور پر محزون تھے۔ یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ امر (نصب خلیفہ) تیرے اختیار میں نہیں ہے تم اسکی تبلیغ کرو اور اس میں دیر نہ کرو) یہ خدا کی مراد ہے اور یہی امر ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار سے خارج کیا ہے (نہ کہ امور دیگر نہ وہ امور جن کا تم لوگ تصور کرتے ہو) کس طرح ممکن ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کوئی امر نہ ہو درحالانکہ خدا نے انکے سپرد کیا ہے۔ اور فرمایا ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کو حلال کیا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام کیا ہے وہ حرام ہے۔ وہ یہ ہے کلام خدا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۷)

اور جلد ہی دوسرے موارد بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

مفسرین نے کلمہ (الامر) کو عمومیت نہیں دی اور الف اور لام کو عہد قرار دیا ہے

ارشاد ہے۔ کہ اس سے مراد مطالب مذکورہ در سیاق آیت کریمہ ہیں اور ان میں سے شیخ طبرسی نے اپنی تفسیر میں اس آیت سے پہلے والی آیات مراد لیں ہیں۔ اور فرمایا ہے الف لام سے مراد عھد اور ماسبق کی طرف اشارہ ہے انہوں نے کہا کہ یہ ظفر اور غلبہ مومنین بر کفار دو آیات قبل نہیں تھا مگر از طرف پروردگار۔ یہ خدا کی مدد اس لیے تھی کہ خدا نے چاہا ہے۔ کہ تمام کفار کو نیست و نابود کرے اور ان میں ایک گروہ کو ذلیل و اسیر اکرے۔ وہ لوگ ذلت و حقارت کے ساتھ میدان جنگ سے اپنی جگہ واپس لوٹ آئیں۔ اور مسلمانوں کی اس مدد اور کفار کی ذلت کا اختیار فقط خدا ہی کو ہے۔ یا ہدایت کرنے، قبول کرنے یا عذاب دینے کا اختیار ہی فقط خدا کو ہے۔ پس جناب طبرسی نے فرمایا ہے۔ کہ یہ آیت شریفہ دلالت کرتی ہے کہ مددگاری اور قبول توبہ کے امور فقط خدا ہی کے اختیار میں ہیں اور لفظ امر قرآن مجید اور روایات میں چھ معنوں میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ ہم نے مستدرک سفینۃ البحار میں مادہ (امر) میں بیان کیا ہے۔ بہت زیادہ روایات میں امر سے مراد ولایت اور امامت ہے پس اگر خدا قیامت کے دن ان لوگوں سے پوچھے کہ ہم نے کلمہ امر سے مراد اس آیت میں (لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ) نصب امام سے ولایت امام مراد تھی تو تم نے یہ معنی کیوں نہیں لیا۔ تو نے اپنی مرضی سے روایت کی ہے اور اہل بیت علیہم السلام کی طرف کوئی مراجعہ نہیں کیا اور اگر تو نے مراجعہ کیا ہے تو نے دیکھا نہیں امام پنجم علیہ السلام نے امر سے مراد ولایت لی ہے۔ تو اس کا قائل کیوں نہیں ہوا.....؟ پس یہ لوگ مولا

علیہ السلام کو کیا جواب دیں گے۔ پس جس قول کے وہ قائل ہوئے وہ ظاہر قرآن و روایت معصوم علیہ السلام کے خلاف ہے۔ حتیٰ کہ مفسرین کے قول کے بھی خلاف ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ آقا برقعی نے اس آیت (لَیْسَ لَکَ مِنْ الْأَمْرِ شَیْءٌ) میں جابر جعفی کی روایت سے استدلال کیا ہے اور اس نے کہا ہے کہ روایت صحیح ہے۔ لیکن اس نے عمداً جابر کا نام نہیں لیا۔ پھر ہم پر اشکال کر دیا ہے۔ کہ ہم نے جابر کی روایت سے کیوں استدلال کیا ہے اور اس نے بھی بے حیائی کا ثبوت دیتے ہوئے جابر کو بھی برا بھلا کہا ہے۔ اگر وہ رجال علامہ کشی اور سفینۃ البحار محدث قمی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اسے معلوم ہو جاتا کہ جابر کس عزت و عظمت کے مالک ہیں۔ اگر کوئی شخص عربی نہیں جانتا تو اسے چاہیے کہ وہ منتھی الآمال (فارسی) معجزات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا مطالعہ کرے تا کہ اسے جابر کی عظمت و جلالت معلوم ہو جائے۔ حتیٰ کہ اس کیلئے حق واضح اور روشن ہو جائے شرط یہ ہے عناد اور ضد سے پرہیز کرے۔

شاید لام اس آیت میں لیس لَکَ مِنْ الْأَمْرِ شَیْءٌ

ملکیت کیلئے ہو اور مطلب یہ کہ تم بذات خود کسی چیز کے مالک نہیں مگر جو کچھ تمہیں خدا نے عطا کیا ہے اور اس آیت کی مثل ہے۔

قُلْ لاأَمْلِکُ لِنَفْسِی نَفْعًا وَلاضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ سورہ اعراف آیت ۱۸۸ :

کہہ دیجئے میں اپنے طور کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو کچھ خدا چاہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: (غلو کے معنی میں انشاءاللہ تعالی) بیان ہوگا۔ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں مگر جو کچھ خدا نے انہیں عطا کیا ہے۔ وہ موت، حیات، نشر، قبض، اور بسط میں کسی شیء کے مالک نہیں مگر جو کچھ خدا نے انہیں عطا کیا ہے.....

خدا نے انہیں مالک بنایا ہے اور خدا ان سے زیادہ حق ملکیت رکھتا ہے۔ اور یہ آیت، آیات متشابھات میں سے ہے۔ انکے مدعا پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا ۔ اور جو لوگ جبر کے قائل ہیں انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے۔

اور سید رضی صاحب نہج البلاغہ، کتاب حقائق التاویل ج ۵ ص ۲۲۹ پر ان سے نقل کیا ہے کہ اور انہوں نے اس کا بہترین جواب دیا ہے۔ جو شخص مریض نہیں ہے وہ وہاں مراجعہ کرے۔ تا کہ آیت کا مطلب واضح ہو جائے۔ تا کہ اس بے چارہ کی غرض بھی واضح ہو جائے۔

شاید توبہ کر لے اور مخالفین کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ کس طرح ممکن ہے کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیھم السلام کیلئے امور تکوینیہ میں ولایت اور اختیار نہ ہو۔ درحالانکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے یہ اختیارات تھے۔ خدا نے اس کیلئے ہوا اور حیوانات کو مسخر کیا تھا۔ اور وصی سلیمان علیہ السلام کو یہ طاقت دی تھی کہ ملک سبا سے تخت بلقیس چشم زدن میں منگوا لیا۔ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی علیہ السلام ان سے افضل نہیں ہیں؟!!

وہ آیات جن کا ترجمہ اپنی مرضی سے کیا جا رہا ہے وہ درج ذیل ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ سورہ ال عمران ۱۴۴

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افقط رسول ہیں اس کے علاوہ ان کی کوئی صفت نہیں ہے۔ انبیاء ماسلف کی طرح وہ شریعت پر مامور ہیں کسی دوسرے عنوان پر نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ا موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرح ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ولایت تکوینی نہیں تھی اور آپ کے پاس بھی نہیں ہے۔

جواب: ان لوگوں نے تفسیر اور آیت کے آخر پر غور ہی نہیں کیا یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی۔ شیطان نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔ تو کافی لوگوں نے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوتے تو قتل نہ ہوتے اور بعض مومنین نے کہا کہ تم لوگ اپنے دین کا دفاع کرو۔! اور شہید ہو جاؤ۔! یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملحق ہو جاؤ۔

اور بعض نے کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہو گئے تو ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہم اپنے سابقہ دین کی طرف پلٹ جائیں۔ اور کسی کو ابوسفیان کے پاس بھیجیں تا کہ وہ اس سے ہمارے لیے امان لے آئے۔ ایسے جملے مسلمانوں کی زبان پر جاری ہوئے جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معذرت کی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء ماسلف کی طرح دنیا سے چلے جائیں یا زندہ رہیں تو تم لوگ اپنے دین کا دفاع کرو!

خلاصہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو جاتے یا قتل ہو جاتے

دوسرے انبیاء کی طرح، مطلب یہ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے علاوہ اور کوئی صفت نہیں ہے۔ پس یہ صفت دوسری صفت کی نفی نہیں کرتی ہے۔ تو یہ دوسری آیات کے منافی بھی نہیں ہیں جو دوسری صفات کو ثابت کرتی ہیں۔ جیسا کہ آیت کریمہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۴۰ سورہ احزاب) یہ آیت موضوع خاتم النبیین پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ مسلمان نماز کے تشہد میں پڑھتے ہیں۔

(اشهد ان محمدا عبده ورسوله)

اور آیت (يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۴۵)

اور آیت (شھیدا) میں شاہد، شہید، مبشر، نذیر، اور سراج منیر جیسی صفات بیان کی گئی ہیں۔

ان آیات میں (رحمۃ للعالمین) اور (لیکون للعالمین نذیرا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت نذیر اور رحمت اللعالمین (کائنات کیلئے رحمت) کو بیان کیا گیا ہے۔

اور دیگر آیات قرآنیہ میں صفت ذکر، برہان، نعمت، نور، اور مشکاۃ (چراغ) کو بھی بیان کیا گیا ہے یہ صفات بہت زیادہ ہیں اور کتب مناقب میں انکی تعداد چار سو تک بیان کی گئے ہے اور صفت شفیع المذنبین بھی آیات وروایات میں بیان کی گئی ہے۔

ایک صفت مثل اعلیٰ بھی ان آیات میں بیان کی گئی ہے (وللہ المثل الاعلیٰ) (وله المثل الاعلی) مثل اعلی سے مراد چہاردہ معصومین علیہ السلام کی ذات والاصفات ہے

اور مستدرک سفینۃ البحار میں مثل اعلیٰ کے بارے میں پندرہ روایات سے بھی زیادہ روایات نقل ہوئی ہیں۔روایات صحیحہ اور معتبرہ میں حضرت پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام حضرت سجاد علیہ السلام اور حضرت صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ: ان حضرات معصومین علیہ السلام نے فرمایا: ہم اللہ کی مثل اعلیٰ ہیں۔(۱)

اور نور مقدس سے بھی مراد ان ہستیوں کا نور ہے کبھی ان کو نور ولایت، کبھی نور علم، کبھی نور عرش سے تعبیر کیا گیا ہے۔ان مطالب کی تفسیر مستدرک سفینۃ البحار میں بیان کی گئی ہے اور اس کی کچھ تفصیل کتاب تاریخ فلسفہ اور تصوف ص ۱۴۳۔۱۵۰ میں مذکور ہے۔اور کچھ ''رسالہ علم غیب'' میں بھی آئی گی انشاء اللہ۔

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ **نحن کلمته التقوی وسبیل الھدیٰ والمثل الاعلیٰ والحجة العظمیٰ ....**) ہم کلمہ تقویٰ، سبیل ہدایت، اللہ کی مثل الاعلیٰ اور حجت عظمیٰ ہیں۔بحار الانوار اور زیارت جامعہ کبیرہ میں یہ جملہ موجود ہے۔شیخ صدوقؒ نے عیون اخبار الرضا باب ۳۰ میں سے سند صحیح کے ساتھ حضرت امام رضا علیہ السلام کے خادم یاسر سے روایت کی ہے۔کہ امام رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہ السلام سے روایت کی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام

---

(۱) تفسیر صافی، تفسیر نور الثقلین میں (سورہ روم) کی تفسیر میں تین روایت وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام اللہ کی مثل اعلیٰ ہیں۔

سے فرمایا: یاعلی! علیہ السلام! آپ علیہ السلام حجت خدا، باب اللہ، اللہ کی طرف راستہ، نبأ عظیم ،صراط مستقیم اللہ کی مثل اعلیٰ ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: (امالی صدوق مجلس ۱۰) میں آیت الکبریٰ اور اللہ کی مثل اعلیٰ ہوں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا (مناقب) ہم اللہ کے خوبصورت نام اور اللہ کی اعلیٰ مثل ہیں......

(بحارالانوار کمپانی ج ۱۱ص ۱۴) میں روایت نقل کی گئی ہے۔ کہ حضرت امام سجاد علیہ السلام کی خدمت میں ایک ماہر فلکیات حاضر ہوا...... آپ علیہ السلام نے اس کو غیب کی باتیں بتائیں تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام حجت عظمیٰ، مثل اعلیٰ، اور کلمہ تقویٰ ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے اور تم اسی عقیدہ پر قائم رہو! مدینۃ المعاجز میں بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام علیہ السلام اس نور علم اور رحمت واسعہ کے حامل ہیں۔ یہ حضرت تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات کو جانتے ہیں۔ خداوند عالم نے انہیں جو قدرت عطا کی ہے اس کے ذریعے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ خداوند عالم کے شریک نہیں ہیں یہ خدا کے وزیر، نظیر، اور دبیر نہیں ہیں بلکہ خدا کے اطاعت گزار ہیں۔ یہ خدا کی مخلوق اور مربوب ہیں۔ جو چیز بھی ان کے پاس ہے وہ سب اسی کی عطا کردہ ہے۔ خدا نے انہیں اپنی مثل اعلیٰ بنایا ہے کہ ان حضرات کا علم خدا کے علم کا نمونہ ہے۔ ان کی قدرت خداوند

متعال کی قدرت کا نمونہ ہے۔اس علم وقدرت کو عرش سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔امام علیہ السلام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے حامل ہیں۔ان کا علم اور قدرت اللہ کی طرف سے ہے اس لیے یہ ہر کام کو جانتے اور کر سکتے ہیں۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامام علیہ السلام جسم ہیں اور وہ مکان میں ہیں۔لیکن نور علم اور قدرت کے حامل ہونے کی وجہ سے ہر چیز کو دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے کوئی حجاب اور رکاوٹ نہیں ہے......!!

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت جناب موسیٰ ابن عمران علیہ السلام کی رسالت سے تشبیہ دینا اصل رسالت کی وجہ سے صحیح ہے لیکن درجات رسالت میں تشبیہ دینا بالکل صحیح نہیں ہے۔کیونکہ واضح ہے کہ حضرت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام کی رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے برابر نہیں ہے۔کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی نسبت بحر ذخار کے مقابلے میں ایک قطرہ ہے۔

جو لوگ ولایت تکوینی کے منکر ہیں وہ سورۃ جن کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا (٢١) قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا (٢٢) إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ

اور انہوں نے اپنی تنگ نظری کے پیش نظر آیت کریمہ کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

کہہ دو کہ میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں خدا کے علاوہ میری کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔فقط میں پیغام پہنچانے والا ہوں۔نہ تکوین کرنے والا...........!

حقیر کہتا ہے کہ اس آیت کو دوسری آیات جو سورہ یونس، سورہ اعراف اور دیگر روایات کے ساتھ جمع کیا جائے اور معنیٰ کیا جائے۔ پس یوں کہا جائے کہ میں اپنی طرف سے ضرر و رشد کا مالک نہیں ہوں مگر جو کچھ خدا چاہے کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے لوگ اپنی ہی قوت و طاقت کے مالک ہیں جتنی خدا نے انہیں عطا کی ہے وہ اس کے مطابق نفع و نقصان کے مالک ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ دوسروں کو اور اپنے آپ کو تکلیف دینا صحیح نہیں ہے اس بات کی ممانعت احادیث میں ہوئی ہے۔اور ضرر والا حکم خدا نے بھی اٹھالیا ہے اگر پانی جسم کے لیے نقصان دہ ہو تو تیمّم واجب ہو گا ۔اگر روزہ انسان کے لیے نقصان دہ ہے تو روزہ رکھنا حرام ہے۔پس لوگ ضرر کے مالک ہیں تو نہی ہوئی ہے ورنہ نہی کا فائدہ کیا ہے اگر انسان ضرر کا مالک نہیں ہے۔اور کافی روایات و آیات میں لوگوں کو نفع پہنچانے کی مدح کی گئی ہے۔یہ بھی فرمان ہے (خیر الناس انفع الناس بالناس)بہترین لوگ وہ ہیں جو لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہوں۔

پس پیغمبروں اور بعض لوگوں پروردگار کے عطا کردہ اختیارات سے اپنے اور دیگران کے نفع و نقصان کے بھی مالک ہیں ۔لیکن اس مقدار کے مطابق جتنی خدا چاہے۔اس وجہ سے نفع پہنچانا کبھی واجب اور کبھی مستحب ہوتا ہے اور اپنے آپ اور دوسروں کو ضرر پہنچانا حرام ہے

اس شخص نے اس آیت شریفہ میں **إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَد**

کا حصہ حذف کر دیا ہے۔

واضح ہے کہ کوئی کسی کو پناہ نہیں دیتا ہے کہ اسے خدا کی طرف سے سختی اور عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ اگر خدا کسی کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو کوئی بھی اسے روک نہیں سکتا۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور غیر خدا کی کوئی پناہ گاہ نہیں ہے جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے وہ سب کچھ خدا کا عطا کردہ ہے۔ جو نعمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کسی کو ملتی ہے یا اس کے توسل سے ملتی ہے تو یہ سب کچھ خداوند متعال کا لطف و احسان ہے۔

اصول کافی میں حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں فرمایا۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی دعوت دیتے تو قریش جمع ہو کر کہتے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہمیں قبول ولایت کی معافی دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے نصیب کا اختیار مجھے نہیں ہے بلکہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اور انہوں نے باطنی طور پر قبول نہیں کیا کہ یہ امر ولایت خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی

إِنِّی لَنْ یُجِیرَنِی مِنَ اللهِ أَحَد

تفسیر قمی میں اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں وارد ہوا ہے تم کہہ دو: میں تمھارے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں اگر تم لوگ ولایت علی علیہ السلام سے اعراض کرتے ہو۔ اور

کہہ دو مجھے عذاب خدا سے کوئی بھی نہیں بچا سکتا اگر میں علی علیہ السلام کی ولایت چھپاؤں ۔اور خدا کے علاوہ میری پناہ گاہ کوئی بھی نہیں ہے۔میں ہر وہ بات پہنچاتا ہوں جو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں خدا نے کہی ہے۔اور جو شخص ولایت علی علیہ السلام کے بارے میں خدا اور رسولؐ خدا کی نافرمانی کرے تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔اس بات سے معلوم ہوا ہے پروردگار عالم کا مقصد ہے اور انہوں نے دوسری دو آیات سے بھی (جو اسی کی نظیر ہیں) استدلال کیا ہے اور اس ایک آیت میں ایک کلمہ ساقط کر دیا ہے۔

سورہ اعراف ۱۸۸ (قُلْ لاَأَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلاَضَرًّا إِلاَّ مَا شَاءَ اللهُ)

سورہ یونس ۴۹ (قُلْ لاَأَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلاَنَفْعًا إِلاَّ مَا شَاءَ اللهُ)

اس معترض نے دونوں آیات میں (ماشاالله) جو کہ اس کے ضرر میں تھا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ دو آیات ہماری بات کی تائید کرتی ہیں۔ہم نے کہا ہے کہ پیغمبر اور دیگران بذات خود اپنے اور دوسروں کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔مگر وہی جو خدا چاہے۔یعنی جو قدرت خداوند عالم نے انہیں عطا کی ہے۔اس کے مطابق وہ اپنے اور دیگران کے نفع نقصان کے مالک ہیں۔ولایت تکوینی کے منکر اس آیت مجیدہ سے استدلال کرتے ہیں۔

سورہ احقاف قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنْ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلاَبِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلاَّ نَذِيرٌ مُبِينٌ (۹)

آیت کا ترجمہ اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔

یعنی کہہ دو: میں کوئی الگ نہیں ہوں بلکہ دیگر رسولوں کی طرح ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ پس معترض کہتا ہے کہ واضح ہے کہ خاتم الانبیا ﷺ دوسرے رسولوں کی طرح امور تکوینی سے بے خبر ہیں۔

اسی آیت میں کلمہ شریفہ (إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ) جو کلمہ کم کے بعد ہے ذکر نہیں کیا گیا۔ اور آیت میں خیانت کی گئی ہے۔ پوری آیت سے استدلال کرنا چاہیے۔ اور دوسری آیات جیسا کہ سورہ قدر (کہ تمام مقدرات شب قدر میں حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پیش کیے جاتے ہیں) اور روایات متواترہ کو مدنظر رکھ کر معنی کرنا چاہیے۔ اور کہہ دو کہ میں بذات خود اپنی طرف سے خدا کے علم کے بغیر کسی بھی چیز کو نہیں جانتا ہوں اور آخری حصہ میں فرمایا: میں فقط اسی شی کی پیروی کرتا ہوں جس کی مجھے وحی کی جاتی ہے میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے۔ خدا کے اس علم لدنی کے ذریعے اور وحی کے ذریعے آئندہ اور گذشتہ سارے حالات و واقعات جانتا ہوں۔ پس وحی۔ احکام دین اور مسائل شریعہ پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پورا قران وحی کیا گیا ہے کہ تمام علوم اس میں موجود ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سے خدا کے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں کہ خدا نے علم غیب کے بارے میں فرمایا ہے۔ سورہ جن آیت ۲۶۔۲۷

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷)

خداوند متعال عالم غیب ہے اور اپنا یہ علم غیب صرف اپنے مرتضی کو آگاہ کرتا ہے۔ رسول ﷺ خدا مراد ہیں یا حضرت علی مرتضی علیہ السلام مراد ہیں جو کہ پیغمبر اکرم ﷺ سے ہیں کافی روایات میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ علی مرتضی علیہ السلام آپ ہی سے ہیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا: علی م مجھ سے ہیں اور آیت مباہلہ میں انفسنا اس کی بین دلیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہزاروں روایات غیبی پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ علیہ السلام کے اوصیاء سے صادر ہوئی ہیں کہ میں ان حضرات نے آنے والے حالات و واقعات سے آگاہ فرمایا ہے۔ شیعہ اور سنی دونوں طبقوں نے روایات نقل کی ہیں۔ اور آج بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔ کافی روایات میں پیغمبر اکرم ﷺ نے ان باتوں کی خبر دی ہے جو اہلبیت علیہ السلام پر وارد ہوں گی۔ اور امت کے مسائل کی بھی خبر بیان کی گئی ہیں اس کی تفصیل انشاء اللہ رسالہ علم غیب میں آئے گی۔

علامہ سید ہاشم بحرانی نے اپنی کتاب تفسیر البرھان اور اس کے علاوہ دوسری کتب میں آئمہ ھدیٰ کے دو ہزار سے بھی زیادہ معجزات نقل کیے ہیں۔ اور ان معجزات میں ساڑھے چھ سو غیب کی خبریں ہیں۔

پس کیسے ممکن ہے کہ عاقل انسان قرآن مجید کہ اس کلمہ

وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے جہاں کے سرپرست ہوں۔ جو رسول لوگوں کا محافظ نہ ہو وہ زمین وآسمان کا محافظ کس طرح ہو سکتا ہے؟!

جواب رسول نہیں ہیں مگر بلغ اور یہ نہیں فرمایا کہ کس چیز کا ابلاغ کرتے ہیں ۔شاید بلاغ وابلاغ دین فقط مراد ہے۔شاید مراد عام ہو۔یعنی ابلاغ دین اور ہر وہ چیز جو خداوند عالم نے انہیں عطا کی ہے ۔اور وہ چیزیں اور فیوضات کہ جن کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور وصول وایصال ہیں لیکن ان کے مصارف کے مسئول نہیں ہیں اور ان کے اوپر کا حساب وکتاب نہیں ہوگا ۔یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ معترض نے کہا تھا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور کوئی کام نہیں ہے۔

پس مراد یہ ہے کہ احکام دینی میں تیرا کام فقط ابلاغ ہے اور لوگوں کو عمل کرنے پر مجبور کرنا تیرا کام نہیں ہے۔ جیسا کہ سورہ عبس میں ہے

وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزَّكَّى آیت نمبر ۷

تو تم ذمہ دار نہیں ہو۔دوسری آیت:

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ سورہ انعام آیت ۵۲:

ان کا حساب تیرے اوپر نہیں ہوگا۔!

یہ موضوع حفیظ وحافظ ہونا تو نہایت ہی واضح ہے اور پروردگا تمام موجودات کا حفیظ ہے اور اس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔کیونکہ یہ منافات نہیں ہے کہ اگر

ایمان رکھے اور دوسری آیات اور روایات سے سر پیچھے کرے؟!اور کیسے کہ پیغمبر اپنے اور دوسرے کے آنے والے حالات سے بے خبر ہیں۔اور ایسے افراد خود غافل ہو گئے ہیں کیونکہ وہ یہ خود کہتے ہیں کہ امام وہ ہوتا ہے جو اپنے اور دوسروں کے آنے والے حالات وواقعات جانتا ہو!!

ان کا یہ استدلال اس طرح ہے جس طرح مدعیان اسلام کہتے ہیں کہ خدا جسم ہے اس کے لیے اعضاء وجوارح ہیں۔اور آخرت میں خدا کا دیدار ہوگا۔اور انبیاء ومرسلین سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔(معاذ اللہ)

ایک یہ ہے کہ جس کے ذریعے وہ نفی ولایت تکوینی پر استدلال کرتے ہیں۔

﴿فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ (۴۰)

اور تیرا کام پہنچانا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے

اور ایک یہ ہے۔(وما علی الرسول الا البلاغ)رسول پر سوائے ابلاغ کے کچھ بھی نہیں ہے۔

اور ایک آیت یہ بھی ہے

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ

اور ہم نے ان پر حفیظ نہیں بھیجا تیرے لیے فقط ابلاغ ہی ہے۔

یہ آیات دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اور صرف مبلغ ہیں اس کے علاوہ ان کے ذمے دوسرا کوئی کام نہیں ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے نگہبان نہیں ہیں۔

غیر از خدا کوئی اور حفیظ و حافظ ہو۔ جیسا کہ ملائکہ کے بارے میں ہے

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً سورہ انعام آیت ۶۱

یقیناً وہ تمہارے لیے محافظ (ملائکہ بھیجے)

دوسری آیت وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ سورہ انفطار آیت نمبر ۱۰

یقیناً وہ تمہارے محافظ ہیں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ سورہ یوسف آیت ۵۵

(یقیناً میں جاننے والا محافظ ہوں۔)

خداوند عالم تمام اشیا کا محافظ ہے اور دیگران خدا کی عطا سے محافظ ہیں۔ خداوند عالم۔ خیر حافظاً۔ ارحم الراحمین، اور خیر الحافظین ہے۔ پس لوگوں میں بھی حافظین ہیں اور لوگوں میں بھی حافظین ہیں اور خداوند عالم بہترین حفاظت کرنے والا ہے۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ مخلوق خدا اتنی ہی محافظ و حافظ ہے جتنا خدا نے ان کو اقتدار عطا کیا ہے۔ جیسا کہ

فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا سورہ نساء آیت نمبر ۸۰

ہم نے تمہیں اس کا حفیظ نہیں بنایا ہے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ سورہ ہود آیت نمبر ۸۶

اور میں تمہارا حفیظ نہیں ہوں۔

وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ سورہ زمر آیت نمبر ۴۱

اور تو ان کا وکیل نہیں ہے۔

اگر کوئی اور کسی چیز کا محافظ ہو تو وہ خداوند عالم کی عطا سے ہے۔ لیکن خدا محافظین کا بھی محافظ ہے۔ یہ بات بھی اس موضوع کی طرح ہے جو خدا کی حکومت اور مخلوقات کی حکومت کے بارے میں بیان ہو چکا ہے۔ خدا کا اقتدار ذاتی ہے اور مخلوقات کا اقتدار عطائے خداوندی ہے۔ جیسا کہ خدا نے خود فرمایا ہے

قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا سورہ اسراء آیت نمبر ۹۶

خدا گواہی کے لئے کافی ہے۔

خدا نے اپنی مخلوقات میں سے شہید شہداء اور اشہاد قرار دئے ہیں۔ درحالانکہ خدا بذات خود شہادت کے لئے کافی ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا سورہ نساء آیت ۴۱

جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور آپ کو ان تمام پر گواہ بنایا جائے گا۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ سورہ رعد آیت ۴۳

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے۔ گواہی کیلئے اللہ اور وہ کافی ہے جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

سورہ بقرا آیت ۱۴۳

(انبیاء) لوگوں پر گواہ ہیں اور حضرت رسول اکرم ﷺ تمام انبیاء پر گواہ ہیں۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ سورہ ھود آیت نمبر ۱۷

کیا وہ بیّنہ پر نہیں ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک گواہ ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَة سے مراد رسول اکرم ﷺ ہیں او شَاهِدٌ مِنْه

سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

جیسا کہ یہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے۔(۱)

اور دوسری آیات کہ جن کے ذریعے ولایت تکوینی کی نفی میں استدلال کیا گیا

ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۸۰ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ

وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

خداوند عالم تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور انبیاء کو

اللہ کے علاوہ اپنا رب قرار دو۔ کیا خداوند عالم نے تمہارے مسلمان ہونے کے بعد کسی

کفر کا حکم دیا ہے۔

اس آیت کا مطلب پہلے والی آیت کے تحت یہ ہے کہ جس نبی کو خدا نے

(۱) بحار الانوار کمپانی۔ ج ۷ ص ۴۹۔ با آئمہ ھدیٰ علیہ السلام مخلوقات عالم پر گواہ ہیں۔

نبوت عطا کی ہے یا رسالت کے لیے منتخب کیا ہے اور اسے کتاب و حکمت عطا کی ہے۔ اس کا حق نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم میرے بندے ہو خدا کے بندے نہیں ہو۔ بلکہ انبیاء اپنے فرض کے مطابق لوگوں سے یہ کہیں کہ تم "ربانی" رہو۔ یعنی کتاب کے واسطے اور ذریعے (تم لوگ علوم قرآن سیکھو تا کہ اس پر عمل کر کے ربانی ہو جاؤ) اور یہ بشر جس کو کتاب او حکمت ملی ہے اور وہ مبلغ نبوت بھی ہے تو وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو اپنا خدا بناؤ۔ کیا ممکن ہے کہ یہ نبی تمہیں اس کفر کا حکم دے سکتا ہے۔ اور اس نے تمہیں خدا کی طرف بلایا ہے۔ اور تم مسلمان بھی بن چکے ہو۔

اگر: کوئی شخص ملائکہ، انبیاء اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو اپنا خدا سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اور یہ آیت بھی اسی طرح ملائکہ اور انبیاء کی ربوبیت کی نفی کرتی ہے۔ اور اس کا ولایت تکوینی سے کوئی ربط نہیں ہے۔

شیخ قمی: (جو کہ شیخ کلینیؒ کے استاد ہیں) نے اپنی تفسیر میں ان دو آیات کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے یہ نہیں کہا کہ میں نے تمہیں خلق کیا ہے اور تم میرے بندے بنو اور اللہ کے بندے نہ بنو۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عقل مند بنو۔ اللہ کا امر ہے۔ بہت زیادہ لوگ ملائکہ کی عبادت کرتے تھے اور نصاریٰ کا ایک گروہ حضرت عیسیٰ کو علیہ السلام خدا مانتا تھا اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے۔ خداوند متعال نے اس آیت میں ان کی تکذیب کی ہے۔

سورہ آل عمران (آیت ۶۴ قُلْ یَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) کہہ دیجیے کہ اہل کتاب آؤ ہم اور تم اس کلمہ کی پیروی کریں جس کو حق سمجھتے ہیں اور وہ کلمہ یہ ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں۔ اور بعض لوگ بعض لوگوں کو اپنا خدا نہ بنائیں۔ اگر یہ حق سے روگردانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ گواہ رہیں کہ ہم خدا کے حکم کو تسلیم کرنے والے ہیں۔

ان دو آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو شخص ملائکہ، انبیاء، مرسلین اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے لیے اس بات کا قائل ہے کہ وہ "اللہ" ہیں تو وہ کافر ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔

کلمہ ارباب: رب کی جمع ہے اور اس کے چند معانی ہیں۔

اول: رب اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی پروردگارِ جہاں، پالنے والا۔

دوم: بادشاہ۔ سورہ یوسف میں لفظ رب تین مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ آیت ۴۲،۴۱

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَمَّا أَحَدُكُمَا فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ (۴۱) وَقَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ فَأَنْسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ (۴۲) وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ

(۱) ایک شخص اپنے بادشاہ کوشراب سے سیراب کرتا تھا۔ (۲) میرا ذکر اپنے بادشاہ کے سامنے کرنا۔ (۳) اپنے بادشاہ کی طرف پلٹ جاؤ۔

سوم: بمعنی مالک اور یہ معنی لغت میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ یہاں تک کہ قصہ اصحاب فیل میں حضرت عبدالمطلب علیہ السلام نے فرمایا: (انا رب الابل وللبیت رب) میں اونٹوں کا مالک ہوں اور خانہ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے۔

حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے کھانے کے آداب تعلیم فرماتے ہوئے فرمایا کہ رب البیت ابتداء کرے۔ یعنی گھر کا مالک ابتداء کرے۔

چہارم: بمعنی مطاع (جس کی پیروی کی گئی ہو) آیا ہے۔ جیسا کہ آیت توبہ ۳۰

اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللهِ

(خداوند عالم نے اہل کتاب کی مذمت کی ہے) یہ لوگ اللہ کے حکم کے بغیر اپنے، رھبان اور علماء کو اپنا مطاع مانتے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ مذمت ان کے لیے ہے جو حلال و حرام کو تبدیل کر دیتے ہیں۔

اور رب بمعنی سائس، مدبر، مصلح، سید کے لیے بھی آیا ہے۔

حضرت امیر علیہ السلام سے دابۃ الارض" کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ زمین کا رب ہے۔ زمین کا قرار اس کی وجہ سے ہے۔ راوی نے پوچھا وہ کون ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہوں۔

اس معنی میں اس آیت کی تاویل ہے

وَأَشْرَقَتْ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا سورہ زمر آیت ۶۹

جب زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے آپ نے فرمایا: رب الارض امام الارض۔ زمین کا رب زمین کا امام ہے کہ اس کے ظہور کے وقت زمین منور ہو جائے گی۔

جو کچھ یہاں بیان ہو چکا ہے اس سے خدا کے فرمان کی تاویل ظاہر ہو جائے گی۔

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ (۲۲) إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (۲۳)

قیامت کے دن لوگوں کے چہرے نورانی ہو جائیں گے۔ کیوں کہ وہ اپنے آقا و سردار کو دیکھیں گے۔ شاید رب اس آیت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام ہیں کہ مومنین قیامت کے دن انہیں دیکھیں گے۔

یا ناظرہ سے مراد انتظار کرنے والی آنکھیں ہیں۔ قرآن پاک میں یہ معنی بھی آیا ہے۔

سورہ نمل آیت ۳۵ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ

یعنی میں (بلقیس) سلیمان علیہ السلام کی طرف ہدیہ بھیجتی ہوں اور انتظار کرتی ہوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اس شخص نے اشتباہ کیا جو اس بات کا قائل ہے خدا آخرت میں نظر آئے گا۔

ایک آیت یہ ہے کہ جس کے ذریعے استدلال کر کے ولایت تکوینی کی نفی کی ہے

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تذکر دیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر تسلط نہیں رکھتے۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں پر اختیار نہیں رکھتے تو پورے جہاں کی ذمہ داری کیسے سنبھال سکتے ہیں......؟!!

مصیطر: سین اور صاد ہر دو کے ذریعے قرائت ہوا ہے اور دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

تفسیر قمی: میں ہے کہ آپ ان کے اعمال کا محافظ، نگہبان اور لکھنے والے نہیں ہیں۔

مجمع البحرین: میں ہے کہ مصیطر وہ ہوتا ہے جو بلند مکان پر بیٹھ کر اعمال کو لکھے۔

یعنی آپ ان کے اعمال لکھنے پر معمور نہیں ہیں۔ کہ آپ ان کو اکراہ و اجبار سے دین

اسلام میں داخل کریں۔ایک اور آیت ہے

﴿ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ سورہ ق ۴۵ ﴾

یعنی آپ ان پر جبار کرنے والے نہیں ہیں۔لوگوں کو اختیار ہے

﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ کھف ۲۹ ﴾

جس کا جی چاہے مومن بن جائے اور جس کا جی چاہے کافر ہو جائے۔

اس آیت سے بھی نفی ولایت تکوینی پر استدلال کیا گیا ہے۔

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَى إِذْ يَخْتَصِمُونَ (۶۹)

یعنی یہ ملاء اعلی کا علم نہیں ہے جب وہ گفتگو کرتے ہیں۔پس جس کو ملاء اعلی کا علم نہ ہو وہ کس طرح ان کا مالک ہو سکتا ہے؟ اور یہ لوگ کہتے ہیں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کا علم نہیں تھا۔وہ وحی کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔

حقیر کہتا ہے کہ روایت معراج و دیگر روایات میں یہ ہے کہ میں جو کچھ بھی جانتا ہوں وہ میری طرف سے نہیں ہے بلکہ پروردگار کی طرف سے ہے اور اس نے مجھے علم عطا کیا ہے۔قرآن پاک کی نص صریح کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت وسماوات و الارض دکھائے۔کیا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب کچھ نہیں دکھایا گیا.....؟ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل و اشرف نہیں ہیں؟ کیا یہ لوگ معراج کے منکر ہیں؟ کیا یہ کہتے ہیں کہ معراج پر گئے تھے اور انہوں

نے سب کچھ بھلا دیا ہے؟ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ وہ وحی کے علاوہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حذیفہ کو منافقین کے حالات کا عالم بنا دیا۔ کیا خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے حالات نہیں جانتے تھے؟ ان آیات کا جواب ''رسالہ علم غیب'' میں مفصل طور پر بیان کیا جائے گا انشاءاللہ تعالیٰ

ضروری ہے کہ اس آیت کو جزء یازدہم والی آیت کے ساتھ جمع کیا جائے اور آیت یہ ہے کہ منافقین سے کہو کہ خداوند عالم نے مجھے تمہارے حالات سے آگاہ کیا ہے۔ دوسری آیت (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ سورہ محمد آیت ۳۰) توجہ ضروری ہے اور ہر آیت میں دقت کی جائے تا کہ ان کا مفہوم سمجھا جا سکے۔ تا کہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ قرآن کریم میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پس جہاں بھی آپ کو نظر آئے کہ علم کی نفی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے کی گئی ہے تو مراد علم ذاتی ہے۔ لیکن علم وھبی کی نفی نہیں ملتی ہے۔ اور نہ ہی وہ نفی کی گی ہے۔ بلکہ خدا کا عطا کردہ علم ہے۔

اور اس آیت سے جس کے ذریعے ولایت تکوینی کی نفی کی گئی ہے،

(قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ)

کہہ دو! کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں کہ میری طرف وحی ہوتی ہے پس پیغمبر

علیہم السلام اور دیگر افراد میں کوئی فرق نہیں ہے فقط وحی کا فرق ہے اور وحی کا تعلق امور تشریعی سے ہے۔ پس بشر پر وحی موجب امور تکوینی نہیں ہو سکتی اور یہ کہنا نہایت ہی ضروری ہے کہ

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ

سے کیا مراد ہے؟ یعنی میں بشری صورت میں تمہاری طرح ہوں یا یہ کہ میں صورت اور سیرت ذات اور جنس میں تمہاری طرح ہوں۔ آیا تمہارے اور ہمارے ابدان و اجسام کی خصوصیات ایک جیسی ہیں۔ یہ دوسرا احتمال غلط ہے کیوں کہ سینکڑوں روایات و اخبارات اس بات پر دلیل قاطع ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی طینت علّیین میں سے ہے۔ ان کی ولادت کی کیفیت بھی بشری تقاضوں سے منفرد اور جداگانہ ہے۔ ان کے احوال رضاعت بھی علیحدہ اور مختلف ہیں ان کا سایا نہیں ہوتا ہے۔ درحالانکہ ہر بشر کا سایہ ہوتا ہے۔ یہ اپنے سامنے اور سر کی طرف سے اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ہم اپنی آنکھوں سے آگے کی طرف دیکھتے ہیں۔ روایات میں ہے کہ شیعوں کے دل اور ارواح ان کی فاضل طینت سے بنائے گئے ہیں۔ یہ وہ طینت طاہرہ ہے جس سے ان کے ابدان ظاہری بنائے گئے ہیں۔ ان روایات کے پیش نظر دوسرے احتمال کی نفی ہوتی ہے۔ پس بشر سے مراد بشری صورت ہے اور ان کی طرف وحی کا آنا تشریعی میں منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ان کی طرف امور کائنات کے متعلق وحی ہوتی ہے۔ جیسا کی یہ بات واضح ہے کہ ان کے پاس جو کچھ ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔

پس حق تصرف در کائنات ان کے لیے ثابت ہے۔تو یہ آیت اس کی نفی نہیں کرتی ہے۔

ایک اور آیت(۱۳) قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ)

کیا یہ لوگ غیر خدا کو ولی مانتے ہیں......پس ضروری ہے کہ پہلے مسلمان بنیں اور تمہیں ہرگز ہرگز مشرکین سے نہیں ہونا چاہیے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص غیر خدا کو اپنے اوپر تکویناً فضیلت دے وہ کافر اور مشرک ہے۔

حقیر کہتا ہے جو نتیجہ انہوں نے اس آیت سے اپنے خیال کے مطابق نکالا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ یہ آیت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری کو بیان کرتی ہو کیوں کہ وہ کائنات میں سب سے اشرف و افضل ہیں۔ وہ مخلوقات اور اللہ کے درمیان فیض رسانی کا واسطہ ہیں۔ان کا مالک غیر خدا نہیں ہوسکتا۔وہ اول مسلمان اور اول العابدین ہیں۔ کس طرح اپنے سے کم کسی کو اپنا ولی بنالیں۔اور اسے اپنا اختیار دے دیں۔اس آیت میں ولایت شرعی اور تکوینی کی کوئی قید نہیں ہے یہ مطلق ہے۔ پیغمبر اکرم کے لیے خدا کے علاوہ کوئی ولی، وارث نہیں ہے۔یہ آیت دلیل قطعی پر نہیں ہے اور دلیل احتمالی کافی نہیں ہوتی ہے۔

مومنین نے خدا احدیت سے درخواست کی ہے کہ اپنے لیے ولی بنا جیسا کہ اس آیت میں ہے

وَاجْعَل لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا

(۵۷) سورہ نساء

خدایا ہمارے لیے اپنی طرف سے ولی اور ہمارا مددگار بنا۔ اگر غیر از خدا ولی بنانا ممنوع ہے تو مومنین نے خدا سے کیوں درخواست کی ہے کہ ہمارے لیے ولی اور مددگار بنا۔ خداوند عالم نے ان کی بات کو قبول کیا ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ شرک ہے اور خدا نے یہ آیت نازل کی ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۵۵)

میں تمہارا ولی ہوں اور میرا رسول تمہارا ولی ہے اور وہ ولی ہے جس نے حالت رکوع میں زکوۃ دی ہے۔ خدا نے اس آیت میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کے لیے ولایت کو قرار دیا ہے۔ پہلی آیت جس میں غیر خدا کے ولی و مالک ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اگر یہ خاص طور پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری نہ ہو تو اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی ایک بھی ولی نہیں ہے۔ کوئی بھی مالک، مولیٰ اور ولی نہیں بن سکتا جب تک خدا اس کو مالک، مولیٰ اور ولی نہ بنائے۔ جیسا کہ مومنین سے زیادہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی جانوں پر حق تصرف حاصل ہے۔ اور یہ قرآن پاک کی نص ہے۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام خدا کی طرف سے مولیٰ، ولی اور اولیٰ بنائے گئے ہیں۔ آیت شریفہ ہے

(نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَة حم سجدہ ۳۱)

ہمارے دنیا اور آخرت میں تمہارے لیے اولیا ہیں۔

جیسا کی روایت میں فرمایا گیا ہے۔اور اسی طرح والد اور دادا کی ولایت پسر کے لیے ثابت ہے۔

حاصل کلام: کوئی شخص کسی کا مولا نہیں ہے جب تک اسے خدا کسی کا مولیٰ نہ بنائے یہاں تک کہ اس کے لیے ولایت کو بیان کرے یا ثابت کرے۔

ہماری مراد بھی ولایت تکوینی سے یہی ہے کہ یہ خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت ہے۔یہ ہستیاں کائنات عالم، حوادث عالم اور ممکنات عالم میں سب سے زیادہ دانا، بینا، توانا اور نافذ الارادہ ہیں۔جیسا کہ کئی بار اس کتاب میں تصریح ہو چکی ہے۔اور کتاب کے شروع میں عرض کر چکا ہوں۔کہ یہ حضرات معصومین علیہ السلام عدم محض سے کوئی چیز خلق نہیں کرتے۔کیوں کہ اس کتاب شریف میں کئی مقامات پر بیان کر چکا ہوں۔عدم محض سے خلق کرنا جو کہ ابداع و اختراع کہلاتا ہے۔خداوند عالم کے ساتھ مختص ہے۔جیسا کی دوسری فصل میں دعا جوشن کبیر کے تیسرے جملہ کی شرح ص ۲۵۸ پر بیان کیا گیا ہے (کم علم ہمارے اوپر الزام لگاتے ہیں) (کفی باللہ حاکماً) ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام عدم محض سے نہیں بلکہ اشیاء مادہ سے خلق کرتے ہیں چاہے وہ مادہ محسوسات میں سے ہو یا نہ ہو۔یعنی اس کو حواس ظاہری درک کر سکیں یا درک نہ کر سکیں۔یا وہ مادہ اتنا صغیر ہو کہ وہ حواس میں بھی نہ آسکے۔اس

کام کو آیات و روایات میں ہی خلق کہا جاتا ہے۔ خداوند عالم احسن الخالقین ہے۔ بعض لوگ لفظ خلق سے ڈرتے ہیں اور اس کا نام صفت رکھتے ہیں۔ درحالانکہ دونوں ٹھیک ہیں۔ لفظ خالق اور صانع دونوں اسمائے الٰہیہ میں سے ہیں۔

پس ان آیات میں خدا فرماتا ہے۔ اللہ تمہارا ولی، مولیٰ ہے اور خدا ہی تمہاری مدد کے لیے کافی ہے۔ یہ کلمات یا آیات ان آیات سے منافات نہیں رکھتیں کہ جن میں ولایت انبیاء اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے لیے ثابت کی ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۵۵ :المائدہ)

یہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے کہ تمہارا صاحب اختیار خدا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وہ مومن بھی صاحب اختیار ہے جس نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دی ہے۔

برادران اہلسنت اور علمائے امامیہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ کہ آپ علیہ السلام نے حالت رکوع میں انگوٹھی زکوۃ دی۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ خدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر علیہ السلام تمہارے صاحب اختیار ہیں۔ اور ہم خدا کے حکم سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام کو اپنا ولی اور مولیٰ مانتے ہیں۔ کیا اس معترض کے بقول ہم مشرک ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں اس لکھنے والا نے کہا ہے کہ یہ آیت اور اس میں لفظ (کم) اس دور کے مخالفین

کے لیے ہے۔ بنابراس کے یہ ہم پر لازم نہیں ہے یہ ان آیات کی طرح ہے جن میں خدا نے ملکیت اپنے لیے ثابت کی ہے۔ اور پھر مخلوقات کے لیے ثابت کی ہے۔ آیات میں ہے کہ خدا زمین و آسمان کا مالک ہے۔ اور ہر مخلوق کا مالک ہے۔ اور دوسری آیت میں مخلوق کے لیے ملکیت ثابت کرتا ہے۔ یہ بات عرف عقل اور شرع میں اوضح الواضحات ہے۔ کہ ان آیات کا دیگر آیات سے کوئی منافی وتضاد نہیں ہے۔

خداوند عالم مالک بالذات ہے اور مخلوقات ملک بالعرض ہیں۔ اور خدا کی طرف سے انہیں مالک بنایا جاتا ہے۔

دوسری جگہ پر ہے کہ خدا شہادت اور حفظ اعمال کے لیے کافی ہے۔ یہ آیت دوسری آیت کی منافی نہیں ہے۔ جہاں دوسری مخلوقات کو گواہ بنایا گیا ہے اور ان کو حافظین اور حفظہ قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ یہ بات گذر چکی ہے۔

اسی طرح آیات میں خداوند کی ولایت بالذات اور پیغمبران اور آئمہ حدیٰ علیہم السلام کی ولایت خداوند عالم کی عطا کردہ ہے۔ سورہ اسریٰ کے آخر میں ہے

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (111)

یعنی خداوند عالم کا ملک میں کوئی شریک نہیں ہے اور نہ ہی اس کو کوئی کمزوری ہے۔ کہ کوئی اس کا ولی ہو۔

پس اس ولی کی نفی ہے کہ من الذل سے ہو لیکن مطلق ولی یا اولیا کی نفی نہیں

ہے۔ بلکہ فرمان خدا ہے

أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ

(۶۲ یونس)

جان لو! خدا کے اولیاء کو کسی قسم کا خوف اور حزن نہیں ہے۔

قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ انعام ۶۶)(وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ

(انعام :۱۰۷)

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا (۵۴ : بنی اسرائیل) کہہ دیجئے میں تمہارے اوپر وکیل ہوں اور تو ان کے اوپر وکیل نہیں ہے ہم نے آپ کو ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔

ایک اور روایت کریمہ

(أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا ۲ اسراء)

میرے علاوہ کسی اور کو اپنا وکیل نہ بنانا اور وکیل کا معنی نگہبان اور کارگزار لیا گیا ہے۔ ان آیات میں تکوین اور تشریع کا نام نہیں لیا گیا۔ پس اس مصنف نے مطلق آیات سے احتجاج کیا ہے اس نے آل محمد علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کو لازم قرار نہیں دیا۔ اس لیے وہ کہتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں پر وکیل نہیں ہیں اور لوگوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ غیر خدا کو وکیل نہ بنائیں **(أَلَّا تَتَّخِذُوا مِنْ دُونِي وَكِيلًا ۲ اسراء)** خدا کے علاوہ کسی اور کو اپنا وکیل نہ بنانا۔ پس وکالت کے باب میں جو روایات وارد

ہوئی ہیں یہ علمائے اعلام کے جو بھی کتب فقہ میں اقوال ہیں ان کو خلاف قرآن سمجھنا ہے......

یہ اس قسم کا استدلال ہے کہ جس کا جو جی چاہے اس آیت کا ترجمہ کر ڈالے اور اسی کو اپنا منبع قرار دے دے۔ اور دوسری آیات اور روایات متواترہ سے صرف نظر کر دے تو یہ ٹھیک نہیں ہے تو ضروری ہے کہ آیات و روایات میں بہت زیادہ دقت کی جائے۔ تا کہ اس کا معنی صحیح طور پر بیان کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ لفظ "وکیل" کا اطلاق خداوند عالم کی ذات پر ہی ہوتا ہے۔ اس کے چار معنی ہیں

اول:

مخلوقات عالم کے امور کی کفایت کرنے والا۔

دوم:

سارے جہان کے امور اس کے ہاتھ میں ہیں۔

سوم:

بندگان میں روزی تقسیم کرنے والا۔

چہارم:

لوگوں کی پناہ گاہ اور بے چاروں کا سہارا۔

خلاصہ مطلب

: جو ذاتی طور پر خلق کی نگہداری اور نگہبانی پر قادر، اور ان کے امور کی کفایت و کفالت، اور رزق میں کسی کا محتاج نہیں ہے وہ خدا کی ذات ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس معنی میں پیغمبران مخلوق میں سے کسی کے محتاج نہیں ہے۔ اس معنی کے حساب سے پیغمبران سے وکالت کی نفی کی ہے اور اس بات کا ولایت تکوینی سے کوئی ربط نہیں ہے۔

خداوند عالم نے اپنے آپ کو وکیل کہا ہے۔

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ

خدا ہر شیء پر وکیل ہے خدا کے علاوہ کوئی بھی ہر شیء پر وکیل نہیں ہے۔ اور مخلوق بعض چیزوں پر بغیر استقلال کے وکیل ہے۔ اس آیت

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ

کی تفسیر میں شیخ طبرسی نے کہا ہے خداوند عالم مدبر خلق ہے اور نگہبان مخلوق ہے پس وہ وکیلِ مخلوق ہے۔

اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مخلوق کے لیے وکیل ہے۔ اور خلق، خلق کے لیے وکیل ہو سکتی ہے۔ کبھی کبھار دوسروں کو محدودیت کے ساتھ بغیر استقلال کے وکیل و نگہبان مانتے ہیں۔ جیسا کہ ملک الموت، ۔ صریح آیات میں وہ موکل از واج ہے۔

قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ (۱۱: سجدہ)

کہہ دیجیے کہ تمہیں ملک الموت مارتا ہے جس کو ہم نے تمہارے اوپر موئکل بنایا ہے۔

قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ انعام ٦٦)

شیخ طبرسی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ: اے محمدؐ کہہ دیجیے! میں اس بات پر معمور نہیں ہوں کہ تمہیں (تکویناً) یا سچا یا جھوٹا کہوں۔ میں تم کو کفر سے اس طرح منع نہیں کرتا ہوں کیوں کہ وکیل وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کے قیام اور اس کے ضرر کو دفع کرنے والا ہوتا ہے۔

بعض علماء نے اس آیت شریفہ کا یہ مطلب لیا ہے کہ میں تمہارے اعمال کا محافظ نہیں ہوں۔ میں نے تمہارے اعمال پر جزا وسزا نہیں دینی ہے۔ میں تو فقط ڈرانے اور خوش خبری دینے والا ہوں۔

وَقُلْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

جس کی مرضی کفر کرے اور جس کی مرضی ایمان لے۔

جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے یہی آیت کا مقصود ہے

(وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: کہ یہ آیت آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ خداوند عالم نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ہم نے تمہیں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ جیسا کہ میں نے انبیاء واوصیاء کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور میں نے اپنے پسندیدہ دین پر تمکن دیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہے کہ آیت

سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔

اول:

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خلافت گذشتہ انبیاء و اوصیاء کی طرح ہے۔ ان کی خلافت نشر احکامات تھی اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خلافت بھی اسی طرح ہے۔ پس یہ ولایت تشریعی ہے تکوینی نہیں...............!!

دوم:

خداوند عالم انہیں تمکن دے گا ابھی تک تمکن نہیں دیا اور یہ بھی نشر دین میں ہے

سوم:

ان کی خلافت محدود ہے نہ کہ پورے جہان کے لیے۔ ان کی آیات پوری طرح ہم نے بیان کردی ہیں۔ اورانہوں نے اپنی کم ظرفی سے اپنی مرضی کے مطابق ترجمہ بھی کیا ہے۔ اورانہوں نے اپنی ناقص فکری بنیادوں پر یہ عبارت تعمیر کی ہے۔

حقیر گوید: ان کی یہ بات کہ آیت کریمہ آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے بالکل ٹھیک ہے لیکن ان کی یہ بات کہ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

انبیاء واوصیاء کی طرح ہیں۔ ہر چند آیت عام ہے اور یہ انبیاء واوصیاء کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ لیکن جو روایات تفسیر صافی اور نور الثقلین میں وارد ہوئی ہیں۔ ان

میں لفظ انبیاء نہیں ہے بلکہ فقط اوصیاء کا لفظ آیا ہے اس آیت کی تفسیر میں لفظ انبیاء آیا ہی نہیں ہے۔ پس ان لوگوں نے اپنی طرف سے لفظ انبیاء کا اضافہ کیا ہے۔ اگر لفظ انبیاء بھی ہو تو اس سے وہ انبیاء مراد ہیں جن کے پاس خلافت ظاہری تھی جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام جو کہ حضرت موسیٰ کے علیہ السلام خلیفہ تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام

دوسری روایات: آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی خلافت کو انبیاء کی خلافت سے تشبیہ دینا صحیح ہے۔ یعنی جیسا کہ گذشتہ کو خلافت دی ہے۔ اسی طرح آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو خلافت عطا کی ہے یا عطا کرے گا یا خصوصیات خلافت میں تشبیہ دینا صحیح ہے لیکن درجاتِ خلافت میں تشبیہ دینا صحیح نہیں ہے۔

تشبیہ: خلافت اس آیت میں اس طرح ہے جس طرح رسالت مآب ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ اور یہ تشبیہ بھی اصل رسالت میں سے ہے نہ کہ کیف اور درجات میں۔ کیوں کہ حدود رسالت واضح ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ خلافت آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہر چیز میں انبیاء کی خلافت کی طرح ہے؟! درحالانکہ آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے ملک عظیم عطا فرمایا ہے۔ لیکن یہ ملک دیگر انبیاء کو عطا نہیں ہوا۔ علم اور قدرت دیگر انبیاء یا آصف بن برخیا آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے مقابلہ میں اس طرح ہے جس طرح بحر ذخائر کے مقابلے میں ایک قطرہ پانی۔

یہ خلافت حقہ الٰہیہ جو کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ملے گی اس کا وقت ابھی تک نہیں آیا ہے۔ اس کا وقت حضرت امام زمانہ علیہ السلام (عج) کے ظہور سے شروع ہو جائے گا جب آپ علیہ السلام رجعت فرمائیں گے۔ پس یہ سلطنت وولایت وخلافت اور امارت ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایات صریحہ ہوئی ہیں اسی طرح اس متعصب مصنف نے اس بات کو ذکر نہیں کیا۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ خوف کو امن میں تبدیل کر دیں گے۔ اور یہ بھی رجعت امام زمانہ علیہ السلام (عج) کے وقت ہو گا۔ اور اس خلافت الٰہیہ کا دائرہ فقط زمین تک محدود نہیں ہے۔ کیوں کہ ایک چیز کا اثبات دوسری چیزوں کی نفی نہیں کرتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں زمین کا ذکر شاید اس لیے ہے کہ گذشتہ اور انبیاء ماسلف کو زمین ہی میں دشمن کا ترس اور خوف تھا۔ اس لیے اہل زمین کے لیے بشارت ہے۔ خلافت ظاہریہ الٰہیہ مومنین کے لیے ہے اور یہ مومنین زمین میں اللہ کے خلفاء ہیں وہ آئمہ ھدیٰ علیہ السلام ہیں۔ جو کہ اطمینان کامل اور اختیار کلی کے ساتھ زمین کے وارث ہیں۔ اہل زمین کے علاوہ ان کا کوئی بھی مخالف نہیں ہے۔ اس لیے خصوصیت کے ساتھ زمین کا ذکر کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ کے سیاق وسباق میں ان کی طرف نظر کی گئی ہے۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ (فـــی الارض) یہ قید نہیں ہے۔ اس کی مثل ایک آیت سورہ رعد میں بھی ہے۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنْ

السَّبِیلِ وَمَنْ یُضْلِلْ اللّٰہُ فَمَا لَہُ مِنْ ھَادٍ (۳۳)

یہاں بھی کلمہ (فی الارض) قید نہیں ہے۔

کیوں کہ اہل زمین ہی خدا کا شریک قرار دیتے ہیں اس لیے زمین ہی میں نفی کی گئی ہے درحالانکہ زمین آسمان اور دیگر مقامات میں بھی خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔

دوسری فصل:

ان روایات کا جواب جن کو ولایت تکوینی کی نفی میں استدلال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بطور کامل واضح ہو چکا ہے اور جواب شافی بھی دیا جا چکا ہے کہ وہ آیات ولایت تکوینی کی نفی پر ہو بالکل دلالت نہیں کرتی ہیں۔ اور یہ بات قاری بصیر کے لیے اظہر من الشمس ہے۔ جو روایات اس موضوع کے اثبات کی لیے لائی گئی ہیں ان میں سے کسی کا بھی ولایت تکوینی سے کوئی ربط نہیں ہے۔ ہم نے جو معنی ولایت تکوینی کا بیان کیا ہے وہ بالکل قابل انکار نہیں ہے۔ اس کا منکر جاہل اور نافہم ہے۔

پہلی روایت منکر ولایت تکوینی اپنی ناقص سوچ کے مطابق دعائے جوشن کبیر کا جملہ لایا

ہے. (یا من لا یعلم الغیب الا ھو)

یعنی خدا کے علاوہ کوئی بھی غیب نہیں جانتا چنانچہ یہ روایات اس بات کے منافی نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام خدا کی عطا سے غیب جانتے ہیں جیسا کی فرمان الٰہی ہے

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا

اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔ یا غیب سے مراد قیامت ہے جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبہ میں بھی ہے اور اس کی مفصل بحث کتاب مقام قرآن و عترت اور کتاب علم غیب میں بیان کی گئی ہے۔

دوسرا جملہ: (یامن لا یصرف السوءَ الا ھو) اے بدی اور سختی کو دور کرنے والا خدا۔ یعنی کوئی بھی خداوند عالم کی عنایت کے بغیر ذاتی طور پر کسی سختی اور پریشانی کو دور نہیں کر سکتا مگر خداوند عالم۔ اور وہ عظیم مخلوق جس کو خدا نے طاقت و توانائی عطا کی ہے۔ وہ دیگران کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ کئی مرتبہ دیکھا گیا ہے۔ کیوں کہ بدی اور سختی عادی انسان کے بس میں بھی ہے۔ کیونکہ بدی سے روکا گیا ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ دیگران کی پریشانی، مشکل کو دور کیا جائے۔ بعض اوقات مومنین کی مدد کرنا واجب بھی ہوتا ہے۔ اور یہ بات اوضح الواضحات ہے۔

تیسرا جملہ: (یامن لا یخلق الخلق الا ھو) اے وہ ذات جو مخلوقات کو خلق کرتی ہے۔

ممکن ہے کلمہ خلق سے مراد تمام خلائق ہوں جو کہ خالق کے مقابلہ ہیں۔ اور

ان تمام کو خلق کرنے والا خود خدا ہے۔

یا مراد از خلق مادہ کے بغیر خلقت ہے (وہ خلق ابداع اور اختراع ہے) کیونکہ کافی لوگ چیز سے چیز خلق کر لیتے ہیں خدا وہ خالق ہے جو بغیر شئے اور مادہ کے خلق کرتا ہے۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

(لایکون شیء لا من شیء الا الله)

یعنی چیز کو بغیر چیز کے خدا خلق کرتا ہے لیکن چیز سے چیز خلق کرنا خدا کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ پس اس معنی میں خالق کا اطلاق مخلوقات پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے

(فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (۱۴: مومنون)) پس وہ خدا مبارک ہے جو خالقوں میں سے جو بہترین خالق ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: خداوند عالم نے اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ بندوں میں خالق بھی ہیں اور غیر خالق بھی۔ خالقوں میں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں جو کہ گیلی مٹی سے پرندہ خلق کرتے تھے۔ اور اس میں روح پھونکتے تھے تو وہ پرندہ اُڑ جاتا اور سامری نے بچھڑے کو حضرت موسیٰ کی قوم کے لیے خلق کیا

قرآن کریم سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۰ (قیامت کے دن خود خداوند متعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا)

وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي (مائدہ ۱۱۰)

یہ میرے حکم سے تو گیلی مٹی سے پرندے کی شکل بناتا تھا۔ اور اس میں روح پھونکتا تھا۔ اور وہ میرے اذن سے پرندہ بن جاتا تھا۔ اور تو مادرزاد اندھوں کو میرے اذن سے شفا بھی دیتا تھا۔ اور میرے ہی اذن سے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ ان تینوں موارد میں خدا نے یہ نہیں فرمایا کہ میں خلقت کرتا تھا میں شفا دیتا تھا اور میں زندہ کرتا تھا۔ بلکہ فعل کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کی طرف دی ہے۔

دوسری آیت: سورہ آلِ عمران آیت نمبر ۴۹،

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللهِ وَأُبْرِءُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللهِ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! میں مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہوں اور اس میں روح پھونکتا ہوں تو وہ اذن خدا سے پرندہ بن جاتا ہے اور مادرزاد اندھوں کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور یہ نہیں کہا کہ خدا خلق کرتا ہے، خدا شفا دیتا ہے اور خدا زندہ کرتا ہے۔ اذن کر مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ خداوند عالم فاعل ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کو اجازت دی ہے کہ یہ عمل اور فعل انجام دیں۔ جیسا کہ خداوند عالم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت دی ہے۔ وہ سات رکعت کو دس رکعت واجب خدائی کے ساتھ اضافہ کریں۔ اور ہم نے ان دو واجبات کا فرق اپنی کتاب "ارکان دین" کے صفحہ ۸۸ پر بیان کیا ہے۔

سورہ عنکبوت آیت نمبر ۱۷

وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا

یعنی تم جھوٹ کو خلق کرتے ہو یا بتوں کو خلق کرتے ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے بندوں کے اختیاری افعال و اعمال کو خلق نہیں کیا ہے۔ اگر خود خدا ان کو خلق کرتا تو ان افراد کے اعمال سے بے زاری کیوں کرتا؟ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے

أَنَّ اللهَ بَرِیءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ سورہ توبہ: ۳

یعنی خدا مشرکین سے بیزار ہے۔ یہاں پر مشرکین کی ذات مراد نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال و افعال سے بیزاری ہے جیسا کہ امام ھادی علیہ السلام نے فرمایا

اور دوسری آیت میں کلام حضرت لوط علیہ السلام نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا:

(قَالَ إِنِّی لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ (۱۶۸ شعراء))

میں تمہارے اعمال کا دشمن ہوں۔

اگر ان کے افعال و اعمال افعال خدا ہوتے تو حضرت لوط علیہ السلام ان کے اعمال کے دشمن نہ بنتے۔ کیونکہ اولیا خدا، خدا کے افعال کے دشمن نہیں ہوتے۔

اور اسی سورہ میں فرمایا فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّی بَرِیءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ (۲۱۶) اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجئے! اگر تیری نہ فرمانی کریں جو کچھ تم کرتے ہو میں تم سے بے زار ہوں۔

حقیر نے مستدرک سفینۃ البحار میں لغت (خلق) میں آیت شریفہ اور روایات کریمہ

کو مفصل طور پر بیان کیا ہے اور تاریخ فلسفہ تصوف میں بھی بیان کیا ہے

جملہ دیگر: از دعا جوشن کبیر (یامن لا یدبر الا مر الا ھو)

اے وہ خدا جو تدبیر امر کرتا ہے۔ جو امور خلق کو تدبر کرتا ہے بالذات اور اور

مستقل طور پر تو وہ فقط خدا ہی ہے وہ کسی کا تابع فرمان نہیں ہے۔ پس اس میں کوئی

منافات و تضاد نہیں ہے کہ ایک گروہ خدا کے اذن سے امور خلق کو تدبیر کریں یہ جیسا کہ

یت شریفہ ہے

(فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا (۵) سورہ نازعات)

امر کو تدبیر کرنے والے اور یہ امر خدا کے مطیع ہیں۔ اور خدا کے امر تدبیر کرتے

ہیں یہ صحیح ہے کہ اس تدبیر کی خداوند عالم کی طرف نسبت دی جائے۔ شیخ طبرسیؒ نے اپنی

تفسیر میں اس طرح فرمایا ہے۔ اور اس کے متعلق متعدد اقوال ہیں

اول: مدبرات امر ملائکہ ہیں۔ اور یہ امور مخلوق کو ایک سال کامل تک چلاتے ہیں

(شاید ایک شب قدر سے دوسری شب قدر تک اور یہ قول حضرت امیر المومنین

علیہ السلام سے نقل ہوا ہے

دوم:۔ ان سے مراد جبرائیل علیہ السلام میکائیل، علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام

ہیں۔ علامہ طبرسیؒ نے کہا ہے کہ یہ تدبیر امور دنیا کرتے ہیں

جبرائیل علیہ السلام ہواؤں اور جنوں (حق) پر موکل ہے۔

میکائیل علیہ السلام: بارش کے قطرات، برف، اور اشجار پر موکل ہے

عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح پر موکل ہے۔

اسرافیل علیہ السلام خدا کی طرف سے حکم لے آنے پر موکل ہے۔

سوم: مدبرات سے مراد افلاک ہیں کہ مورد نزول امر حق ہیں اور ان کے سبب سے خدا کی قضا و قدر دنیا میں واقع ہوتی ہے اور یہ روایت علی بن ابراہیم علیہ السلام نے نقل کی ہے۔

شاید حضرت سجاد علیہ السلام کی صحیفہ میں دعا بھی قول سوم کی مؤید ہے۔

(المتصرف فی فلک التدبیر)

فلک تدبیر میں تصرف رکھنے والی ذات۔

وہ روایات: جو کہ امور تدبیر میں وارد ہوتی ہیں۔ ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امور کا اختیار بشر کے ہاتھ میں ہے پس وہ آیات جن میں خدا مدبر ہے اور دیگر آیات جن میں مدبر امور ملائکہ ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے اسی طرح ان آیات میں بھی کوئی اختلاف و تضاد نہیں ہے۔ کہ خدا حافظ و حفیظ ہے اور بعض آیات میں ملائکہ بھی بندگان خدا کے محافظ ہیں اور اس آیت کریمہ اور دیگر آیات جو دیگر شہدا اور گواہوں پر دلالت کرتی ہیں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا)

اور دیگر مقامات پر انبیاء اور ملائکہ کو شہید، شہدا کہا گیا ہے۔

کتاب اصول کافی باب تاریخ رسول اکرم میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام صادق

علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے (اللھم صل علی صفیک و خلیلک و نجیک المدبر لامرک الخ)

خدایا! اپنے خلیل اور برگزیدہ حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر لطف فرما اور وہ تدبیر کو خلق کرنے والے ہیں

برادران ایمان کی ضیافت طبع کے لیے چند اور جملے بھی اسی دعا شریفہ میں سے نقل کرتا ہوں اور ان کے ساتھ قرآنی آیات بھی بیان کروں گا

یا من لا یستعان الّا به

یعنی اے وہ خدا کہ جس کے بغیر کوئی مددگار نہیں ہے......

یہ جملہ سورہ فاتحہ کی آیت کے عین مطابق ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں......(جو طریقہ تو بتایا ہے)

یہ بات درج ذیل آیت کریمہ سے منافات نہیں رکھتی۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ

(سورہ بقرہ ۴۵)

صبر اور صلوٰۃ سے مدد طلب کرو یقیناً صلوٰۃ بہت بڑی چیز ہے مگر ڈرنے والوں پر......!

صبر بھی خدا نہیں ہے اور صلوٰۃ بھی خدا نہیں ہے اور خدا نے حکم دیا ہے کہ ان سے مدد مانگو..........!! خدا نے ان دو کو مشکل کشائی کا ذریعہ بنایا ہے..........!!

یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا اسْتَعِینُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلاَۃِ إِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِینَ

سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۳

اے ایمان والو! صبر اور صلوۃ سے مدد طلب کرو یقیناً خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

روایات میں صبر کے دو معانی ہیں ایک ''روزہ'' دوسرے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ....صلوۃ: معنی ظاہری نماز ہے......! اس کے دو معانی اور بھی ہیں ایک آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنا اور دوسرا حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے اور روایات میں یہ تینوں معانی بیان ہوئے ہیں اور حکم ہوا ہے کہ صبر اور صلوۃ کے تمام معانی سے مدد طلب کی جائے۔ اگر خدا کے علاوہ کسی سے مدد لینا حرام ہے تو خدا نے صبر اور صلوۃ سے مدد لینے کا حکم کیوں دیا ہے......؟! اور اگر غیر خدا سے مدد لینا حرام ہے تو حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے کیوں کہا ہے

فَأَعِینُونِی بِقُوَّۃٍ سورہ کہف ۹۵

اپنی قوت سے میری مدد کرو!

یہ بات اس نے یاجوج ماجوج کی دیوار کے قریب پہنچ کر قوم یا لشکر سے کہی۔ اور ان سے یہ کہا ان کا راستہ بند کردو تا کہ یہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں ....! انہوں نے کہا تم میری مدد کرو تا کہ میں تمہارے لیے دیوار بنا دوں......خداوند عالم نے فرمایاً

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۲ : سورہ مائدہ)

اے مومنین امور خیر میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو! اور گناہ میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا.....

خود خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ امور خیر میں ایک دو سرے کی مدد کیا کرو اور کبھی کبھار مدد کرنا واجب ہوتا ہے اور دیگر اوقات میں مستحب ہوتا ہے اور گناہ کے امور میں مدد کرنا حرام ہو جاتا ہے

خداوند متعال نے اپنا تعارف کرایا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ سورہ الحج آیت ۵۸

یقیناً اللہ رازقوں میں سے بہترین رزق دینے والا ہے

سورہ المائدہ آیت وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۱۱۴)

اور تو بہتر رزق دینے والا ہے

سورہ المومنون آیت نمبر ۷۲

وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (۷۲)

اور وہ بہتر رزق دینے والا ہے

اور سورہ جمعہ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (آیت ۱۱) میں بھی ہے

اور اللہ بہتر رزق دینے والا ہے

اسی طرح دعائے جوشن کبیر اور اس کے علاوہ ادعیہ میں وارد ہوا ہے

" خَيْرُ الرَّازِقِين"

یعنی اے بہتر رزق دینے والے

اور یہ کلام ''احسن الخالقین'' کی طرح ہے

اس میں حضرت امام رضا علیہ السلام کا استدلال جاری ہوگا..........!!

یہ دو کلام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مخلوقات میں خالق و رازق ہیں.....لیکن خد اوند قدوس اپنی قدرت کاملہ اور با الذات رازق ہے اور خدا وند متعال ''اوسع المعطین'' ہے اور اور مخلوقات عطائے خدا سے خالق رازق اور عطا کرنے والے ہیں ......جتنی کسی کو خدا نے قوت دی ہے اتنا ہی وہ رازق ہے پس جس لحاظ سے ہم نے واضح کیا ہے ہم غیر از خدا کے کسی کو خالق و رازق کہہ سکتے ہیں..........؟!

آیت شریفہ سورہ ذاریات إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِين آیت نمبر ۵۸ ''یقیناً خدا ہی رزاق اور صاحب قوت ہے''

آیت فوق ذیل آیات سے منافات نہیں رکھتی ہے

" خَيْرُ الرَّازِقِين"

رازقوں میں میں سے خدا بہترین رزق دینے والا ہے

کیونکہ مخلوق پر رازق کا اطلاق امر خدا سے ہوتا ہے اور سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۳ ارشاد رب العزت ہے

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَاتُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَاتُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَامَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

یعنی بیٹے کے والداس کی والدہ کوروزی بھی دے اوراس کا تن بھی ڈھانپے سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔۔۔۔۔

وَلَاتُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ الَّتِي جَعَلَ اللهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

اوروہ اپنا مال جن پر خدا نے تمہیں گزارن دی ہے نا سمجھ یتیم کو نہ دینا۔ہاں اس میں سے اسے کھلاؤ اوران کو پہناؤ اوران سے اچھی بات کرو۔

پس:احسن الخالقین اور" خَيْرُ الرَّازِقِين"...... خیر االناصرین ،خیر الراحمین اور خیر الحافظین کی طرح ہے...... یہ توحید کے کسی بھی درجہ سے منافات نہیں رکھتا ہے کیونکہ ذات خدا خوددار کمالات ہے اور دیگر مخلوقات اس نے خود یہ کمالات عطا کیے ہیں اور تمام مخلوقات خدا کی وجہ سے زندہ ہیں لیکن وہ کسی

کی وجہ سے زندہ نہیں ہیں۔

جیسا کی نہج البلاغہ کے دوسرے خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام نے آل محمد علیہم السلام کی فضیلت میں فرمایا

و هم موضع سره و لجاامره و عيبةعلمه و موئل حكمه و كهف كتبه و جبال دينه بهم اقام انحناء ظهر ه ،واذهب ارتعادفرايصه الى ان قال لا يقاس بآل محمد احد من هذه الامة ولا يسوى بهم من جرت نعمتهم عليه ابداهم اساس الدين و عماداليقين اليهم يفىء الغالى و بهم يلحق التالى و لهم خصائص حق الولاية و فيهم الوصية والوصية والوراثة الخ

جو اللہ کے اسرار کی جگہ ہیں۔اس کے امر کی پناہگاہ ہیں اس کے علم کے خزانہ دار ہیں،اوراس کے حکم کی جگہ ہیں اللہ کی کتابوں کا مرکز ہیں..... دین کے بلند و بالا پہاڑ ہیں اور وہ پہاڑوں کی طرح قائم ہیں......اور حکمت کی کان ہیں..... خدا نے ان کے ذریعے سے دین کو محکم کیا ہے..... انہی کی وجہ سے اہل دین کی خطائیں معاف ہوتیں ہیں..... یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: آل محمد علیہ السلام پر کسی بھی فرد امت کو قیاس نہ کرو..... یعنی ان کا بلند و بالا مقام کوئی بھی نہیں جانتا ہے اور نہ ہی کوئی ان کے عظیم مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے.....امت کا کوئی بھی فرد ان کی مثل نہیں ہے ..... کوئی بھی ان کی برابری کرنے والا نہیں ہے ..... اور لوگوں پر ان کی نعمتیں ہمیشہ نازل ہوتی رہتی ہیں

پس نعمت عطا کرنے والا اور نعمت لینے والا کیسے برابر ہو سکتے ہیں.....؟

علامہ حبیب اللہ خوئی نے نہج البلاغہ کی شرح میں اس خطبہ کے ضمن میں کافی روایات نقل کی ہیں......!اور اس نے خطبہ کی تائید میں کافی روایات بیان کی ہیں انہوں نے آخری جملہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان مطالب کی طرف اشارہ ہے ہر ایک مطلب دنیا و مافیہا سے کہیں بہتر ہے

اول: یہ حضرات معصومین علیہ السلام نعمت ظاہری و باطنی مادی و معنوی کے مالک ہیں

دوم: ان کی یہ نعمات ہمیشہ سے لوگوں پر جاری ساری ہیں۔ وہ کسی ایک زمانے میں مختص نہیں ہیں بلکہ انکی نعمتیں ہر زمانے اور ہر انسان کے لیے ہیں اور قیامت تک رہیں گی......ان کی نعمات نہ ہی ختم ہونے والی ہیں اور نہ ہی زوال پذیر ہیں

سوم: مندرجہ بالا مطالب کا نتیجہ یہ ہے کہ مطلق آل محمد علیہم السلام دوسری کے ماری نہیں ہیں بلکہ ان سے کہیں افضل و اشرف ہیں کیونکہ نعمت دینے والا اور نعمت لینے والا کبھی برابر نہیں ہو سکتا............!!

خداوند عالم اس دین کو جزائے خیر دے

باقی جملوں کا ترجمہ یہ ہے: اس دین ہیں اور ان کی وجہ سے دین قائم ہے اور یہ حضرات یقین کا ستون ہیں جس کو بھی یقین ملتا ہے ان سے ہی ملتا ہے اور ان کی وجہ سے ہی شبھات دور ہوتے ہیں یہ حق کا میزان ہیں ان کے نقش قدم پر چلنا ہی کامیابی کی کلید ہے محمد و آل محمد علیہم السلام کے لیے ولایت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ ہے......یعنی ان حضرات کے لیے ریاست کلیہ الٰہیہ اور سلطنت حقہ ربانیہ خاص طور ثابت ہے......اس امر میں کوئی

بھی ان حضرات کا شریک نہیں ہے! کیونکہ ریاست اور سلطنت حقہ الٰہیہ کی تمام شرائط ان حضرات میں جمع ہیں...... !کسی اور میں نہ یہ شرائط ہیں اور نہ ہی ان کے لیے خلافت ربانیہ ثابت ہے......

یہ حضرات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم و کمالات کے وارث ہیں...... !!پس یہ حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام آپؐ کے اوصیاء ہیں...... !

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث اور وصی ہیں ... پس یہ حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام

انه لیس علی الامام الّا ماحمل من امر ربه

امام کے لیے نہیں ہے مگر وہ امر جو اسے خدا کی طرف سے سونپا گیا ہے

یعنی یہ حضرات امر خدا کے حامل ہیں...... اور اس جملہ میں عمومیت ہے...... کیونکہ ان حضرات کے پاس مقام ظاہری و معنوی ہے اور وہ خدا نے عطا کیا ہے پس یہ لفظ تمام نعمات کو شامل ہے جو خدا نے ان پر نچھاور کیں ہیں واضح رہے کہ یہ امر دین کے لیے کبھی فقط مواعظ حسنہ سے کام لے لیتے ہیں ......اور کبھی کبھار معجزات و باہرات دکھاتے ہیں...... کبھی اپنی رسالت و امامت کے بلند و بالا مرتبہ کو ظاہر کرتے ہیں......

علامہ برقی: نے یونس بن ظبیان سے روایت کی ہے کہ ایک دن میں حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا یہاں تک کہ کھانے کا وقت ہو گیا میں نے اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھو! میں نے اطاعت کی اور رک گیا جب کھانا آیا تو آپ

نے شروع کرنے وقت فرمایا: بسم اللہ الرحمن الرحیم اور جب آپ نے کھانا تناول فرما لیا تو فرمایا

اللهم هذامنک و من محمد

خدایا! یہ کھانا تیری اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے

حضرت صادق علیہ السلام اور ابوحنیفہ:

علامہ کراجکی نے اپنی کتاب کنز الفوائد روایت نقل کی ہے کہ: ایک دن حضرت امام صادق علیہ السلام کے ساتھ دستر خوان پر ابوحنیفہ موجود تھا۔ جب آپ علیہ السلام کھانا کھانے سے فارغ ہو چکے تو آپ نے فرمایا:

الحمد لله رب العالمين ،اللهم ان هذا منک و من رسلک

حمد ہے عالمین کے رب کی، اے میرے اللہ! یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف، ابوحنیفہ نے عرض کیا آپؑ نے رسول اکرم کو خدا کا شریک بنایا ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرمارہا ہے

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ سوره توبه ۷۴

اور دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے

ابوحنیفہ نے عرض کیا: گویا یہ دو آیات میں نے آج ہی پڑھی ہیں..... ان دو آیات کی طرح دیگر کافی آیات ہیں..... جو خدا کے لطف و احسان کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کرتی ہیں......

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ منافقون ۸

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُول سورہ نور ۵۴

وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ سورہ نساء ۱۴

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا (۵۷)سورہ احزاب ۵۷

ذَلِکَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقْ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۱۳ :انفال)

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُول سورہ انفال ۲۴

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ سورہ تغابن ۸

اوران جیسی آیات لاتعداد ہیں......!!

علامۃ الکبیر مجلسیؒ: نے روایت اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نظام تدبیر عالم میں اختیار تام حاصل ہے۔ ملائکہ موکلین بھی حضرت کے فرمان سے امور انجام دیتے ہیں۔

علامہ فیض کاشانی: منہاج میں اور دیگر حضرات نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی راویت نقل فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: (کلها کان لرسول الله فلنا مثله الا النبوة الزواج) جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت ہے وہ ہمارے

لیے بھی ہے مگر نبوت اور ازواج۔

دعا جوشن کبیر کا دیگر جملہ: (یا من لا یحی الا ھو)

اوا ے رو ہ جو مردوں کو زندہ نہیں کرتا مگر تو، مراد یہ ہے کہ خدا وہ ہے جو اپنے ارادے، اپنی مشیت اور اپنے ہی اذن سے زندہ کرتا ہے اس کو کسی اور کے اذن کی ضرورت نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام جو زندہ کرتے ہیں تو اذن خدا سے زندہ کرتے ہیں خدا ان کو طاقت وقدرت عطا کرتا ہے۔

دوسری روایت: حضرت امام سجاد علیہ السلام کی دوشنبہ کی دعا میں ہے

(الحمد لله الذی لم یشهد احدا حین فاطر السموات و الارض ولا اتخذ معینا حین براء السمات) حمد ہے اس خدا کی کہ خلقت کہ وقت جس کا شاہد نہیں تھا۔ اور ایجاد کے وقت کوئی مددگار نہیں تھا۔ (ما اشهدتهم خلق السموات و الارض) میں نے کسی کو خلق میں شاہد نہیں بنایا اس سے مراد عام لوگ ہیں یعنی عام لوگ گواہ نہیں ہیں۔ اس میں تضاد کی کوئی بات نہیں ہے کہ اپنے کسی کوئی خاص بندے جو اصل خلقت، طینت، کمالات اور صفات میں تمام خلائق سے اشرف و افضل ہیں۔ اگر ان ہستیوں کو خدا نے مخلوقات پر شاہد بنایا ہے تو یہ ان حضرات علیہ السلام کی شرافت اور عزت کے لیے ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ خدا محتاج ہے۔

اور یہ جملہ ان کی جملوں کی طرح ہے کہ جن میں عمومیت ہو اور عمومیت سے مراد افراد عادی اور عام ہوتے ہیں۔ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان نے

کبھی بھی سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی کا بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ واضح ہے کہ اس عمومیت کی نظر رعیت اور امت ہو نہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت محمد علیہ السلام پر۔

تیسری روایت: یہ وہ روایت ہے جس کی سند ضعیف ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔

(لا یکون الشی لا من شئی الا اللہ ولا ینقل الشئی من ....)

بغیر مادہ کے ایجاد کرنے والا فقط خدا ہے۔ کائنات میں متصرف فقط خدا ہے۔ اور کسی وجود کو معدوم نہیں کرتا مگر خدا۔ یعنی یہ کام غیر خدا کے لیے محال ہے۔

حقیر کہتا ہے: یہ روایت سند کے اعتبار سے علما رجال کے مطابق ضعیف ہے۔ اور بالفرض اگر یہ امام معصوم علیہ السلام سے صادر ہوئی ہے تو اس کا پہلا جملہ صحیح ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ اور دوسرے جملے میں اشتباہ کیا گیا ہے۔ اور یہ معنی کیا گیا ہے کہ کائنات عالم میں خدا کے علاوہ اور کوئی متصرف نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ لوگوں کے اختیار میں ہے وہ اس میں تصرف بھی رکھتے ہیں۔ اور یہ بات واضح ہے

اس جملہ کا صحیح معنی یہ ہے کہ ایک حقیقت کو دوسری حقیقت کی طرف خدا کے علاوہ کوئی بھی منتقل نہیں کرسکتا۔ لیکن خدا کے مصطفیٰ بندے اللہ کے اذن سے ایک حقیت کو دوسری حقیقت میں ایک ماہیت کو دوسری ماہیت میں بدل دیتے ہیں۔ پتھر کو سونا بنا دیتے ہیں۔ یہ معجزات کافی زیادہ ظاہر ہوئے ہیں۔ شیر کی تصویر کو شیر واقعی میں بدل دیتے

ہیں۔اور لوہے کی چابی کو شیر بنا دیتے ہیں۔جیسا کی اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

تیسرا جملہ: فلاسفہ کے قلم کی شبیہ ہے یعنی وجود کو عدم کی طرف کوئی منتقل نہیں کر سکتا مگر خداوند عالم۔اگر اس سے مراد وجود حقیقی ہے اور اس کی نقیض عدم ہے تو یہ وجود حقیقی کی معدوم نہیں ہو سکتا۔اگر وجود سے مراد موجود ہو اور ممکن ہے موجود انسان کی طرح ہو اور خدا اسے قدرت و طاقت عطا کرے تو وہ بھی موجود کو فانی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ واضح ہے اور لوگوں کے روزمرہ کے افعال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۲۰ بقرہ)

اللہ ہر شئی پر قادر ہے اور وہ ہر شئی کو جانتا ہے۔اور لوگوں کی قوت، طاقت، ملکیت اور استطاعت اللہ کے ذریعے سے ہے۔اللہ کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی سب کچھ اللہ کے بغیر ہے۔

چوتھی روایت: بحار الانوار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

(ان الغلاة شر خلق الله يصفون عظمة الله و يدعون الربوبية لعباد الله و ان الغلاة لشر من اليهود و النصارىٰ والمجوس والذين اشركوا)

معرفت کے مقصرین نے یوں ترجمہ کیا ہے

یقیناً غالی بدترین مخلوق ہے اور عظمت خدا کو کم کرتے ہیں مخلوقات کے لیے خدا کی صفات کے قائل ہیں۔ خدا کی قسم غالی یہود ونصاریٰ اور مجوسیوں سے بھی بدتر ہیں۔

حقیر کہتا ہے۔ اس روایت شریفہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غلات (غالیوں) کی کاملاً مذمت کی ہے۔ لیکن اس مقصر نے غلو کے موارد بیان نہیں کیے ہیں۔ ان صفات میں سے فقط دو صفتوں کو بیان کیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ وہ عظمت خدا کو گھٹاتے ہیں اور دوسری یہ ہے کہ بندگان خدا کے لیے مقام ربوبیت کے قائل ہیں۔ اور یہ صریح کفر ہے جیسا کہ ہم بھی بیان کریں گے۔ امام علیہ السلام کی روایت کا یہ مطلب ہے کہ صفات ربوبیت کو مخلوقات کے لیے ذاتی سمجھا جائے۔ مثلاً خالقیت اور رازقیت کی صفات بھی مخلوقات کے لیے اس طرح ماننا جس طرح خدا کے لیے ہے

لیکن اسماء وصفات پروردگار کو مخلوق کے لیے اشتراک کے لفظی طور پر استعمال کرنا جائز ہے جیسا کہ اس کی تصریح فتح بن یزید جرجانی کی روایت میں مفصل طور بیان کی گئی ہے اور اس روایت کو اصول کافی کے باب معنی اسمائے الہیہ میں حضرت رضا علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے۔

مثلاً لفظ واحد خدا کے لیے بولا جاتا ہے۔ کہ خدا واحد ہے اور تم کہتے ہو کہ انسان واحد ہے۔ لفظ واحد خالق اور مخلوق کے لیے بولا جاتا ہے۔ لفظ واحدیت کا معنی خالق کے لیے اور ہے اور مخلوق کے لیے اور ہے۔ اسی طرح لفظ ہادی، سمیع، بصیر،

لطیف، حکیم، خبیر، ظاہر، متکلم، مرید، خالق اور مخلوق دونوں کے لیے بولے جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے انسان کے بارے میں فرمایا ہے۔

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (۲)

بے شک ہم نے انسان کو نطفہ سے اور ہم نے اسے سمیع اور بصیر (دیکھنے اور سننے والا) قرار دیا ہے۔

خداوند عالم خود ہدایت کرتا ہے لیکن مخلوق برکت الٰہی اور نعمت الٰہی کی وجہ سے ہدایت کرتی ہے۔ خداوند قدوس بذات خود سنتا اور دیکھتا ہے لیکن مخلوقات عالم اس کے احسان سے آنکھ سے دیکھتی اور کان سے سنتی ہے۔

اسی طرح ہر وہ لفظ جو خالق اور مخلوق کے لیے استعمال ہوتا ہے اس کی یہی تاویل وتشریح ہے کہ مخلوق کو خدا عطا کرتا ہے لیکن خدا کے لیے وہ صفت ذاتی ہوتی ہے۔

مخلوق والی صفت کو خالق والی صفت کے ساتھ معنیٰ میں تشبیہ دینا کفر ہے۔

لیکن لفظی طور پر کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ فرمان معصوم علیہ السلام ہے: اور صفت کو معنی میں تشبیہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ صفت اور قدرت کو مخلوق کی ذاتی صفت سمجھا جائے۔ جیسا کہ علم اور قدرت خدا کی ذاتی صفت ہے۔

پس اگر کوئی یہ کہے کہ خدا خالق ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی خالق ہے تو اس نے صحیح

کہا ہے۔لیکن خدا بذات خود اور کسی کے اذن کے بغیر اور مادہ کے بغیر خالق ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اذن خدا اور مادہ طین سے پرندہ خلق کرتا ہے۔خداوند متعال بذات خود سلطان اور حاکم ہے لیکن وہ خود نبی یا امام علیہ السلام کو ولایت اور سلطنت عطا کرتا ہے۔ان کے پاس جو کچھ ہے وہ لطف اور احسانِ خدا ہے۔اگر کوئی ان صفات کو ان کی ذاتی صفات سمجھے تو وہ ربوبی صفات کا مخلوق کے لیے قائل ہوا ہے۔

(الحمد لله و مابكم من نعمة فمن الله و لا حول و لا قوة الا بالله لا مع الله و لا من دون الله بل بالله العلى العظيم)

حمد خدا کے لیے ہے اور تمہیں کہا ہے نعمت خدا کی طرف سے ہے خدا کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے جو اللہ کے ساتھ ہو اور نہ ہی کوئی اللہ کے بغیر ہے۔

غلو کے معانی: جو روایات شریفہ اور علمائے اعلام کے اقوال سے بیان ہوئے ہیں۔

الوہیت و ربوبیت کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت دینا جیسا کہ ایک شخص حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا: **السلام علیک یا ربی!**

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا تمہارے اوپر لعنت کرے میرا اور تیرا پروردگار خدا ہے عبداللہ بن سبا کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ علیہ السلام کے لیے مقام ربوبیت اور الوہیت کا دعویٰ کیا۔ اور اس طرح سلام کیا

السلام علیک یا ربنا!

آپ علیہ السلام نے حکم دیا: توبہ کرو لیکن انہوں نے قبول نہ کی تو آپ علیہ السلام نے ان کو آگ میں جلا دیا۔

ایک اور روایت:۔ دس آدمی آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا (انک ربنا و انت الذی خلقنا و انت رازقنا) آپ علیہ السلام ہمارے خدا اور آپ علیہ السلام نے ہمیں پیدا کیا ہے اور آپ علیہ السلام ہمیں رزق دیتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے انہیں منع کیا اور توبہ کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرا اور تمہارا خدا اللہ ہے انہوں نے آپ علیہ السلام کی بات نہ مانی تو آپ علیہ السلام نے انہیں آگ میں جلا دیا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبصیرؒ ہم ان لوگوں سے بیزار ہیں جو ہمیں خدا کہتے ہیں۔ اور خدا بھی ان سے بیزار ہے۔

توقیع مقدس: امام زمانہ علیہ السلام (عج) میں ہے کہ حضرت ولی العصر علیہ السلام (عج) نے فرمایا: ہم علم اور قدرت خدا کے شریک نہیں ہیں بلکہ غیب کا علم خدا جانتا ہے قرآن مجید میں ہے

قُلْ لاَیَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَیْبَ إِلَّا اللهُ وَمَا یَشْعُرُونَ أَیَّانَ یُبْعَثُونَ (۶۵ سورہ نمل)

کہہ دیجیے! جو کچھ زمین و آسمان میں علم غیب ہے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

میں اور میرے آبائے طاہرین بندگان خدا ہیں۔ ہم اس شخص سے بیزار ہیں جو یہ کہتا ہے کہ ہم غیب جانتے ہیں یا یہ کہے کہ سلطنت میں اللہ کے شریک ہیں یا ہمیں اس مقام و مرتبہ پر نہ سمجھے جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے۔ یا جو شخص ہمارے بارے میں تجاوز کرتا ہے تو ہم سب انبیاء ماسلف اور ملائکہ اس سے بیزار ہیں۔

علم و قدرت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو خدا کی قدرت اور طاقت میں شریک ماننے سے کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ یہ ہستیاں خدا کے فضل و کرم سے ہر شیء پر قادر ہیں۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (۱۱۱ سورہ اسراء)

یعنی ملک و بادشاہی میں خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔

اور دوسرے مقامات پر فرمایا ہے کہ: ہم نے آل ابراہیم علیہ السلام داؤد علیہ السلام و سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا کیا ہے اسی طرح خدا نے فرمایا ہے کہ علم غیب کوئی بھی نہیں جانتا اور پھر فرمایا کہ ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ ان دو باتوں میں بھی کوئی منافات نہیں ہے کیوں کہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔

علامہ محمد باقر مجلسیؒ: اس حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ: علم غیب کی نفی

سے مراد یہ ہے کہ حضرات معصومین علیہ السلام تعلیم پروردگار کے علاوہ غیب نہیں جانتے لیکن خدا کے عطا کردہ علم کے ذریعے تو جانتے ہیں۔ اس صورت میں نفی علمِ غیب ممکن ہی نہیں ہے۔ چونکہ اکثر معجزات معصومین علیہ السلام کے بھی علم غیب ہی سے متعلق تھے اور خداوند عالم نے ان حضرات معصومین علیہ السلام کو استثناء قرار دیا ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷)

ترجمہ: خداوند متعال نے عالم غیب اور وہ اپنے علم غیب سے کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر جسے وہ اس مقام کے لیے پسند کرتا ہے۔

حقیر کہتا ہے:۔ علامہ مجلسی کا قول انتہائے متانت کا عکاس ہے۔ اور ہم اس شخص سے بے زار ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کو علم اور قدرت خدا میں شریک سمجھتا ہے۔ اور شرکت سے مراد یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام بذات خود بغیر از عطا پروردگار دانا و توانا ہیں۔ جیسا کہ خداوند عالم خود دانا اور توانا ہے۔ علم و قدرت اس کی عین ذات ہے اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کو اس طرح مانا جائے تو یہ شرک ہے۔ خدا اور پیغمبران اس شخص سے بیزار ہیں لیکن یہ قدرت و طاقت خدا نے ان ہستیوں کو عطا کی ہے۔ اور یہ شرک نہیں ہے کہ جو کچھ بھی ان کے پاس ہے خدا کا عطا کردہ ہے۔

پس حیف ہے اس شخص پر جو ان ہستیوں کو اس مقام و مرتبہ عالیہ پر نہ سمجھے جو

خداوند عالم نے انہیں عطا کیا ہے۔نہ ہی ان ہستیوں کو اللہ سمجھے اور نہ ہی ان کو ان کے مقام سے گھٹائے اور نہ ہی ان کے فضائل کا انکار کرے۔اور ہم ان دو فرقوں گھٹانے اور اللہ کہنے والوں سے بے زار ہیں۔

اثباۃ الھداۃ ج ۷ ص ۴۷ میں شیخ حر عاملیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اور ان کے فرزند معصومین علیہ السلام وہ عظیم ہستیاں ہیں جن پر خداوند عالم نے خصوصی انعام و اکرام کیا ہے ان کو خدا نے طاقت وقدرت عطا کی ہے۔خداوند عالم نے ان کو موت وحیات، حشر ونشر،قبض و بسط،حرکت وسکون کا مالک بنایا ہے۔جو ان حضرات معصومین علیہ السلام کو اللہ سمجھتا ہے وہ کافر ہے۔پس محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کے کمالات ومعجزات خداوند قدوس کے لطف واحسان سے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ان کے کمالات ذاتی اور یہ حضرات خدا سے مستغنی ہیں تو وہ مشرک ہے۔

شیخ صدوق:۔نے روایت نقل کی ہے کہ مامون نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے معلوم ہوا ہے بعض لوگ آپ علیہ السلام کے بارے میں غلو کرتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے بابا جان نے میرے نانا جاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مقام خدا نے مجھے عطا کیا ہے اس سے آگے نہ جاؤ۔خدا نے مجھے اپنا خاص بندہ قرار دیا ہے۔اس نے مجھے بنانے سے

پہلے یہ مقام عطا کیا ہے۔ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ: جس کو میں نے علم اور حکمت و نبوت عطا کی ہے تو اسے لوگوں سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ تم میرے بندے ہو اور وہ نہ کہے تم ملائکہ اور انبیاء کو اپنا پروردگار نہ بناؤ۔ کیا تمہیں اسلام کے بعد کفر کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک فرمایا: ہم اس شخص سے بیزار ہیں جو ہمیں خدا سمجھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نصاریٰ سے بیزار ہیں اور خدا نے فرمایا ہے: (قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) اے عیسیٰ علیہ السلام تو نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میری ماں کو خدا مانو؟!! حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے سبحان اللہ اے پروردگار عالم! میں وہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں جسکا مجھے حق بھی نہیں تھا (یعنی تیرے علم میں ہے کہ میں نے نہیں کہا)

یہاں تک کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص پیغمبران علیہ السلام یا آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خدا سمجھے یا غیر از آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو امام سمجھے تو ہم اس شخص سے دینا و آخرت میں بیزار ہیں

اس روایت: سے معلوم ہوتا ہے غلو یہ ہے کہ ان حضرات علیہ السلام کی عبودیت و مخلوقیت کا انکار کیا جائے اور ان کیلئے مقام ربوبیت و الوہیت کو ثابت کیا جائے۔ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے نبوت کا دعویٰ کیا جائے کہ یہ نبی ہیں۔

دوسری روایت: میں حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ج و شخص حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں یہ کہے کہ وہ خدا ہیں اور ان کیلئے مقام عبودیت و بندگی کی

نفی کرے تو وہ گمراہ ہے۔

اور جو شخص یہ کہے کہ خدا کی عطا کے بغیر آئمہ ھدیٰ علیہ السلام خالق ورازق ہیں تو اس نے غلو کیا ہے ایسے شخص سے ہم بیزار ہیں

علامہ مجلسی (۱) نے غلو کے بارے میں کہا ہے کہ انسان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو اللہ مانے یا انہیں عبادت وخالقیت میں خدا کا شریک قرار دے یا یہ کہے کہ خداوند عالم ان میں حلول کر جاتا ہے یا یہ دعویٰ کیا جائے کہ خدا کی عنائت کے بغیر علم غیب جانتے ہیں۔ یا آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو نبی مانا جائے..........!!

یا یہ کہا جائے کہ ان کی معرفت سے عبادت واطاعت ضروری نہیں ہے۔ یہ سب کچھ کفر ہے جو اس کا قائل ہے وہ دین سے خارج ہے حضرات آئمہ ھدیٰ علیہ السلام اس سے بیزار ہیں لیکن وہ لوگ جو کم ظرف ہیں اور معرفت آئمہ ھدیٰ علیہ السلام سے قاصر ہیں اور ان کے عجائب وغرائب کے ادراک کا شعور نہیں رکھتے تو وہ لوگ ایسے معتبر راویان احادیث اور ثقہ علماء کو اس لئے ضعیف کہتے ہیں۔ جو نوادرات اور معجزات پر مشتمل احادیث بیان کرتے ہیں (حالانکہ احادیث بھی صحیح ہوتی ہیں اور راوی بھی ثقہ ہوتا ہے) اور انہیں غالی کہتے ہیں۔

درحالانکہ روایات متواترا سے ثابت ہو چکا ہے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ معصومین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہمیں خدا نہ کہو باقی جو جی میں آئے کہہ سکتے ہو۔

تم ہماری کنہ (حقیقت) تک نہیں پہنچ سکتے ہو۔

(انتہائے کلام مجلسیؒ)

پانچویں روایت: جو ولایت تکوینی کی نفی پر استدلال کے طور پر لاتے ہیں وہ یہ ہے۔

(یا مکون کل شئی و محولہ یا رب کل شئی و صانعہ)

اے ہر شیء کو وجود دینے والی اور تبدیل کرنے والی ذات، اے ہر شیء کے پروردگار اور ہر شئی کے صانع۔

یہ بات واضح ہے کہ پروردگار عالم تو فقط خدا کی ذات ہے اب جملہ اول کے ساتھ امام صادق علیہ السلام کے اس فرمان مقدس **(لا یکون الشئی لا من شئی الا اللہ)** بھی ضمیمہ کیا جائے تو معنی یہ ہوگا

وہ خدا جو چاہے بغیر مادہ کے خلق کرتا ہے۔ یعنی وہ خدا جس نے اشیاء کو کسی اور چیز سے خلق نہیں کیا، بغیر شئی اور مادہ کے ایجاد و خلق کرنا فقط خدا کا ہی کام ہے۔ لیکن اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے۔ کہ شئی سے شئی خالق اور مخلوق دونوں بنا سکتے ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا

(و کل صانع فمن شئیء صنع و صانع الا اشیاء لا من شئی صنع)

ہر صانع شئی سے شئی بناتا ہے۔ لیکن خداوند عالم نے موجودات کو بغیر شئی کے خلق کیا۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے **(کل خالق فمن شئی خلق و خالق الاشیاء لا من شئی خلق)** ہر خالق شئی سے شئی خلق کرتا ہے۔ اور خداوند عالم بغیر شئی کے اشیاء

کو خلق کرتا ہے۔خدا کے خالق ہونے اور دیگران کے خالق ہونے میں فرق یہ بھی ہے کہ خدا کسی کی بنائی ہوئی مخلوق اور مصنوع نہیں ہے۔لیکن جو خالق شئی سے شئی بناتا ہے وہ خود بھی مخلوق اور مصنوع ہے۔

اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دعائے جوشن کبیر کا ایک جملہ ہے (یا خالقا غیر مخلوق ویا صانعا غیر مصنوع) خدا کی قدرت ذاتی اور غیر محدود ہے اور مخلوق کی قدرت محدود اور خدا کی عطا کردہ ہے۔جو فی ذاتہ اشیاء میں تحول ایجاد کرتا ہے وہ خدا ہے۔اور بس۔لیکن آئمہ ھدیٰ علیہ السلام خدا کی عطا کردہ طاقت اور قوت کے ذریعے کائنات میں تغیر وتبدل کرتے ہیں۔

چھٹی روایت: کلام شریف حضرت امام حسین علیہ السلام نے دعا عرفہ میں فرمایا ہے

(لم تشوھنی بخلقی ولم تجعل الی شیئا من امری)

اے خدا! تو نے مجھے خوبصورت خلق کیا ہے اور تو نے میرے امر کو میرے سپرد نہیں کیا۔پس انہوں نے اس جملہ سے استدلال کیا ہے کہ جب ان کا امر بھی ان کے سپرد نہیں کیا۔تو کیسے ممکن ہے کہ دیگر ان کے امور ان کے سپرد کیے گئے ہوں........؟!

حقیر اس دعا کے چند جملے جو کہ اس سے پہلے اور بعد میں ہیں کا ترجمہ پیش کرتا ہوں تا کہ قارئین کے لیے حق واضح ہو جائے۔اور وہ خود فیصلہ کرلے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام: نے ابدان مومنین کی خلقت بیان کی ہے اور

حقیقت مخلوقیت وعبودیت کا تعارف بھی کرانا چاہتے ہیں۔مخلوق کی حقیقت یہ ہے کہ وہ عاجز اور محتاج ہے کسی بھی فرد کا کمال ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا کی عطا ہے۔حضرت امام حسین علیہ السلام نے نعمت الہیہ کو شمار کیا ہے۔اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ صاحب نعمت کا شکر ادا کیا جائے اس کی نعمتوں کا اعتراف کیا جائے تا کہ صاحب نعمت راضی اور خوشنود ہو جائے۔کیوں کہ نعمتوں کا شمار کرنا بھی شکر کی ایک قسم ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے خدا تو نے مجھے خاک سے خلق کیا اور صلب پاک اور ارحام مطہرہ میں نور کی شکل میں منتقل کیا......تو نے مجھے خوبصورت بنایا اور تو نے میرا امر میرے سپرد نہیں کیا ہے۔پھر مجھے اس دنیا میں بھیجا ہے مجھے تو نے مکمل اور کامل بنایا ہے۔تو نے مجھے ناقص نہیں بنایا اور تو نے گہوارے میں بھی میری حفاظت فرمائی ہے۔

دعا شریف کے سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے۔کہ اس دعا میں خلقت ابدان مومنین کو مدنظر رکھا گیا ہے۔اس دعا کے مضامین کی نظر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خلقت کی طرف اشارہ ہی ہے۔کیوں کہ یہ ہستیاں ہر لحاظ سے مخلوقات عالم سے افضل واشرف ہیں۔یہ ہستیاں ارحام طاہرہ واصلاب مطہرہ میں ہر قسم کے (رجس، شرک وکفر) سے پاک رہی ہیں۔

اور یہ عقیدہ قطعیات مذہب شیعہ میں سے ہے۔

اور خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ علیہم السلام کو زمین

وآسمان کی خلقت سے ہزاروں سال پہلے خلق فرمایا تھا۔

اور یہ بات تو ہر کس و ناکس کے علم میں ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی والدہ گرامی اور نہ کسی اور عورت کا دودھ پیا ہے بلکہ انگشت رسالت یا زبان رسالت چوس کر پرورش پائی ہے۔

اس لیے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: حسین منی و انا من حسین۔ حسین علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں حسین علیہ السلام سے ہوں۔

اور یہ بات بھی ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے رحم مادر میں نطق فرمایا ۔اسی طرح آپ علیہ السلام کی والدہ گرامی حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نے رحم حضرت خدیجہ میں تکلم فرمایا۔ وقت ظہور حضرات آئمہ علیہم السلام سجدہ شکر کرتے ہیں۔ اور خدا کی وحدانیت ،رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور آبائے طاہرین علیہم السلام کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں۔

نکتہ:۔ اس بات سے صرف نظر کرنا صحیح نہیں کہ شیعان حیدر کرار علیہ السلام کے عقیدے کے مطابق امام عیب و نقص سے مبرہ منزہ ہوتا ہے۔ تمام عمر اس کے حریم عصمت میں معصیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت تطہیر ہے جو کہ انکی عصمت پر نص ہے۔ اس دعا عرفہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اجداد طاہرین علیہم السلام کو پاکیزگی اور عصمت کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اور ان حضرات معصومین علیہم السلام پر آپ علیہ السلام نے درود بھیجا ہے۔

اس بات کے پیش نظر ہمیں یقین کرنا چاہیے کہ جب بھی امام علیہ السلام فرماتے ہیں اے خدا میرے گناہ معاف فرما! میری خطا معاف فرما!

(ایسی عبارات ادعیہ میں بہت زیادہ ہیں) تو اس سے مراد شخص امام علیہ السلام قطعاً نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر افراد مورد نظر ہوتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے......اس سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ حضرات معصومین علیہم السلام نہیں ہیں......!

ہمیں چاہیے کہ ہم ان ظواہر کی تاویل کریں۔ ان مورد میں آئمہ حضرات علیہم السلام مراد نہیں ہوئے ہیں۔ اہل علم اور اہل انصاف مسلمان مؤرخین اس بات کے معتقد تھے کہ ان ظواہر سے قطعاً آئمہ علیہم السلام مراد نہیں ہیں۔!!

علمائے امامیہ نے ان ظواہر کی تاویل کی ہے۔ طالبین اور شائقین علامہ مجلسی کی بحار اور شرح نہج البلاغہ (خوئی) کی طرف مراجعہ کریں۔ ہاں البتہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ حضرات اپنی عبادات کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہیں......!!!

بعض اوقات دعاؤں میں ایسے جملے آتے ہیں جن میں معصومین علیہم السلام خدا کی پناہ چاہتے ہیں اور دشمنوں کے شر سے بھی بچنے کی دعا مانگتے ہیں تو یہ ولایت تکوینیہ سے منافات نہیں رکھتے ہیں کیونکہ

اولاً:۔ دعا یا پروردگا عالم سے کچھ مانگنا یہ سب سے افضل عبادت ہے۔

ثانیاً:۔ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خدا کے خاص بندے ہیں اور اس کی قضا و قدر کو تسلیم کرتے ہیں ۔ درحالانکہ اپنی اور تمام مخلوقات کی تقدیرات کو مانتے ہیں۔ اگر یہ چاہیں تو کئی طریقوں

سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی تقدیر خدا سے دور جانے کی کوشش نہیں کرتے۔اور ظاہری زندگی لوگوں کی طرح گزارتے ہیں مگر وقت اعجازو معجزہ......!!اپنا اختیار دکھاتے ہیں۔ اس لیے ظاہری طور پر خدا سے دعا مانگتے ہیں تو پس ان حضرات علیہم السلام کا یہ فرمانا

لا حول و لا قوۃ الا باللہ

اللہ کے علاوہ کسی کی طاقت وقدرت نہیں ہے یا نماز میں

بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد

اللہ کی مدد سے میں اٹھتا اور بیٹھتا ہوں

وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (۱۷۳ سورہ ال عمران)

میرے لیے اللہ بہترین وکیل ہے

وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (۴۴ غافر)

جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے

یا ماشاء اللہ کان

جو کچھ چاہتا ہے وہی کچھ ہوتا ہے

و حسبی الخالق من المخلوقین

دوسرے خالقوں سے اللہ بہترین خالق ہے

یادیگر،ان سے ملتے جلتے کلمات ولایت تکوینی سے منافات نہیں رکھتے ہیں۔یا یہ بات

صاحب علم کیلئے واضح اور روشن ہے۔

خداوند عالم قیوم بالذات ہے وہ امور مخلوقات خود انجام دیتا ہے۔لیکن یہ ہستیاں کو خدا کی عطاء سے سب کچھ انجام دیتی ہیں۔خداوند عالم نے مخلوقات عالم میں سے ان ہستیوں کو چنا ہے،اور ان کو ایسے کمالات اور وصفات سے نوازا ہے کہ جو کسی اور کو عطاء نہیں ہوئی ہیں۔ان کو مثل الاعلی قرار دیا ہے ان کی تشریف وتکریم کے لیے خدا نے انکی اطاعت کو اپنی اطاعت کہا ہے۔اور تمام مخلوقات پر لازم قرار دیا ہے کہ ان کی اطاعت کریں۔اور تمام مخلوقات کو ان کیلئے مسخر کیا ہے تا کہ خلافت حقہ الٰہیہ ان کیلئے ثابت ہو جائے......!!

پس ان سے محبت خدا سے محبت ہے ان کی نہ فرمانی خدا کی نافرمانی ہے ان سے دشمنی خدا سے دشمنی ہے ان کی زیارت خدا کی زیارت ہے ان کی بیعت خدا کی بیعت ہے ان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں ان کے کان خدا کے سننے والے کان ہیں انکی آنکھیں خدا کی آنکھیں ہیں انکی نسبت اس طرح ہے جس طرح کہا جاتا ہے کعبہ خدا کا گھر ہے کیونکہ یہ مثل اعلی ہے ان کا علم قدرت خدا کی طرف سے ہے۔تو ضروری ہے کہ ان کا علم خدا کے علم کا نمونہ ہو۔

پس یہ حضرات علیہم السلام ہر کام کرنے پر قادر بھی ہیں توانا بھی ہیں اور دانا بھی۔ان کی آنکھوں کو خداوند عالم نے اپنی آنکھیں کہا ہے پس یہ تمام مخلوقات کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ان پر اللہ کی حجت بھی ہیں اور ان پر تصرف تام بھی رکھتے ہیں۔دنیاوی حجابات ان کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے ہیں۔!!

مثال خداوند عالم نے ہمیں مختصر قدرت وعقل عطا کی ہے۔خدا نے ہماری ارواح کو دانا وتوانا بنایا ہے۔ہم عالم خیال میں معقولات کے ساتھ جو کچھ چاہیں کر سکتے ہیں اور جو کچھ ہم بناتے ہیں اس پر قادر بھی ہیں ۔اور عالم معقولات میں ہر طرح کا تصرف رکھتے ہیں۔کبھی کبھار یہ تصورات ہمارے دل پر بھی اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ کبھی یہ خیالات ہماری لذت وسرور کا باعث بنتے ہیں۔ان کی تاثیر ہمارے اعضائے بدن میں بھی نفوذ کر جاتی ہے۔کبھی کبھار یہ خیالات ہماری افسردگی کا سبب بن جاتے ہیں جب ہمارے تصورات غم انگیز ہوتے ہیں جیسا کہ کسی عزیز کی موت کو یاد کرنا...... وغیرہ وغیرہ

ہماری یہ توانائی نہات ہی محدود ہے تو ہم اس توانائی محدود کے ساتھ عالم محسوسات میں کچھ بھی نہیں بنا سکتے درحالانکہ پیغمبر اکرم اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام اس عالم امکان اور عالم محسوسات میں جو چیز چاہیں بنا سکتے ہیں۔!! کیوں کہ ان کی توانائی اور علم محدود نہیں ہے جو کچھ وہ بنانا چاہیں وہ چیز فوراً ہو جاتی ہے۔۔۔۔!!

تفویض (معاملات ان کے سپرد ہیں) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام قرآنی آیات اور روایات متواترہ سے ثابت ہے کہ امر دین ان کے سپرد کیا گیا ہے۔ہم نے کتاب مستدرک سفینۃ البحار جلد اول لغت (ادب) میں ۲۹ موارد بیان کیے ہیں اور لغت (فوّض) میں تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۱۔کتاب اصول کافی (باب تفویض) میں گیارہ روایات صحیحہ اور معتبرہ کو نقل کیا گیا

ہے کہ امر دین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کیا گیا ہے۔ جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہوا ہے وہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے سپرد بھی ہوا ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک حدیث صاحب اصول کافی نے اس باب سے پہلے بھی نقل کی ہے۔

۳۔ ثقہ جلیل القدر محمد بن حسن صفارؒ جو کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں نے اپنی کتاب بصائر الدرجات جز ہشتم (باب تفویض الی رسول اللہ) میں ۱۹ روایات نقل کی ہیں اور باب پنجم میں ۱۳ روایات نقل کی ہیں۔

حضرات آئمہ علیہم السلام نے فرمایا (ما فوّض الیٰ رسول اللہ فقد فوض الینا) جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد ہوا ہے وہ ہمارے سپرد بھی ہوا ہے۔

موارد تفویض در امر دین

عیون اخبار الرضا میں منقول ہے کہ خداوند عالم نے جو بھی حکم دیا ہے اس کو منسوخ نہیں کیا تو یہ حکم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تبدیل نہیں کرتے ...... اور خود خداوند عالم قرآن میں فرماتا ہے

(وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى (۳) إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (۴ نجم)

اور وہ اپنی خواہشات سے نطق نہیں کرتا ہے

اور جس چیز کا خدا نے حکم نہیں ہے دیا تو اس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے مکمل کیا ہے اور خدا نے فرمایا ہے

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۷حشر)

جس چیز کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے وہ لے لو اور جس سے منع کیا ہے اسے چھوڑ دو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض چیزوں کا واجب قرار دیا ہے اور بعض کو حرام مثلاً خدا نے دس رکعت نماز واجب قرار دی ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات رکعت کا اضافہ کیا ہے تو نماز واجب سترہ رکعت ہوگئی اور عذر شرعی کے بغیر اس کو چھوڑنا حرام ہے۔ خدا نے قرآن مجید میں شراب کو حرام قرار دیا ہے تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام مسکرات کو حرام قرار دیا ہے۔ جس چیز کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جس طرح خود خدا نے حرام قرار دیا ہے۔

خدا نے قرآن مجید میں مطلق زکوۃ کا حکم دیا ہے لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چیزوں پر زکوۃ واجب قرار دی ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوافل یومیہ کو واجب نماز کے دو برابر قرار دیا ہے۔ پس واجب نماز سترہ رکعت ہے اور نوافل چونتیس رکعت ہے۔

خدا نے ماہ مبارک رمضان کے روزے واجب قرار دیے ہیں لیکن نبی اکرم نے دو ماہ کے مستحی روزے قرار دیے ہیں......

اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام احکام دین میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہیں پس اگر خداوند

عالم یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز کے بارے میں حکم بیان نہیں کیا تو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام بطور واجب یا غیر واجب حکم کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کیوں کہ خداوند متعال نے ان کی اطاعت اپنی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرح واجب قرار دی ہے۔

أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اور اولی الامر کی۔

ضروریات مذہب شیعہ اور روایات متواترہ میں ہے کہ اولی امر سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں۔

قاعدہ: جو شخص قرآن اور عترت سے متمسک ہے اسے چاہیے کہ قرآن پاک، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے فرامین کو قبول کرے انہیں ہرگز رد نہ کرے۔ اگر کوئی بات اس کی سمجھ سے باہر ہو تو صاحبان علم و معارف کی طرف رجوع کرے اور خداوند وعالم سے دعا مانگے کہ اس کی پریشانی دور ہو جائے............

بعض لوگ روایات کی وجہ سے تفویض امر دین اور رزق میں منکر ہو جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ امر دین میں تفویض قبول ہے۔ لیکن امر خلق اور روزی دینے کو ہم نہیں مانتے۔

ولایت تکوینی: یہ ہے کہ خداوند عالم نے مخلوقات کو خلق فرمایا ہے اور وہ ان

کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کی روزی بھی خدا کے ذمے ہے اور ان مخلوقات کو خدا نے حکم دیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی اطاعت کریں۔ خدا نے پوری کائنات کو ان کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اور مخلوقات کو حکم دیا ہے کہ وہ ان ہستیوں کے تابع فرمان رہیں..........!!

لیکن: جو انہوں نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے کہ روایات متواترہ میں ہے کہ امور خلق و رزق آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے سپرد نہیں ہیں بلکہ امور دین ان کے سپرد ہیں......؟

ان روایات میں تواتر بالکل نہیں ہے بلکہ یہ تعداد میں پانچ ہی نہیں ہیں۔ باقی روایات اصل تفویض کو ثابت کرتی ہیں۔ اکثر روایات میں تفویض دین ثابت ہے اور تین روایات میں امر خلق کی تفویض کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ امر خلق میں تفویض سے مراد مخلوقات عالم کے امور دین بھی ہوں۔

مراد: امر کو خلق و رزق میں تفویض سے یہ مراد ہے کہ پروردگار عالم نے مخلوقات کی روزی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے سپرد کی ہے اور اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ خدا کے شریک ہیں۔ اگر یہ بات مانی جائے تو یہ کفر ہے

معجزات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام

یہ معجزات دو قسموں پر مشتمل ہیں

ایک: اعجاز اور معجزہ کے وقت نماز پڑھتے ہیں یا دعا کرتے ہیں اور خداوند عالم ان کی

دعا قبول کرتا ہے اور ان پر خصوصی لطف و احسان کرتا ہے اور ان کے دست مبارک سے اپنا فیض جاری کرتا ہے۔

دو: یہ وہ معجزات ہیں جن میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نہ نماز پڑھتے ہیں نہ ہی دعا کرتے ہیں بلکہ اپنی اس قوت و طاقت کو ظاہر کرتے ہیں جو خداوند عالم نے انہیں عطا کی ہے اور اپنا ارادہ ممکنات عالم میں نافذ کرتے ہیں۔ بعض اوقات فقط تصویر سے شیر خلق کرتے ہیں اور وہ ان کے دشمنوں کو کھا کر دوبارہ تصویر بن جاتا ہے.........!!

اس قسم کے معجزات کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اللہ کے حکم سے ممکنات عالم میں نافذ کرتے ہیں۔ ایسے کم از کم ہزار موارد ہیں کوئی ایک بھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے۔

کیوں کہ آیات قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ ٹھنڈا کیا.........

اور ہم نے عصائے موسیٰ علیہ السلام کو اژدھا بنایا.....

اور ہم نے پہاڑوں کو داؤد علیہ السلام کے لیے مسخر کیا.....

اور اس کے لیے لوہے کو نرم کیا.....

ہم نے پہاڑ سے ناقہ صالح کو نکالا.....

اسی طرح کے دیگر معجزات جو کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے لیے واقع ہوئے ہیں۔

ان انبیاء علیہم السلام کے معجزات کہاں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کہاں....؟!

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سید و سردار ہیں اور کسی طرح بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی عاقل پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بارہ جانشینوں کے معجزات کا انکار کرے اور نہ ہی کوئی باشعور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عاجز سمجھتا ہے۔ کس طرح ممکن ہے کہ ہم ان آیات کو مدنظر رکھ کر یہ کہیں کہ اعمال خلق میں یہ اپنے ارادہ نافذ نہیں کر سکتے...؟!!

یہ کیسے ممکن ہے کہ خداوند عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، صالح علیہ السلام... پر تو یہ عنایت کی ہو لیکن جو سب سے افضل و اشرف ہے اس پر یہ احسان نہ کیا ہو۔ جو بندہ اس بات کا قائل ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ طاقت نہیں ہے تو وہ جاہل مطلق ہے۔ اور اس نے مندرجہ ذیل آیت سے عجز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کیا ہے۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَايَعْقِلُونَ (۲۲)

بے شک یہ اللہ کے نزدیک جانوروں سے بدتر ہیں اور اللہ کے نزدیک گونگے ہیں بہرے ہیں اور عقل نہیں رکھتے

اور قرآن مجید میں ہے کہ

فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (۱۴ مومنون)

پاک ہے وہ اللہ جو خالقوں میں سے بہترین خالق ہے۔

ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے لفظ خالق کا اطلاق ہوا ہے.... یہ بات پہلے

گذر چکی ہے۔

پس اگر کسی چیز کو چیز سے خلق کرنا یا مردے کو زندہ کرنے کی مخلوق کی طرف نسبت دی جائے تو یہ کفر، شرک اور غلو نہیں ہے۔ قرآن مجید کی آیات اور روایات میں اس بات کی اجازت ہے۔

روایات: میں ہے کہ رحم مادر میں دو فرشتے خلاّق (جو کہ اپنے فن میں مہارت رکھتے ہیں) آتے ہیں اور بچے کی تصویر اس طرح بناتے ہیں جس طرح خدا حکم دیتا ہے۔

ان میں ایک روایت جو کہ اصول کافی میں سند صحیح کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے (۱)

جب نطفہ رحم مادر میں جاتا ہے (**ثم یبعث اللہ ملکین خلاّقین یخلقان فی الارحام ما یشاء اللہ**) پھر خداوند قدوس دو ملک خلاّق بھیجتا ہے اور انہیں حکم دیتا ہے کہ اس طرح خلق کرو جس طرح میں چاہتا ہوں۔ اور پھر فرشتے حکم خداوندی سے اس کے اعضاء و جوارح بناتے ہیں۔ اور پھر خداوند عالم ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ اس شخص کے لیے میری تقدیرات بھی لکھو....

پس آیات شریفہ اور روایات صحیحہ کی روشنی میں خلق کی نسبت نبی اور فرشتے

---

(۱) یہ روایت تمام علماء اور مجتہدین کے نزدیک صحیح ہے۔ کتاب کافی باب (ابتدائے خلقت) اور اس کے ساتھ چھ دیگر روایات بھی نقل ہوئی ہیں۔

کے لیے صحیح ہے۔ اس موضوع میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام علیہ السلام اور فرشتے میں کوئی فرق نہیں ہے..... لیکن تنگ نظر افراد اس بات کی نفی کرتے ہیں۔ جب یہی نسبت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی طرف دی جاتی ہے تو وہ بے وقوف لوگ کم علمی کی بناء پر ہائے کفر، ہائے غلو کی آوازیں نکالتے ہیں....

خلاصہ مطلب: شیعہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔ اس بات پر بعض علماء نے اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اس موضوع پر روایات حد تواتر سے بھی زیادہ ہیں.....

اور بہت سی روایات سے ثابت ہوا ہے کہ ملائکہ مقربین حضرت علی علیہ السلام کے نور سے خلق ہوئے ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب نطفہ رحم مادر میں قرار پاتا ہے تو چالیس دنوں کے بعد علقہ بن جاتا ہے پھر چالیس دنوں کے بعد مضغہ ہو جاتا ہے

(ثم یبعث اللہ ملکین خلاقین فیقال لھما ا خلاقا کما یرید اللہ)

پھر خداوند متعال دو فرشتے خلاّق بھیجتا ہے اور ان کو حکم دیتا ہے کہ اس طرح خلق کرو جس طرح میں چاہتا ہوں اور اس کی شکل و صورت بناؤ....

بحار الانوار کمپانی ج ۱۴ ص ۳۷۳

یہ لوگ کس طرح نسبت خلق اور احیاء میت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ کے لیے جائز

سمجھتے ہیں (واقعاً اس کا انکار کرنے والا خدا، رسول اور امیر المومنین علیہ السلام کا انکاری ہے) لیکن اگر یہی نسبت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دی جائے تو کفر کیوں ہے.....؟!

درحالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام تمام جہات میں ملائکہ اور انبیاء سابقین سے افضل، اشرف اور عالم ہیں (۱)

پس یہ کیسے ممکن ہے کہ عقل اس بات کا حکم تو مفضول کے بارے میں کرے لیکن افضل کے بارے میں فیصلہ نہ دے کیا یہ نسبت افضل کی طرف دینا بھی ٹھیک نہیں ہے....؟!!

ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ ملک، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام علیہ السلام اپنی قدرت ذاتیہ کے بغیر حکم خدا کے کام سرانجام دیتے ہیں اور کسی بھی بات میں یہ اللہ کے محتاج نہیں ہیں تو یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے بلکہ کفر و شرک ہے۔ یہ ہستیاں اس کے حکم اور عطا کردہ قوت سے سب کچھ انجام دیتے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام کسی چیز کو خدا کے حکم

(۱) ان دلائل میں ایک دلیل یہ ہے کہ جس مقام امامت کو مقام نبوت پر برتری اور فوقیت دی ہے۔ خدا نے حضرت ابراہیم کو مقام نبوت اور خلعت کے بعد کہا ہے (إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا) میں نے تجھے لوگوں کا امام بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا (قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۱۲۴ سورہ بقرہ) یعنی میری ذریت میں بھی امام علیہ السلام قرار دے دو۔ اللہ نے فرمایا: مقام امامت ظالمین کو نہیں ملے گا حضرت خلیل علیہ السلام کو مرتبہ سوم میں امامت ملی ہے یہی دلیل ہے کہ امام علیہ السلام نبی سے افضل ہوتا ہے۔

اور طاقت سے خلق کرتے ہیں تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے۔اسی طرح رزق دینا بھی اذن خدا سے ہے جس کی بحث پہلے گذر چکی ہے اور وہ بھی صحیح کیوں کہ وہ خدا کے امر سے روزی تقسیم کرتے ہیں۔

تیسری فصل

اس دلیل علیل کے جواب میں ہے کہ جس کو منکر ولایت نے اپنی مدعیٰ کے لیے پیش کیا ہے۔

اول: دلیل تحیّز اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام جسم ہیں، ہر جسم مکان کا محتاج ہوتا ہے۔ پس آن واحد میں ممکن نہیں ہے کہ ایک جسم دو مکانوں یا زیادہ جگہ پر پہنچ جائے۔ اگر دوسرے مکان میں جائیں تو پہلا مکان خالی ہو جائے گا۔ اور وہ اس مکان سے غائب ہو جائے گا۔ پس جو کوئی اپنے مکان سے غائب ہو وہ کس طرح دیگران کا قیم، ولی، سرپرست، محافظ اور تمام امور کا علمبردار ہو سکتا ہے۔ ...؟!!

موجودات ہوں لیکن خود قیّم موجودات مکان کا محتاج ہو......؟!!

حقیر کہتا ہے: ان ہستیوں کا جسم مطہر تمام دینوی اجسام کی طرح نہیں ہے جو کہ ہر قسم کی مٹی سے مرکب ہوتا ہے بلکہ ان کا جسم مطہر خالص علیین سے بنایا گیا ہے۔ ان کے ہاں شر اور گناہ والی جہت بالکل نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس موضوع پر روایات واضحات ایک سو سے بھی زیادہ ہیں (۱)

شیعان کے ارواح ان کی فاضل طینت سے بنائے گئے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی شیعہ عالم کامل اپنے آپ کو اس درجہ تک لے جائے کہ اس کا جسم ایک جگہ پر ہو لیکن اس کی روح دوسری جگہ سیر کر رہی ہو۔ اور ممکن ہے اس کا خواب، خواب اختیاری ہو...!! جیسا کہ لوگوں کے بے اختیاری خواب ہوتے ہیں، بدن بستر پہ ہوتا ہے لیکن روح بدن سے نکل کر فضاء اور زمین کے مختلف حصوں کی سیر کرتی ہے۔

پس جو روح جنّات اور شیاطین کو دیکھتی ہے تو وہ خواب باطل ہوتے ہیں۔ جو روح ملائکہ کو دیکھتی ہے وہ خواب بالکل سچے ہوتے ہیں اور رویۂ صادقہ ہوتے ہیں۔ ایسے سچے خوابوں کو نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز قرار دیا گیا ہے۔

اور اکثر لوگوں کی روحیں بدن میں مقید ہوتی ہیں اور روح جسد کی زنجیروں میں محبوس ہوتی ہے۔ بعض کاملین اور عارفین اس درجہ عالیہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کے ابدان ان کی روح تابع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی ارواح بدن میں قید بھی نہیں ہوتی

(۱) مستدرک سفینۃ البحار لغت طین میں کافی روایات ہیں۔ اصول کافی در باب خلق ابدان آئمہ علیہم السلام اور ان کی ارواح، بصائر الدرجات ج ا باب ۹، ۱۰۔ بحار الانوار کمپانی ج ۳، ص ۶۲، ج ۵ ص ۱۷۹.......

ہیں......؟!

اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے ابدان پاکیزہ ان کے ارادہ کے تابع اور ان کی ارواح مقدسہ کے مطیع ہیں۔

پس ممکن ہے کہ بدن مقدسہ آئمہ ھدیٰ ایک ہی جگہ پر ہو اور ان کی روح مبارکہ خدا کے لطف واحسان سے "چونکہ یہ مخزن اسرار الہیہ ہیں" جہاں جانا چاہیں جاسکتے ہیں......!!

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے مرد یمنی سے فرمایا: مدینہ میں مَیں ایک ایسے باکمال کو جانتا ہوں جو اتنی دیر سے جتنی دیر میں آپ میرے پاس بیٹھے چودہ ہزار عالم کی سیر کر چکا ہے لیکن اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کی ہے۔ مولا سجاد علیہ السلام کی مراد اپنی ذات ہی تھی۔

آپ علیہ السلام ظاہری طور پر ۱۳ محرم الحرام کو بنی امیہ کے قیدی تھے لیکن ادھر کربلا میں شہداء کو دفن کرر ہے تھے۔

اگر یہ حضرات چاہیں تو اپنے ابدان طاہرہ کو بھی ساتھ لے جائیں۔ جیسا کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام چشم زدن میں مدینہ سے خراسان پہنچے تھے!! یہ اپنی دوسری صورت بناسکتے ہیں یا جو صورت ان معصومین کو پسند ہو وہ بھی اپنا سکتے ہیں.......!!

کیونکہ ان کا علم وقدرت خداوند عالم کی طرف سے ہے یہ ہر کام پر دانا وتوانا ہیں۔ یہ حضرات اپنے مقدس علم کے ذریعے تمام موجودات گذشتہ، موجودہ اور آئندہ کو دیکھتے ہیں۔ ان کے لیے کوئی شئی بھی غیب نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ

(عین اللہ الناظر) اللہ کی دیکھنے والی آنکھیں ہیں۔ان کے سامنے کسی حجاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔خداوند عالم جو کہ ہر شئے کا خالق و مالک ہے اور کائنات کی بقا اس کے ارادے کی وجہ سے ہے اور وہ ہر شئی حتیٰ کہ ان کا بھی مالک ہے اس نے کائنات کی ہر شئی کو ان حضرات کا مطیع ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور ہر شئی پر ان کی اطاعت کو واجب و لازم قرار دیا ہے۔کیوں کہ خداوند عالم نے ان حضرات کی وجہ سے دیگر مخلوقات کو خلق کیا ہے۔اور ان کی برکت کی وجہ سے خدا اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو روزی دیتا ہے۔(۱)

خداوند متعال نے ان کو عالم باطن میں اپنے فیوضات کا واسطہ بنایا ہے۔اس کا کوئی عقلی طور پر مانع نہیں ہے۔بلکہ معتبر ادلہ اس بات کی تائید کرتی ہیں۔جیسا کہ ہم نے کتاب مقام قرآن و عترت میں اس کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔بعض علماء اعلام نے کہا ہے کہ "باب اللہ" اور "سبیل اللہ" کا یہی مطلب ہے۔جو کچھ خدا کی طرف سے آتا ہے اسی دروازے پر آتا ہے جو شخص بھی اللہ کی طرف جانا چاہے اسی دروازے پر آنا ہو گا۔کسی بھی مرحلہ میں خالق کو مخلوق سے تشبیہ دینا ٹھیک نہیں ہے۔چنانچہ واضح ہے کہ مخلوق کی صفات کمالیہ ذاتی نہیں بلکہ خداوند عالم کی خصوصی عطا ہے۔

(۱) تمام رزق و روزی کا مالک خدا ہے لیکن اس کے خزانہ دار کلید بردار یہ حضرات معصومینؑ ہیں۔

شیخ حر عاملیؒ نے اپنی کتاب اثبات الھداۃ ج ۵ ص ۶۲۸ میں روایت عبداللہ بن یحیٰ کاملی کو نقل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جنگل بیابان میں میرے سامنے ایک درندہ آیا تو میں نے اپنے مولا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بتائی ہوئی دعا پڑھی تو وہ واپس چلا گیا۔ اس نے یہی واقعہ اپنے چچا کی خدمت میں بیان کیا اور اس کے سامنے دعا پڑھی تو اس بزرگ چچا نے کہا میں گواہی دیتا ہوں امام جعفر صادق علیہ السلام واجب الاطاعۃ ہیں۔ وہ شیعہ ہو گیا وہ شیعہ ہو کر......

آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا

(اترانی لھم اشھد کم بئس مارائت ان لی مع کل ولیّ لنا اذنا سامعة و عینا ناظرة و لساناً ناطقاً ثم قال انا و اللہ صرفته عنکما...)

کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میں نے تمہیں نہیں دیکھا ہے۔ یہ تم نے بدگمانی کی ہے۔ یقیناً ہم اپنے حبداروں کے ساتھ سننے والے کان، دیکھنے والی آنکھ اور زبان ناطق ہیں۔ ان کی ہر بات سنتے ہیں، اور ان سے تکلم بھی کرتے ہیں۔

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا: خدا کی قسم میں نے اس درندہ کو تم سے دور کیا ہے۔

پس آپ علیہ السلام نے اپنے بیان کی نشانیاں بیان کرنا شروع کر دیں۔

بحارالانوار کمپانی ج ۷، ص ۳۱۳۔ **(قال امیر المومنین علیه السلام فی حدیث : ولا مومن ولا مومنة فی المشارق و المغارب الا و نحن معه)**

مغرب و مشرق میں کوئی بھی مومن ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ ہم نہ ہوں۔

وفیہ ص ۳۰۹ عن البصائر الدرجات۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: **لیس یغیب عنا مومن فی شرق الارض ولا غربھا)**

یعنی مشرق ومغرب میں کوئی بھی مومن ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔

حقیر کہتا ہے: یہ دوروایات دیگر بہت سی زیادہ روایات کے مطابق ہیں۔ جیسا کہ فرمان معصوم علیہ السلام ہے کہ ہم مشرق سے مغرب تک دیکھ سکتے ہیں۔

اور ہم مخلوق پر گواہ ہیں۔

تمام دنیا امام علیہ السلام کے سامنے اس طرح ہے جس طرح ایک اخروٹ۔ یہ اس ظرف کی مانند جوان کے سامنے ہوتا ہے۔ ہم دنیا کو اس طرح دیکھتے ہیں۔ جیسے عام انسان اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہے......

حدیث کاہلی میں ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس درندہ کو تم سے دور کیا تھا۔ دعا سے اس کی کوئی بھی منافات نہیں ہے۔ چونکہ پہلے اس شخص نے دعا کی اور خدا نے چاہا تو خدا نے امام علیہ السلام کو حکم دیا کہ درندہ کو اس سے دور کردو۔

بَلْ عِبَادُ مُكْرَمُونَ (٢٦) لايَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (٢٧ انبیاء)

یہ اللہ کے مکرم بندے ہیں جو قول میں اس سے سبقت نہیں لیتے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اوران سے خدا نے کہا ہے تم نہیں چاہتے مگر جو کچھ اللہ چاہتا ہے۔

یہ فضائل مقام توحید کے منافی نہیں ہیں کسی کو اس بات کا منکر نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ وہ اس بات سے ڈرے کہ شیطان کی طرح تو نہیں ہو رہا کیوں کہ شیطان نے توحید کا اظہار کر کے حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا در حالانکہ چہاردہ معصومین کے انوار مقدسہ بھی انکی پیشانی میں جلوہ گر تھے۔ تو وہ اس بات سے ملعون و مردود ہو گیا

روایات صحیحہ میں حضرات آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے۔(۱)

ہمیں خدا کی مخلوق سمجھو اور ہمارے فضائل میں جو کچھ چاہو کہہ سکتے ہو !! کیونکہ تم جو کچھ کہو گے ہماری حقیقت تک نہیں پہنچ سکو گے!!

یہ روایات واضح طور پر اس امر کی اجازت دیتی ہیں۔ مگر دلیل قطعی کسی شیء سے منع نہ کرے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے غلو یہ ہے انکی بندگی اور مخلوقیت کا انکار کیا جائے!!

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے صاحب احتجاج نے روایت نقل کی ہے

۔(وتتجاوزوا بناالعبودیۃثم قولوا ماشئتم ولن تبلغوا)

ہمارے بارے مقام بندگی سے تجاوز نہ کرو (یعنی ہمیں خدا کے خاص بندے سمجھو) اس

---

(۱) اس موضوع پر بہت زیادہ روایات ہیں اور ان میں ایک روایت (اربعـأۃ) جو کہ نہایت ہی معتبر اور متقن ہے۔ مرحوم شیخ صدوقؒ نے اس روایت کو خصال میں نقل کیا ہے اور تحف العقول میں بھی روایت نقل کی گئی ہے۔

(ایاکم والغلو فیناقولوا انا عبید مربوبون وقولوا فی فصلنا ماشئتم) ہمارے بارے میں غلو سے بچو! ہمیں خدا کی مخلوق سمجھو اور ہماری فضیلت میں جو کہنا چاہو کہہ سکتے ہو۔!!

کے علاوہ جو کچھ کہو گے ہماری حقیقت تک پہنچ ہی نہیں سکتے ہو......!

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے غلو یہ ہے انکی بندگی اور مخلوقیت کا انکار کیا جائے!!

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے صاحب احتجاج نے روایت نقل کی ہے

۔(وتتجاوزوا بنا العبودیۃ ثم قولوا ما شئتم ولن تبلغوا)

ہمارے بارے مقام بندگی سے تجاوز نہ کرو (یعنی ہمیں خدا کے خاص بندے سمجھو) اس کے علاوہ جو کچھ کہو گے ہماری حقیقت تک پہنچ ہی نہیں سکتے ہو......!

بصائر الدرجات میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ہمیں اللہ کی مخلوق کہو اور اس کے علاوہ جو کچھ کہو گے ہماری حقیقت تک نہیں پہنچ سکو گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: میں خدا کا بندہ ہوں اور اس کا خلیفہ ہوں مجھے اللہ نہ کہو اس علاوہ جو کچھ کہو گے ہماری حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہو...!!!

بحار الانوار ج ۲۵ ص ۲۷۰ روایت اربعماۃ روایت ۱۵۔۔اور کشف الغمہ میں بھی روایت نقل ہوئی ہے۔

ممکن ہے کہ اس روایت میں یہ کہنے کی اجازت ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام اس بدن ظاہری میں ہر وقت اور ہر جگہ حاضر ہوتے ہیں۔جیسا کہ آصف بن برخیا کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے۔اس کی قدرت آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے مقابلہ میں اس طرح ہے بحر ذخائر کے مقابلہ میں ایک قطرہ پانی ہو

یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام انبیاء علیہم السلام سے کہیں افضل واشرف ہیں

۔چہ رسد باوصیاء، انبیاء؟!! پس ضروری ہے کہ افضل طاقت، قدرت میں ان سے کہیں زیادہ ہو۔ پس جو شخص تخت بلقیس کو ہزاروں میل کی مسافت سے منگواسکتا ہے وہ ہر جگہ حاضر اور ناظر بھی ہوسکتا ہے

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اصبغ کو ایک مسجد کوفہ میں گذشتہ صدیوں کے واقعات دیکھائے تھے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مسجد کوفہ سے دست مبارک دراز کیا اور معاویہ کی داڑھی کے بال نوچ لیے اور اسے تخت سے زمین پر گرادیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ بیٹھے ہوئے اپنے دست معجز نما سے شام کے پہاڑ سے برف اٹھالی.....!

اس باب میں ان کا دنیا میں ہونا یا ظاہراً اگر نہ ہونا برابر ہے۔ جیسا کہ زیارت آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے کلمات سے یہ بات روشن ہوجاتی ہے

علامہ مجلسی مراۃ العقول شرح اصول کافی میں فرماتے ہیں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلیئے یا انتقال ظاہری کے بعد عجیب وغریب حالات ہوتے ہیں جو کہ کسی دوسری مخلوق کیلیئے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ زمین پر ان کا گوشت اور خون حرام ہے۔

وہ اپنے آپ اور دیگران کو زندہ کرسکتے ہیں!!

اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اور شک اس بات میں ہے آیات یہ سب جوان

کے ابدان اصلی کیلئے ہے یا انکے اجساد مثالی کے ہے.....؟!!

اکثر علماء اعلام شیعہ فرماتے ہیں کہ یہ حالات عجیبہ انکے اجساد وابدان اصلیہ کیلئے ہوتے ہیں ۔کوئی دلیل عقلی ونقلی اس کی نفی نہیں کرتی بلکہ دلائل قاطعہ اور براھین ساطعہ اس کو ثابت کرتی ہیں......

شیخ مفید :۔نے اپنی کتاب مقالات میں فرمایا ہے۔کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے اجداد طاہرہ وفات کے بعد بہشت کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور اسی جسم کے ساتھ جنت میں رہتے ہیں۔

اور شیعان کے احوال ان پر پوشیدہ نہیں ہیں۔وہ لوگ انکی باتیں دور یا نزدیک سے سنتے ہیں۔

پس یہ مذہب فقہائے امامیہ ہے

متکلمین میں سے کسی نے اس بات کی مخالفت نہیں کی ہے (انتھی کلام مفیدؒ)

علامہ کراجکی کا کلام بھی شیخ مفیدؒ کی طرح ہے۔اور اس بزرگوار کے تمام کلمات کو علامہ مجلسی نے بحار میں نقل کیا ہے۔

کتاب مقام قرآن عترت میں ہم نے اس کی مکمل شرح بیان کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام دنیا میں ہوں یا آخرت میں ہوں تمام مخلوقات سے زیادہ توانا اور دانا ہیں

حکم :حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ: ہمیں مخلوق سمجھو!!اور جو کچھ ہمارے

فضائل میں کہو گے تم ہماری حقیقت تک نہ پہنچ سکو گے......!!

ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہوں۔ جیسا کہ اس بات پر کافی روایات دلالت کرتی ہیں۔اور مانع عقلی بھی نہیں ہے۔اور کفر بھی لازم نہیں آتا ہے۔

پس اگر ایک زمانے میں کئی ہزار آدمی مختلف مقامات پر امام علیہ السلام کو پکاریں تو وہ تمام کے ہاں پہنچ کر مدد کر سکتے ہیں ۔جیسا کہ ادعیہ ماثورہ میں یہی کچھ نقل معنی ہوا ہے۔

یا: وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام چالیس جگہ پر ایک رات میں صبح تک حاضر تھے۔پس اگر یہ حدیث صحیح نہ ہو تو ممکن ہے کہ تکذیب صحیح نہ ہو۔

روایات صحیحہ: میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر گیارہ آئمہ علیہم السلام رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہر مرنے والے شیعہ کے پاس جاتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں ۔اس موضوع میں ثقۃ الاسلام علامہ کلینیؒ نے اصول کافی میں ۱۶ سولہ صحیح اور معتبر روایات نقل کی ہیں۔

ان میں ایک روایت ابو بصیرؒ کی ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ہر مرنے والے کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام امام علیہم السلام آتے ہیں ۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں طرف بیٹھتے ہیں اور آئمہ علیہم السلام بائیں طرف ۔رسول پاک علیہم السلام انہیں جنت کی بشارت اور مبارک دیتے ہیں اور فرماتے ہیں ۔کہ جس چیز سے تو ڈرتا تھا اب

اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ روایت شریفہ: اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام ہر مرنے والے کے پاس تشریف لاتے ہیں۔۔

روایت دیگر میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وقت احتضار مومن کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام جبرائیل اور ملک الموت آتے ہیں ۔ اور امیر المومنین علیہ السلام رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہمارا حب دار ہے تو، جبرائیل اور ملک الموت سے کہتے ہیں یہ آل محمد علیہم السلام کا موالی ہے تو اس سے محبت کرو اور اس پر شفقت کرو ملک الموت اس کے قریب آ کر کہتا ہے۔

اے عبد خدا تو آتش جھنم سے آزاد ہو چکا ہے اور تو دنیا میں عصمت کبریٰ کے ساتھ متمسک تھا۔

تجھے پتہ ہے کہ عصمت کبریٰ کیا ہے؟! وہ ولایت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے۔ کافر کی موت کے وقت بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام اور مولا امیر علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں اور جو کچھ مومن کیلئے فرماتے ہیں کافر کیلئے اس کے برعکس فرماتے ہیں

علامہ محمد باقر مجلسیؒ: نے اس موضوع میں چھپن ۵۶ روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک روایت وہ ہے کہ جیسے علامہ عیاشیؒ نے ابوحمزہ ثمالیؒ سے نقل فرمایا ہے۔ کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی موت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام اس کے پاس تشریف لاتے ہیں اور اس کے پاس بیٹھتے ہیں۔

ان میں سے ایک روایت علی بن ابراہیم قمیؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔ کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کوئی بھی ایسا فرد نہیں ہے جو ہمارا حب دار ہو اور ہمارے دشمنوں سے بیزار نہ ہو۔ تو حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اس کے پاس تشریف لاتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ اگر مرنے والا مومن نہ ہو تو اس کیلئے عذاب کا حکم دیتے ہیں مولا امیر المومنین علیہ السلام کا یہ وہ کلام جو آپ علیہ السلام نے حارث ہمدانیؒ کو بیان فرمایا تھا۔ اس بات کی بیّن دلیل ہے

(یا حار همدان) انتھیٰ کلام علی بن ابرہیم قمی (۱)

کتاب المحاسن: میں علامہ برقی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا مومن موت کے وقت دو آدمیوں کو دیکھتا ہے۔۔۔

روای نے عرض کیا: مولا وہ دو آدمی کون ہیں۔۔۔ ؟!

آپ نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ہیں!!

روای نے عرض کیا: اے میرے سید و سردار! یہ بزرگوار کچھ بولتے بھی ہیں۔۔۔۔۔ ؟!!

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کے ایک طرف اور امیر المومنین علیہ السلام دوسری طرف تشریف فرماتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔۔۔

(۲)

کتاب مناقب۔ (فصل اخبارات غیبی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) علی بن راشد

(جو کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور حضرت علی نقی علیہ السلام کے وکلاء میں سے ہیں) سے روایت نقل ہوئی ہے۔

اہلیان نیشا پور نے حضرت امام موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں اپنے تحفے بھیجے۔ ان میں ایک بی بی شطیطہ بھی تھیں جنہوں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں صرف ایک درھم بھیجا تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان اموال کی تفصیل بیان کی اور فرمایا کہ تمہارے سوالوں کے جواب ان کے نیچے میں نے لکھ دیے ہیں۔ درحالانکہ سائل نے سوالوں والا کاغذ بھی نہیں کھولا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فقط ایک درھم بی بی شطیطہ کا قبول کیا اور اس کا بھیجا ہوا ایک کپڑا بھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے سلام بی بی شطیطہ کو پہنچا دینا۔ آپ علیہ السلام نے بی بی شطیطہ کے لیے کفن کا کپڑا بھیجا اور ساتھ چالیس درھم بھی عطا فرمائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو جب نیشا پور جائے گا تو اس کے انیس دن بعد بی بی شطیطہ فوت ہو جائے گی۔

اور میں خود جنازہ پڑھاؤں گا۔

راوی کہتا ہے: میرے مولا علیہ السلام کا فرمان سچ ثابت ہوا۔ وہ فوت ہوئی اور آپ علیہ السلام نے بنفس نفیس خود نماز میت پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمام شیعان کو میرے سلام کہنا۔ اور یہ بھی کہنا کہ ہم تمارے جنازوں میں شریک ہوتے ہیں۔ تم

(۱) یہ اشعار مولا امیر علیہ السلام کے ہیں۔ جیسا کہ بحار الانوار کمپانی ج ۸ ص ۵۵۷۔ جلد ۳ ص ۱۴۱۔ جلد ۹ ص ۴۰۰۔ کتاب الایمان ص ۱۳۴۔ جلد ۹ ۳ ص ۲۴۱-۲۴۵ سید حمیری نے بھی ان اشعار کو اپنے اشعار کے ساتھ منضم کیا ہے۔

(۲) بحار الانوار کمپانی ج ۹ ص ۳۷۶۔ ج ۷ ص ۳۶۵

لوگ جس خطہ ارض پر بھی ہوتے ہو ہم ضرور بالضرور تمہارے جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔

کتاب بصائر الدرجات باب ۱۲ میں پندرہ روایات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے اقتدار میں وارد ہوئی ہیں کہ یہ حضرات معصومین علیہم السلام جہاں کہیں بھی جانا چاہیں آن واحد میں جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام سجادؑ نے منجم سے فرمایا: میں ایک جوان کو جانتا ہوں جو آن واحد میں چودہ ہزار عالم کی سیر بھی کر لیتا ہے اور اپنی جگہ سے بھی نہیں ہلتا ہے۔

اس نے عرض کیا وہ کون ہے؟!

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: میں ہوں۔

اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاوں تو نے کیا کھایا اور کیا پیا ہے......!!!

یہ روایت کتاب اصول کافی میں بھی نقل ہوئی ہے۔

اصول کافی: میں سدیر سیرفی نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام مومن کے پاس موت کے وقت حاضر ہوتے ہیں اس موضوع میں وارد روایات بہت زیادہ ہیں ہماری اس مختصر کتاب میں تفصیل و کی گنجائش نہیں ہے۔

ان روایات اور اس موضوع کے اثبات کے لیے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے قرآن پاک کی چند آیات کریمہ سے استدال کیا ہے۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے

الَّـذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (٦٣) لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ سورہ یونس

جولوگ ایمان لائے اور متقی ہوئے ان کے لیے دنیاوی زندگی میں بشارت ہے۔

بشارت سے مراد: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی بشارت ہے۔جیسا کہ روایات سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بشارت دینے والے یہی حضرات ہیں۔یا روایت قران کے موافق ہے۔

پس محتضر کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا حاضر ہونا قران واحادیث سے ثابت ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہم نبی اکرمؐ کے حکم کے مطابق قران وعترت سے متمسک رہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے سے جدانہیں ہوتے اور لوگوں کی راہنمائی کے ضامن بھی ہیں

علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار میں اس روایت کے بعد فرمایا ہے۔

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا حاضر ہونا روایات قطعیہ سے ثابت ہے اور شیعان حیدر کرار علیہ السلام میں مشہور بھی۔اس موضوع کا انکار گویا ابرار کے طریقہ سے خارج ہوتا ہے۔ان کے حاضر ہونے کے طریقے جاننا ہمارے لیے لازم نہیں ہے۔بلکہ اس پر اجمالی ایمان لانا واجب ہے جس کے بارے میں معصومین علیہم السلام نے فرمایا ہے۔

''دو اشکال اور ان کا جواب،،

اول: یہ موضوع ہمارے احساس کے خلاف ہے۔ ہماری حس اس کو درک نہیں کرسکتی۔ کیونکہ ہم لوگ مرنے والے کے پاس موجود ہوتے ہیں لیکن ہم نے کبھی کسی معصوم علیہ السلام کو نہیں دیکھا ہے !!!

دوم: ممکن ہے کہ آن واحد میں ہزاروں مرنے والے ہوں .....!!! تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک جسم ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہوں.... !!

جواب از اشکال اول: اس اشکال کے پانچ جواب دیے گئے ہیں۔ اور بہترین جواب یہ ہے کہ وقت احتضار ان حضرات معصومین علیہم السلام کو نہ دیکھنا مصلحت نظام دنیا کی وجہ سے ہے

۔ اور خداوند عالم میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ان حضرات علیہم السلام کو ہم سے پوشیدہ رکھے۔ کہ شیعہ سنی کتابوں میں اس آیت کی تفسیر درج ہے۔

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا

(۴۵: بنی اسرائیل)

ہم نے آپ علیہ السلام کے اور ان لوگوں کے درمیان حجاب بنا دیا جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

تفسیر آیت خدا نے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں سے مخفی رکھا۔ اور مومنین آپ کو دیکھتے تھے۔(۱)

علامہ مجلسیؒ نے فرمایا: حضرت امام عسکری علیہ السلام کی تفسیر جو کہ باب اول میں ذکر کر چکے ہیں۔ اس جواب کی تصریح ہے۔ اور دیگر جوابات بھی دیے گئے ہیں جو کہ خود علامہ مجلسیؒ نے بیان فرمائے ہیں.....

جواب از اشکال دوم: ممکن ہے کہ ہزاروں افراد آن واحد میں مرتے ہیں تو کس طرح ایک جسم متعدد مقامات پر پہنچ جاتا ہے......؟!!

یہ ممکن اگر خارج میں وارد ہو تو یہ اشکال وارد ہوگا۔ لیکن صرف امکان اس بات کا موجب نہیں ہے کہ خارج میں واقعیت پیدا کرے۔

اس کے علاوہ ممکن ہے کہ اجساد مثالیہ کے ذریعے ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ ہم روایات پر یقین کامل رکھیں لیکن ہمیں ان کی خصوصیات اور تفصیل کی طرف نہیں جانا چاہیے   انتھیٰ کلام مجلسیؒ (۲)

---

(۱) اس کی وہی مثال ہے کہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے بازار میں سجدہ کیا تو سوائے راوی کے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ بصائر الدرجات باب ۱۵۔ الخرائج الجرائح میں بھی یہ روایت نقل ہوئی ہے۔ بحار الانوار ج ۴۷ ص ۲۱ و ۱۲۱۔ بصائر الدرجات میں دو اور مورد نقل ہوئے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں تشریف فرماتے تھے تو لوگ آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے۔ فقط ابو ھارون نے آپ کو دیکھا۔ ان معجزات کا انکار انسان کو اکثر معجزات کے انکار اور واضحات کے انکار کی طرف لے جاتا ہے۔

(۲) سید ہاشم بحرانی نے مدینۃ المعاجز میں کافی روایات نقل کی ہیں۔

نبی اکرم علیہ السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہ السلام مرنے والے کے پاس ضرور جاتے ہیں یہ حضرات قبر اور مرگ کے وقت تشریف لاتے ہیں ......بعض علماء اہل سنت نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لاتے ہیں کسی نے اس بات کا انکار نہیں کیا ہے......پس کوئی بھی عاقل اس بات کا انکار نہیں کرتا ہے کیونکہ یہ موضوع خدا کی قدرت کا اثر ہے۔خداوند عالم محتضر کے پاس ان حضرات علیہم السلام کو حاضر کرتا ہے۔ایک وقت میں یہ حضرات علیہم السلام کس طرح متعدد مقامات پر حاضر ہو جاتے ہیں..........

ابن شہر آشوب نے شیخ مفید، کتاب اعیون اخبار الرضا اور محاسن میں ہے حضرت امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ہے......آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ بدر میں جس زخمی سے بھی سوال ہوتا کہ تجھے کس نے زخمی کیا ہے۔وہ جواب میں کہتا مجھے حضرت علی علیہ السلام نے زخمی کیا ہے......وہ یہ کہ کر دنیا سے رخصت ہو جاتا تھا۔

روایت دوم: حدیث معراج میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے ہر آسمان پر علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو ملائکہ کے ساتھ دیکھا ہے۔کہ وہ نماز پڑھ رہے ہوتے۔

روایت سوم: (معجزہ ۱۷۴) حضرت مقداد نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے جنگ خندق کے دن حضرت امیر علیہ السلام کو دیکھا کہ درحالانکہ آپ علیہ السلام عمر بن عبدود کو واصل جہنم کر چکے تھے۔وہ اپنی تلوار سے خون صاف کر رہے تھے......اور دشمنوں کو بھگا بھی رہے تھے......آپ علیہ السلام ان کا تعاقب بھی کر رہے تھے اور انہیں قتل بھی کر رہے تھے در

حالانکہ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ فرمائی تھی......

یہ معجزات ہر شخص نے نہیں دیکھے بلکہ حضرت مقداد کی طرح صاحب معرفت صحابیوں نے مشاہدہ کیے تھے۔

روایت چہارم: ابن عباس نے روایت کی ہے کہ کوئی بھی ماں علی علیہ السلام جیسا پسر پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے۔ پھر آپ نے جنگ صفین کی کیفیت نقل کی...... ان میں بیس ہزار آدمیوں کو آپ نے واعظ و نصیحت کی...... پھر کشتوں کے پشتے لگادیے پھر بھاگنے والوں نے یہی کہا کہ مجھے علی علیہ السلام نے بھگایا ہے.........

کتاب ھدایۃ الطالبین میں ص ۴۴۴ میں ہے کہ اہل سنت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے بارے میں شک کرتے ہیں کہ وہ کس طرح مرنے والے کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ اگر وہ تشریف لاتے ہیں تو دیگر لوگوں کو نظر کیوں نہیں آتے؟!

اس کے چند جواب دیے گئے ہیں۔

اول: ان کے حاضر ہونے کے بارے میں روایات متواتر دلیل ہیں۔ جو کہ قابل انکار نہیں ہیں۔!!!

دوم: عزرائیل علیہ السلام کو بھی دیگر لوگ نہیں دیکھ سکتے!! اور اس کے آنے سے کسی کو انکار بھی نہیں ہے!!!

سوم: شخص محتضر کے لیے بہشت و دوزخ نظر آجاتی ہے اور یہ روایات خاصہ و عامہ میں واضح و روشن ہے۔

درحالانکہ ہم لوگ جنت ودوزخ کونہیں دیکھ سکتے!!

چہارم:۔علماء امامیہ اور اہل سنت نے اس آیت کی تفسیر میں درج کیا ہے کہ

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا (۴۵)

خدانے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کفار کے درمیان حجاب قرار دیا تھا کہ کفار پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکیں......!!

اسی طرح ممکن ہے کہ خداوند عالم اطراف میت اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآئمہ ھدیٰ علیہم السلام اور لوگوں کے درمیان ایک حجاب بنا دیتا ہے تاکہ حاضرین ان ہستیوں کہ نہ دیکھ سکیں.....!

اشکال:۔اہل سنت کہتے ہیں ایک جسم آن واحد میں متعدد مقامات پر کس طرح حاضر ہوسکتا ہے......؟!

جواب:۔ممکن ہے کہ قالب مثالی میں ہوں جیسا کہ قران کی تصریح ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب مریم سلام اللہ علیہا کے پاس فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (۱۷ سورہ مریم) بشر کی صورت میں حاضر ہوئے......!!

اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام بھی چند صورتیں اختیار کر سکتے ہیں......!!

میں نے یہ کلمات اس لیے نقل کیے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ اشکالات مخالفین سے

لیے گئے ہیں۔واضح رہے کہ اس بات کے منکر جاہل ہیں۔ کیونکہ اس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے ابدان کو دیگر لوگوں کے ابدان واجساد پر قیاس کرتے ہے۔اوران بے علموں نے ابدان آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی حقیقت اور عام انسانوں کے اجسام کی حقیقت ایک سمجھی ہے ....اس بے علم کو یہ بھی معلوم نہیں کہ لوگوں کے اجسام، علیین سجین، طیب، خبیث، خیر وشر سے مرکب ہوتے ہیں......!

لیکن آئمہ طاہرین علیہم السلام کے اجسام طاہرہ فقط علیین سے مرکب ہوتے ہیں۔ان میں شر وغیرہ بالکل ممکن ہی نہیں ہے.....!

لیکن ان حضرات کے لیے یہ گمان جہالت وضلالت کی دلیل ہے۔اگر وہ اس آیت کریمہ کی تفسیر سے واقف ہوتے تو ایسی باتیں کبھی بھی نہ کرتے.....!

(قل انما بشر مثلکم) ہم نے اس آیت کی تفسیر پہلے بیان کردی ہے.....

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا فرمان ہے کہ: ہمارے شیعوں کی روحیں ہماری فاضل مٹی سے بنائی گئی ہیں۔پس ضروری ہے کہ جو روایات (اصول کافی وغیرہ) میں نقل ہوئی ہے اوران میں روح کے بارے میں مفصل بحث کی گئی ہے۔کہ روح ایمان مومنین کے پاس ہوتی ہے جب کہ غیر مومن کے پاس یہ روح نہیں ہوتی....!! پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے روح القدس بھی ہوتی یہ روح انبیاء علیہم السلام گزشتہ کے پاس بھی ہوتی ہے۔

چند روایات: صحیح اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ علیہم السلام (بارہ آئمہ علیہم السلام) کے پاس ایک خاص روح ہوتی ہے جس میں کوئی نبی

بھی شریک نہیں ہے...... (یہ خدا کی خصوصی عطاء ہے)

اصول کافی: (۱) میں سند صحیح کے ساتھ ابو بصیر نے اس آیت وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّى ۸۵)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ روح امر پروردگار ہے......روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے کہیں بڑی چیز ہے......اور گزشتگان میں سے کسی نبی یا وصی کے پاس نہیں تھی۔ اور یہ صرف اور صرف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے......(۲)

ان روایات کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص روح ہے یہ روح امر خدا میں سے ہے۔ اور یہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے۔ روح القدس مشترک ہے...... بعض روایت میں ہے کہ روح القدس روح خاص مختلف دو روحیں ہیں۔

علامہ مجلسی نے بھی یہی کہا ہے۔ اصول کافی میں بھی روح القدس کو روح من الامر کے مقابلے میں قرار دیا گیا ہے۔

عیون اخبار الرضا: میں ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے اپنی طرف سے ہماری یہ پاکیزہ روح سے تائید فرمائی ہے۔ اور وہ روح ملک بھی نہیں ہے۔ وہ کسی گزشتہ نبی علیہ السلام کے پاس بھی نہیں تھی وہ ہمارے یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ

علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے وہ روح ہمارے اور اللہ کے درمیان نور کا ایک ستون ہے اس موضوع پر بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں مزید معلومات کیلئے: بحار الانوار کمپانی ج ۷ص ۳۰۷

پس: ممکن ہے کہ کہا جائے روح القدس بمعنی لغوی یعنی ''پاکیزہ روح'' یہ ایک نوع ہے اور مختلف افراد ہیں یا متعدد درجات ہیں۔ اس کا درجہ اکمل و اشرف صرف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے اس میں کوئی بھی شریک نہیں ہے ایک درجہ وہ جس میں انبیاء اور اوصیاء شریک ہیں بنابراس کے کہ اس کے مختلف مدارج ہیں تو تضاد ختم ہو جاتا ہے ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد روح القدس علیہ السلام امام علیہ السلام کی طرف منتقل ہو جاتی ہے...... دوسری روایت میں ہے کہ روح القدس اول سے لے کر آخر تک امام علیہ السلام کے پاس رہتی ہے......! جو منتقل ہوتی ہے وہ اور ہے اور جو شروع سے آخر تک ساتھ ہوتی ہے وہ اور ہے...... اس تحقیق کی طرف علامہ مجلسیؒ نے بھی اشارہ کیا ہے لیکن انہوں نے درجہ بندی کا نام نہیں لیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس فرد سے مراد روح القدس مشترک ہو جو کہ انبیاء اور اوصیاء میں ہوتی ہے اور روح القدس کا

---

(۱) باب: خداوند عالم نے اس روح کے ساتھ آئمہ ھدیٰ کو مختص کیا ہے۔

(۲) اس روایت کو سند صحیح کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کیا گیا ہے۔ کہ روح سے مراد ''روح ملکوت ہے''۔ اس روایت کو جناب صفار نے بصائر الدرجات باب ۱۸ میں نقل کیا ہے۔ اور صفار نے اس روایت کو حفص بن البختری سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

اطلاق جبرائیل پر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے چند افراد ہیں ان میں سے ایک فرد جبرائیل ہے....

آیت شریفہ (يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۱۵ غافر)

خداوند عالم نے روح کو اپنا امر قرار دیا ہے۔ جس کیلئے چاہے اس پر القاء کرتا ہے ...

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ خداوند عالم اپنے لطف اور احسان کے ساتھ جسے چاہے روح عطاء کرتا ہے اور اسکو اپنی تمام مخلوقات سے ممتاز بنا دیتا ہے اور اسکو ایسی قدرت عطاء کرتا ہے کہ وہ مردہ کو بھی زندہ کر دیتا اور گذشتہ اور آئندہ کی خبریں بھی بتا دیتا ہے چشم زدن میں مشرق سے مغرب میں پہنچ جاتا ہے جو کہ زمین و آسمان اور لوگوں کے دلوں میں جو ہے سب کو جانتا ہے..........بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۵۷

ممکن ہے کہ اس روح سے مراد ''حقیقت مقام ولایت اور نور الانوار'' ہو کیونکہ یہ مقام جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے کہیں زیادہ عظیم ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے: (انا نور الانوار) ''میں نور الانوار ہوں'' اور روایات عمود نور بھی اس بات کی تائید کرتی ہے'' روح کی بحث بہت طولانی ہے اور ہماری اس کتاب میں اس سے زیادہ گنجائش ہے۔ طالبین کیلئے ضروری ہے کہ وہ بحار الانوار اور مستدرک سفینۃ البحار کی طرف رجوع کریں......!

واضحات آیات و روایات میں ہے کہ ملائکہ اور جنات کو جو طاقت خدا نے عطا کی ہے وہ مختلف صورتیں بدلنے پر قادر ہیں وہ انسانی شکل بھی اختیار کر لیتے ہیں اور دیگر اشکال بھی اختیار کر لیتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے جو ملائکہ قوم لوط کے عذاب پر معمور تھے وہ انسانی شکل میں پر آئے تھے......

جو ملائکہ حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے وہ بھی انسانی روپ دھار کر حاضر ہوئے تھے......

اور جو ملائکہ حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں آئے تھے وہ بھی انسانی شکل میں آئے تھے......

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جبرائیل علیہ السلام بھی انسانی شکل میں آیا تھا......

کبھی کبھار جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبی کی شکل میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا......

جنات کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے......

بعض اوقات: جنات انسانی شکل میں حضرات معصومین علیہم السلام کی خدمت میں آتے اور اپنے مسائل بیان کرتے تھے۔ بعض دفعہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ان کو کسی کام کے بجالانے کا حکم دیتے تھے۔ یہ روایات اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی ان سے انکار نہیں کر سکتا ہے......پس کس طرح جن اور ملک کو بشر کی صورت اختیار کرنے میں سب مان لیتے ہیں کہ یہ جن اور ملک ہیں اور کوئی بھی انکار نہیں کرتا ہے بلکہ سب مانتے ہیں کہ انکی

حقیقت اور ہے اور انہوں بشری صورت اپنائی ہوئی ہے......!!لیکن اگر یہ کہا جائے اس روح عظیم ،اکرم،لطیف،اعظم واجل کے مالک معصومین علیہم السلام نے فقط بشری صورت اپنائی ہوئی ہے......تو یہ ماننے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے......؟!!در حالانکہ خداوند قدوس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو تمام کمالات عطا کیے ہیں......

جی ہاں :امام ہر پاکیزہ شکل و صورت اختیار کرنے کی طاقت رکھتا ہے ......مثلاً حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام خدا کی عطا کردہ قدرت کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکل اختیار کر سکتے ہیں......

حضرت امام سجاد علیہ السلام: ظاہری طور پر کوفہ میں اسیر تھے لیکن باطنی طور پر کربلا میں شھداء کو دفن کر رہے تھے......

حضرت امام سجاد علیہ السلام: حضرت امام باقر علیہ السلام کی شکل اختیار کر چکے تھے اور حضرت امام باقر علیہ السلام حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شکل اختیار کر چکے تھے......جیسا کہ یہ واقعہ بحار الانوار کمپانی (ج۷ص۲۷۸) میں مفصل بیان ہوا ہے......

حضرت امام زمانہ علیہ السلام (عج): بھی بعض اوقات بعض سادات کی شکل وصورت میں ظاہر ہوتے ہیں......جو لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں انہوں نے یہ بات بتائی ہے......

رشید ہجری: آپ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے شاگرد ہیں اور علم منایا اور بلایا کو جاننے

والے بھی ہیں۔۔۔ جب آپ ابوآرا کے گھر میں داخل ہوئے تو صرف صاحب خانہ نے آپ کو دیکھا تو دیگر لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے۔۔۔ یہ تو حضرت علی علیہ السلام کے شاگرد ہیں !!اور ان کو حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے جرم میں شھید کیا گیا۔۔۔۔۔

انکی ایک عجیب وغریب داستان بھی ہے۔۔۔۔ رشید جب زیاد بن ابیہ کے دربار میں گئے تو ابوآرا نے آپ کو رشید ہجری کے روپ میں دیکھا اور زیاد ان کو اپنے ایک شامی دوست کے روپ میں دیکھ رہا تھا۔۔۔ درحالانکہ رشید ابوارا کے گھر میں تشرف فرما تھے۔ شیخ مفیدؒ نے اپنی ایک کتاب اختصاص میں روایت نقل کی ہے کہ زیاد نے رشید کو اپنے پاس طلب کرنا چاہا۔۔۔ رشید ابوارا کے گھر تشریف لائے تو ابوارا بہت زیادہ لوگوں کے ہمراہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ رشید ابوارا کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں دیکھ کر ابوارا نے نہایت ہی پریشان ہو کر کہا اے رشید !تو نے میرے لیے اسباب خطر مہیا کیے ہیں زیاد مجھے قتل کردے گا۔۔۔ اور میرا گھر بھی تباہ وبرباد کردے گا ۔۔۔۔!!

ابوارا نے کہا کہ زیاد کے سپاہی تجھے تلاش کررہے ہیں اب تو جو میرے گھر میں داخل ہوا ہے جو لوگ میرے ساتھ موجود تھے وہ زیاد کو تیرے آنے کی اطلاع کریں گے۔۔۔۔۔!

تو جناب رشید نے فرمایا: کہ مجھے تیرے علاوہ کسی نے بھی نہیں دیکھا ہے لیکن ابوارا نے رشید کو اپنے گھر میں بٹھایا اور باہر سے دوازہ بند کردیا اور خود باہر تشریف لائے اور ان

لوگوں سے پوچھا جو آپ کے ہمراہ دروازے پر موجود تھے کہ "میرے خیال میں کوئی آدمی میرے گھر میں داخل ہوا ہے"......؟!!

انہوں نے جواب دیا: ہم دروازے پر بیٹھے ہیں اور ہم کسی کو بھی اندر داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا ہے......!!

ابوارا نے کئی مرتبہ پوچھا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ ہم نے کسی کو بھی نہیں دیکھا ہے ابوارا کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید کسی اور نے دیکھا ہو اور زیاد کو بتا دے وہ آ کر زیاد کی محفل میں بیٹھ گئے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون اس بات سے زیاد کو مطلع کرتا ہے......؟

ابوارا نے اچانک دیکھا تو رشید ان کے خچر پر سوار ہو کر حاضر ہو گئے۔ تو اس بات نے ابوارا کو اس قدر مضطرب کیا کہ ان کے چہرہ کی ہوائیاں اڑ گئیں......اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا......لیکن دیکھا تو رشید خچر سے اترا۔ رشید زیاد کے پاس آئے اسے سلام کیا تو زیاد نے ان کا سلام کیا اور کمال محبت سے انکے ساتھ پیش آیا......زیاد نے رشید کے چہرے کا بوسہ لیا......کچھ دیر کے بعد رشید چلے گئے تو ابوارا نے زیاد سے پوچھا کون تھا......!!

کہ جس سے تم نے اتنی مہر ومحبت کی ہے......؟!!

زیاد نے کہا یہ شام کا رہنے والا میرا دوست ہے......!

جب ابوارا گھر تشریف لائے تو رشید کو اسی حال میں دیکھا جس حال میں انہیں چھوڑ گئے تھے......تو ابوارا نے کمال حیرت سے کہا اے رشید خداوند عالم نے آپ کو یہ علم اور

کمالات عطا کیے ہیں اب آپ جب چاہیں ہمارے گھر تشریف لا سکتے ہیں.....!

بحار الانوار کمپانی (ج ۹ ص ۶۳۳)

حضرت علی علیہ السلام کے سپہ سالار مالک اشتر کی داستان نہایت ہی عجیب وغریب ہے جو جنگ صفین میں واقع ہوئی تھی... مالک اشتر ایک دن فوج شام کو عمرو بن عاص ،دوسرے دن یزید اور تیسرے دن معاویہ کی شکل میں دیکھائی دیئے تھے......اور انہوں نے فوج شام کو حکم دیا تو پوری فوج شام نے مالک اشتر کی اطاعت کی......

ابن شہر آشوب ''جو کہ وثاقت وجلالت کے اعتبار سے خاصہ اور عامہ میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں بلکہ موزد اتفاق ہیں'' نے مناقب ج ص ۳۳۲ میں سھل ابن حنیف (جو کہ نہایت ہی مورد اعتماد ہیں) سے روایت نقل کی ہے کہ:

جنگ صفین کے دوران فوج شام نے دریا فرات پر قبضہ کر لیا اور جناب امیر علیہ السلام کی فوج پر پانی بند کر دیا حضرت علی علیہ السلام نے مالک کو حکم دیا کہ فوج شام سے کہو حضرت علی علیہ السلام حکم دے رہے ہیں دریا سے دور چلے جاؤ......! مالک اشتر نے جو ہی یہ حکم دیا تو ساری کی ساری فوج دریا سے دور چلی گئی تو جناب امیر علیہ السلام کی فوج نے پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا..... یہ خبر جب معاویہ تک پہنچی تو اس نے فوج کو طلب کر کے کہا تم نے علی علیہ السلام کی فوج کیلئے دریا خالی کیوں کیا ہے......؟!!

تو فوج نے کہا: ہمیں امر بن عاص نے حکم دیا ہے کہ معاویہ کہہ رہا ہے کہ دریا خالی کر دو تو ہم نے اطاعت کی ہے......

معاویہ نے عمر بن عاص کو طلب کیا اور کہا کہ تو نے یہ حکم کیوں دیا ہے......؟

اس نے جواب دیا یہ جھوٹ ہے۔ میں نے حکم نہیں دیا.....

دوسرے دن معاویہ نے حجل بن عتاب کو پانچ ہزار کا لشکر دے کر دریائے فرات پر مامور کیا......

جناب امیر علیہ السلام نے پہلے دن کی طرح مالک کو حکم دیا... تو جونہی مالک اشتر کی آواز لشکر نے سنی تو دریا خالی کر دیا......

جناب علی علیہ السلام کی فوج نے پانی بھی پیا اور جانورں کو بھی پلایا......

پھر یہ خبر معاویہ کے پاس پہنچی تو اس نے حجل کو طلب کر کے کہا تم نے دریا خالی کیوں کیا ہے... ؟

اس نے جواب دیا: تیرا بیٹا یزید آیا ہے اور اس نے اس نے تیری طرف سے حکم دیا ہے کہ دریا خالی کر دو تو ہم نے اطاعت کی ہے ....

معاویہ نے یزید کو طلب کر کے دریافت کیا تو اس نے اس بات سے لاعلمی ظاہر کی...

معاویہ نے کہا اب کسی کی بات نہیں ماننی ہے حتی کہ میں خود ہی کیوں نہ آ کر یہ کہوں تو مجھ سے یہ میری انگوٹھی مانگنی ہے.....!!

جناب امیر علیہ السلام تیسرے دن بھی مالک اشتر کو حکم دیا کہ جاؤ فوج شام سے کہو۔

حجل نے دیکھا کہ خود معاویہ آیا ہے اور اس نے اپنی انگوٹھی حجل کو دی اور اس نے کہا کہ دریا خالی کر دو......

جناب امیر علیہ السلام کے اصحاب نے خوب پانی پیا......

اس بات کی خبر معاویہ تک پہنچی تو اس حجل سے کہا کہ کیا بات ہے۔ ؟!

حجل نے کہا تو خود آیا ہے اور تو نے ہی یہ حکم دیا ہے یہ دیکھ تو نے اپنی انگوٹھی بھی مجھے دی ہے ...!!!

تو معاویہ نے ہاتھ مل کر کہا یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے عجائب غرائب معجزات میں سے ایک معجزہ ہے......!!

بحار الانوار کمپانی ج۹ ص ۶۰۵

یہ ضروری نہیں ہے کہ پہلے والی صوررت معدوم ہو اور اس کے بعد دوسری صورت آئے... پہلے والی صورت کا معدوم ہونا ضروری نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انسانی شکل اختیار کی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اس کی پہلے والی شکل معدوم ہوئی اور بعد میں انسانی شکل موجود ہوئی تھی۔

پس ممکن ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے ایک شکل اختیار کی ہو اور انکی اصلی شکل اور بدن بھی موجود ہو ..

پس اگر ایک شکل کا اختیار ممکن ہے تو ایک سے زیادہ شکلیں اختیار کرنا بھی ممکن ہے۔...

اور یہ بھی ممکن ہے کہ خداوند عالم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام کو ایک ہی وقت میں کئی ہزار صورتیں عطاء کر دے اور وہ صورتیں ایک جیسی ہوں کیوں کہ خداوند عالم ہر شیء پر قادر ہے......

یونس بن ظبیان: ”یہ نہایت ہی ثقہ اور جلیل القدر ہیں“ نے ایک روایت

نقل کی ہے ایک دن میں صادق آل محمد علیہم السلام کی خدمت میں میں حاضر ہوا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جو شکل وصورت میں حضرت صادق علیہ السلام کی طرح تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا اس کے بعد خادم نے مجھ سے کہا کہ دوسرے کمرے میں تشریف لے جاؤ میں نے دوسرے کمرے میں دیکھا کہ ایک آدمی حضرت صادق علیہ السلام کی طرح ہیں اور انکے اردگرد لوگ جمع ہیں. بحار الانوار کمپانی ج ۱۴ ص ۲۳۲ ج ۵۹ ص ۱۹۶

حضرت امام زمانہ علیہ السلام (عج) کی زیارت کرنے والے افراد بیان کرتے ہیں کہ حضرت مختلف صورتوں میں لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں......

حضرت علامہ محمود شھر ودی مرجع جہان تشیع کا ایک واقعہ اس طرح کا ہے......

یعنی حضرت امام زمانہ علیہ السلام جو شکل ظاہری اپنانا چاہیں اپنا سکتے ہیں......!!

بہتر ہے کہ ہم ایک مثال دیں تا کہ قارئین ہماری بات سمجھ جائیں......

توجہ فرمایئے! اور اس بات کا تصور کیجئے کہ بجلی کے کارخانہ سے ایک تار آپ کے گھر تک کھینچی گئی ہے آپ اپنی ضرورت کے مطابق پانچ، دس یا پندرہ بلب جلا سکتے ہیں وہ تمام بلب ایک دوسرے کی مانند ہیں اور ان میں کوئی بھی فرق نہیں ہے اور تمام بلب اسی مرکز برق (تھرمل پاور) سے جلتے ہیں.....

پس حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام جو کہ نور الانوار ہیں وہ ایک رات میں ۴۰ مقامات پر نظر آسکتے ہیں......!!

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام جس انداز سے چاہیں ایک ہی وقت میں ہزاروں مرنے والوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں .....

یہ بات ممکن بھی ہے اور واقع بھی ہوئی ہے..... ولو کرہ الجاھلون اگرچہ جاہل یہ بات نہیں مانتے...

ان فضائل و مناقب کے انکار کی چند وجوہات ہیں......

(الف) منکرین مخالفین کی کتب اور عقائد سے مانوس ہو جاتے اور انکی خرافات کو پسند کرنے لگ جاتے ہیں.....اور عظمت مقام امامت و ولایت کو حقیر سمجھتے ہیں......ان فضائل کو بعید سمجھتے ہوئے... انکار کرتے ہیں......

(ب) وہ اپنے طور پر یہ چاہتے ہیں کہ فرقہ باطلہ کا خاتمہ کیا جائے......پس جو کچھ وہ فرقہ فضائل بیان کرے وہ اس کا انکار کرتے ہیں..... یہ بات ہماری کتاب (تاریخ فلسفہ وتصوف) میں مذکور ہے۔

(ج) جو شخص آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کے فضائل کا انکار کرتا ہے... وہ روایات آئمہ ھدیٰ علیہ السلام سے دور بلکہ بے خبر ہے نہایت ہی افسوس ہے کہ بہت زیادہ دانشور جو کہ علم کی تلاش میں رہتے ہیں... لیکن انکی روش علوم آل محمد علیہم السلام اور قرآن پاک سے دور ہوتی ہے.... جب وہ مکتب اہل بیت علیہم السلام سے دور ہوتے ہیں تو ان میں عقائد باطلہ جنم لینا شروع ہو جاتے ہیں......!

(د) اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام ظاہری زندگی میں کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں شادی بھی کرتے ہیں اور سوتے بھی ہیں.....لیکن ان کم فکر افراد نے یہ گمان کیا ہے کہ انکی ظاہری زندگی مقام ولایت کلیہ الٰہیہ اور سلطنت مطلقہ سے منافات رکھتی ہے۔ جیسا کہ کفار سابقین کہتے تھے......! یہ کس طرح کے نبی ہیں

جو کھاتے اور پیتے ہیں اور چلتے ہیں...... قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا (۹۵ :اسراء)

اگر خدا چاہتا تو ملائکہ میں سے کسی کو نبی بنا کر بھیج دیتا..... !چنانچہ قرآن مجید میں اس بات کی تصریح کی گئی ہے......!!

اگر ہم ملائکہ میں سے کسی کو نبی بنا کر بھیجتے تو وہ شکل انسانی میں آتا......!!(انعام) اس آیت کریمہ میں ایک نکتہ خاص ہے کہ ملکوتی اور شکل بشری کا امتزاج ممنوع نہیں ہے ..... !!

(ھ) یہ کم علم لوگ اپنے آپ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ایک ہی ترازو میں تولتے ہیں انہیں معلوم ہے کہ وہ خود کچھ نہیں کر سکتے.... اس لئے یہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نہیں کر سکتے......!! قرآن پاک میں ہے

(بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ (۳۹ یونس)

وہ اس بات کو جھٹلاتے ہیں جس کو وہ نہیں جانتے......!!

(وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ (۱۱))

جب وہ ہدایت حاصل نہیں کرتے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پرانی باتیں ہیں.....!

ان دو آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی موضوع قرآنی اہلبیت کی تفسیر کے ساتھ ثابت ہوتا ہو تو اس کو ماننا واجب ہوتا ہے اس کا انکار کرنا کفر ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اختیار کو اپنی رائے کو مذہب اہل بیت میں شامل کرے.. !!

ایک شخص حضرت امام تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا..... ظاہری طور پر آپ علیہ السلام بچے تھے.... وہ مسلسل آپ علیہ السلام کو دیکھ رہا تھا..... وہ اپنے آپ علیہ السلام سے یہ کہہ رہا تھا کہ بچپن میں کس طرح مقام ولایت، امامت پر فائز ہو چکے ہیں..... ؟!! وہ اس بات سے بہت زیادہ متعجب ہوا.....

آپ علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اے عبد خدا۔ خدا اس بات پر قادر ہے کہ یہ مقام کسی اور کو عطا کر دے.. ؟!!

اس شخص نے عرض کیا: "جی ہاں"

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہم خدا کے نزدیک دیگر مخلوقات سے کہیں افضل واشرف ہیں.....!!

جو افراد آل محمد علیہم السلام کے فضائل، کمالات اور معجزات کے منکر ہیں ان کیلئے یہ ایک حدیث ہی کافی ہے.....!

دلیل دوم: جو ولایت تکوینی کی نفی پر دلیل پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی مرضی سے توحید افعالی ..... کا معنی کیا ہے.... کیونکہ ان کا یہ بیان اصطلاح مشہور کے خلاف ہے.....!!

اورانہوں نے کہا ہے کہ توحید افعالی یہ ہے کہ غیر خدا افعال خدا انجام نہیں دے سکتے اور خدا کی صفات ....مخلوق کے پاس نہیں ہیں خدا کی ایک صفت قیّومیت ،ولایت جو کہ ہرشیء پراختیار تام ہے.....اس صفت کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے

هو الحيّ القيوم ....

حقیر کہتا ہے جی ہاں.....حی بالذات. خدا کی ذات ہے. اس نے حیات کسی اور سے نہیں لی وہ ہرشیء کا نگہبان ہے.....مخلوقات کی صفات اس کی ذات میں جاری نہیں ہوتیں ہیں یہ صفات خدا کے ساتھ مختص ہیں اور مخلوق کے پاس جو کچھ ہے وہ خدا کی عطاء ہے.... صفات کمالی بھی خدا کی عطا ہیں مخلوق حی ہے لیکن یہ حیات ابدی خدا کی عطا کردہ ہے......!مخلوقات کا حاکم ولی خدا ہے اور وہ خدا کے حکم اور عطاء سے ہے !!یہ ولایت.....سلطنت.....وجوب اطاعت.....خدا کا لطف واحسان ہے وہ جسے چاہے اتنا ہی عطا کرتا ہے امام علیہ السلام یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ موجودات عالم میں سب سے زیادہ دانا اور توانا ہیں خدا نے انہیں یہ علم وقدرت وطاقت فرمائی ہے .....خدا خود سمیع ،بصیر ہے کسی الہ کا محتاج نہیں ہے. مخلوقات عالم خدا کی عطا سے بینا اور توانا ہیں .....خدا نے اپنی خاص ہستیوں کو اتنی طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ دیگر مخلوقات کی ہر بات سن سکتے ہیں. .کیونکہ وہ ''عین اللہ الناظرہ'' مخلوق میں خدا کی دیکھنے والی آنکھ ہیں. !!

خدا نے اپنی خاص مخلوق کو یہ مقام عطا کیا ہے..... اور موجودات پر انکی اطاعت واجب قرار دیا ہے......!خدا نے ان کو تمام مخلوقات سے دانا اور توانا بنایا ہے .....اور انہیں دنیا

میں انہیں مثل الاعلی بنایا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے۔

(وللہ المثل الاعلیٰ)

اور اللہ کی مثل اعلیٰ ہے۔یعنی اللہ کا نمونہ۔یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

یہ کمالات خدا کے ذاتی ہیں......اور غیر محدود ہیں۔لیکن یہ کمالات مخلوق کیلئے خدا کی عطا ہے......اگر کوئی شخص یہ کمالات مخلوق کے ذاتی کمالات خیال کرے تو اس ......نے صفات خالق کو مخلوق کیلئے قرار دیا ہے......

یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ جو ان کمالات کو خدا کا لطف واحسان اور اسکی عطا سمجھے تو اس نے......نہ کفر کیا ہے اور نہ غلو......!!

پس اس بے علم نے یہ کہا ہے کہ خدا کی صفات مخلوق کے پاس نہیں ہیں ...... !یہ کہنا بالکل غلط ہے......کیونکہ خدا کی بعض صفات مخلوق کے پاس ہیں......مثلاً یہ صفات خدا عادل، مؤمن، متکلم، مرید، مدرک، عزیز، قادر، عالم، صادق......

پس یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ صفات مخلوق کے پاس نہیں ہیں...... بنابراس کم علم کے مومن کو عادل نہیں ہونا چاہیے......!!

مخلوق کو متکلم نہیں ہونا چاہیئے ......نہ مرید، مدرک ہونا چاہیئے......نہ ہی عالم ،صادق ہونا چاہیئے......کیونکہ یہ خدا کی صفات ہیں......!اور مخلوق کو ان صفات سے متصف نہیں ہونا چاہیے......لیکن جو کچھ ہم نے کہا وہ ٹھیک ہے یا نہ کہ اس جاہل کی بات درست ہے جو کچھ بھی نہیں جانتا ہے......!!

دلیل سوم:۔ منکرین کہتے ہیں..... اگر نبی علیہ السلام یا امام علیہ السلام ہر شیء پر ولایت تکوینی رکھتے ہیں.....تو پھر اپنے آپ سے شر دفع نہیں کیوں کرتے ہیں.....

جواب:۔ خداوند عالم نے قرآن مجید... میں کئی مقامات پر فرمایا ہے کہ... کفار مشرکین..... میرے بھی دشمن ہیں اور میرے اولیاء کے بھی دشمن ہیں... !!خداوند عالم نے ان کے..... برے اعمال سے بیزاری کی ہے... !!اور خدا نے ان پر لعنت کی ہے.....پس اتنی قدرت کے باوجود خدا نے اپنے دشمنوں کو دفع کیوں نہیں کیا ہے اور نہ ہی کرتا ہے... !!کہ خدا نے ایسا نہیں کیا ہے کیا وہ اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا ہے ؟!!!خدا تو قدرت رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اس نے ابھی تک انتقام نہیں لیا ہے.....!! حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی رو سے مؤمنین سے بھی خود انکی جانوں پر..... زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں... ان کے اعمال وافعال میں.....ان سے اولیٰ ہیں۔لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین کے ساتھ ظاہری معاملات روا رکھے ہیں.....لوگوں کے ساتھ عادی طور پر میل جول رکھا ہے.....یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپؐ نے اپنے معمولات زندگی میں کبھی الویت کے طرز عمل کو..... نہیں اپنایا ہے..... !!

اس اولویت کو فقط عید غدیر کے دن جناب امیر علیہ السلام کے لیے ظاہر کیا تھا.....اسی طرح حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بھی..... ایام خلافت ظاہری میں تقسیم مال میں اولویت کو استعمال نہیں کیا تھا.....اور یہ اولویت دیگر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے بھی ثابت

ہے۔!!

انہوں نے بھی.... اپنی ضروریات زندگی کو اولویت کے طرزِ عمل سے کبھی پورا نہیں کیا ہے......! بلکہ ظاہری حکمت عملی پر عمل کرتے رہے.... !ضرورت کے وقت ،معجزہ کے وقت، یا دیگر مصلحت کی بنا پر اولویت کو ظاہر کیا گیا ہے....

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خدا کے اسرار کے امین ہیں.... انہوں نے کبھی بھی غیر عادی طریقہ سے دفع ضرر نہیں کیا ہے۔حکمت بالغہ کا تقاضہ ہے کہ یہ دنیا خانہ امتحان ہے.... بشر کو اختیار وقدرت حاصل ہے دین کے معاملات میں جبر واکراہ نہیں ہوتا ہے.... راہ خیر وشر حجت ظاہر کے توسط سے.....لوگوں کیلئے ظاہر ہو !!راہ خیر اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے.... اور مطعین کیلئے ثواب بشارت ہے اور راہ شر.... سے منع کیا گیا ہے.... اور راہ شر پر چلنے والوں کیلئے دردناک عذاب کی خبر ہے

خدا کی حکمت نے اس بات کا تقاضہ کیا ہے کہ لوگ آزاد ہوں.....!اور ان کے اختیارات کو ان سے سلب نہ کیا جائے..... اور ان کیلئے ان کے اعمال کے مطابق مقدرات کو معین کیا جائے......!!

حضرات معصومین علیہم السلام خدا کی حکمت کے خلاف کوئی بھی عمل انجام نہیں دیتے ہیں......!وہ نظام دنیا میں تحول ایجاد نہیں کرتے ہیں.... وہ نظام کائنات کو زیروزبر نہیں کرتے......!!مگر جب موارد مخصوص میں اذن پروردگار سے معجزہ......وغیرہ دکھانا مقصود ہو.... !یہ حضرات علیہم السلام خدا کی قضاء وقدر پر راضی ہیں......!بعض اوقات خدا کے حکم سے مقدرات کو تبدیل کرتے ہیں اور جیسے ان کی مرضی ہو محو واثبات کرتے ہیں

......اور دعا کرنا ان کو ذاتی طور پر بہت پسند ہے.....!!(۱)

خداوند عالم کے ہر کام میں ہزاروں مصلحتیں ہوتی ہیں۔جنہیں بشر سمجھنے سے قاصر ہے۔پس ضروری ہے

......کہ خدا کے کاموں میں...... چوں و چرا سے پرہیز کیا جائے......!! کیونکہ خداوند عالم پر اعتراض کرنا گویا اپنے آپ کیلئے جہنم کا دروازہ کھولنا ہے.....!

جس طرح پہلی جماعت کا بچہ استاد کے اقوال کی مصلحتیں نہیں سمجھ سکتا لہذا اسے استاد کا ہر حکم مان لینا چاہیے......اگر کوئی شخص ہزاروں سال علم حاصل کرتا رہے تو مقام خدائی تک نہیں پہنچ سکتا ہے......!!لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ ضعیف خدا کے اسرار و حکمت کو درک کر سکے......؟! خدا کے برگزیدہ بندوں کیلئے ضروری ہے کہ......وہ خدا کی مقدرات کے سامنے سر تسلیم خم کر لیں......!

اس طرح جناب اسماعیل علیہ السلام نے بابا جان کی خدمت میں عرض کیا!

(یا ابت افعل ما تؤمر)

بابا جان! جس چیز کا آپ کو حکم ملا ہے آپ انجام دیں......!!

بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ بابا میں نے کونسا گناہ کیا ہے کہ جس کے بدلے مجھے

---

(۱) کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کہے خداوند عالم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چلنے والی چھری تو روک دی لیکن روز عاشور شمر کے خنجر کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی گردن پر کیوں نہیں روکا ؟! حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ اسم اعظم جانتے تھے انہوں نے اسم اعظم کے ذریعے خدا کے ذریعے سے نہیں کیا کہ میرے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو بچا......!!

ذبح کیا جارہا ہے !!!اور یہ بھی نہیں کہا کہ بابا یہ ذبح ہونے والی بلا مجھ سے ٹال دیجئے وغیرہ وغیرہ.

ہم مزید عرض کرتے ہیں. کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مستجاب الدعوۃ ہیں ..... اسم اعظم بھی جانتے ہیں. .....!!!اس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اسم اعظم کے ذریعے خدا کو پکاریں اور خدا..... ان سے اور ان کے مومنین سے دفع ضرر نہ کرے ..... بلکہ وہ حکمت الٰہی کے تقاضوں کے مطابق صبر کرتے ہیں. .....!!!انہوں نے خدا سے اس بات کا تقاضا ہی نہی کیا جو خدا پوری نہ کرے..... !یعنی جب خدا کو بلایا ہے ..... خدا نے انہیں فوراً جواب دیا ہے ..... انہوں نے مقام رسالت امامت کی قدرت کو ظاہر نہیں کیا. جو جنات مومنین آپ حضرات کے تابع فرمان تھے ان سے مدد طلب نہیں کی ہمارے شیعوں کا یہ کام کرو ..... ان کا قول وفعل امر الٰہی اور رضائے الٰہی کے تابع ہوتا ہے.....

اس غافل نے:۔کلمہ (**اغفر لمن لا یملک الا الدعاء**) سے مالکیت کلیہ سلب کیا ..... !یعنی اس استدلال کا لازمہ یہ ہے کوئی یوں کہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مال دنیا میں کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں.....یعنی وہ اپنے عباس کے بھی مالک نہیں ہیں..... دعا کے علاوہ کسی بھی چیز کے مالک نہیں ہیں. .....!!

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے دعا اور مناجات کے جملے ہیں خداوند قدوس کے سامنے خضوع اور خشوع اور اظہار بندگی پر دلالت کرتے ہیں.....اور وہ حضرات

لوگوں کو ضمناً یہ درس دیتے ہیں کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ عنایت پروردگار ہے ... یہ عروج بندگی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آپ کو خدا کے سامنے خاضع وخاشع پیش کرتے ہیں !!! اور اس کی عطا کو اپنی طرف نسبت نہیں دیتے بلکہ ہمیشہ خدا کے احسانات کو یاد کرتے ہیں......!!

دوسری حکمت یہ ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام معجزانہ طور پر دشمنوں سے اپنا دفاع نہیں کرتے۔ جیسا کہ یہ حضرات علیہم السلام اپنی گفتگو میں بندگی اور مخلوقیت کو ظاہر کرتے ہیں ... یہ حضرات اپنے آپ کے اوپر عوارض بشریت ومخلوقات طاری کرتے ہیں۔ تاکہ مقام بندگی کو قولاً وعملاً ثابت کر کے دکھائیں اور حکم خداوندی کو

(قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ)

عملی جامہ پہنائیں ......!! تاکہ بے علم لوگ مقام توحید کی توہین نہ کریں۔ اور لوگ انہیں اللہ نہ کہیں ... تاکہ لوگ ان کی عبادت نہ شروع کردیں ... یہ حضرات خدا کی محبت میں سرشار ہیں کائنات میں کوئی شخص بھی ان کے برابر خدا سے محبت نہیں کرتا ہے ...... اگر کوئی شخص خدا کی توہین کرے تو یہ بہت زیادہ محزون ہوتے ہیں ... یہ اپنی تمام کوششیں اس بات پر صرف کردیتے ہیں کہ خدا کی کوئی توہین نہ کرے...... اور لوگوں کو توحید کی طرف لے آتے ہیں.........!!

یہ حضرات علیہ السلام اپنے کردار وگفتار بندگی کو ثابت کرتے ہیں اور مخلوق کے عواض اپنے اوپر طاری بھی کرتے ہیں ... اس کے باوجود لوگ انہیں اللہ کہتے ہیں ......!!! یہاں تک کہ لوگ نبی علیہ السلام یا آئمہ ھدیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پرور

دگار ہیں..... اگر یہ حضرات علیہم السلام ظاہری طور پر اپنے اوپر مخلوق والی صفات جاری وساری نہ کرتے تو نہیں معلوم کہ جاہل لوگ ان کو کیا سمجھتے..... ؟!!!

دلیل چہارم:۔ منکریں ولایت تکوینی کہتے ہیں کہ اگر امور تکوینی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام کے پاس ہوتے تو یہ حضرات کفار سے کیوں کہتے کہ یہ امور ہمارے پاس نہیں ہیں ......؟!! جیسا کہ سورہ اسریٰ کی آیت نمبر ۹۰ میں ہے وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا (۹۰)

حقیر کہتا ہے:۔ اس منکر ولایت نے آیت کا ترجمہ اپنی مرضی سے کیا ہے..... !اور اس نے اسکے ترجمہ میں اضافہ بھی کیا ہے.....!اب میں آیت کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تا کہ قاری محترم خود فیصلہ کر لے.....

وہ کہتے ہیں کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تو زمین سے ہمارے لیے چشمہ جاری نہ کرے..... !!یا یہ کہ آسمان کو ہمارے سر کے اوپر لے آؤ..... یا خدا کو فرشتوں کے ساتھ ہمارے لیے لے آؤ یا تیرے لیے دولت وزر کا مکان ہو .. یا تم آسمان کے اوپر جاؤ ہم تیرے آسمان کے اوپر جانے کا ایمان نہیں رکھتے ہیں.. یہاں تک ہمارے لیے آسمان سے کتاب نازل کرو..... !!!تا کہ ہم اس کتاب کو پڑھیں (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ ان کو جواب دو) کہہ دیجئے! میرا پروردگار منزہ ومبرا ہے (وہ فرشتوں کے ساتھ تمہارے پاس آئے)..... میں ایک فرد بشر ہوں جو کہ خدا کی طرف سے رسالت پر مبعوث کیا گیا ہوں..... الخ یعنی میں فرد بشر ہوں تو

میں کیسے تمہارے لیے خدا کو حاضر کروں؟! مگر کوئی ہے جو خدا کو حاضر کرے؟! کیا خدا جسم ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ حاضر ہو سکے؟!

کیا خدا نے سورہ حجر میں نہیں فرمایا! کہ جب ہم ملائکہ کو بھیجیں گے کسی کو مہلت نہیں دی جائے گی..... (یہی کچھ سورہ انعام میں بھی بیان کیا گیا ہے)

آیا آسمان کا زمین پر آنا نظام کائنات میں تحول ایجاد کرنا نہیں ہے؟! کہ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا بشر ہوں اور میں وحی کے تابع ہوں!!

کائنات عالم کی ہر شئی ء پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع فرمان ہے لیکن آپ کو خدا کے حاضر کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور آپ نظام آفرینش کو بھی تباہ و برباد نہیں کرنا چاہتے..... !! نظام دنیا کو بھی تبدیل نہیں کرتے ہیں۔ جب تک خدا نہ چاہے یہ حضرات کوئی فعل بھی انجام نہیں دیتے ہیں اس کے باوجود ان کے اختیار اپنی جگہ پر محفوظ ہیں۔..!!

دوسرے تقاضے ہر بشر کے مقدور میں ہیں۔ لیکن مقام نبوت و امامت کیلئے مناسب نہیں ہے۔....!اور یہ رسالت و نبوت کی علامت بھی نہیں ہے..... جیسا کہ اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔..!!

یہ واضح ہے: کہ انبیاء و مرسلین کی بعثت کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے.....!!

ثبوت نبوت، ملک، سلطنت، ریاست، اور ولایت، تکوینی ہدایات و ارشادات سے منافی نہیں رکھتی ہے.....! بلکہ یہ مقام نبوت اور رسالت کی تثبیت اور ثبوت ہے

......!! کیونکہ اگر لوگ خوارق عادات، معجزات دیکھتے ہیں تو ان کا عقیدہ امر دین میں راسخ ہو جاتا ہے خدا وند عالم نے حضرت یوسفؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ کو قدر معلوم کے مطابق سلطنت اور ولایت تکوینی اور ریاست عطا فرائی......!

لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی عترت طاہرہ علیہم السلام کو خداوند نے ملک عظیم عطا کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے !

دلیل پنجم: وہ کہتے ہیں خداوند عالم ولایت اور کائنات عالم کی سرپرستی کیلئے کافی نہیں ہے......؟! یا کافی ہے ؟! اگر کافی ہے تو ولایت غیر خدا عبث ہو جاتی ہے......اگر کافی بھی نہیں ہے تو اس کا بنایا ہوا ولی کافی نہیں ہے !اور خداوند اپنے ارادہ میں کسی کا محتاج نہیں ہے !الخ

ہم کہتے ہیں :۔خدا لوگوں کے اعمال لکھنے کیلئے کافی ہے یا کافی نہیں ہے؟ اگر کافی ہے تو اس نے دو فرشتوں کو مامور کیوں کیا ہے ؟!!!وہ ہر آدمی کے شب و روز کے اعمال لکھیں ......! جیسا کہ قرآنی آیات کی تصریح ہے . اور یہ بات بھی لغو ہو(نعوذ باللہ: ہم یہ کہیں کہ خدا لغو انجام دیتا ہے)

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ خدا بندوں کی حفاظت کیلئے کافی ہے یا نہیں ہے؟!(جواب مثبت ہے)جب خدا بندوں کی حفاظت کیلئے کافی ہے تو پھر بندوں کی حفاظت کیلئے فرشتوں کو کیوں بھیجا ہے؟! جیسا کہ نص قرآنی ہے

فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا (۵سورہ نازعات)

امر چلانے والوں کی قسم۔

آیا خدا تدبیر کے امور نہیں چلا سکتا ہے؟! کیا خدا فرشتوں کا محتاج ہے؟! بلکہ خدا ہر کام کیلئے کافی ہے اور محتاج نہیں ہے......وہ اس سے کہیں بلند و بالا ہے جو کچھ ظالم کہتے ہیں......!!

خدا نے مخلوق میں سے اپنے خاص بندوں کو چنا ہے اور انہیں فضیلت دی ہے......! ان پر خدا نے لا متناہی احسانات کیے ہیں......؟! خدا نے ان ہستیوں کو اپنی مثل اعلیٰ بنایا ہے......ان کا علم و قدرت...... خدا کے علم و قدرت کا نمونہ ہے **لاَیُسْــأَلُ عَمَّـا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْأَلُونَ** (۲۳: انبیاء)

خداوند قدوس خود خالق، زمین و آسمان کا محافظ اور ہر مخلوق کو زندہ رکھنے والا ہے......

(**کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَأْن** : سورہ رحمن) ہر دن اس کی نئی شان ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کائنات میں جو تصرف بھی کرتے ہیں وہ خدا کی عطا کردہ قدرت کے ساتھ کرتے ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ ان حضرات کی قدرت ذاتی ہے حق تعالیٰ اب کوئی کام بھی نہیں کر سکتا ہے یہ کفر ہے......!

خداوند عالم:۔ اپنے افعال میں مستقل ہے اس کی صفات کمالیہ ذاتی ہیں...... وہ ہر عیب و نقص سے مبرّہ و منزّہ ہے......! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اس کی مخلوق ہیں اور خدا نے ان پر اپنا سب سے زیادہ احسان کیا ہے کہ انکی ولایت و سلطنت کائنات عالم کی ہر شیء پر ہے......!!

حمد ہے خدا کی جس طرح وہ حمد کے لائق ہے اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے.....!!

اگر آپ مطالب گزشتہ ذہن نشین کر چکے ہیں تو آپ کیلئے دیگر دلائل باطلہ کا بطلان بھی ظاہر ہو جائے گا..... کیونکہ دلیلیں بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ اس لیے ہم نے ان کو ذکر کرنا اور جواب دینا بھی مناسب نہیں سمجھا ہے.... ان کے اس اعتراض کے جواب کے لیے ہماری گذشتہ بحث کافی ہے.....!! ہم یہاں پر ایک واقعہ نقل کر کے اپنا بیان ختم کرتے ہیں.....! ایک دن صبح کی نماز کے بعد تعقیبات میں مصروف تھا ایک سید آیا میرے سامنے بیٹھ گیا..... یہاں تک کہ میری تعقیبات ختم ہو گئی..... تو انہوں نے مجھے کہا کہ میرے چند سوال ہیں.... گذشتہ رات میں نے ایک شخص سے مباحثہ کیا ہے..... تو میں عرض کیا! ابھی تک یہ مسائل میں وارد نہیں ہوئے..... مجھے یہ بتائیے کہ آپ نے نماز صبح کے بعد حضرت زہراء علیہا السلام کی تسبیح کیوں نہیں پڑھی ہے؟! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو شخص بی بی پاک علیہا السلام کی تسبیح پڑھتا ہے وہ کبھی شقی نہیں ہوتا ہے.....!! یہ تسبیح نماز کے بعد ہزار رکعت نماز سے افضل ہے.....!! اور گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ ہے.... اس نے کہا میں اسے اب کبھی بھی ترک نہیں کروں گا..... میں نے عرض کیا: اپنے مسائل بیان کیجئے! اس نے کہا: کسی نے کہا ہے کہ یا ابا الفضل یا موسیٰ ابن جعفر علیہ السلام کہہ کر ان سے حاجت طلب صحیح نہیں ہے.....!! کیوں کہ خداوند قدوس قاضی الحاجات ہے اگر کوئی قاضی الحاجات ہو تو شرک لازم آتا ہے.....!! میں نے عرض کیا اور فرمایئے! اس نے کہا: (لولاک لما خلقت الافلاک) یہ حدیث

ٹھیک ہے؟! میں نے عرض کیا: اور فرمایئے اس نے کہا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا کلام ہے (نحن صنائع ربناو الخلق بعد صنائع لنا) ٹھیک ہے؟! اور اس کا مطلب کیا ہے؟!! میں نے عرض کیا اور بھی بتایئے اس نے کہا کیا آپ نے درسی کتاب میں ولایت پڑھی ہے؟! جو احادیث ان کتابوں میں نقل ہوئی ہیں آپ ان سے مطمئن ہوں......!!

کیا ان احادیث کو صحیح مانتے ہیں یا نہیں؟! میں نے عرض کیا اور بتایئے اس نے کہا ولایت تکوینی اور تشریعی کے بارے میں فقہاء اور مجتہدین کے بیانات کو آپ قبول کرتے ہیں یا نہیں؟!

میں نے عرض کیا: آپ کے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ کم از کم دوسو روایات میں وارد ہوا ہے کہ اپنے مومن بھائی کی مشکل کشائی کیا کرو......!!

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے مومن بھائی کی حاجت روائی کیلئے کوشش کرے گویا اس نے نو ہزار سال عبادت کی ہے......!!!

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی حاجت روائی کرنا ہزار حج مقبولہ سے افضل ہے......!

اگر کوئی مومن کسی مومن کی تین حاجتیں پوری کرے تو کیا اسے قاضی الحاجات کہنا ٹھیک نہیں ہے...... بلکہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اس مومن کا قاضی الحاجات ہے ......اگر ایک مومن اپنے آپ کو اس امر کیلئے تیار رکھے اور وہ مومنین کی حاجت روائی

کرتا ہوتو اسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ مومن مومنین کا قاضی الحاجات ہے.......!

اس نے کہا یہ بات ٹھیک بھی ہے اور یہ واضح بھی ہے......!

میں نے عرض کیا: ایک شخص نے دعا کی کتاب میں لکھا ہے کہ دعا کی شرائط یہ ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام سے توسل کیا جائے......اور توسل کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو آئمہ کے حق کا واسطہ دیا جائے کہ وہ حاجات پوری کرے...... اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی الحاجات صرف خدا ہے.......!! کسی اور کو قاضی الحاجات نہیں ہونا چاہیے...... اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا، عادل، عالم، قادر، مومن، سمیع وبصیر ہے......! لیکن کسی اور میں یہ صفات نہ ہوں.......!

''جی ہاں'' خدا اپنی قدرت ذاتیہ سے قاضی الحاجات ہے اور مخلوق اس کی عطا کردہ طاقت وقدرت سے دیگران کی حاجت روائی کرتی ہے......!

ضروری ہے کہ صاحب کتاب سے مدعاء کیا جائے! اگر خدا تمہیں دولت عطا کرے اور کوئی اہل علم تیرے پاس آئے اور تمہیں اس کی بات پر یقین ہو اور وہ کہے مجھے آپ سے ایک نہایت ہی اہم حاجت ہے تو آپ ضرور کہیں گے......! اگر میرے بس میں ہوئی تو میں ضرور انجام دونگا......! وہ شخص کہے کہ میں نے محلّہ کے دوکان دار کے پچاس روپے دینے ہیں اور نزدیک ہے کہ وہ مجھے رسوا کرے خدا نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا ہے آپ میرے حال پر رحم کریں......! تو یقیناً وہ کہے گا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے میں ابھی دے دیتا ہوں اور آپ اپنا قرض ادا کر دیں......! وہ صاحب مزید پوچھے اور کونسی حاجت ہے؟! اس نے کہا میں نادار آدمی ہوں میری جواں بیٹی ہے اس کی شادی

کا مسئلہ ہے......!وہ فرمائیں گے...... یہ بھی کوئی مشکل ہے یہ رقم لو اور اپنی بیٹی کی شادی کرو.... !

اس کے بعد مزید پوچھیں اور کوئی حاجت ہے تو بتایئے؟! ...... وہ کہے کہ میرا ایک بیٹا ہے اور وہ نہایت ہی مقدس ہے.... میں چاہتا ہوں کہ وہ طالب علم بن جائے اور کسی مدرسہ میں اس کو کمرہ دلوادیں......وہ آپ کیلئے ہمیشہ دعا گو رہے گا...... !!

وہ کہیں گے ٹھیک ہے اس کو کمرہ اور وظیفہ مل جائے گا.... وہ شخص اس کا شکریہ ادا کرے گا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے....

اگر ایک عام انسان اس عمل خیر سے قاضی الحاجات ہوسکتا ہے......!'' قاضی یعنی حاجت پوری کرنے والا'' اور حاجت جمع کا صیغہ ہے۔اس کا کم از کم تین پر اطلاق ہوتا ہے

پس:اگر آپ مومن کے قاضی الحاجات ہیں تو وہ کسی اور کے پاس نہ جائے اور نہ کسی دوسرے کے پاس اپنی حاجت بیان کرے......کمال تعجب ہے کہ اس شخص نے اپنے آپ کو تو قاضی الحاجات کہا ہے لیکن.... پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ......اور حضرت عباس علمدار علیہ السلام کو قاضی الحاجات نہیں مانتا.....!!!

یا اگر یہ کہو کہ یہ حضرات معصومین علیہم السلام دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں......اور جنت میں مقیم ہیں.... وہ دنیا کے حالات سے بے خبر ہیں.... وہ اب کسی کی حاجت روائی نہیں کر سکتے.... !یہ عقیدہ بطور قطع غلط ہے۔کیونکہ خداوند عالم نے ان ہستیوں کو

جو طاقت وقدرت عطا کی ہے وہ اس کے ذریعے ہرشیء پر دانا اور توانا تھے اور ہیں ......!!ان کا اس دنیا سے منتقل ہونا اس طرح ہے جس طرح کوئی شخص ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتا ہے......!ان کا علم وقدرت ذرہ برابر بھی نہ کم ہوئی اور نہ ہوگی...... بلکہ ہر وقت ہر آن زیادہ ہوتی ہے......اور مزید زیادہ ہوگی......!پس کس طرح ان کا قاضی الحاجات ہونا غلط ہے؟!اور یہ بات قطعاً غلط نہیں ہے خداوند عالم رحیم ہے ہم سب کو معاف فرمائے اور ہمیں معرفت کامل عطا فرمائے......آمین ثم آمین

میں مزید عرض کرتا ہوں......اگر غیر خدا سے حاجت طلب کرنا شرک ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام کیونکر دیگر اشخاص سے حاجت طلب کرتے ہیں......؟!جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

قَالَ يَاأَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ

تم میں ہے کوئی جو بلقیس کے آنے سے پہلے اس کا تخت حاضر کرے؟!
جنات کے عفریت نے کہا: میں تمہاری جگہ سے حرکت کرنے سے پہلے حاضر کر سکتا ہوں......!......(آصف بن برخیا نے تخت حاضر کیا تھا)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کیوں حاجت طلب کی تھی؟!اور ان سے فرمایا :مصر میں داخل ہوتے وقت تم لوگ مختلف دروازوں سے داخل ہونا......جیسا کہ سورہ یوسف میں مذکور ہے......!!

بات یہاں تک تو پہنچ ہی چکی ہے تو ہم تم سے ایک سوال کرتے ہیں

اگر خدا تمہیں ثروت مند بنادے اور کئی شہر کا مالک بھی بنادے اور ساتھ یہ حکم بھی فرما دے کہ ہر حاجت مند کی مدد بھی کرو...... اور اپنے ہمسایوں کا خیال بھی رکھو......! کسی سائل کو محروم نہ کرو...... اپنے اور اپنی اولاد کیلئے جو حلال ہے استفادہ کرو...... آیا مال و ثروت ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے؟! تم اس کے مالک نہیں ہو؟! کیا خدا کی تمہارے اوپر عطا خاص نہیں ہے؟! اور کیا تم اس میں خودمختار نہیں ہو جسے چاہوں عطا کرو اور جسے چاہو خالی لوٹادو......!

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ خداوند قدوس...... نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنوں، انسانوں، پرندوں، اور جانوروں کا سلطان بنایا ہے اور اس سے فرمایا ہے

هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۹ سورہ ص)

یہ ہماری عطا ہے۔ آپ کی مرضی کسی کو کچھ عطا کرو یا عطا نہ کرو۔!

آیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کرنے کا اختیار نہیں تھا...... ؟!

اب ہم کہتے ہیں جو حجۃ اللہ، خلیفۃ اللہ، امین اللہ اور کائنات عالم میں سب سے افضل، اشرف، اعلم، اور اقدر ہے اور اسے خدا نے دنیا و آخرت کا سلطان بادشاہ بنایا ہے وہ ہر شیء پر دانا اور توانا ہے۔ اور اس کے پاس عطا کے سارے اختیارات ہیں...... اس کی خدمت حاجت روائی کی درخواست کی جائے تو یہ کیسے شرک ہے......؟! درحالانکہ آیت مبارکہ کی تصریح ہے

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِکْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۹)

یہ بات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے بارے میں جاری ہے

تِلْکَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى (۲۲ نجم)

یہ تو بہت ہی نہ انصافی کی تقسیم ہے...... اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کا فیصلہ فرما...... ! تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے......

اور خدا کو وسیلہ کے ذریعے پکارا جائے...... قرآن مجید میں ہے!

(يَـاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۳۵)

اللہ کے پاس وسیلہ کے ساتھ آؤ...... !

یہ عمل اللہ کا محبوب اور پسندیدہ ہے اس لئے خدا نے اس کا حکم دیا ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے...... !

چند چیزوں کو مومن اپنے اور خدا کے درمیان وسیلہ قرار دیتا ہے......

اول: خدا کا کرم، جود، عفو، اور رحمت حق تعالیٰ ہے جیسا کہ بعض ادعیہ ماثورہ سے ثابت ہے

دوم: خدا کی ذات پر ایمان۔ جیسا کہ یہ ادعیہ شریفہ سے ثابت ہوتا ہے

سوم: قرآن مجید کو بھی اللہ کی طرف وسیلہ قرار دیا جا سکتا ہے

اور ان میں کوئی بھی اشکال وارد نہیں ہے......ان دلائل اور آئندہ روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے...... جیسا کہ واضح ہے۔

پس حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ قرار دینا روایات خاصہ اور عامہ میں تواتر کے ساتھ ثابت ہے...... اس میں سوائے جاہل کے کوئی اہل علم شک نہیں کرتا ہے......!

حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا وسیلہ ہونا واضحات روایات اور زیارت ماثورہ سے ثابت ہے...... (۱)

حضرت سجاد علیہ السلام نے حدیث میں فرمایا ہے:

جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو دیکھا تو خداوند عالم نے فرمایا: اے آدم! (**ھولاء خیار خلیفتی و کرام بریتی بھم اخذ و بھم اعطی و بھم اعاقب و بھم اثیب فتوسل الی بّھم یا آدم ...... الخ**)

(۱) حضرت آدم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ص کی عترت طاہرہ علیہم السلام کو وسیلہ بنایا تھا۔ بحار الانوار کمپانی ج ۵ ص ۲۶ بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۱ باب آئمہ ھدیٰ خلق اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں ج ۱۹ کتاب الدعاء ص ۶۲ باب فیہ التوسل بھم بحار الانوار ج ۲۲ ص ۲۸۶ بـاب کتـابۃ الـرقـاع للـحـوائج الـی الآئمۃ التوسل و الاستشناع بھم فی روحناتھم المقدسۃ علامہ نجفی مرعشی نے کتاب احقاق الحق کے حواشی جلد ۴ ص ۹۱ جلد ۹ ص ۱۰۴ اہر عامہ سے وہ رویات نقل ہوئی ہیں جن میں حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد علیہم السلام سے توسل کیا ہے۔ الفضائل الخمسہ ج ۱ ص ۱۷۰ الغدیر ج ۲ ص ۳۰۰ تاج الجامع الاصول الشیعۃ ج ۱ ص ۳۱۸ بحار الانوار کمپانی ج ۵۔ بحار کمپانی ج ۷ ص ۳۵۱

اے آدم علیہ السلام! یہ میری مخلوق میں سے سب سے بہترین مخلوق ہیں اور میرے پسندیدہ ہیں ۔میں ان کے ذریعے عطا کرتا ہوں اور ان کے ذریعے لیتا ہوں۔ انکے ذریعے سزا دیتا ہوں

......اے آدم! ان سے توسل کرو......اپنی مشکلات میں ان حضرات علیہم السلام کو اپنا شفیع بناؤ ......کیونکہ میں نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے کہ جو بھی مجھے انکا واسطہ دے گا میں انہیں خالی نہیں لوٹاؤں گا......اور جو بھی ان کے ذریعے سوال کرے گا......میں اس کا سوال رد نہیں کروں گا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت میں قبر مطہر کے سامنے پڑھتے ہیں:

(انت وسیلتی الی اللہ تعالیٰ)

آپ علیہ السلام خدا کی طرف میرا وسیلہ ہیں......!!!

اور یہ بھی عرض کیا جاتا ہے!

(بک اتوسل الی اللہ)

خدا کی طرف تجھ سے توسل کرتا ہوں......!

دعا علقمہ: جو زیارت عاشور کے بعد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حکم سے پڑھی جاتی ہے ۔اس میں ہے

(فانّی بھم اتوجہ الیک)

میں ان ہستیوں کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں......!

فی مقامی ھذا وبھم اتوسل و بھم اتشفع الخ ......

میں ان کے ذریعے توسل کرتا ہوں اور میں ان کو اپنا شفیع قرار دیتا ہوں..... الخ

حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کی زیارت میں ہے

(واتوسل الیک یا رب بامامنا) الخ

اے میرے اللہ! میں تیری طرف اپنے امام علیہ السلام کے ذریعے متوجہ ہوتا ہوں اور توسل کرتا ہوں...... حضرت امام زمانہ علیہ السلام عج کی زیارت میں ہے

(فانی اتوسل بک و بآبائک الطاھرین الی اللہ تعالی)

اے میرے اللہ: میں اپنے امام زمانہ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے آبائے طاہرین علیہم السلام کے ذریعے تجھ سے متوسل ہوتا ہوں......

دوسرے سوال کا جواب:۔ اس نے پوچھا تھا کہ یہ: **لولاک لما خلقت الافلاک۔** صحیح ہے؟!

میں نے عرض کیا: جی ہاں...... یہ حدیث صحیح ہے......

اس میں کوئی شک نہیں ہے...... کہ تمام موجودات عالم کی تخلیق چہاردہ معصومین علیہم السلام کی وجہ سے ہوئی ہے......(اگر یہ ہستیاں نہ ہوتیں تو خدا کسی شیء کو خلق نہ فرماتا......) اس بات کو خاصہ اور عامہ دونوں سے نقل کیا ہے...... بہت زیادہ روایات کی تصریح بھی اس بات کی دلیل ہے......

ہم نے تمام روایات کو مستدرک سفینۃ البحار میں نقل کیا ہے......(۱)

تیسرے سوال کا جواب: میرے مولا امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے ..(انا صنائع ربنا و الخلق بعد صنائع لنا)

ہم اللہ کی صنعت ہیں اس کے بعد مخلوق ہماری صنعت ہے

.....یہ کلام کاملاً صحیح ہے .. جو اس کلام میں شک کرتا ہے ...وہ گناہ گار ہوتا ہے.....یہ میرے مولا کا وہ فرمان ہے..... جو آپ علیہ السلام نے حاکم شام کے مکتوب میں تحریر کیا تھا... !!اس فرمان کو سید رضیؒ نے نہج البلاغہ میں نقل کیا ہے...

اور شیخ طبرسیؒ نے شہرہ آفاق کتاب ''الاحتجاج'' میں نقل کیا ہے....

یہ مولا کا صحیح اور مستند کلام ہے......

شارحین نہج البلاغہ مانند ابن ابی الحدید ... ،ابن میثم نے اس کی شرح لکھی ہے اور دیگر علماء نے بھی اس جملے کی شرح میں علمی.....ادبی.....جوہر دکھائے ہیں ....

(۱) بحار الانوار کمپانی ج۶ ص ۷۔ جلد ۱۴ ص ۴۸ جلد ۹ ص ۱۴۴ جلد ۳۶ ص ۳۰۲ جلد ۳۸ ص ۸۱ جلد ۱۵ ص ۱۲

علل الشرائع، عیون اخبار الرضا۔ کمال الدین۔ بحار الانوار ج ۳۶ ص ۳۳۷

کتاب مجمع النورین للمرندی ص ۱۴

فلاح السائل ص ۴۴

الاقبال ص ۸۵

الغدیر جلد ۲ ص ۳۰۰

علامہ حبیب اللہ خوئی نے...... نہج البلاغہ کی شرح میں اس جملہ .... کے ذیل میں تحریر کیا ہے کہ .... اعثم کوفی نے اپنی کتاب ''فتوح'' ص ۱۵۷ طبع بمبئی میں نقل کیا ہے......

احمد بن علی قلقشندی نے اپنی کتاب : ''صبح اعشیٰ'' طبع مصر میں نقل کیا ہے

.... شھاب الدین نے اپنی کتاب نھایۃ الارب ج ۷ میں نقل کیا ہے......

علامہ محمد باقر مجلسیؒ نے یہ مکتوب نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ....

ھذا کلام مشتمل علی اسرار عجیب من غرائب شائھم التی تعجز عنھا العقول و لتکلم علی مایمکننا انھارہ و الخوص فیة

یہ کلام جناب امیر علیہ السلام کے اسرار عجیبہ پر مشتمل ہے.....اور یہ غرائب ان کی شان میں سے ہیں .... اور ان تک عقل نہیں پہنچ سکتی ہے.... اور فہم ان کے ادراک سے عاجز ہے. ....اور ہم اپنی عقل اور فہم کے مطابق اس کو آشکار کرتے ہیں.....!! ہم عرض کرتے ہیں ....! صنائع ، جمع کا صیغہ ہے اس کی واحد ''صنیعہ'' ہے. ....یعنی بادشاہ.... یعنی وہ ہستی کہ جس کو اپنے لیے چنا گیا ہو.... !!! اور اس کا مقام و مرتبہ بلند کیا گیا ہو.... اور اس کی تربیت بھی .... اپنی مرضی کے مطابق کی گئی ہو

جیسا کہ قرآن پاک میں ہے. .... کہ ارشاد رب العزت ہے .... اور خداوند عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے کہا.

وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِی (۴۱:طٰہ)

میں نے اپنے لیے چنا ہے .....اور میں نے اپنی مرضی کے مطابق تیری تربیت کی ہے .... اس کا نتیجہ یہ ہے..... ان کے اور اللہ کے درمیان بشر کا واسطہ نہیں ہے.... بلکہ اللہ اور مخلوق کے درمیان یہ واسطہ ہیں

ممکن ہے کہ ناس سے مراد بعض لوگ ہوں .... یعنی بعض ہمارے چنے ہوئے لوگ......!!

ابن میثم بحرانی:

علمائے امامیہ کے اساطین میں سے ہیں ......

انہوں نے ان کلمات کی شرح میں بیان کیا ہے کہ...... یہ نعمت الٰہی کے نزول کی جگہ ہیں..... ان تک خدا کا لطف واحسان بغیر کسی واسطہ کے جاری وساری ہے لیکن تمام موجودات عالم کو نعمت الٰہی ان سے ملتی ہیں.... گویا تمام لوگ ان کے پروردہ ہیں بعض علماء نے کہا ہے......

اس جملہ کا یہ مطلب ہے..... !ہم اللہ کی مخلوق ہیں اور لوگ ہمارے بنائے گئے ہیں ......کیوں کہ "لنا" والی جولام ہے.... وہ لام منفعت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

..... **هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِیعًا** سورہ بقرہ ۲۹

جو کچھ زمین میں ہے.... وہ تمہارے لیے بنایا گیا ہے. ...یعنی خدا نے لوگوں کو ہمارے لیے بنایا ہے...... !!

لیکن یہ جو حضرت ولی العصر علیہ السلام عج کی توقیع مبارک کے مطابق نہیں ہے ......!! آپ علیہ السلام نے فرمایا: (نحن صنائع ربنا و الخلق بعد صنائعنا) (۱)

ہم اللہ کی صنعت ہیں اور بعد میں مخلوق ہماری صنعت ہے...... !!!

اس توقیع مبارکہ میں "نـــاس" کی جگہ خلق کا لفظ آیا ہے..... اور لفظ خلق عام

ہے..... اور سب کو شامل ہے..... اوراس میں ''لام'' بھی نہیں ہے.....اور یہ توقیع مبارک حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کی اس معنی کی تائید کرتی ہے..... جو معنی علمائے حقہ نے بیان کیا ہے.....یعنی ہم خدا کی مخلوق و مصنوع اور مخلوق ہیں اور لوگ ہمارے مصنوع ہیں..... اس معنی پر علماء نے دلائل بھی پیش کیے ہیں..... اور ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم اس بات پر ایمان رکھیں جو انہوں نے فرمائی ہے.....اگرچہ ہم اس بات کی شرح جاننے سے قاصر ہیں.....!!

مسئلہ چہارم:

میں نے درسی کتابوں میں ولایت پڑھی ہوئی ہے.....!لیکن میں ان کی احادیث کو قبول نہیں کرتا ہوں.....میرا یہ خیال ہے.....کہ کسی اور نے احادیث اپنی طرف سے اس کتاب میں شامل کردیں ہیں..... کتاب کے مصنف کو اس بات پر اعتماد ہے..... اس نے بغیر چھان بین کے.....مصادر کی تحقیق کے بغیر نقل کردیں.....کیونکہ جو روایات اس کتاب میں ہیں.....وہ کبھی آخر میں.....کبھی اول میں.....کبھی اوسط میں .....صاحب کتاب کے عقائد کے بھی خلاف ہیں.....!!

بطور نمونہ:

اس کے چند اشتباہات پیش خدمت ہیں.....!!

اول: اسماعیل بن عبد العزیز نے کہا ہے.....کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے..... فرمایا: بیت الخلاء میں پانی کا آفتابہ رکھو.....!!میں نے پانی کا آفتابہ رکھا

.....اور آپ علیہ السلام استراح میں تشریف لے گئے.....تو میرے ذہن میں خیال آیا.....کیا امام علیہ السلام بھی بیت الخلاء میں جاتے ہیں.....؟!!!

میرے مولا علیہ السلام فوراً واپس آئے اور فرمایا.....اے اسماعیل! ہمیں خدا کی مخلوق سمجھو(**فقولو افینا ماشئتم فلن .....**)

ہماری فضیلت میں جو کچھ کہنا چاہو کہہ سکتے ہو.....اور تم ہرگز ہماری حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہو.....!! درحالانکہ اس کم علم اور جاہل نے فقط حدیث کا پہلا حصہ نقل[1] کیا ہے۔ کہ ہمیں اللہ کی مخلوق سمجھو اور دوسرا اس لیے نقل نہیں کیا کہ اس کے علاوہ باطلہ کو رد کرنے کے لیے برھان قاطع ہے.....!

نکتہ: آپ نے مصلحتاً ایسا کیا ہے۔ اور اس میں جو وجہ صاف نظر آئی وہ ہے کہ اسرار قلوب سے بھی واقف ہیں علم غیب بھی جانتے ہیں.....

افسوس ہے کہ اس شخص نے امام کی حدیث پوری طرح نقل بھی نہیں کی

دوم: دوسری روایت حضرت صادق آل محمد علیہم السلام سے نقل کی ہے۔ اس روایت سے پہلا، درمیانی اور آخری حصہ نقل نہیں کیا ہے۔ اس پوری روایت میں امام.....کی نظر مغیرہ بن سعید پر تھی۔ وہ ایک یہودی.....عورت سے جادہ اور شعبدہ کا علم حاصل کرتا تھا.....اور اس نے کئی باطل دعویٰ کیے تھے.....

---

(۱) یہ توقیع مبارکہ نہایت ہی معتبر ہے۔ یہ مکمل طور پر غیبت طوسی ص ۱۸۴ ہے۔ شیخ طبرسی نے مکمل طور پر اس کو نقل کیا ہے۔ بحار الانوار جلد ۱۳ ص ۲۴۴ جلد ۵۳ ص ۱۷۸

اور اس ایک اور خبیث تھا ان دونوں پر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے لعنت کی ہے.... اور ان دونوں سے بیزار رہنے کا حکم دیا ہے......!

سوم: اس نے اس جملہ کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے.... !

(انکم تقدرون ارزاق العباد فقال واللہ ما یقدر ارزاقنا الا اللہ الخ......)

اس نے یقدر اور تقدرون دونوں کو ثلاثی مجرد سمجھا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے قدرت و توانائی ہے اس نے دونوں موارد میں اشتباہ کیا ہے.....عباد جمع کا صیغہ ہے یقدر اور تقدرون ثالثی مجرد نہیں ہیں بلکہ باب تفعیل میں سے ہیں......!

یعنی تم بندوں کی روزی تقدیر کرتے ہو (یعنی لوگوں کی روزی معین کرنا تمہارا کام ہے)

امام نے یہ فرمایا ہے واللہ! تمام روزی فقط امام معین کرتا ہے.... !

واضح رہے کہ روزی پوشاک اور خوراک میں منحصر نہیں ہے......! بلکہ قرآن آیات اور آل محمد علیہم السلام کی تفسیر سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ رزق عام ہے جو تمام نعمت ظاہری اور باطنی کو شامل ہے.... پس جو نعمات الٰہیہ خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اور دیگر مخلوقات کو ملتی ہیں وہ ایک معین مقدار کے مطابق ملتی ہیں.... ! جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ:

''مجھے بھی طعام کی ضرورت ہے'' واضح ہے..... کہ یہاں مقام بندگی کو

ظاہر کیا گیا ہے......! یہ حضرات علیہم السلام کردار و گفتار سے اپنی ہر بات ثابت کرتے ہیں ... یہ طاقت، قدرت توانائی اور ولایت کے ذریعے امور انجام نہیں دیتے.... مگر جب معجزہ دکھانا مطلوب ہو...... ! یا جب باطل کو مارنا اور حق کو زندہ رکھنا مقصود ہو......

مسئلہ پنجم کا جواب: جی ہاں...... فقہاء اور مجتہدین جو قرآن اور اہل بیت رسول علیہم السلام سے متمسک ہیں...... نے ولایت تکوینی اور تشریعی کے بارے کلمات اور جملات کہے ہیں...... ! حقیر چند کلمات جو کہ قرآن مجید اور عترت طاہرہ علیہم السلام کے تابع ہیں آپ کے لیے نقل کر رہا ہے......

کلمات سید ابن طاؤس

کلمات علامہ محقق فقیہہ سبزواری صاحب ذخیرہ جو کہ پہلے گزر چکا ہے کلمات علامہ حبیب اللہ خوئی: نے شرح نہج البلاغہ: جلد ۱۸ ص ۵۵ خطبہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شرح میں فرمایا: جب میرے مولا علیہ السلام جنگ صفین میں معاویہ کے آنے والے حالات بتا رہے تھے...... آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں...... اے معاویہ! تو اسی طرح کرے گا......

آپ علیہ السلام نے اس لیے فرمایا تھا: گویا دیکھ رہا ہوں.... !! کہ زمان و مکان ، اجسام و اجساد ہماری آنکھوں کے سامنے حجاب نہیں بن سکتے...... !!

یعنی گذشتہ آئندہ اور تمام صفحات زمین کو دیکھتے ہیں...... یہ پہاڑ ہمارے سامنے حجاب نہیں بن سکتے......

کیونکہ ہم اللہ کی طرف کائنات عالم پر اللہ کی طرف سے حجت اور گواہ ہیں۔

پس یہ چیزیں ہمارے لیے حجاب نہیں بن سکتیں......!!

حقیر کہتا ہے: روایات غیبیہ بہت زیادہ ہیں جن میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام یہ فرماتے ہیں کہ گویا ہم دیکھ رہے ہیں......

خداوند عالم نے ان آیات شریفہ میں گذشتہ واقعات، عالم برزخ اور قیامت کا ذکر کیا ہے... اور ان تمام واقعات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو...... ان کی طرف متوجہ کیا ہے......!! اور فرمایا

ہے... آپ دیکھئے! وہ کیا کرتے ہیں... کیا کہتے ہیں ...... اور کس طرح جھوٹ بولتے ہیں......!!

(یہ دلیل ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعات پہلے سے جانتے تھے)

عالم کامل سید محمد حسن میر جیانی: نے اپنی نظم میں وصف امام بیان فرمائے ہیں

بدر فی السماء العظمة ___ منظومة الکون به منتظمة

آسمان پر عظمت والا چاند ہیں اور نظام کائنات چلانے والے ہیں

واسطة فی عالم الوجود ___ بین ممکونات والعبود

اللہ اور موجودات عالم کے درمیان واسطہ ہیں

قطب رحی عوالم الایجاد ___ میزان عدل الله فی المعاد

عالم ایجاد میں قطب میں اور آخرت کے عدل کا میزان ہیں

امر نظام الکون طرا بیدہ ___ بامرہ و فیض مددہ

اللہ کے حکم سے نظام کائنات چلاتے ہیں اور لوگوں کو فیض دیتے ہیں

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے القابات میں بیان فرماتے ھیں

ناطم امر الکون عز المومنین ___ مدبر الامور و الحصن الحصین

ناظم کائنات (امام) مومنین کی عزت اور ان کے لیے مضبوط قلعہ ہیں

یہاں تک کہ فرمایا:

و محسور الکون مدار الدھر ___ و مصدر الامر قوی القھر

کائنات کا محور اور زمانہ کا مدار ہیں۔ امر خدا کا مصدر اور غالب ہیں......

صاحب کفایۃ الموحدین نے شبہہ پنجم کے جواب میں فرمایا ہے: جب آیت ولایت نازل ہوئی تو مخالفین نے کہا کہ جناب امیر نے وہ انگوٹھی کہاں سے لی تھی.....؟!!

صاحب کفایۃ الموحدین نے جواب یہ دیا ہے:۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل طاہرہ علیہم السلام تمام زمین اور آسمانوں میں سب سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں......!! زمین و آسمان کے تمام خزانے ان کے دست مبارک میں ہیں......

استاد الکل فی الکل الشیخ مرتضیٰ انصاری

اپنی کتاب مکاسب میں فرماتے ہیں....

اولیاء اولی بالتصرف ہیں......اصل یہ ہے کہ عدم ثبوت ولایت ہے کہ کوئی چیز

حاصل کی جائے لیکن ہم نے اس اصل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خارج کیا ہے۔ کیونکہ ادلہ اربع سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ حضرات کائنات پر ولایت کلیہ الٰہیہ مطلقہ کے وارث ہیں......!!

اس کے انہوں آیات وروایات کو بیان کرنا شروع کیا ہے...... یہاں تک وہ کہتے ہیں......! ہمارا مقصود یہ ہے کہ...... ہم اس گمان کو دور کریں جو یہ ہے کہ ان حضرات علیہم السلام کی اطاعت فقط امور شریعت میں واجب ہے......

جو کچھ تحقیق تتبع کے بعد ادلہ اربع سے حاصل ہوتا ہے...... وہ یہ ہے کہ: ان

الامام سلطنة مطلقة على الرعية من قبل الله تعالى و ان تصرفهم فافذعلى الرعية ما من مطلقة ...... الخ

یقیناً امام رعیت پر اللہ کی طرف سے مطلق العنان سلطان وبادشاہ ہوتا ہے...... اور اس کا تصرف کائنات میں نافذ ہوتا ہے...... چاہے وہ زمانہ ماضی میں ہی کیوں نہ ہو...... (یعنی ماضی، حال، استقبال امام علیہ السلام کیلئے برابر ہوتے ہیں)

العلامة المحقق المرجع الدينى الميرزا محمدحسين الغروى النائنى

نے مکاسب میں علامہ شیخ محمد تقی آملی کے قلم سے جلد۲ ص ۳۳۲ سے نقل کیا ہے...... ہم نے اصل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... کے لیے ثابت کی ہے ......جس کے لیے ولایت کبریٰ دین ودنیا میں ثابت ہو...... کیونکہ اصلی ولایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

اور اس ایک اور خبیث تھا ان دونوں پر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے لعنت کی ہے۔ ..اور ان دونوں سے بیزار رہنے کا حکم دیا ہے......!

سوم: اس نے اس جملہ کا ترجمہ بھی غلط کیا ہے......!

(انکم تقدرون ارزاق العباد فقال والله ما یقدر ارزاقنا الا الله الخ......)

اس نے یقدر اور تقدرون دونوں کو ثلاثی مجرد سمجھا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے قدرت و توانائی ہے اس نے دونوں موارد میں اشتباہ کیا ہے......عباد جمع کا صیغہ ہے یقدر اور تقدرون ثالثی مجرد نہیں ہیں بلکہ باب تفعیل میں سے ہیں.....!

یعنی تم بندوں کی روزی تقدیر کرتے ہو (یعنی لوگوں کی روزی معین کرنا تمہارا کام ہے)

امام نے یہ فرمایا ہے واللہ! تمام روزی فقط امام معین کرتا ہے.....!

واضح رہے کہ روزی پوشاک اور خوراک میں منحصر نہیں ہے.....! بلکہ قرآن آیات اور آل محمد علیہم السلام کی تفسیر سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ رزق عام ہے جو تمام نعمت ظاہری اور باطنی کو شامل ہے.......پس جو نعمات الٰہیہ خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اور دیگر مخلوقات کو ملتی ہیں وہ ایک معین مقدار کے مطابق ملتی ہیں.......! جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ:

"مجھے بھی طعام کی ضرورت ہے"......واضح ہے.....کہ یہاں مقام بندگی کو

ظاہر کیا گیا ہے...... ! یہ حضرات علیہم السلام کردار و گفتار سے اپنی ہر بات ثابت کرتے ہیں ...... یہ طاقت، قدرت توانائی اور ولایت کے ذریعے امور انجام نہیں دیتے...... مگر جب معجزہ دکھانا مطلوب ہو...... ! یا جب باطل کو مارنا اور حق کو زندہ رکھنا مقصود ہو......

مسئلہ پنجم کا جواب: جی ہاں...... فقہاء اور مجتہدین جو قرآن اور اہل بیت رسول علیہم السلام سے متمسک ہیں...... نے ولایت تکوینی اور تشریعی کے بارے کلمات اور جملات کہے ہیں...... ! حقیر چند کلمات جو کہ قرآن مجید اور عترت طاہرہ علیہم السلام کے تابع ہیں آپ کے لیے نقل کر رہا ہے......

کلمات سید ابن طاؤس

کلمات علامہ محقق فقیہہ سبزواری صاحب ذخیرہ جو کہ پہلے گزر چکا ہے کلمات علامہ حبیب اللہ خوئی: نے شرح نہج البلاغہ: جلد ۱۸ص ۵۵ خطبہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شرح میں فرمایا: جب میرے مولا علیہ السلام جنگ صفین میں معاویہ کے آنے والے حالات بتا رہے تھے...... آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں...... اے معاویہ! تو اسی طرح کرے گا......

آپ علیہ السلام نے اس لیے فرمایا تھا: گویا دیکھ رہا ہوں...... !! کہ زمان و مکان، اجسام و اجساد ہماری آنکھوں کے سامنے حجاب نہیں بن سکتے...... !!

یعنی گذشتہ آئندہ اور تمام صفحات زمین کو دیکھتے ہیں...... یہ پہاڑ ہمارے سامنے حجاب نہیں بن سکتے......

کیونکہ ہم اللہ کی طرف کائنات عالم پر اللہ کی طرف سے حجت اور گواہ ہیں۔

پس یہ چیزیں ہمارے لیے حجاب نہیں بن سکتیں......!!

حقیر کہتا ہے: روایات غیبیہ بہت زیادہ ہیں جن میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام یہ فرماتے ہیں کہ گویا ہم دیکھ رہے ہیں...

خداوند عالم نے ان آیات شریفہ میں گذشتہ واقعات، عالم برزخ اور قیامت کا ذکر کیا ہے...... اور ان تمام واقعات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو......ان کی طرف متوجہ کیا ہے... !!اور فرمایا

ہے......آپ دیکھئے !وہ کیا کرتے ہیں......کیا کہتے ہیں ......اور کس طرح جھوٹ بولتے ہیں......!!

(یہ دلیل ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ واقعات پہلے سے جانتے تھے)

عالم کامل سید محمد حسن میر جیانی: نے اپنی نظم میں وصف امام بیان فرمائے ہیں

بدر فی السماء العظمة ___ منظومة الکون به منتظمة

آسمان پر عظمت والا چاند ہیں اور نظام کائنات چلانے والے ہیں

واسطة فی عالم الوجود ___ بین المکونات والعبود

اللہ اور موجودات عالم کے درمیان واسطہ ہیں

قطب رحی عوالم الایجاد ___ میزان عدل الله فی المعاد

عالم ایجاد میں قطب میں اور آخرت کے عدل کا میزان ہیں

امر نظام الکون طر ابیدہ ___ بامرہ و فیض مددہ

اللہ کے حکم سے نظام کائنات چلاتے ہیں اور لوگوں کو فیض دیتے ہیں

حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے القابات میں بیان فرماتے ھیں

ناظم امر الکون عز المومنین ___ مدبر الامور والحصن الحصین

ناظم کائنات (امام) مومنین کی عزت اور ان کے لیے مضبوط قلعہ ہیں

یہاں تک کہ فرمایا:

و محسور الکون مدار الدھر ___ و مصدر الامر قوی القھر

کائنات کا محور اور زمانہ کا مدار ہیں۔ امر خدا کا مصدر اور غالب ہیں......

صاحب کفایۃ الموحدین نے شبیہ پنجم کے جواب میں فرمایا ہے: جب آیت ولایت نازل ہوئی تو مخالفین نے کہا کہ جناب امیر نے وہ انگوٹھی کہاں سے لی تھی.... ؟!!

صاحب کفایۃ الموحدین نے جواب یہ دیا ہے:۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل طاہرہ علیہم السلام تمام زمین اور آسمانوں میں سب سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں.... !!زمین و آسمان کے تمام خزانے ان کے دست مبارک میں ہیں......

استاد الکل فی الکل الشیخ مرتضیٰ انصاری

اپنی کتاب مکاسب میں فرماتے ہیں......

اولیاء اولی بالتصرف ہیں... اصل یہ ہے کہ عدم ثبوت ولایت ہے کہ کوئی چیز

حاصل کی جائے لیکن ہم نے اس اصل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدی علیہم السلام کو خارج کیا ہے۔ کیونکہ ادلہ اربع سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ حضرات کائنات پر ولایت کلیہ الٰہیہ مطلقہ کے وارث ہیں......!!

اس کے انہوں آیات وروایات کو بیان کرنا شروع کیا ہے۔..... یہاں تک وہ کہتے ہیں...... !ہمارا مقصود یہ ہے کہ...... ہم اس گمان کو دور کریں جو یہ ہے کہ ان حضرات علیہم السلام کی اطاعت فقط امور شریعت میں واجب ہے......

جو کچھ تحقیق تتبع کے بعد ادلہ اربع سے حاصل ہوتا ہے...... وہ یہ ہے کہ: ان

الامام سلطنة مطلقة على الوعية من قبل الله تعالى و ان تصرفهم فافذعلى الرعية ما من مطلقة ...... الخ

یقیناً امام رعیت پر اللہ کی طرف سے مطلق العنان سلطان و بادشاہ ہوتا ہے...... اور اس کا تصرف کائنات میں نافذ ہوتا ہے...... چاہے وہ زمانہ ماضی میں ہی کیوں نہ ہو ...... (یعنی ماضی، حال، استقبال امام علیہ السلام کیلئے برابر ہوتے ہیں)

العلامة المحقق المرجع الدينى الميرزا محمدحسين الغروى النائنى

نے مکاسب میں علامہ شیخ محمد تقی آملی کے قلم سے جلد۲ص۳۳۲ سے نقل کیا ہے...... ہم نے اصل سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... کے لیے ثابت کی ہے ......جس کے لیے ولایت کبریٰ دین و دنیا میں ثابت ہو...... کیونکہ اصلی ولایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے ثابت ہے......

جان لو! ان حضرات کی ولایت کے دو مرتبہ ہیں ......ایک ولایت تکوینی ہے......اور یہ کائنات ان کے مسخر اور ان کے ارادے و مشیت کے تابع ہے......

جیسا کہ حضرت حجۃ کی زیارت میں ہے......

''مامنا شیء الا و انتم له السبب''

ہمارے لیے کوئی بھی شیء ایسی نہیں ہے......جس کے لیے آپ حضرات سبب نہ ہوں......

کیوں کہ یہ حضرات اللہ کی صفات اور اسماء کے مظہر ہیں ......تو ان کا قول و فعل اللہ کا قول و فعل ہے......!

ولایت کا یہ رتبہ ان حضرات کیساتھ مختص ہے......ان کے علاوہ کسی اور کو یہ عطا نہیں ہوا......!!

کیونکہ ان کی ذوات نورانیہ اور نفوس مقدسہ اس ولایت تکوینہ کا تقاضا کرتے ہیں......

دوسرا مرتبہ......ولایت تشریعی ہے...... یہ بھی ولایت الٰہیہ ہے......یہ بھی خدا کے طرف سے ان حضرات علیہم السلام کیلئے ثابت ہے......!اس کا مطلب یہ ہے کہ:

ہر شیء پر شرعی طور سے انکی اطاعت کرنا واجب ہے......اور یہ لوگوں سے زیادہ ان پر حق تصرف رکھتے ہیں ......!!ان دو رتبوں میں فرق ظاہر ہے...... کیونکہ ولایت تکوینی اور تشریعی دونوں عالم تشریع میں ثابت ہیں ...... اگر چہ تشریعی اس لیے ثابت ہوتی ہے......جس کے لیے پہلے ولایت تکوینی ثابت ہو......!

علامہ الکامل فقیہ العصر الحاج میرزا حسن البجنوردی: نے اپنی کتاب منتھی الاصول ج ۲ ص ۴۰۶ میں بیان فرمایا ہے......

تیسرا امر......

ولایت، خلافت، امامت اور نبوت میں ہے۔ ان تمام کی چند قسمیں ہیں......

ولایت تکوینیہ، ولایت تشریعیہ،

ولایت تکوینیہ:۔ نفس علم وعمل با عطاء الٰہی کے ذریعے بغیر کسی کوشش کے بلکہ استداد ذاتی، جوہر کی نفاست اور طینت کی بلندی کی وجہ سے کمال کے اعلیٰ مراتب سے اور ذی الجلال کے قرب کے مدارج تک...... جاتا ہے......اس حیثیت سے کہ وہ سنتا ہے...... یہ حضرات سنتے ہیں ......اور جو کچھ وہ دیکھتا ہے ...... یہ حضرات بھی دیکھتے ہیں ......!...... یہ ولایت کا وہ درجہ ہے جس کو خدا نے قران میں اپنی ولایت کے ساتھ بیان فرمایا ہے......فرمایا:

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (۵۵).

اس ولایت کا مطلب یہ ہے کہ کائنات عالم میں حق تصرف رکھتے ہیں ......زمین وآسمان ان کے تابع ہے......اس ولایت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ زندہ کرتے تھے......اور مریضوں کو شفاء دیتے تھے......

اسی ولایت کے ذریعے چاند کے دو ٹکڑے کیے گئے......اور اسی ولایت کے

ذریعے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام معجزات رونما کرتے ہیں......اور یہ ولایت تکوینیہ امر خلافت و امامت میں جاری ہوتی ہیں......

ولایت تشریعہ:۔

یہ ولایت عامہ ہے جس طرح سلطان عادل کی ولایت ہوتی ہے......اور وہ نبی اکرم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں......

اور بعض مومنین کیلئے بھی ولایت تکوینہ ثابت ہو جاتی ہے......جس طرح حضرت سلمانؑ علیہ السلام فارسی ہیں......

جو شخص مزید ملاقات کا خواہش مند ہو وہ مراۃ العقول کا مطالعہ کرے......

شیخ البھائی: قدس سرہ الشریف نے اپنے قصیدہ وسیلۃ الفوز والامان فی مدح صاحب الزمانؑ میں بیان فرمایا ہے......

خلیفۃ رب العالمین و ظلہ　　　علی ساکن الغراء من کل دیار

آپ اللہ کا خلیفہ اور کائنات عالم میں ہر شخص پر اللہ کا سایہ ہیں

علوم الوریٰ فی جنب ابحر عملہ　　　کغرفۃ کف او کغمسۃ منقاد

کائنات عالم کے علوم آپ کے پہلو میں اس طرح ہیں جس طرح چلو مین پانی ہوتا ہے

باشراقھا کل العوالم اشرقت　　لمالاح فی الکونین من نورھا الساری

کائنات عالم کا ہر نور آپ کی وجہ سے ہے اور کونین کو روشنی آپ ہی عطا کرتے ہیں

و مقتدر لو کلف الصم نطقھا   باجذارھا فاھت الیہ باجذار

یہ وہ کریم ہیں جو ہر حاجت مند کی حاجت روائی کرتے ہیں اور حتیٰ کہ گونگے کو نطق عطا کرتے ہیں......

میرزا ابوالفضل تہرانی: (متوفی ۱۳۱۶) نے حضرت حجۃ علیہ السلام کی مدح سرائی میں کہا ہے

لا سیما مھدیھم بدر الدجیٰ   ومن الیہ المشتکیٰ و الملتجیٰ

سلطان اھل الارض و السماء   ومالک ازمۃ القضاء

خصوصاً امام زمانہ علیہ السلام چودہویں کا چاند ہیں......مشکلات میں ہمارے ملجا و ماویٰ ہیں زمین و آسمان کے بادشاہ و مالک ہیں......اور لوگوں کی مشکل کشائی ان کے ذمے ہے......

سلطان کربلا حضرت حسین علیہ السلام کی شان میں کہا ہے

و من فوض اللہ امر الوجود   قبضاً و بسطاً الی راحتہ ز

خداوند عالم نے نظام کائنات حضرت امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیا ہے...... مارنا، زندہ کرنا، رزق، کم کرنا زیادہ کرنا، ان کے ہاتھ میں ہے......

مدار الوجود وقطب السعود   ومن جملۃ الخلق فی جوزتہ

وجود کا دار و مدار آپ ہیں......اور نیکی وسعادت کا ''قطب'' اس کائنات عالم کی تمام مخلوقات آپ کے پاس جمع ہوتی ہیں......(یعنی حاجت طلب کرتی ہیں)

ایک مرجع:۔ نے اپنے رسالہ عملیہ میں کہا ہے کہ امام کے لیے مقام خلافت کلی الٰہی

ہے کہ کبھی کبھار آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی زبان اطہر پر جاری بھی ہوتی ہے......ولایت تکوینی ہے......اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات عالم کے تمام ذرات ولی امر کیلئے فاضع وخاشع ہیں......

اس لیے ہمارے مذہب کی ضروریات میں سے ہے کہ کوئی بھی آئمہ ھدیٰ کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ہے...... یہاں تک ملک مقرب اور نبی مرسل بھی......!!اس کلام پاک کی طرف اشارہ ہے......حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے زیارت جامعہ میں فرمایا ہے

(و ذل کل شیء لکم)

ہر شیء آپ حضرات علیہم السلام کے سامنے ذلیل ہے۔

علامہ شیخ علی نجل کاشف الغطاء: نے اپنی کتاب النوار الساطع کے پہلے جز ص ۳۸۰ میں کہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے مقامات عالیہ ہیں

کائنات عالم ان ذوات مقدسہ کی وجہ سے مستفید ہوتی ہے......ان سے استفادہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح سورج سے...... یہ وہ مقام ہے کہ اس......کیلئے روایات بہت زیادہ ہیں اور......زیارت جامعہ کبیرہ میں ہے......

بکم ینزل الغیث وبکم یمسک السماء ان تقع علی الارض بکم یکشف الضر

تمہاری وجہ سے بارش ہوتی ہے......تمہاری وجہ سے آسمان قائم ہے......ورنہ یہ زمین

پر گر پڑتا، تمہاری وجہ سے پریشانی دور ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ پر (اصول کافی میں) فرمایا: (ان الارض کلھا لنا)

یہ زمین ساری کی ساری ہمارے لیے بنائی گئی ہے......

یہ زمین ان کے قبضہ قدرت میں ہے......

حضرت امیر علیہ السلام نے ایک مکتوب میں فرمایا:

(نحن صنائع الله و الخلق صنائعنا)

ہم اللہ کی صنعت ہیں اور مخلوق ہماری صنعت ہیں......

اور زیارت رجبیہ میں ہے......

تمہاری وجہ سے مریض کو شفا ملتی ہے...... ان کے پاس علم غیب ہے...... اور ان سے معجزات ظاہر ہوتے ہیں...... اور ان کے پاس ولایت تکوینی ہے......

یہ حضرات علیہم السلام مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں...... !......

ارشاد خداوندی ہے

(النبیّ اولیٰ بالمومنین من انفسھم) اور آپؐ نے روز غدیر بھی پوچھا تھا...... کیا میں تم پر تم میں سے زیادہ حق نہیں رکھتا ہوں...... ؟! انہوں نے جواب دیا

"جی ہاں"

تو پھر آپ نے فرمایا (من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ)

یہ روایات بزرگ علماء کی کتابوں میں موجود ہے...... حتیٰ کہ بڑے شعراء نے بھی اپنے کلام میں یہ موضوع قلم بند کیا ہے...... جیسا کہ دیوان سید رضی (مؤلف نہج

البلاغہ)دیوان سید اسماعیل حمیری ..... دیوان شیخ کاظم ازری، دیوان سید حیدر حلی ......دیوان سید دعبل خزاعی.....

اس مختصر میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ (۳۷)

یقیناً وہ شخص قلب سلیم رکھتا ہے یا سننے والے کان رکھتا ہے تو یہ اس کے لیے تذکرہ ہے

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ

تو آج جہنمی نہ بنتے.....!

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما كنا نهتدی لو لا ان هدانا الله والحمد لله رب العالمين

حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں ولایت کی طرف ہدایت کی..... اگر خدا ہمیں یہ نعمت ولایت عطا نہ کرتا..... تو ہم کسی طرح اپنی منزل مقصود تک نہ پہنچتے.....؟!

حمد ہے اس خدا کی جو عالمین کا رب ہے

اول و آخر حمد ہے جس طرح خدا نے ہم پر واجب قرار دیا ہے..... حمد ہے اس کی جو حمد کے لائق ہے..... درود سلام ہوں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انکی آل طاہرہ علیہم السلام پر.......
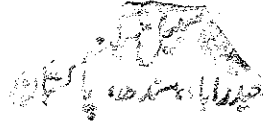
احقر العباد العاصی ناصر سبطین ہاشمی نجل امیر العلماء حضرت علامہ امیر محمد ہاشمی تونسوی فاتح چوٹی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

اس مقدس فریضہ سے ۳۰ صفر المظفر ۱۴۳۰ھ بمطابق 26 فروری 2009ء بروز جمعرات بمقام مدرسہ جامعہ باب العلوم کوسبکدوش ہوا ہے

ناصر سبطین ہاشمی

پرنسپل مدرسہ باب العلوم

چوک نواں شہر ملتان

حدیث

(1) انا مدینۃ العلم و علی بابھا

میں علم کا خزانہ ہوں اور علی علیہ السلام اس کا دروازہ ہے (حدیث نبویؐ)

(۲)

سلونی سلونی قبل ان تفقدونی

جو کچھ پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں (فرمان حضرت علی علیہ السلام)

رسالہ

نورالانوار

مؤلف

علامہ بزرگوار شیخ علی نمازی شاہرودی رضوان اللہ علیہ

ترجمہ و تحقیق

شمس العلماء علامہ ناصر سبطین ہاشمی فاضل ایران

پرنسپل : جامعہ باب العلوم ملتان

ضابطہ

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب.................. رسالہ نورالانوار

مولف.................. علامہ بزگوار علی نمازی شاہرودی

ترجمہ و تحقیق.................. شمس العلماء علامہ ناصر سبطین ہاشمی

پرنسپل مدرسہ باب العلوم ملتان

ناشر.................. سید انتصار احمد گردیزی

کمپوزنگ.................. غلام مصطفیٰ صادقی

تعداد.................. 1100 جلد

طبع اول.................. مئی 2009

ملنے کا پتہ

مدرسہ باب العلوم چوک نواں شہر ابدالی روڈ ملتان

0300-7336499

رسالہ نور الانوار

الحمد لله رب العالمين كما هو اهله و لا اله غيره و الصلوة والسلام على اشرف الخلائق اجمعين و رحمةً للعالمين الذى نزّل الله الفرقان عليه ليكون للعالمين نزيرا و بشرا سلطان الخلائق اجمعين محمدو اله الطيبين الطاهرين المعصومين

حمد خدا کے لیے جو واحد اور احد ہے..... جو کچھ بنانا چاہے بنا سکتا ہے..... ہر ہونے اور نہ ہونے والی چیز کو جانتا ہے..... وہ چیز ہے اور کوئی چیز اس سے بنائی گئی ہے.....کوئی شئی اس کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی وہ کسی شئی کی طرح ہے ازلیت اور ابدیت اس کی ذات کے ساتھ مختص ہے

وہ قدیم اور ازلی ہے واحد ہے کوئی شئی بھی اس کے ساتھ نہیں تھی..... وہ حی ،صمد قادر و سرمد، وہ فرد یگانہ مدبر جہان و زمانہ ہے وہ ذرات، درات اور کرات کا خالق ہے.....

وہ ہر پرندہ، چرندہ خزندہ اور جیندہ کا خالق و مالک ہے..... وہ سبوح و قدوس ہے جس نے اپنی حکمت بالغہ سے تمام اشیاء کو عدم سے وجود بخشا ہے

وہ حی اور قیوم ہے وہ عین علم اور قدرت ہے.........وہ حد و تعین، صفات اور احوال میں تمام مخلوقات سے مبرہ و منزہ ہے.....اس کا علم و قدرت تمام نظام، اطوار و کیفیات اور فریضات متصورہ میں مساوی ہے.....

پس اس کے نزدیک اطوار خلقت، معلومات مقدرات اور ممکنات واضح ہیں کیونکہ اس کا علم وقدرت لا متناہی ہے.... پس اس نے اپنے ارادے اور مشیت سے ایک نظام خاص بنایا ہے.....اس نے ذاتی طور پر ارادہ کیا ہے.....اس نے اشیاء کو مادہ، مثال کے بغیر بنایا ہے اس نے ایک کلمہ ایجاد فرمایا ہے اور اسے نور بنایا ہے اور اسے نور الانوار سے تعبیر کیا.....

اور اس کے بعد خدا نے ایک اور کلمہ بنایا کہ جس کو روح قرار دیا.....اس نور کو روح کے ساتھ مزدوج کیا اور اسے معصومین علیہم السلام کے ابدان طاہرہ میں جگہ دی.....
یہی وجہ ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام نے کئی بار یہ فرمایا ہے کہ ہم روح خدا ہیں.....اور ہم جس طرح ''بیت اللہ''، وجہ اللہ، ثار اللہ، ید اللہ، اور جنب اللہ ہیں.....

خداوند متعال نے ان حضرات علیہم السلام کو ''ارکان عالم'' خلق کیا ہے.... خدا نے ان کو اپنے محل رفعت و جلالت میں جگہ دی ہے.....خداوند متعال نے ان پر خصوصی لطف و احسان کیا ہے..... جب نہ سورج تھا، نہ چاند، نہ ستارے تھے، نہ سیارے تھے، نہ دن تھا، نہ رات تھی، نہ آسمان کی رفعت تھی، نہ زمین کی عظمت تھی، نہ عرش، نہ کرسی کی وسعت تھی، نہ لوح، نہ قلم، نہ آتش، نہ جنت، چہاردہ معصومین علیہم السلام کے علاہ اور کچھ بھی نہیں تھا.....

اور یہ حضرات تسبیح خدا میں مصروف تھے ۔ تقدیس و تحلیل ان کا مشغلہ تھا
۔ ہزاروں جن کی مقدار خدا کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے۔....
خداوند وعالم نے اس نور مقدس کے لیے بارہ حجاب خلق فرمائے
حجاب قدرت ،حجاب ہیبت ،حجاب جبروت ،حجاب رحمت ،حجاب نبوت ،حجاب کبریا
،حجاب منزلت،حجاب رفعت،حجاب سعادت حجاب شفاعت،
ان حجابات میں نور مقدس اٹھتر ہزار سال رہا......!!
ہر حجاب میں ذکر اور تسبیح پڑھتا تھا. ....!!

اس کے بعد خداوند متعال نے اس نور کے لیے دریا خلق فرمائے ......اور کئی ہزار سال اس نور نے ان دریاؤں میں گزارے ۔ جب اس نور مقدس نے پوچھا مجھے جانتے ہو؟!
تو سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کے نور نے کہا

انت الذی لا الہ الّا انت وحدک لا شریک لک رب الارب وملک الملوک

تو خدا کی آواز آئی: آپ ﷺ میرے حبیب ﷺ اور میرے چنے ہوئے ہو.... پھر خدا نے محمد ﷺ کے نور سے ایک جوہر خلق کیا ۔ پھر اس جوہر کو دو حصوں میں تقسیم کیا

خدا نے ایک حصہ پر اپنی نظر رحمت فرمائی تو وہ پانی بن گیا ۔ اور دوسرے حصہ سے عرش ،کرسی ،لوح ،قلم ،بہشت ،آسمان ،زمین ،چاند ،سورج اور ستارے اور

فرشتے خلق فرمائے۔

پھر خدا نے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دی وہاں پر یہ نور تہتر ہزار سال قیام پذیر رہا۔ پھر خدا نے اس نور کو جنت میں منتقل کر دیا۔ اور اس نور نے جنت میں ستر ہزار سال گزارے۔

پھر یہ نور سدرۃ المنتھیٰ کی طرف منتقل ہوا اور وہاں پر ستر ہزار سال گزارے وہاں سے ساتوں آسمان......اور وہاں سے چھٹے پر.........اور چھٹے سے پانچویں پر.........حتیٰ کہ پہلے آسمان پر منتقل کیا گیا.....

اور ان مقامات پر خدا نے چاہا اس نور مقدس نے توقف کیا۔ یہاں تک کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق فرمایا۔ اور اس نور مقدس کو پیشانی آدم علیہ السلام میں قرار دیا نے خدا نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا عرش کی جانب دیکھو تو حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام حضرت فاطمہ علیہا السلام حضرت حسن علیہ السلام، حضرت حسین علیہ السلام اور دیگر نو آئمہ ھدیٰ کو دیکھا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یہ کون ہستیاں ہیں.....؟!

خدا نے فرمایا یہ میرے پسندیدہ ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا.....نہ جنت دوزخ ہوتی، نہ عرش و کرسی، نہ آسمان و زمین، نہ ملائکہ مقربین، نہ جن، نہ انسان ہوتے.....یعنی کچھ بھی نہ ہوتا.....!

یہ میرے اسرار اور میرے علم کے خزانہ دار ہیں

مجھے اپنی عزت و جلالت کی قسم اگر کوئی شخص ان کی ذرہ برابر دشمنی بھی لے کر مرے تو اس

کا ٹھکانہ جہنم ہے...

اے آدم علیہ السلام جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو ان سے توسل کرنا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام نے عرض کیا

اللھم انا نسئلک بجاء محمد اکرم و بجاء علی الافضل الاعظم و بجاء فاطمة الزهراء ذی الفضل والعصمة و بجاء حسن و حسین سبطی رسول رب العالمین و سیدی شباب اهل الجنة و بجاء تسعة الائمة من آل طه و یٰسین

ہماری توبہ قبول فرما اور ہمارے اوپر اپنی رحمت کا نزول فرما حضرت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی کہ ان انوار مقدسہ کو میری پیشانی میں قرار دے تو خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی حضرت آدم علیہ السلام کے بعد یہ انوار مقدسہ اسی طرح منتقل ہوتے رہے..... حتیٰ کہ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی پیشانی تک پہنچے..... وہاں اس نور مقدس کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک حضرت عبداللہ علیہ السلام کی پیشانی اور دوسرا حضرت ابوطالب علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہوا حضرت عبداللہ علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور جلال ہوا اور ظاہری طور پر چالیس سال کے بعد حکم خداوندی سے نبوت کا اعلان کیا اور تئیس سال مزید گزرنے کے بعد اس دار فانی سے کوچ فرمایا......

دوسرا حصہ حضرت علی علیہ السلام بیت اللہ الحرام میں تیرہ رجب المرجب کو ظاہر ہوئے خداوند عالم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر فرمایا اور حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام کو حضرت علی علیہ السلام سے ظاہر فرمایا حضرت حسین علیہ السلام سے حضرت

سجاد علیہ السلام کو ظاہر فرمایا........ .....

یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے حضرت امام حجت العصر علیہ السلام (عج) کو ظاہر فرمایا شیعوں کی ارواح کو ان حضرات کی فاضل طینت سے خلق فرمایا یہی وجہ ہے کہ شیعوں کے دل ان کی طرف مائل ہوتے ہیں

خاتمہ

یہاں مناسب ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کا وہ خطبہ بیان کیا جائے جو آپ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خلقت کے بارے میں فرمایا ہے اور امام رضا علیہ السلام کا وہ خطبہ بھی بیان کیا جائے جس میں آپ علیہ السلام نے وصف امام بیان فرمائے......

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک خطبہ میں خصوصیت سے ذکر کیا، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا اور ان کی خصوصیات کا ذکر کیا۔ لوگوں کے عظیم الشان جرائم اور اعمال قبیحہ کے باوجود ہمارے رب نے نہیں روکا۔ اس کے حلم و آہستگی اور مہربانی نے اس بات سے کہ وہ انتخاب کرے۔ محبوب ترین انبیاء اور بزرگ ترین انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواز روح ولادت معزز ہیں اور صاحب خلق عظیم ہیں ان کا

حسب نصب خالص ہے اور اہل علم کے نزدیک ان کی صفت واضح ہے۔ انبیاء کو ان کی کتابوں میں اور علماء کو ان کے علم میں حضرت محمد کی بشارت دی گئی ہے اور حکماء نے ان کے اوصاف میں غور وفکر سے کام لیا ہے۔ کسی ہاشمی کی پاکیزگی ان کے قریب نہیں اور نہ ہی کسی کا ان سے مقابلہ ہے۔ ان کی حیا کی عادت اور سخاوت پسند طبیعت میں کوئی ان کے مقابلے کا نہیں ہے۔ وہ نبوت کے وقار پر خلق ہوئے ہیں۔ اور ان کے اخلاق نبوت کی شان ہیں۔ اور ان کے اوصاف رسالت اور ان کی دانش وری پر واضح دلیل ہیں۔ جب اللہ کا معین کردہ وقت آ گیا اور جو حکم خدا تھا وہ اپنی آخری حد تک جاری ہو گیا۔ اور موت کا وقت آ گیا تا کہ ان کو جزائے آخرت کے لیے لے جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی بشارت ہر رسول نے اپنی امت کو دی اور ہر باپ نے اپنے بیٹے کو بتایا۔ ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف یہ معاملہ چلتا رہا۔ حضرت سے سلسلہ نسل میں گناہ کو کہیں دخل نہیں ۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ تک ازدواجی سلسلہ میں طہارت ہی طہارت ہے۔ کسی نجاست کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے بہترین گروہ قریش سے ہیں اور عزت دار پوتوں میں سے بنی ہاشم اور اعلیٰ مرتبت ہیں۔ از روقبیلہ محفوظ اور پاک ہیں۔ اور ماں کی طرف سے بھی پاک ہیں اور آپ نے پاک آغوش میں تربیت پائی ہے۔ اللہ نے ان کو مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مرتضی علیہ السلام، اور مجتبی علیہ السلام بنایا ہے۔ خداوند عالم نے انہیں اپنے علم کی کنجیاں دی ہیں اور انہیں حکمت کے چشمے عطا فرمائے ہیں اور آپ کو لوگوں کے لیے رحمت بنا

کر بھیجا اور شہروں کے لیے باعث فلاح و بہبود۔ اور ان پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر شئی کا بیان موجود ہے۔ اور یہ عربی زبان میں نازل ہوئی۔ جس میں کوئی غلط بیانی نہیں کی گئی تا کہ لوگ اسے پڑھ کر متقی بن جائیں۔

اور انہوں نے لوگوں سے احکام بیان کیے اور علمی روشنی میں ایسا راستہ بنایا جو باطل سے بالکل جدا ہے اور دین کو لوگوں پر واضح کیا اور فرائض کو واجب کیا اور شرعی حدود سے لوگوں کو آگاہ فرمایا۔

اور خدا کی مخلوق پر امور مخفیہ کو ظاہر کیا اور نجات حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کی اور ایسے نشانات بتائے جو ہدایت کی طرف لوگوں کی بلانے والے ہیں۔ جن امور کی تبلیغ کے لیے آپ بھیجے گئے تھے ان کی تبلیغ کردی اور جس امر کا حکم دیا گیا تھا اسے ظاہر کر دیا اور نبوت کا جو بار آپ کے کندھوں پر رکھا گیا تھا اسے پورا کر دیا اور راہ میں جو مصیبت آئی اس پر صبر کیا اور راہ خدا میں جہاد کیا اور اپنی امت کو نصیحت کی اور نجات کی طرف بلایا اور ذکرِ خدا کی طرف رغبت دلائی اور راہ ہدایت کی طرف راہنمائی کی اور لوگوں کے لیے زندگی کے اچھے اصولوں کی بنیاد رکھی۔ اور ہدایت کے منارے ان کے لیے بلند کیے تا کہ وہ آپ کے بعد گمراہ نہ ہوں۔ اور حضرت اپنی امت پر بڑے مہربان اور رحم کرنے والے تھے۔

خطبہ امام رضا علیہ السلام

عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ ہم مقام مرو میں امام رضا کے ساتھ تھے۔ یہ جمعہ کا دن تھا ہمارے آتے ہی لوگ مسجد میں جمع ہونے شروع ہو گئے اور انہوں نے ابتداامامت کا ذکر شروع کر دیا اور امامت کے بارے میں جو اختلافات تھے ان کو کثرت سے بیان کیا۔ میں امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا اور امامت کے بارے میں لوگوں کی رائے آپ کی خدمت میں بیان کی۔

حضرت مسکرائے اور فرمایا اے عبدالعزیز یہ قوم جہالت کا شکار ہے اور انہوں نے اپنی رائے میں اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔ خداوند عالم نے اپنے نبی

ؐ کو اس وقت تک اس دارِ فانی سے نہیں اُٹھایا جب تک دین کو مکمل نہیں کر لیا۔ اور قرآن مجید کو نازل کیا جس میں ہر شئی کا بیان ہے اور اس میں حلال وحرام اور حدود واحکام کو بتایا گیا ہے۔ اور وہ تمام چیزیں وضاحت کے ساتھ بیان کیں۔ جن کے لوگ محتاج ہیں اور اس نے فرمایا ہم نے کتاب میں کسی بات کو نہیں چھوڑا اور آنحضرت کی عمرِ مبارک کے آخری ایام تھے کہ خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی۔

کہ آج ہم نے تیرے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام کیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اور امر امامت سے دین کامل ہوا ہے۔ اور حضرتؐ

نے دین کامل کرنے کے بعد رحلت فرمائی۔ اپنی امت پر دین کے احکام کواوران کا راستہ واضح کر دیا۔اوران کوراہ راست کی ہدایت کی یہاں تک کہ اکثریت نے ہدایت حاصل کرلی۔اور کولوگوں کے لیےامام اورنشان ہدایت بنایا۔اور کسی ایسے امر کونہیں چھوڑا جس کی امت محتاج تھی بلکہ ہرامر کوواضح بیان کیا۔جس نے یہ گمان کیا کہ خدا نے اپنے دین کوناقص چھوڑا ہےاس نے کتاب خدا کورد کیا۔اور جس نے ایسا کیا اس نے انکار کیااور جس نے انکار کیا کافر ہو گیا۔

کیالوگ قدرِامامت اورمحل امامت کو جانتے ہیں؟ کیا ان لوگوں کوامامت کے متعلق اختیار دیا گیا ہے؟امامت از روقدر ومنزلت بہت عرفی واعلیٰ ہے۔اوراز رو شان عظیم الشان ہے۔از رومحل بلند وبالا ہے۔اور کسی غیرکواپنی طرف نہیں آنے دیتی۔ اس کے مفہوم کوعقول انسانی درک کرنے سے قاصر ہیں۔اوران کی راہیں اس کونہیں پا سکتیں۔لوگ اپنے اختیار سے امام نہیں بنا سکتے۔

خداوندعالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کومقام امانت سے مخصوص کیا پھرنبوت عطا کی اس کے بعدخلعت وعطا کی خلعت کے بعد آخری مرتبے میں امامت عطا کی۔خداوندعالم نے ابراہیم کو یہ شرف بخشااوراس کاذکرقرآن پاک میں کیا۔

میں نےتم کولوگوں کاامام بنایا ہے۔خلیل نے خوش ہوکرکہامیری اولادکوامام بنائے گا؟ فرمایا! ظالم میرے عہدکونہ پاسکیں گے۔

اس آیت نے قیامت تک کے لیے ہرظالم کی امامت کو باطل کر دیا ہےاوراس کواپنے برگزیدہ لوگوں میں قرار دیا۔اور پھرابراہیم کواللہ تعالیٰ نے شرف بخشااوران کی اولاد

میں صاحب طہارت لوگ پیدا کیے اور فرمایا! ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام عطا کیے جیسا کہ اس نے طلب کیا اور ان سب کو صالح بنایا اور امام بنایا کہ وہ ہمارے امر کی ہدایت کرتے اور ہم ان کی طرف نیک کاموں کی وحی کرتے۔ پس عہدہ امامت ان کی ذریت میں بطور میراث ایک دوسرے کی طرف چلا۔ صدیوں تک، یہاں تک کہ پھر اس کے وارث ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنے۔ جیسا کہ فرمایا! تمام لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہیں جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کا اتباع کیا اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ اس پر امام لائے اور اللہ مومنوں کا ولی ہے۔ یہ چیز آنحضرت کے لیے خاص ہوگئی۔ اور پھر یہ عہدہ مخصوص حضرت علی علیہ السلام کے سپرد ہوا اور یہ امامت اللہ کے حکم سے حضرت علی علیہ السلام کو ملی۔ پس ان کی اولاد میں وہ اصفیا ہوئے جن کو اللہ نے علم وایمان دیا۔

جیسا کہ فرمایا ہے! یہ وہ لوگ ہیں جن کو علم وایمان دیا گیا اور قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ تم قیامت تک کتاب خدا کے ساتھ رہے ہو کیونکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں پس اس صورت میں عام لوگوں کو امام بنانے کا حق کہاں سے حاصل ہوگیا۔ امامت منزلت انبیاء ہے اور میراث اوصیاء ہے۔ امام اللہ کے خلافت ہے اور رسول کی جانشینی ہے اور حضرت علی علیہ السلام کا مقام ہے اور میراث حضرت حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہے۔

امامت، زمام دین ہے اور میزانِ مسلمین ہے اس سے امور دنیا کی درستی ہوتی ہے اور مومنین کی عزت ہے۔

امامت ترقی کرنے والے اسلام کی سربلندی ہے اور اس کی بلند شاخ ہے۔

امام ہی سے نماز، زکوۃ، صوم، حج اور جہاد کا تعلق ہے۔ امام ہی مالِ غنیمت کا مالک ہے ۔ وہی صدقات کا وارث ہے۔ وہی حدود و احکامات کا جاری کرنے والا ہے۔ وہی اسلام کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام حلالِ خدا کو حلال کرتا ہے اور حرام خدا کو حرام، حدود خدا کو قائم کرتا ہے اور دشمنان خدا کو دفع کرتا ہے۔ اور لوگوں کو خدا کے دین کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاتا ہے۔ اور وہ پوری کائنات میں اللہ کی حجت ہے۔

امام علیہ السلام چڑھتا ہوا سورج ہے جو اپنی روشنی سے عالم کو جگمگا دیتا ہے۔ اس کا مقام اتنا بلند ہے کہ لوگوں کے ہاتھ اور ان کی نگاہیں وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں۔

امام علیہ السلام روشن چاند ہے اور ضیاء بار چراغ ہے اور چمکتا ہوا سورج ہے، جگمگاتا نور ہے۔ ہدایت کرنے والا ستارہ ہے۔ ضلالت کی تاریکی شہروں کے درمیان ، جنگلوں اور سمندر کی گہرائیوں میں راہ بتانے والا ہے۔

امام علیہ السلام چشمہ آب شیریں ہے اور بیابانوں میں راہنمائی کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام ہلاکت سے نجات دینے والا ہے اور وہ اس آگ کی مانند ہے جو کسی بلندی پر لوگوں کو راستہ دکھانے کے لیے روشن کی جائے۔

اور جو امام علیہ السلام سے الگ ہوا وہ ہلاک ہو گیا۔

امام علیہ السلام برسنے والا بادل ہے اور ابر رحمت ہے۔ وہ آفتاب درخشاں ہے۔ وہ سایہ فگن آسمان ہے۔ وہ ہدایت کی کشادہ زمین ہے۔ وہ ابلنے والا چشمہ ہے، وہ تالاب ہے وہ باغ ہے۔

امام علیہ السلام مومن کے لیے مہربان ساتھی ہے اور مہربان باپ ہے اور سگا بھائی ہے اور اتنا مہربان ہے جیسے نیک ماں اپنے چھوٹے بچے پر مہربان ہوتی ہے۔ مصیبتوں میں لوگوں کا فریادرس ہے۔

امام علیہ السلام خدا کا امین ہے اللہ کی مخلوق میں اللہ کی حجت ہے اور لوگوں پر اللہ کا خلیفہ ہے اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ اور حرم خدا سے دشمنوں کو دور کرنے والا ہے۔

امام علیہ السلام گناہوں سے پاک ہوتا ہے، جملہ عیوب سے بری ہوتا ہے وہ علم سے مخصوص اور علم سے موسوم ہوتا ہے۔ وہ دین کے نظام کو درست کرنے والا ہے۔ مسلمانوں کی عزت ہے منافقوں کے لیے غیض وغضب اور کافروں کے لیے ہلاکت ہے۔

امام علیہ السلام اپنے زمانہ میں واحد و یگانہ ہوتا ہے۔ کوئی فضل وکمال میں اس کے برابر نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی عالم اس کے مقابلہ کا ہوتا ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی بدل پایا جاتا ہے۔ نہ ہی کوئی اس کا مثل ونظیر ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی اکتساب اور خدا سے طلب کے ساتھ ہر قسم کی فضیلت سے مخصوص ہوتا ہے۔ یہ اکتساب اس سے خدا کی طرف سے مخصوص ہوتا ہے۔ پس کون ہے کہ امام کی معرفت تامہ حاصل کر سکے؟

یا امام علیہ السلام بنانا اس کے اختیار میں ہو، ہائے ہائے لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوگئی ہیں اور فہم وادراک سرگشتہ اور پریشان ہیں، عقول حیران ہیں اور آنکھیں ادارک سے قاصر ہیں۔ اور بڑے بڑے لوگ اس امر میں حقیر ثابت ہوئے۔ حکماء حیران ہوگئے،

ذی عقل چکرا گئے، خطیب عاجز ہو گئے، عقول پر جہالت کا پردہ پڑ گیا، شعراء تھک کر رہ گئے، اہلِ ادب عاجز ہو گئے، صاحبان بلاغت دم توڑ گئے۔

امام علیہ السلام کی کسی ایک شان کو بھی بیان نہ کر سکے اور اس کی کسی ایک فضیلت کی بھی تعریف نہ کر سکے۔ انہوں نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور اپنی کوتاہی کے قائل ہوئے۔

پس جب امام علیہ السلام کے ایک وصف کا یہ حال ہے تو تمام صفات کو کس کی طاقت ہے کہ بیان کر سکے اور ان کے حقائق پر روشنی ڈالے۔ یا اس امر امامت کے متعلق کچھ سمجھ سکے یا کوئی ایسا آدمی پا سکے جو اسے امر دین میں اسے بے پرواہ کر سکے۔ یا اس امر امامت کے متعلق وہ کچھ بیان کرے۔ ایسا کوئی بھی نہیں کر سکتا ہے۔

دراصل امام علیہ السلام کا مرتبہ ثریا ستارے سے بھی زیادہ بلند ہے پکڑنے والا اس مرتبہ کو کیسے پکڑ سکتا ہے اور وصف بیان کرنے والے کیونکر اس کا وصف بیان کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں امام علیہ السلام سازی بندوں کا اختیار نہیں عقلوں کی رسائی نہیں ہے وہ امام علیہ السلام کو اختیار کر سکیں۔ کہاں امامت جیسی چیز اور کہاں عقول انسانی۔

کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ امامت آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر میں پائی جاتی ہے؟ خدا کی قسم! لوگوں کے نفسوں نے ان کو جھٹلایا ہے اور ان کے نفسوں نے ان کو انتہائی باطل امور میں پھانس رکھا ہے۔ وہ اوپر کو چڑھے سخت چڑھائی پھر ان کے قدم پستی کی طرف پھسلے۔ انہوں نے اپنی تباہی کرنے والی ناقص عقلوں سے امام بنانے کا ارادہ کیا۔ پس حقیقی امام سے ان کی دوری بڑھتی گئی خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بھٹکے جا رہے ہیں۔ انہوں نے سخت کام کا ارادہ کیا ہے۔ اور فتراء پردازی کی اور بہت

خوفناک گمراہی میں پڑ گئے۔ حیرت کے بھنور میں پھنس گئے۔ جب سے انہوں نے امام علیہ السلام کو بصیرت سے لینا ترک کیا۔ شیطان نے ان کے اعمال کو زینت دی اور ان کو صحیح راستہ سے ہٹا دیا۔ اور وہ لوگ بے عقل تھے انہوں نے انتخاب خدا اور انتخاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت کی اور اپنے انتخاب کو پسند کیا۔ حالانکہ قرآن ان سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمہارا رب جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ لوگوں کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تسبیح کے لائق ہے شرک سے پاک ہے اور فرماتا ہے۔

جب اللہ اور اس کا رسول کسی امر کو طے فرما دیں تو کسی مومن اور مومنہ کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار نہیں اور اللہ فرماتا ہے تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم کیسا حکم لگاتے ہو؟

آیا تمہارے پاس قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب ہے جس کا تم درس لیتے ہو کیا تمہارے لیے کوئی ایسی چیز ہے جس کی تم خبر دیتے ہو۔ یا تمہارا ہم سے قیامت کے دن کو کوئی معاہدہ ہے کہ تم اس کے متعلق حکم کرتے ہو۔

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم ان سے پوچھو کہ کون ان میں ان عہدوں کا ضامن ہے؟ کیا ان میں خدا کے شریک ہیں؟ پس اا گر تم سچے ہو تو اپنے ان شریکوں کو بلاؤ۔

کیا یہ لوگ آیات قرآنی میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا ہے۔ درحالانکہ وہ نہیں سنتے۔

خدا کے نزدیک روز مین پر بدترین چلنے والے گونگے بہرے ہیں جو سمجھتے ہی نہیں۔ اگر اللہ جانتا کہ ان میں کوئی بہتری ہے تو ضرور ان کو سناتا۔ لیکن اگر وہ سنتے تو روگردانی کر کے بھاگ جاتے۔

یا انہوں نے کہا ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔

بلکہ یہ تو خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

پس اس صورت میں امام علیہ السلام کے متعلق ان کا اختیار کیا

امام عالم ہوتا ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔

امور دین کی رعایت کرنے والا ہوتا ہے توقف نہیں کرتا۔

معدن قدس وطہارت ہوتا ہے۔

صاحب زہد وعبادت ہوتا ہے۔

صاحب علم ہدایت ہوتا ہے۔

دعائے رسول سے مخصوص ہوتا ہے۔

نسل سیدہ بتولؑ ہوتا ہے۔

اس کے نسب میں کھوٹ نہیں ہوتی۔

کوئی شرافت نسب میں اس کے برابر نہیں ہوتا۔

وہ خاندان قریش سے ہوتا ہے۔

اور خاندان بنی ہاشم میں سے ہوتا ہے۔

وہ عترت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتا ہے۔

وہ مرضی الٰہی کا چاہنے والا ہوتا ہے۔

وہ تمام اشراف کا شرف ہوتا ہے۔

وہ عبدالمناف کی شاخ ہوتا ہے۔

وہ علم کو ترقی دینے والا ہوتا ہے۔

وہ حلم سے پر ہوتا ہے۔

وہ جامع شرائط امامت ہوتا ہے۔

وہ سیاست الٰہیہ کا عالم ہوتا ہے۔

اس کی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔

امر خدا کا قائم کرنے والا ہوتا ہے۔

خدا کے بندوں کو نصیحت کرنے والا ہوتا ہے۔

دین خدا کا نگہبان ہوتا ہے۔

انبیاء اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خدا کی تائید حاصل ہوتی ہے۔

علم و حکمت الٰہیہ کے خزانہ دار ہوتے ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں ملتی۔

پس ان کا علم تمام اہل زمانہ کے علم سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا کہ جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ زیادہ پیروی کرانے کا حق دار ہے۔ اس شخص کی نسبت جو خود محتاج ہدایت ہے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسا حکم کرتے ہو اور یہ بھی فرمایا جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم پر طالوت کو چنا گیا اور اس کو علم و جسم میں تم پر فضیلت دی گئی۔ اور اللہ جس کے چاہتا ہے ملک کا مالک بنا دیتا ہے وہ

بڑی وسعت والا بڑا جاننے والا ہے۔

اور اپنے نبیؐ سے فرمایا تمہارے اوپر کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا اور اس کی تعلیم دی اور یہ تمہارے اوپر خدا کا بڑا فضل و کرم تھا اور اپنے نبیؐ کی عترت کے بارے میں فرمایا!

کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو ہم نے اپنے فضل سے ان کو دی ہے۔ پس ہم نے ابراہیم کو کتاب و حکمت دی اور انہیں ملک عظیم دیا پس ان میں سے بعض لوگ ایمان لائے اور بعض ایمان سے بے نصیب رہے اور ان کے لیے جہنم کے شعلے کافی ہیں۔ پس جب خدا کسی بندے کو اپنے بندوں کے امور کی اصلاح کے لیے منتخب کرتا ہے تو اس کام کے لیے اس کے سینے کو کھول دیتا ہے اور حکمت کے چشمے اس کے دل میں ودیعت فرماتا ہے اور اسے علم عطا کرتا ہے پس وہ کسی بھی سوال کے جواب میں عاجز نہیں ہوتا نہ ہی وہ کسی مسئلے میں حیران ہوتا ہے۔ وہ معصوم ہے اور خدا اس کی تائید فرماتا ہے۔ وہ گناہوں سے بالکل محفوظ ہوتا ہے۔ یہ صفات خدا اسے اس لیے عطا فرماتا ہے تاکہ لوگوں پر وہ اللہ کی حجت ہو۔

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ صاحب فضل عظیم ہے پس آیا لوگ ایسا امام بنانے پر قادر ہیں کہ وہ اس کو انتخاب کر لیں۔ اور ان صفات والے پر وہ کسی اور کو مقدم کر دیں۔ رب کعبہ کی قسم انہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے گویا وہ جانتے ہی نہیں درحالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا ہے انہوں نے کتاب خدا کو چھوڑ کر اپنی خواہشوں کا اتباع کیا خدا نے ان کی مذمت کی ان کو دشمن

رکھا اور ان کے لیئے ہلاکت ہے۔اس نے فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو ہدایت خدا کے بغیر اپنی خواہشات کا اتباع کرے۔ بے شک خدا ظالم لوگوں کے ہدایت نہیں کرتا اور فرماتا ہے ہلاکت ہے ان لوگوں کے لیے جن کے اعمال ختم ہو جائیں گے۔اور خدا نے فرمایا خدا اور ایمان والوں کی ان سے سخت دشمنی ہے۔خدا نے ہر متکبر اور جبار کے دل پر مہر لگا دی ہے۔اور بکثرت درود سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام پر۔

خطبہ امام جعفر صادق علیہ السلام

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں آئمہ علیہ السلام کا حال اور ان کی صفات کو بیان فرمایا ہے۔کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آئمہ علیہم السلام ہدایت کے ذریعے اپنے دین کو واضح کیا اور ان کی راہوں کو ان کے وجود سے روشن کیا اور اپنے علم کے چشموں کے ان کے لیے کھولا۔پس امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے جس نے ان کو پہچانا اور حق امامت کو قبول کیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھا اور امام کی فضیلت کو جانا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے امام کو مقرر کیا ہے۔خداوند عالم نے اپنی مخلوق کے لیے امام کو نشانی قرار دیا ہے اور اہل اطاعت ہے کے لیے حجت بنایا ہے۔خدا نے امام کو وقار کا تاج پہنایا ہے اور نور سے مزین کیا ہے۔اور خداوند عالم نے اسے علم عطا کیا ہے۔تا کہ آسمان سے وحی الہیٰ کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔اور جو احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں وہ امام کے

ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے اعمال کو قبول نہیں کرتا جب تک امام علیہ السلام کی معرفت نہ ہو۔ امام شکوک کو دور کرتا ہے فتنوں کے شبہات مٹاتا ہے۔ سنت نبی کو جاری کرنے والا ہوتا ہے۔ خدا نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اولاد حسین علیہ السلام سے امامت کا انتخاب کیا اور ایک کے بعد دوسرے کو چنا اور اللہ ان سے راضی ہوا اور اللہ نے ان کے ذریعے اپنی مخلوق کی ہدایت کی۔ جب ایک امام دنیا سے رخصت ہوا تو اس کی جگہ دوسرا امام معین کیا جو اللہ کی طرف سے وحدانیت کا روشن نشان ، روشنی پھیلانے والا ہادی، دین کو طاقت دینے والا امام اور کائنات عالم میں اللہ کی حجت ہوتا ہے۔ جو آئمہ ھدی علیہم السلام خدا کی طرف سے امام ہیں وہ حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور معاملات میں عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ وہ مخلوق پر اللہ کے نگہبان ہیں۔ وہ خدا کے بندوں کے لیے باعث ہدایت ہیں۔ ان کے نور سے شہروں میں روشنی ہے۔ اور لوگوں کی اولاد ان کی برکت سے نمو حاصل کرتی ہے۔ خدا نے ان کو لوگوں کے لیے زندگی قرار دیا ہے۔ وہ اندھیروں میں روشنیاں ہیں، وہ کلام الٰہی کی کنجیاں ہیں، وہ اسلام کے ستون ہیں۔ اللہ کا ارادہ ان کے متعلق جاری ہوا امام خدا کا پسندیدہ ہوتا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقبول ہوتا ہے اور اسرار الٰہیہ کا امین ہوتا ہے اور قائم رہنے والی امید گاہ ہوتا ہے۔ خدا کا منتخب بندہ ہوتا ہے۔ خدا نے ان صفات اور کمال التفات سے ان کو چنا ہوتا ہے۔ جب کہ عالم ذر میں اسے خلق فرمایا۔ ابھی مخلوقات عالم کو خلق نہیں فرمایا تھا اور ان کو اپنے عرش کے داہنی طرف جگہ دی اور ان کو حکمت عطا کی۔ اللہ نے اپنے علم غیب کے لیے امام کو چنا اور اس کو طہارت سے مخصوص

کیا۔ امام علیہ السلام اور اولاد آدم علیہ السلام کا بقیہ اور ذریت نوح علیہ السلام سے ہوتا ہے۔ اور آل ابراہیم علیہ السلام کا برگزیدہ ہے، آل ابراہیم علیہ السلام کا خلاصہ ہوتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جگر پارہ ہوتا ہے، ہمیشہ خدا کی آنکھ اس کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے پردے میں اس کی نگہبانی کرتی ہے۔ شیطان اور اس کا لشکر امام کے قریب بھی نہیں جا سکتے۔ خدا ہر فاسق کی سرکشی سے امام کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور ہر برائی سے دور رکھتا ہے، عیب سے بری رکھتا ہے۔ آفات سے بچاتا ہے اور امام کی حفاظت فرماتا ہے۔

امام اول عمر سے علم اور نیکی سے متصف ہوتا ہے اور آخر عمر تک عفت، علم اور فضل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اپنے باپ کے امر پر قائم رہتا ہے اور باپ کی زندگی میں گویائی سے خاموش رہتا ہے۔ جب اس کے باپ کی مدت حیات ختم ہوتی ہے اور اس کی امامت کا زمانہ آتا ہے اور ارادہ الٰہی اس کو حجت قرار دیتا ہے تو اس کے بعد امر الٰہی اس سے متعلق ہوتا ہے اور دین کے معاملات اس کے سپرد ہوتے ہیں۔ اور خدا اس کے اپنے بندوں پر حجت قرار دیتا ہے۔

اور اپنے شہروں میں اس سے اپنے دین کو قائم کرتا ہے۔ خدا اپنی روسے اس کی تائید کرتا ہے اسے اپنا علم عطا کرتا ہے۔ اور حق و باطل میں فیصلہ کرنے والے بیان سے آگاہ کرتا ہے۔ خدا اپنے راز امام کے سپرد کرتا ہے اور اس کو امر عظیم انجام دینے کے لیے بلاتا ہے اور اسے اس کی فضیلت سے آگاہ کرتا ہے۔ مخلوق کے لیے اس کو نشان ہدایت قرار دیتا ہے۔ خدا کے امام کو اہل علم کے لیے حجت اور اہل دین کے لیے روشنی بنایا ہے۔ اور اپنے بندوں پر اس کو ایک رکن مستحکم قرار دیا ہے۔ اللہ نے

اسے امامت کے لیے پسند کیا ہے اور امام کو اللہ نے اپنے علم کا محافظ بنایا اپنی حکمت کو امام کے اندر پوشیدہ رکھا۔ اور امر دین کے لیے امام کو چنا، فرائض وحدود کا علم عطا کیا۔ پس امام عدل وانصاف سے کام لیتا ہے۔ جب صاحبان جہالت حیرت میں تھے۔ جھگڑالو لوگ حیران تھے یہ ہدایت ایک چمکدار نور سے تھی اور یہ بیان امراض قلبی کو شفا دینے والا ہے۔ حق واضح اور بیان روشن ہے اور ہدایت اس نہج پر تھی جو طریقہ ان کے آبائے طاہرینؑ کا ہے پس ایسے عالم امام کے حق سے کوئی بھی جاہل نہیں ہوگا مگر شقی، اور کوئی بھی انکار نہیں کرے گا مگر گمراہ، اور کوئی بھی روگردانی نہیں کرے گا مگر خداوند عالم پر جرأت کرنے والا۔

الحمد لله و شكرا لاهل البيت النبوة

(2) ذکر علی عبادہ النظر الی و-جہ علی عبادہ
حب علیؑ عبادہ

علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے، علی علیہ السلام کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے علی علیہ السلام کی محبت عبادت ہے۔(حدیث نبویؐ)

دفع الریب

عن علم الغیب

مؤلف

علامہ بزرگوار شیخ علی نمازی شاہرودی رضوان اللہ علیہ

ترجمہ وتحقیق

شمس العلماء علامہ ناصر سبطین ہاشمی فاضل ایران

پرنسپل : جامعہ باب العلوم ملتان

معصومین علیہم السلام کا علم غیب	1
امام علیہ السلام کا تعین خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے	3
وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ	3
وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ	4
عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَايُظْهِرُ	6
وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ	6
يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَاتَقْرَبُوا الصَّلاةَ	7
فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ	8
آقائی ہاشم فاتح:	8
آقائی مروت	8
آقائی امامی	8
وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ	9
وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى	10
علم کی دو قسمیں	10
علم ذاتی	10
قَالُوا سُبْحَانَكَ لَاعِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا	11
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ	12
تین مقامات	12
مقام اول	12
فصل اول:	13

آیت اول	13
آیت دوم:	14
حدیث اول:	15
معنیٰ غیب	16
حدیث دوم:	17
اگر تو نے اسے قتل نہ کیا تو میں امام نہیں	18
محمد بن فضل الہاشمی	19
رضا علیہ السلام کا امتحان لیں	21
حدیث چہارم:	25
حدیث پنجم	27
حدیث ششم	27
حدیث ہفتم	27
حدیث ہشتم:	27
حدیث نہم:	28
حدیث دہم	28
بہ راقم الحروف:	30
جواب	31
نتیجہ:	32
آیت سوم وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ	32
چہار مطلب خداوند عالم نے بیان کئے ہیں	32

جملہ دوم وسوم: مخلوقات کے اعمال 32
حدیث اول: 35
حدیث دوم: 36
حدیث سوم 36
ابوبکر اور عمر نے عرض کیا: امام مبین 36
حدیث چہارم 37
حدیث پنجم: 38
آیت پنجم: 43
آیت ششم 45
چند ایک اور آیات کا ترجمہ 45
اول 45
دوم: 45
کتاب مبین وہی قرآن پاک ہے کافی روایات سے
ثابت ہوتا ہے کہ کتاب مبین قرآن پاک ہے۔ 46
اول 46
دوم 46
سوم: 47
چہارم 47
پنجم: 47
ششم 47

ہفتم	47
نہم:	48
دہم	50
آیت یازدہم:	51
آیت دوازدہم	52
دوسری حدیث	55
حدیث سوم	56
حدیث چہارم	59
آیت سیزدھم:	63
آیت چہاردھم	64
آیت پانزدھم:	64
آیت شانزدھم	65
نتیجہ	66
آیت ہفدہم:	66
آیت ہجدہم	66
آیت نونزدہم	68
تفسیر لاھیجی:	68
خلاصہ مطلب	74
آیت بیست واول:	73
آیت بیست ودوم	75

آیت بیست وسوم 76

آشوب میں نقل ہوئے ہیں۔

آیت بیست و چہارم و پنجم: 76

آیت بیست و ششم: 78

آیت بیست و ہفتم: 79

خدا کے دو علم 79

فصل دوم 80

مقام دوم 88

نوع اول 88

دوم 89

نوع دوم 90

علم ذاتی 90

علم مبذول 90

نوع سوم: 90

نوع چہارم: 102

نوع پنجم 105

نوع ششم 106

نوع ہشتم 118

نوع نہم 118

نوع دھم 120

نوع یازدھم 121
نوع دوازدھم 121
نوع سیزدھم 121
نوع چہاردھم 122
نوع پانزدھم 123
نوع شانزدھم 124
نوع ہفدھم 124
نوع ھیجدہم 127
نوع نوزدھم 127
نوع بیست 128
نوع بیست ویکم 129
نوع بیست ودوم 130
نوع بیست وسوم 131
نوع بیست وچہارم 131
نوع بیست وپنجم 132
نوع بیست وششم 132
نوع بیست وھفتم 133
نوع بیست وھشتم 133
مقام سوم 135
"قدرت امام" 135

خلاصہ مطلب: 140

خاتمہ 141

فصل اول 141

خدا کے دو علم 161

اول 163

دوم: 163

سوم: 163

چہارم 163

فصل دوم 165

روایت دوم 169

روایت سوم 169

روایت چہارم 170

روایت پنجم 171

دلیل اول 178

دلیل دوم: 178

دلیل سوم: 178

خلاصہ مطلب 183

خلاصہ 197

اول خاصہ 197

تکلیف عامہ: 197

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفع الریب عن العلم غیب

معصومین علیہم السلام کا علم غیب

گذشتہ سالوں میں ایک دفعہ سفر حج کے بعد عراق کے مقدس شہر کاظمین میں داخل ہوئے......

آقائی شیخ محمد جعفر امامی، حاجی محسن مشکوۃ تہرانی اور آقائی رضا مروت بھی اس سفر شریف میں میرے ہمراہ تھے......

سب سے پہلے ہماری ملاقات آقائی سید ہاشم فاتح سے ہوئی جو آقائی امامی کے رفیق خاص تھے انہوں نے غیر معمولی......محبت کے ذریعے ہماری دعوت کی ......ہم نے خلوص اور اسرار کے پیش نظر ان کی دعوت قبول کی......

اس وقت آفتاب عالم تاب نے اپنے انوار کو جمع کرنا شروع کر رکھا تھا اور اس نے اپنی تمام روشنائی کو شب تاریک کے سپرد کر دیا تھا........!

خداوند بے نیاز کی درگاہ میں نیاز و نیایش کے بعد.........!

ہم اپنے پیارے دوستوں کے سنگ....... محترم جناب سید ہاشم کے در دولت پر پہنچے........ !اس وقت خورشید اپنے گھونگھٹ میں جا چکا تھا ......اور اس نے ہم سے پردہ کر لیا......اور...... یہاں تک کہ شرمیلی دلہن کی طرح ہم سے کاملاً اپنا چہرہ چھپا لیا تھا......!لیکن اس کے شرارے در و دیوار پر اپنا نور ڈال رہے تھے......

لہذا ہمارے محترم میزبان نے اپنے معزز مہمانوں کیلئے بیٹھنے کا انتظام مکان کی چھت پر کیا......!

مجلس احباب آراستہ ہو چکی تھی......!

مختلف موضوعات پر گفتگو ہو رہی تھی......! یہاں تک کہ سید ہاشم فاتح نے دریافت کیا!

لوگوں کو امام منتخب کرنے کا حق کیوں نہیں؟......وہ اس مسئلہ میں خود مختار کیوں نہیں ہیں؟

حقیر نے عرض کیا؟ کیونکہ لوگ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہ نہیں ہیں......!وہ ظاہری صورت پر اکتفا نہیں کر سکتے؟ کیونکہ ممکن ہے وہ کسی ایسے شخص کو امام بنائیں جو ظاہراً نیک اور اچھا ہو لیکن باطناً اس کا کردار مشکوک ہو یا اس سے بھی واضح تر الفاظ میں بیان کروں........!''صورت میں بھیڑ اور سیرت میں بھیڑیا ہو''

عین ممکن ہے انتخاب کے وقت اچھا ہو اور اسکے بعد بدکردار ہو جائے.....!

عین ممکن ہے اس کا انتخاب کرنے والے اس کے دوست احباب دیگر افراد کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر اسے نیک سیرت ظاہر کریں اور اس کی حقیقت اور باطن کے متعلق لوگوں کو آگاہ نہ کریں.......... لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد جب وہ مسند خلافت وامامت پر کچھ دن گزار چکا ہو تو وہ مقام امام کو اپنا مقام سمجھتا ہے اور قاہراً اس سے سرکشی اور طغیانی ہوگی کیونکہ وہ غیر معصوم ہے وہ اپنا مقام و مرتبہ بچانے کیلئے ہزاروں لوگوں کو بے جرم و بے خطا قتل کر کے تاریخ کے دامن کو داغدار کرے گا......... !

یہی وجہ ہے کہ امام علیہ السلام کا تعین خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے کیونکہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسرار قلوب سے واقف ہیں..........! اور انہیں علم ہے کہ آئندہ زمانے میں لوگوں کا کیا...... تقاضا ہوگا.........؟ وہ ہر مصلحت کو جانتے ہیں...... !

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب قطعی طور پر فاسد نہیں ہوتا ہے..........!

یہ تو مسلم ہے کہ لوگوں کا علم جتنا ہی بڑھ جائے وہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتے........!

وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا (١٥٥) سورہ اعراف:

انہوں نے خداوند عالم کے عطا کردہ علم کے ذریعے ستر آدمی منتخب کیے اور انہیں کوہ طور......... پر لائے تاکہ..... یہ لوگ خدا کا کلام سنیں........!

وَإِذْ قُلْتُمْ يَامُوسَى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنظُرُونَ (۵۵: بقره)

تو انہوں نے کہا ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو آشکار طور پر دیکھ نہ لیں........!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب امت اس طرح ثابت ہوا......؟ تو عام لوگوں کے انتخاب کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے......؟!

بقول شاعر!

جائی کہ عقاب پر بریزد — از بشہ لاغری چہ خیزد

جہاں عقاب کے پر گر جاتے ہوں وہاں مچھر کی پرواز کی کیا حقیقت ہو گی......؟!

پس واضح ہے کہ امر امامت و خلافت حقہ الٰہیہ لوگوں کے مشورے اور اکثریت سے ہرگز معرض وجود میں نہیں آ سکتا...........! جیسا کہ امر نبوت و رسالت بھی خدا کا معین کردہ ہے اسی طرح امر امامت بھی........

آقائی امامی:..... اس داستان اور حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہراً حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کے باطن سے مطلع نہیں تھے.........!

آیا ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسرار قلوب اور آئندہ ہونے والے حالات سے بے خبر تھے؟

میں نے عرض کیا: ''جی نہیں''......

کیونکہ آیات قرآنی اور روایات متواتر سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مافی الضمیر اور اسرار قلوب، گذشتہ اور آئندہ حالات سے آگاہ ہیں.........!!

آقائی ہاشم فاتح: بعض لوگ علم غیب امام علیہ السلام اس روایت طارق (الامام مطّلع علی الغیوب) سے استدلال کرتے ہیں درحالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے کسی خاص اور اہم موضوع کو حدیث ضعیف سے ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے...........!

آقائی مشکوٰۃ: ''جی ہاں''

اس حدیث سے علم غیب امام کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے.........!

آقائی مروت: بعض آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب فقط خدا کی ذات میں منحصر ہے تو یہ حدیث ہمارے عقدہ کو حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے.........!

آقائی امامی: نے بندہ حقیر سے فرمایا! آپ کیوں خاموش ہیں؟ کچھ کہیے......!

میں نے عرض کیا: میں حیران ہوں! کیا کہوں!

گویا ان حضرات کی...... گفتگو ایسے ہے جیسے روز روشن کو...... شب ظلمت کہا جائے.........! ان کی مثال ایسے شخص کی مانند ہے جو دن دہاڑے چراغ جلا کر اپنے

نزدیک کوئی شے تلاش کررہا ہوں........

آیا کوئی صاحب عقل آدمی اس بات کو قبول کرتا ہے کہ صبح صادق کو شام غاسق کہا جائے؟! ہرگز نہیں!

پھر میں ان سے مخاطب ہوا..... کہ تم نے سورہ جن کی آیت نمبر ۲۶

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶)

نہیں پڑھی ہے.....؟!

خدا عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند کرتا ہے.....

کیا تم نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۷۹

(وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ)

کو نہیں پڑھا ہے.... ؟!

خدا تمہیں اپنے غیب پر آگاہ نہیں کرتا ہے لیکن (اس امر کیلئے) اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے.....

کیا.. تمام انبیاء علیہم السلام میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی پسندیدہ نبی ہے.....؟!

کہ خدا نے اسے پسند کر کے علم غیب عطا کیا ہو..........؟!

کیا تم.... کہہ سکتے ہو کہ خدا نے صحیح نہیں کہا اور کلام کا حق اچھی طرح ادا نہیں کیا.....

یہاں تک کہ ہم ان دو آیاتوں سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت کریں...
کیا ہم بعض متعصبین کی طرح آدھی آیت پر اکتفا کر سکتے ہیں؟
عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا اور آیت کے باقی حصہ سے چشم پوشی کر لیں؟!

یا اس آیت (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ) کو مان لیں اور باقی حصہ کو چھوڑ دیں؟!
گویا کوئی جہالت سے اس راہ میں قدم رکھتا ہے.........!
اور کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی شخص سے کہا جائے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ تو وہ جواب دے! خدا نے نہیں فرمایا:
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ
نماز کے قریب نہ جاؤ!
اور دوسری جگہ فرمایا: (فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (۴) ماعون)
نمازیوں کیلئے ویل اور جہنم ہے......!
دریں اثناء آقائی فاتح کا نوکر محمد مشہدی آیا اور اس نے بڑی خوبصورت آواز میں پوچھا:

صاحبان چائے پسند فرمائیں گے؟!
تمام صاحبان نے کہا: نیکی کا کیا پوچھنا!

آقائی مروت: مزاح کے انداز میں بولے: محسنین کی سبیل نہیں ہوتی ہے (فارسی میں سبیل مونچھوں کو کہا جاتا ہے)

آقائی امامی: اس آیت شریف کا کیا مطلب ہے؟!

آقائی مروت: یعنی نیکی کرنے والوں پر کوئی اشکال اور اعتراض نہیں ہے! نیکی ہر وقت کی جاسکتی ہے ....!

آقائی امامی: یہ دونوں آیات شریفہ یا ان میں سے ایک بھی قرآن پاک پر ایمان رکھنے والوں کیلئے ثابت کرتی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں!

جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں تو بطور مسلم یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت علی علیہ السلام بھی علم غیب جانتے ہیں ...... کیونکہ حضرت علی نفس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ..... اور آپ علیہ السلام بھی غیب پر مطلع ہیں..........!

آقائی مروت: لیکن قرآن پاک میں دوسری آیات ان دو آیات کی مخالف ہیں.........!

حقیر نے عرض کیا:...... جو کچھ آپ نے سمجھا ہے وہ صحیح نہیں ہے قرآن مجید میں بالکل اختلاف نہیں ہے اگر کسی کو .... ظاہری طور پر قرآنی آیات مختلف نظر آئیں تو اسے چاہیے کہ وہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی طرف رجوع کرے کیونکہ قران مجید کا سارا علم ان کے پاس ہے..........!

اگر قرآنی آیات کی طرف رجوع کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق سے

جب بھی علم غیب کی نفی کی گئی تو علم ذاتی کی نفی ہے........ مطلب یہ ہے کہ کوئی مخلوق خدا کی عطا کے بغیر غیب سے آگاہ نہیں ہے.........اس آیت مجیدہ:

(وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ (۲۱۶ بقرہ)

خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے!

یہ ہے کہ خدا کا علم ذاتی، ازلی اور ابدی ہے اور تمہارے پاس علم ذاتی نہیں ہے... بلکہ تمام...... علم عطائی ہے

عبارت دیگر: وہی علم ذاتی جو کہ آیت کے طول میں خالق کیلئے ثابت کیا گیا ہے آخر آیت میں اسی علم ذاتی کی مخلوق سے نفی کی گئی ہے! پس جو حقیقت ....خالق کیلئے ثابت کی گئی ہے مخلوق سے سلب کی گئی ہے!

پس یہ آیت مجیدہ اور ایک آیت کے ساتھ قرآن مقدس میں تکرار کی گئی ہے یہ آپس میں منافات نہیں رکھتی ہیں... اور اسی معنی سے دونوں آیات کو جمع کیا گیا ہے..... پہلی آیت میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور آیت (وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ) اور تم جانتے ہو!

اس آیت میں علم وہبی کو ثابت کیا گیا ہے... ......کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا ہے آیت (وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ) اس آیت

(وَأَنْتُمْ لَاتَعْلَمُونَ) سے منافات رکھتی ہے!

مندرجہ ذیل آیت میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے.... !

(وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لاتَعْلَمُهُم)سورہ براۃ۔ …

اہل مدینہ میں سے بعض لوگ نفاق پر ثابت ہیں آپ انہیں جانتے ہیں!

یعنی آپ علیہ السلام ذاتی طور پر نہیں جانتے (خدا کے عطا کردہ علم سے جانتے ہیں)

سورہ نحل ۷۸ میں ہے

(وَاللهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لاتَعْلَمُونَ شَيْئًا)

خدا نے جب تمہیں تمہاری ماؤں کے شکم سے نکالا تو تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے!

یعنی تمہارا علم ذاتی نہیں ہے

علم کی دو قسمیں ہیں۔ …

(ا)علم ذاتی: ازلی اور ابدی جو کسی کی بخشش وعطا نہیں ہوتا ہے۔ . اور کسی سے حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا ہے!

اور یہ خداوند متعال کا علم ہے!

۲)وہ علم جو غیر سے حاصل کیا جاتا ہے! اور یہ علم ذاتی نہیں ہے ……اور یہ مخلوق کا علم ہے۔ … پس علم یا ذاتی ہے یا غیر ذاتی … علم ذاتی خدا کے ساتھ مختص ہے اور کسی مخلوق کے پاس بھی علم ذاتی نہیں ہے اور مخلوق کا علم غیر ذاتی ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مندرجہ بالا دو آیات میں (لاتَعْلَمُون) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہوا ہے (لاتَعْلَمُهُم) علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے نہ کہ علم عطائی کی …

کیونکہ علم دیگران اور اپنے علم کو حکم وجدان سے درک کرتے ہیں… !

قرآن مجید کی کافی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خدا نے پیغمبران، ملائکہ اور اپنے خاص بندوں کو جتنا چاہا ہے علم عطا کیا ہے.........! جیسا کہ ملائکہ نے عرض کیا.....

(قَالُوا سُبْحَانَکَ لاَعِلْمَ لَنَا إِلاَّ مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّکَ أَنْتَ الْعَلِیمُ الْحَکِیمُ (۳۲بقرہ)

ہمارے پاس اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے عطا کیا ہے.....

دوسرے مقام پر فرمایا:

(قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِینَ یَعْلَمُونَ وَالَّذِینَ لاَیَعْلَمُونَ)

کیا صاحبان علم اور بے علم ساری ہو سکتے ہیں........ ؟!

اور بھی کافی آیات ہیں جو انبیاء کرام کے علم پر دلالت کرتی ہیں .....

اور فرشتوں سے علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے......... ! خدا کے عطا کردہ علم کی نفی نہیں کی گئی.........لہذا قرآن مجید کی آیات کے ساتھ اہلبیت علیہم السلام کی تفسیر کو ضمیمہ کیا جائے تا کہ انسان گمراہی سے بچ جائے..........!

اور ہمیں حق کو تلاش کرنا چاہیے...... پس آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی مراد بھی واضح ہو چکی ہے جو اپنی مناجات میں کہتے ہیں اے اللہ تو عالم ہے اور ہم......) یعنی ہمارا علم ذاتی نہیں ہے بلکہ تیری عطا ہے.......

میرے پیارے دوستو! آیات وروایات پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا عالم

غیب ہونا ثابت کرتی ہیں اور وہ آیات کہ جن میں تو ہم خلاف نظر آتا ہے ان کو ہم تین مقامات میں عرض کرتے ہیں.....

مقام اول: وہ آیات کہ جن سے علم غیب ثابت ہوتا ہے.....

مقام دوم: وہ روایات جو معصومین علیہم السلام کے لئے علم غیب ثابت کرتی ہیں

مقام سوم: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی قدرت

خاتمہ: ان آیات وروایات کا جواب جن کے خلاف تو ہم ہوتا ہے

مقام اول:

اس مقام میں چند فصلیں ہیں

فصل اول

آیات کریمہ جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کیلئے علم غیب ثابت کرتی ہیں ....

آیت اول (وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهٖ مَنْ يَشَاءُ) آلِ عمران ۱۷۹

ترجمہ: خداوند مقام نے تمہیں غیب پر آگاہ نہیں کیا ہے (کیونکہ) لوگ غیب جاننے کی قدرت نہیں رکھتے ہیں..... یہ ان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ حوادث زمانہ کو دیکھیں یا جان سکیں..... اگر وہ ایک دوسرے کے باطن سے خبردار ہو جائیں تو نظام زندگی معطل ہو جائے گا وہ معاملات زندگی میں ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے..... ......اور نظام کائنات مختل ہو جائے گا...... ......۱۱) لیکن خدا نے علم غیب کے لئے اپنے

رسولوں کو چن لیا ہے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ برگزیدہ ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل و برتر ہیں

نتیجہ: آیت بالا سے واضح ہوتا ہے کہ علم غیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت ہے

چونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم .... تمام ملائکہ سے اشرف و افضل ہیں اسلئے ان کیلئے مسلماً علم غیب ثابت ہے.......

یہ بات بھی پُر واضح ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے وارث ہیں .... اس بنا پر اس کے یہ حضرات علیہم السلام علم غیب جانتے ہیں.......

آیت دوم: (عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶: سورہ جن

ترجمہ: خداوند عالم غیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا مگر رسولوں میں سے جسے پسند کرتا ہے.......

جملہ إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷ سورہ جن)

کو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منطق کر سکتے ہیں....... جیسا کہ ان دو آیات مجیدہ کا ظاہر بھی ہی ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد خود علی مرتضیٰ علیہ السلام کیونکہ آپ علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ہیں اس کے متعلق

علامہ علی بن ابراھیم قمی کا کلام بھی آئے گا (انشاءاللہ)

شیعہ وسنی تفسیر کتب میں ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی علیہ السلام مجھ سے ہیں اور میں علی علیہ السلام سے ہوں

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: میں تم دونوں میں سے ہوں

اور آیت مباہلہ میں حضرت علی علیہ السلام نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

آقائی امامی نے کہا: میری یہ خواہش ہے کہ جو اہلبیت اطہار علیہم السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایات صادر ہوئی ہیں..........

آپ وہ بیان فرمائیں..........:

حقیر نے عرض کیا: بہت اچھا...... میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر غیر محکم آیات و نصوص سے استدلال کیا جائے تو خدا کی مراد کو سمجھنے کے لئے آئمہ علیہم السلام کے فرامین کی طرف مراجع کیا جائے کیونکہ اس بات پر شیعہ وسنی دونوں کا اتفاق ہے

...... کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں تمھارے درمیان دوگراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ...... ایک کتاب اللہ اور دوسری میری عترت طاہرہ علیہم السلام ہے.......... جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے گمراہ ہونے سے بچ جاؤ گے ...... اور یہ دونوں ایک دوسرے سے قیامت تک جدا نہیں ہوں گے.......... اب ہم وہ روایات نقل کرتے ہیں جو اس آیت کریمہ سے مربوط ہیں... !!

حدیث اول: سدیر صیرفی کہتے ہیں: میں حضرت محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ حمران بن اعین نے آپ علیہ السلام سے کچھ مسائل دریافت کیے اور ان میں سے ایک مسئلہ اس آیت

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶: سورہ جن)

کی تفسیر بھی تھی۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا

آیت کا باقی حصہ بھی پڑھو۔ (إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا (۲۷ سورہ جن)

اس کے بعد آپ علیہ السلام نے فرمایا:

مجھے خدا کی قسم: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نے اس مقام کیلئے پسند فرمایا ہے (۱)

معنیٰ غیب: علامہ محمد باقر مجلسیؒ اپنی کتاب مراۃ العقول میں فرماتے ہیں:

غیب وہ چیز ہے جو انسان سے پوشیدہ ہو۔۔۔!!) یا از جہت زمان پوشیدہ ہو۔۔۔ جیسا کہ زمانہ گذشتہ کے حالات۔۔۔ یا آنے والے زمانہ کے حالات۔۔۔

یا از جہت مکان پوشیدہ ہو۔۔۔ جیسا کہ ایک واقعہ زمانہ حال میں واقع ہوا ہے۔۔۔ وہ مکان یا جگہ بہت دور اور پوشیدہ ہو اور انسانی حواس خمسہ بھی اس کو درک نہ کرسکیں۔۔۔

یا کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جو خود بخود مخفی ہو۔۔۔ جیسا کہ بعض مطالب مخفی اور پوشیدہ ہوتے ہیں۔۔۔ جو قوت فکر و تامل سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔۔۔!!

قرآن کریم میں لفظ غیب کا اطلاق گزشتہ واقعات پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ سورہ ھود کی آیت نمبر ۵۲

وَيَاقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ وَلَاتَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ (۵۲)

میں ہے کہ قصہ نوح کے بعد فرمایا:

وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حافِظِينَ (۸۱:یوسف)

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہیں.

اس آیت کی تفسیر خاتمہ میں آئے گی. !!) انشاءاللہ.

قرآن پاک میں اس چیز کو بھی غیب کیا گیا ہے جو حواس خمسہ سے غیب ہو لیکن وہ زمانہ حال میں موجود ہے

جیسا کہ سورہ یوسف میں ہے

(وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حافِظِينَ (۸۱:یوسف)) یہ غیب کے محافظ نہیں ہیں

حدیث دوم: کتاب الخرائج والجرائح میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے معجزات باہرات میں ایک طولانی حدیث نقل ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام رضا علیہ السلام بصرہ تشریف لے گئے.... دوران سفر آپ علیہ السلام نے کافی معجزات باہرات نمودار فرمائے....

آپ علیہ السلام نے مختلف لغات میں تکلم فرمایا.... یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے عمرو بن ہذاب سے فرمایا: اگر تجھے اس بات سے آگاہ کروں کہ چند دنوں کے بعد تو اپنے ایک رشتہ دار کو

قتل کرے گا..... تو کیا تو میری اس بات کی تصدیق کرے گا..............؟ اس نے عرض کیا: جی نہیں..... !!

کیونکہ غیب خدا کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا.....!!

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ خدا نے فرمایا ہے

(عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ سورہ جن)

خداوند عالم الغیب ہے..... وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند کرتا ہے

اور وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں. ..... بنا پر اس آیت شریفہ سے معلوم ہوتا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہ کے پسندیدہ ہیں.....

وہ علم غیب جانتے ہیں ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہیں لہذا جو کچھ ہو چکا ہے یا جو قیامت تک ہوگا ہم جانتے ہیں..... !!

اور تو پانچ دنوں کے بعد اپنے ایک رشتہ دار کو قتل کرے گا اگر تو نے اسے قتل نہ کیا تو میں امام نہیں.....!!

اور تو چند دن مزید گزرنے کے بعد نابینا ہو جائے گا اور جھوٹی قسم بھی کھائے گا .....!!

راوی کہتا ہے: خدا کی قسم جو کچھ آپ علیہ السلام نے فرمایا تھا چند دنوں کے بعد بعینہ یہ واقع ہو کے رہا ....!!

یہ حدیث تو بہت طولانی ہے لیکن بطور اختصار یہ ہے کہ
محمد بن فضل الہاشمی حضرت امام موسیٰ علیہ السلام کی شہادت سے ایک دن پہلے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ... آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو یہ امانتیں مدینہ میں میرے فرزند ارجمند حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دینا ..... وہ میرے بعد امام اور اللہ کی حجت ہیں .....
محمد ہاشمی کہتے ہیں ... جس طرح مجھے میرے مولا علیہ السلام نے حکم دیا میں نے سب امانات حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پہنچا دیں ..... اور میں نے عرض کیا: میں بصرہ جا رہا ہوں اور آپ علیہ السلام کے بابا جان علیہ السلام کی شہادت کی خبر بھی پھیل چکی ہے ..... اور لوگ آپ علیہ السلام کی امامت کے بارے میں مجھ سے سوال کریں: اگر آپ علیہ السلام لطف وکرم فرمائیں تو مجھے اپنی امامت کی کچھ نشانیاں دکھا دیں .
حضرت امام رضا علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تبرکات مجھے دکھائے ... اور فرمایا کہ میں بصرہ آؤں گا میں نے عرض کیا: مولا آپ علیہ السلام کب بصرہ تشریف لائیں گے ..... ؟
امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: تیرے پہنچنے کے تین دن بعد ....
میں نے آپ علیہ السلام سے رخصت لی اور عازم بصرہ ہوا ..... دوست احباب میری ملاقات کیلئے آئے ... اور انہوں نے مجھ سے امر امامت کے بارے میں دریافت کیا: میں نے سارا واقعہ انہیں سنایا .....
حاضرین میں سے ایک ناصبی عمرو بن ہذاب نے میری بات پر اعتراض کیا اور اس نے

کہا: امام حسن بن محمد ہیں اور اہلبیت علیہم السلام میں سے سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور عابد و زاھد بھی ہیں...... حضرت امام رضا علیہ السلام جوان ہیں اور ممکن ہے کہ وہ کسی سوال کا جواب نہ دے سکیں......!!

حسن بن محمد بھی حاضر تھے اور انہوں نے بھی اسے منع کیا ...... انہوں نے مزید کہا محمد ہاشمی کہتے ہیں کہ تین دن کے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام تشریف لائیں گے...!! اور ان کا یہاں آنا قطعی ہے پس لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے اور تیسرے دن آپ علیہ السلام حسن بن محمد کے گھر تشریف لے گئے......

آپ علیہ السلام نے حکم دیا لوگوں کو بلایا جائے حتیٰ کہ یہود و نصاریٰ کو بھی بلایا جائے...!!

سب لوگ جمع ہو گئے اور حضرت تشریف لائے ... آپ علیہ السلام نے سلام کیا اور فرمایا.....

میں علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہوں...!

آج صبح کی نماز میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں پڑھی ہے اور حاکم مدینہ میرے پاس آیا ہے اور اس نے مجھ سے ایک مشورہ لیا ہے ... میں نے اسے مشورہ دیا ہے اور اس سے وعدہ کیا ہے کہ عصر کے وقت تیرے پاس آؤنگا......

جو شخص آئے اور امامت کے بارے میں سوال کرنا چاہے کر سکتا ہے!

عمرو بن ہذاب نے کہا کہ محمد بن فضل الہاشمی نے آپ علیہ السلام کے بارے میں کچھ معجزات بیان کیے ہیں جو ہمیں قبول نہیں ہیں......

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا کہتا ہے؟

اس نے عرض کیا وہ کہتا ہے کہ آپ تمام آسمانی کتابیں اور دنیا کی ہر زبان جانتے ہیں!

آپ علیہ السلام نے فرمایا وہ سچ کہتا ہے......! جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو!

اس نے کہا: ہم نے روم٬ فارس ہند اور ترکی سے مختلف آدمی بلوائے ہیں تا کہ وہ امام رضا علیہ السلام کا امتحان لیں!!

حضرت امام رضا علیہ السلام: نے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسی کی زبان ولغت میں گفتگو کی اور ان کے ہر سوال کا جواب دیا......

سب لوگ دنگ رہ گئے! اور انہوں اس بات کا اقرار کیا کہ آپ علیہ السلام ہم سب سے زیادہ ہماری زبان کی فصاحت و بلاغت سے واقف ہیں......!

اس وقت آپ علیہ السلام عمرو بن ہذاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو نے چند دنوں کے بعد یہ کام کرنا ہے......

پھر آپ علیہ السلام یہود و نصاریٰ کے بزرگان کے ساتھ محو گفتگو ہوئے تو آپ علیہ السلام نے ان کی کتابوں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو ثابت کیا انہوں نے بھی اقرار کیا اگر ہم یہود و نصاریٰ کے سربراہ نہ ہوتے تو آپ پر...... ایمان لے آتے آپ علیہ السلام نے ان کے ہر سوال کا جواب دیا اور ان کی حاجت روائی فرمائی.......!! آپ علیہ السلام نے ظہر کی نماز باجماعت ادا فرمائی اور فرمایا:

میں مدینہ جا رہا ہوں اور کل انشاء اللہ دوبارہ آؤں گا......

دوسرے دن بھی پہلے دن کی طرح جنت کی خوشبو سے فضاء معطر ہو گئی...... نسیم عطر سے سارا ماحول رشک ارم بن چکا تھا......اہلیان بصرہ کیلئے دوسرے دن بھی امامت کا سورج طلوع ہوا درحالانکہ بصرہ کے لوگ اجتماعی طور پر آپ علیہ السلام کا انتظار کر رہے تھے

....!دیدار امام علیہ السلام سے ان کے چہرے روشن ہوگئے ......!ایک رومی خاتون آپ علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوئی تو آپ علیہ السلام نے اس سے رومی زبان میں گفتگو فرمائی ...... !اور آپ علیہ السلام نے فرمایا اے کنیز......!حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ پیار کرتی ہو یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے...... ؟!!

اس نے عرض کیا...... !!جب تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں جانتی تھی مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت تھی لیکن اب مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت ہے...... !

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان ہو چکی ہو تو کیا اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتی ہو ؟!

اس نے عرض کیا: کیوں نہیں لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت کرتی ہوں. !!

جاثلیق نے حضرت علیہ السلام کے حکم سے لوگوں کے لئے گفتگو کا ترجمہ کیا.

انہوں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ کی اجازت ہو تو اہل بحث وکلام سے ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں لائیں......

اس کو آپ علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا تو آپ علیہ السلام نے اسی کی زبان میں اس سے کلام کیا...... آپ علیہ السلام نے اس شخص سے توحید و رسالت کے بارے میں گفتگو کی تو اس نے خدا کی وحدانیت اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی......

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ محمد بن فضل نے کہا تھا اس پر ایمان لائے ہو؟!

لوگ:...... بلکہ ہمارے لئے فضل کی گفتگو سے بہت زیادہ آپ علیہ السلام کا مقام ثابت ہو چکا

ہے!!

انہوں نے عرض کیا کہ: محمد نے ہم سے کہا کے آپ علیہ السلام کو خراسان بلایا جائے گا کیا یہ بات صحیح ہے...؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں صحیح ہے...

سب نے آپ علیہ السلام کی امامت کا اقرار کیا اور اپنے گھروں کو چل دیئے

ابر ارحمت خدا بصرہ کے لوگوں کے دل کی کھیتی پر جھوم کے برسا ...!

اور تمام لوگوں پر حجت تمام ہوگئی... !!

آقائی فاتح نے فرمایا: جو روایت آپ علیہ السلام نے بیان کی ہے نہایت ہی قاطع اور روشن ہے... کیونکہ آپ علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھُدیٰ علیہم السلام کیلئے علم غیب کو قرآن اور حدیث سے ثابت کیا ہے...!

اور یہ احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ آئمہ ھُدیٰ علیہم السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کے وارث ہیں...!

حدیث سوم:... شیخ طبرسیؒ نے کتاب احتجاج میں حدیث نقل کی ہے کہ

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم کے امین اور اولیاء ہیں... خدا نے اپنی تمام مخلوقات کو... ان کا تعارف کرایا! اور ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت کہا ہے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا ہے میں نے اپنے ان اولیاء کی روح القدس کے ذریعے تائید کی ہے... اور انہیں اپنے غیب سے آگاہ کیا ہے!! خدا نے یہ بات مخلوق

کو بتائی ہے ارشاد رب العزت ہے.....!

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶ سورہ جن)

سائل نے دریافت کیا: اس سے کون لوگ مراد ہیں؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین ہیں!! خدا نے ان .... کی اطاعت کو اپنی اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بالکل ساتھ قرار دیا ہے .... اور وہ حضرات صاحبان امر ہیں ارشاد الٰہی ہے!

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)سورہ نساء آیت ۵۹

اللہ کی اطاعت کرو اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو.....

وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ(سورہ نسا ۸۳)

اگر وہ اس خبر کو رسول یا اولی الامر تک پہنچاتے تو وہ اس کو سمجھ لیتے کہ یہ مشہور کرنے والی ہے یا نہیں ہے.....

سائل نے عرض کیا: امر سے کیا مراد ہے؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: امر سے مراد وہی کچھ ہے جو ملائکہ شب قدر میں صاحب امر ہر نازل ہوتے ہیں...... شب قدر وہ رات ہے جس میں مخلوقات کے تمام امور خلق ‘روزی‘ حیات‘ موت وغیرہ حکمت کے مطابق تقسیم ہوتے ہیں اور زمین و آسمان کا علم

غیب آئمہ ھُدیٰ علیہم السلام کو بتایا جاتا ہے۔

حدیث چہارم: علامہ علی بن ابراہیم قمیؒ جو کہ شیخ کلینی کے استاد ہیں۔ ...اور علامہ شیخ کلینی نے دو ہزار حدیثیں اپنے استاد علامہ قمی سے نقل کی ہیں اور انہوں نے اپنی تفسیر قمی میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا :یا علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت اور دوزخ تقسیم کرنے والے ہیں

اصحاب نے دریافت کیا یہ تقسیم کس زمانے میں ہوگی.... ؟

خدا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

(قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا

۲۵ :جن)

یعنی: (اجلاً)

علی علیہ السلام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام سے ہیں!!!

آیت کا ترجمہ: ...اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے: مجھے نہیں معلوم کہ قیامت نزدیک ہے یا خداوند عالم نے اس کے لئے مدت قرار دی ہے؟!!

خداوند علم غیب جانتا ہے اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع بھی نہیں کرتا ہے مگر اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند کرتا ہے!!

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام اللہ کے پسندیدہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں!

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے فرمایا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے سارے علوم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لئے گئے ہیں خداوند عالم نے تمام علوم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے عطا فرمائے ہیں.... اور حضرت علی علیہ السلام نے تمام علوم حضرت نبی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کئے ہیں

لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸) سورہ جن

اور اسنے تو ایک ایک چیز گن رکھی ہے!!

جو کچھ زمانہ ماضی میں گزر چکا ہے یا جو کچھ زمانہ مستقبل میں ہوگا بلکہ جو کچھ قیامت تک ہوگا........ فتنے' حوادث' واقعات' زلزلے ہلاکتیں' گذشتہ لوگوں کے نام' باطل لوگوں کے سربراہ اور حق باطل کے واقعات' اور کون کس مرض سے مرے گا ....کون قتل ہوگا ....کس کی مدد کی جائے گی........ !!اور کس کی مدد نہیں کی جائے گی یہ سب امور حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام جانتے ہیں!!

حدیث پنجم:. حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے سلمان سے اس وقت فرمایا: جب آپ علیہ السلام نے سلمان کو بساط پر بٹھا کر روئے زمین کی سیر کرائی........ کہ میں اللہ کا پسندیدہ ہوں جسے خدا نے علم غیب عطا کیا...!

(عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶ سورہ جن)

حدیث ششم: حضرت امام صادق علیہ السلام نے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ خدا ..... نے آئمہ علیہم السلام کو اپنے لطف وکرم کے ذریعے علم کے چشموں کے باطن کو آئمہ ھُدیٰ علیہ السلام کیلئے ظاہر کیا ہے ..... یہاں تک کہ فرمایا: امام خدا کا منتخب اور پسندیدہ ہوتا ہے..... حکمت اور علم غیب امام علیہ السلام کو عطا کیا گیا ہے ..... کیونکہ امام پاکیزہ ہوتا ہے اور وہ علم پروردگار کے لئے مرتضٰی اور مختار ہوتا ہے .... ؟

حدیث ہفتم: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے شرح خلافت محمد وعلی علیہما السلام کے بارے میں فرمایا: خداوند عالم نے ان کے وجود مقدس میں اپنا علم قرار دیا ہے ..... اور انہیں علم بیان کی تعلیم بھی عطا کی ہے اور انہیں علم غیب سے بھی آگاہ کیا ہے.....

حدیث ہشتم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدانے مجھے تمام اولاد آدم پر فضلیت دی ہے ..... خدانے مجھے علم عطا کیا ہے! جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو!! **حدیث نہم**: مناقب شہر آشوب میں ہے کہ (فصل علم امام صادق علیہ السلام) صفوان بن یحیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم: علوم اولین وآخرین ہمارے پاس ہیں .....!!

ایک شخص نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں ..... کیا آپ علیہ السلام کے پاس علم غیب بھی ہے؟! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اصلاب رجال اور ارحام زنان میں جو کچھ ہے میں وہ جانتا ہوں .....!!! اپنے سینوں کو وسعت دو ..... اور وسیع القلب بنو ..... اپنے ظرفوں کو وسعت دو ....! ہم مخلوقات پر اللہ کی حجت ہیں .... اس بات کا وہ شخص

اعتقاد رکھتا ہے جو مومن کامل ہے اور خدا نے اسے ہدایت کی ہے۔.... اگر میں چاہوں تو کائنات کے سنگریزوں کی تعداد بھی بتا سکتان ہوں!!

حدیث دہم: (کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمۃ)

میں فتح بن یزید جرجانی نے حضرت امام ہادی علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث نقل کی ہے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اگر عالم آلِ محمد علیہم السلام چاہے تو جو کچھ تو نے رات کو انجام دیا ہے تجھے بتادے !!خدا نے فرمایا ہے..........

خداوند عالم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہے مگر اپنے رسولوں میں سے جسے پسند کرتا ہے

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَايُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ سورہ جن (۲۶،۲۷)

جو علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا ہے وہ امام علیہ السلام کے پاس بھی ہوتا ہے۔..........

یہاں تک کہ زمین حجت سے خالی نہیں ہوتی ہے!!

کتاب مقام قرآن وعترت ۱۳۷ فصل اخبار غیبی امام زمانہ علیہ السلام

(۱) بحارالانوار (ج۲) (ص۶،۷)

ہم نے کلمات شریفہ جناب قاسم بن علا جو کہ ناحیہ مقدسہ کے وکیل ہیں: اس کے معنی (علم غیب امام) کے اسبات کیلئے اس آیت شریف سے نقل کئے ہیں اور ہم نے

.......عرض کیا ہے کہ صاحب انصاف آدمی کے لئے روایت مذکور جو کہ نہایت صحیح ہے واضح کرتی ہے کہ معصوم علیہ السلام کیلیے علم غیب ثابت ہے۔.......!!

جو لوگ علم غیب امام علیہ السلام کے منکر ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب پر ایمان رکھتے ہیں لیکن عالم الغیب نہیں ہیں۔ ...!

وہ وحی کے علاوہ کچھ بھی نہیں جانتے!! پس جو کچھ انہیں وحی ہوتی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں!! پس وہ مومن بغیب ہیں۔ ....

پھر وہ متوجہ ہوا ہے کہ یہ ان کا مدعیٰ ہے جو علم غیب امام علیہ السلام کے قائل ہیں کیونکہ وہ غیب کو وحی کے ذریعے جانتے ہیں .... لہذا وہ اپنی بات سے پھر جاتا ہے.... اور کہتا ہے جو کچھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی ہوتی ہے وہ اس پر ایمان رکھتا ہے اور وہ مومن بغیب ہیں اور اس نے کہا ہے کہ جو علم غیب امام علیہ السلام کیلیے ....ثابت کرتے ہیں انہیں عالم الغیب اور مومن بغیب کا فرق معلوم نہیں ہے .... !!(۱)

بہ راقم الحروف: جو کہ علم غیب سے ڈرتا ہے! اس سے پوچھتے ہیں....... ! پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو وحی کی جاتی ہیں وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے عالم ہیں یا نہیں؟!

جواب: مثبت ہے .... یعنی جانتے ہیں!!

نتیجہ: .... معتبر کتاب مدینۃ المعاجز میں تقریباً ساڑھے چھ سو احادیث سے علم غیب امام......... کو ثابت کیا گیا ہے!!.........

آیت سوم: (وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (۱۲ سورہ یٰسین

ہم نے تمام چیزوں کو امام مبین کے اندر رکھ دیا ہے.....

واضح ہے کہ احصاء سے مراد اشیاء خارجہ نہیں ہیں..... بلکہ تمام چیزوں کا علم عطا کیا ہے امام مبین ہر شئی پر مطلع ہیں.....

مومنین و اہل لغت کے نزدیک امام مبین جدا کرنے والے کو کہا جاتا ہے ..... یعنی جو حق کو باطل سے جدا کرے ..... جیسا کہ لفظ امام اور لفظ مبین قرآن پاک میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے بنا پر اس کے آیت شریفہ ہر شئی کا علم امام مبین کے لئے ثابت کرتی ہے.....

اس معنی کی طرف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام نے متوجہ کیا ہے.....

علامہ علی بن ابراہیم قمی نے اس آیت کو آیات محکمہ سے شمار کیا ہے!! اور معنی مذکور واضح و آشکار ہے جی ہاں نہایت ہی تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے آپ کو معصومین علیہم السلام کا شیعہ کہلواتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے ..... کہ قرآن و عترت سے متمسک ہے لیکن اس کے باوجود وہ صریح آیات کے خلاف دیگران کی پیروی کرتا ہے.....!

اس نے مندرجہ بالا آیت کی تفسیر بھی اپنی مرضی سے بیان کی ہے .....!اس نے دلیل شرعی کے بغیر نص قرآن سے منہ موڑ لیا ہے وہ کہتا ہے کہ امام سے مراد لوح محفوظ یا لوگوں کا اعمال نامہ ہے وہ کہتا ہے کہ ہم آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو امام مبین سمجھتے ہیں لیکن اس آیت کا امام علیہ السلام سے کوئی رابطہ نہیں ہے.....!! اور یہ لوگوں کے نامہ اعمال سے

مربوط ہے کیونکہ نامہ اعمال ہر شخص کے سامنے ہوگا اسلئے اسے امام کہا گیا ہے.....

اگر آیت مبارکہ میں غور فکر کیا جائے تو

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (۱۲) سورہ یٰسین آیت ۱۱،۱۲

ہم ہی یقیناً مردوں کو زندہ کرتے ہیں جو کچھ پہلے کر چکے ہیں ان کی نشانیاں لکھے جاتے ہیں.......!

چہار مطلب خداوند عالم نے بیان کئے ہیں.....

۱) ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں... !

۲) ہم تمام مخلوقات کے اعمال لکھتے ہیں....!

۳) اور ہم ان کے آثار بھی لکھتے ہیں....!

۴) ہم نے اپنی حجت (امام علیہ السلام) کو تمام مخلوقات و اشیاء سے آگاہ کیا ہے.........!

جملہ اول: مردوں کو زندہ کرنا قیامت کے ساتھ مختص نہیں ہے.........مردہ زمین اور مردہ دلوں کو خدا دنیا میں زندہ کرے گا.... !!

جیسا کہ قرآنی آیات کی تصریح ہے.....اور بعض افراد کو خدا نے زندہ کیا اور بعض کو زندہ کریگا..... لیکن تمام انسان اولین و آخرین کو زندہ کرنا قیامت کے ساتھ مخصوص ہے......!! یہ بات ان کے دعوی کو ثابت نہیں کرتی ہے!!

جملہ دوم وسوم:.....مخلوقات کے اعمال اور آثار لکھنا دنیا میں ہے کیونکہ قیامت میں اعمال نہیں لکھے جائیں گے.....! یہی وجہ ہے کہ

(کلمہ نحي و نکتب) آیت میں صیغہ مستقبل کے ساتھ آیا ہے..........!

(واحصیناہ) یہ ماضی سے خبر دی گئی ہے. .... چونکہ کتابت دنیا میں ہے اور احیاء (زندہ کرنا) کتابت سے پہلے ذکر ہوا ہے پس یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردہ کو زندہ کرنا افراد اولاد آدم علیہ السلام میں ہے.....جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۲۸: بقرہ)

تم اللہ سے کس طرح کفر کرتے ہو......درحالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا

!

پس ممکن ہے کہ کتابت اعمال خلقت اور بلوغ کے بعد ہو .... ممکن ہے کہ اس آیت کی نظر قیامت پر نہ ہو..... یہ بھی واضح ہے کہ ہر شخص کے نامہ اعمال میں اسی کے اعمال لکھے جاتے ہیں کسی اور کے نہیں لکھے جاتے.........!!

جو شخص یہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن انسان کا نامہ اعمال اس کے سامنے رکھا جائے گا ......اس لئے اس کو امام مبین کہا گیا ہے

ہم کہتے ہیں کہ اس نے تفسیر بالرائی کی ہے..... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو تفسیر بالرائی کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا.........!

وہ شخص عقائد باطلہ رکھتا ہے جو قرآن پاک کی تفسیر اہلبیت علیہم السلام کے فرامین کے مطابق نہیں کرتا ہے.....

ہم کہتے ہیں: اے مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم قرآن پاک اور عترت طاہرہ علیہم السلام کے فرامین عالیہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہو

اور عام انسانوں کو بات مان لیتے ہو ؟! بلکہ علماء عامہ کی بات قبول کرتے ہو.....!!!

پس امام مبین: سے لوح محفوظ مراد لینا علماء اہلسنت کی تفسیر ہے. جیسا کہ میں نے ان کی تفاسیر میں خود دیکھا ہے بعض علماء شیعہ نے غور وفکر کے بغیر ان کی پیروی کی ہے.....انہوں نے اس بات پر بھی غور نہیں کیا کہ دلالت کی اقسام میں کس دلالت کے تحت لفظ امام مبین لوح محفوظ پر دلالت کرتا ہے؟!

جیسا کہ علماء منطق کے نزدیک یہ بات واضح ہے...پس کوئی دلیل نہیں کہ ہم امام مبین سے مراد یعنی لوح محفوظ ہیں......

اگر بالفرض ہم کہیں کہ اس سے مراد لوح محفوظ ہے تو ہم کہیں گے کہ اس سے قلب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قلب امیر المومنین علیہ السلام مراد ہے کیونکہ روایات میں لوح محفوظ سے مراد ان کے قلوب مبارکہ لئے گئے ہیں. ......!تو یہ بات صریح آیات وروایات کے منافی نہیں ہے.........اگر کہا جائے کہ اس سے کوئی اور چیز مراد ہے تو صریح روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام اشیاء کا علم پیغمبر اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے

پاس ہے

پس اس آیت کو اگر روایات وارده کے ساتھ ضمیمہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے قلوب موجود ومرقوم ہے......

(۱) تفسیر بیضاوی، تفسیر خوارزی، تفسیر طنکاوی اور تفسیر حسینی وغیرہ

گذشتہ اور آئندہ کے حالات واقعات سب امام مبین کے قلب مقدس میں محفوظ ہیں......!!

آقائی فاتح: براہ کرم اس آیت (وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ) کی تفسیر میں روایات وارده بیان فرمائیے

بندہ حقیر نے عرض کیا: بہت خوب ہر روایات آپ حضرات کی خدمت میں بیان کرتا ہوں!

چائے وغیرہ پینے کے بعد میں عرض کیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......

حدیث اول: خطبہ غدیر یہ جو مکمل طور پر احتجاج میں نقل ہوا ہے از حیثیت سند بالکل صحیح ہے تقریباً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر مرتبہ فرمایا

(معاشر الناس معاشر الناس) اسی خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(معاشر الناس مامن علم الا قد اخفیناه الله و کل علم علمته......... هو الامام المبین)

اے لوگوں کا گروہ! کوئی علم ایسا نہیں ہے جو خدا نے مجھے نہ دیا ہو! اور میں نے اپنا سارا علم امام مبین حضرت علی علیہ السلام کو دیا ہے اور علی علیہ السلام امام مبین ہیں.....

اس سے معلوم ہوتا ہے کائنات عالم کے ہر علم کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام علوم امام مبین حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس موجود ہیں اور دیگر آئمہ ھدیٰ علیہ السلام کو یہ علوم وارثت میں ملے ہیں......اس موضوع پر ہزاروں روایات دلالت کرتی ہیں......!!

حدیث دوم:......ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا: خدا کی قسم ! میں امام مبین ہوں اور حق اور باطل میں فرق بیان کرنے والا ہوں ... یہ علم وکمال مجھے اپنے بھائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملا ہے

حدیث سوم:......حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ جب یہ آیت (وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ)

نازل ہوئی تو: ابوبکر اور عمر نے عرض کیا: امام مبین تورات ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں!!

پھر عرض کیا: انجیل ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں!!

پھر عرض کیا: قرآن ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں!!

اچانک حضرت علی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

یہ امام مبین ہیں جس کے پاس کائنات عالم کی ہر شئی کا علم ہے (۳)

حدیث چہارم: صالح بن سہیل نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا: آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ)

آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام مبین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں..........!!

حدیث پنجم: عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہم وادی نمل میں پہنچے وہاں پر بہت زیادہ چونٹیاں تھیں.......!! میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: مولا کوئی ہے جو ان کی تعداد کو جانتا ہو؟!

آپ ؑ نے فرمایا: اے عمار! میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو ان کی تعداد بھی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ان میں نر کتنے میں اور مادہ کتنے ہیں......؟!

عمار نے عرض کیا: مولا وہ کون ہے؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو نے سورہ یٰسین کی یہ آیت

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ) نہیں پڑھی ہے؟!

عمار نے عرض کیا: مولا پڑھی ہے!

(۱) (بحار الانوار کمپانی ج۹ ص ۲۲۵ جلد ۳۷ ص ۲۰۸

(۲) (تفسیر علی بن ابراہیم قمیؒ)

(۳) (تفسیر البرہان)

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں ہوں امام مبین کہ میرے سینہ میں ہر شے کا علم محفوظ ہے.....

جی ہاں قرآن مجید میں ہے کہ

(وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (٦ :هود)

ہر جاندار کی روزی خدا کے ذمے ہے.....خدا ان کی عارضی قرار گاہ اور آرامگاہ جانتا ہے.....ان تمام کا علم کتاب مبین میں ہے کتاب مبین بھی امام علیہ السلام ہیں

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں کہا ہے کہ: کتاب مبین حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے فرزندان علیہم السلام ہیں

جیسا کہ عامہ وخاصہ دونوں نے

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ ہیں امام مبین:

آقائی امامی نے فرمایا:

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ)

کہ تفسیر میں کوئی اور حدیث ہو تو آپ بیان فرمائیں حضور کی مہربانی ہوگی!

تھوڑی غور وفکر کے بعد مجھے ایک حدیث مبارکہ یاد آ گئی کہ فضل نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے اور اس میں عموم

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ)

کی تشریح کی گئی ہے یہ حدیث آیت کی تشریح ہے اس لیے قرآن کے مطابق ہے

حدیث ششم: جناب مفضل فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا!

اے مفضل! کیا تو نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... حضرت علی علیہ السلام ...... حضرت زہراء علیہا السلام حضرت امام حسن علیہ السلام ... حضرت امام حسین علیہ السلام کو حقیقی معرفت سے جانتے ہو... ؟!

میں نے عرض کیا: میرے مولا ... !ان حضرات کی حقیقی معرفت کیا ہے؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جوان کی حقیقت معرفت تک پہنچ جائے وہ مومن کامل ہے اور اس کا بہت بڑا مقام ہے میں نے عرض کیا: مولا آپ علیہ السلام بیان فرمائیں...

آپ علیہ السلام نے فرمایا ..... جان لو! جو کچھ خدا نے خلق فرمایا ہے وہ اسے جانتے ہیں ..... !!وہ اللہ کا کلمہ تقویٰ ہیں!!

یہ دریاؤں' پہاڑوں' صحراؤں' زمین اور آسمان کے خزانہ دار ہیں........!

وہ آسمان کے ستاروں اور ملائکہ کی تعداد جانتے ہیں ...وہ پہاڑوں' دریاؤں' نہروں اور چشموں کے پانی کا وزن بھی جانتے ہیں.....!!

پس آپ علیہ السلام نے فرمایا:

(تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ

وَلاَرَطْبٍ وَلاَیَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِینٍ (۵۹ سورہ انعام)

درخت سے کوئی بھی پتا نہیں گرتا ہے مگر وہ اسے جانتے ہیں کوئی زمین کی تاریکی میں

دانہ ایسا نہیں ہے جسے وہ نہیں جانتے ہیں

کوئی بھی خشک تر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین میں نہ ہو........!

مفضل نے عرض کیا: مولا! میں نے جان بھی لیا اور اسے قبول بھی کرلیا ہے

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مفضل! تو پاکیزہ اور محترم ہوگیا ہے تجھے بھی مبارک ہو اور ان کو

بھی جو اس درجہ عالیہ تک پہنچ جائیں........!

جی ہاں: امام علیہ السلام نے:

(تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا یَعْلَمُهَا وَلاَحَبَّةٍ فِی ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ

وَلاَرَطْبٍ وَلاَیَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِینٍ (۵۹)

اس کے ذریعے دوسری آیت کی طرف اشارہ کیا ہے... اور آپ علیہ السلام نے اپنے بیان کو

محکم کردیا ہے.....اس کی شرح سب میں آئے گی (انشاءاللہ)

حدیث ہفتم:..... یہ حدیث ہے جو اس آیت

(وَکُلَّ شَیْءٍ أَحْصَیْنَاهُ فِی إِمَامٍ مُبِین)

کریمہ کو واضح کرتی ہے.......

یہ اصول کافی جلد 1 باب آئمہ ھدیٰ امر خدا سے تجاوز نہیں کرتے) میں بیان کی گئی

ہے.........!!

اس حدیث کے راوی عیسیٰ بن المستفاد حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے ہیں

(أکان فی الوصیة توثیهم و خلافهم ......فقال نعم شیأفشیاً حرفاً حرفاً

نَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (۱۲)) کیااس وصیت نامہ میں (جو جبرائیل رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لائے تھے) ظالمین اور منافقین کا امیر المومنین علیہ السلام کا حق غصب کرنا مذکور ہے؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! ہر شے حرف بحرف اور جز بجز موجود ہے...... ! کیا تو نے اللہ کا فرمان نہیں سنا ہے کہ ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور ان کے اعمال اور آثار لکھتے ہیں.....اور تمام اشیاء کو ہم نے امام مبین میں بند کر دیا ہے ......!

آیت چہارم (لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (۱۲) سورہ الحاقۃ

حقائق کو حفاظت کرنے والے کان حفظ کرتے ہیں.....

جو کچھ تفسیر عامہ وخاصہ سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ

(أُذُنٌ وَاعِيَةٌ)

حضرت علی علیہ السلام سے مراد ہے.....! کہ آپ علیہ السلام نے حقائق کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہے.........اور علم گذشتہ وآئندہ کو جانتے ہیں......!!

اس روایت کو علامہ امینیؒ، علامہ مجلسیؒ اور ابن صفارؒ نے نقل کیا ہے

اس تفسیر کی بہت زیادہ روایات تائید کرتی ہیں روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام ...... علم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں اور اس بات کی تائید آیت نور کی تفسیر سے ہوتی ہے

(اللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَاشَرْقِيَّةٍ وَلَاغَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۳۵)

(مثل نورہ) اس سے مراد علم ہے جو قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے:

(مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ) وہ نور علم جو مصباح ہے زمانہ میں منتقل ہو جاتا ہے یعنی علم قلب علی علیہ السلام کی طرف منتقل ہوتا ہے........ !

اسی بات کی وہ روایت بھی تائید کرتی ہے جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ میرے کانوں میں گذشتہ اور آنے والے حالات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیئے ہیں........ !

آیت پنجم: الرَّحْمَانُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۲) خَلَقَ الْإِنسَانَ (۳)

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴)

قرآنی آیات کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی......

ترجمہ آیات فوق: خدائے رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی ہے......انسان کو خلق فرمایا ......اور اسے بیان کی تعلیم دی ہے!!

اس سورہ مبارکہ میں دنیاوی اور اخروی کافی نعمات کا ذکر ہے......... یہ تمام نعمتیں خدا کی رحمانیت کی وجہ سے ہیں اس لئے خداوند تعالیٰ نے اس سورہ کا آغاز الرحمٰن سے کیا ہے تمام نعمات سے نعمت دین اور علوم قرآنی اہم ہیں اس لیے خلقت سے پہلے اس نعمت علم کو بیان کیا ہے......!!اس کے بعد سب سے بڑی نعمت "علم بیان" کا ذکر کیا گیا ہے اسی نعمت سے حضرت انسان دیگر مخلوقات سے ممتاز ہوتا ہے ... اور اسکے ذریعے مافی الضمیر بھی بیان کرسکتا ہے.........!

لیکن آیت کی تفسیر کچھ یوں ہے:

بعض علماء کہتے ہیں کہ اس آیت میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں..........!

اور بیان سے تمام لغات اور موجودات کے عالم اسماء مراد ہے...........!

بعض علماء کہتے ہیں کہ انسان سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مراد ہے ....!اور بیان سے گذشتہ اور آئندہ کا علم مراد ہے حضرت امام جعفر صادق ......آلِ محمد علیہم السلام کا فرمان ہے کہ: بیان وہ اسم اعظم ہے جس کے ذریعے ہر چیز کا عالم بن جاسکتا ہے!!

علامہ علی بن ابراہیم قمیؒ نے اپنی تفسیر میں حسین بن خالد سے حضرت امام علیہ السلام کی ایک حدیث کی نقل کی ہے

راوی نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں یہ آیت خَلَقَ الْإِنسَان) پڑھی اور اس کا مطلب پوچھا!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: انسان سے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔۔۔!

راوی نے عرض کیا (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) اسے علم بیان عطا ہوا ہے

آپ علیہ السلام نے فرمایا خدا نے ہر اس چیز کا علم عطا کیا جس کے لوگ محتاج ہیں

جب گفتگو یہاں تک پہنچی تو آقائی فاتح کے نوکر نے کہا شام کا کھانا حاضر ہے

۔۔۔۔۔۔ دستر خواں پر کچھ طنز و مزاح بھی ہوا۔۔۔۔۔ !

اس کے بعد حاضرین نے کہا آدھا گھنٹہ مزید وضاحت فرمائیے۔۔۔۔۔۔ !

آیت ششم: (وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۷۵)

ترجمہ: ۔۔۔۔۔ زمین و آسمان میں کوئی ایسی پوشیدہ چیز نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو ۔۔۔۔۔۔۔!

بیان استدلال: ۔۔۔۔۔ اس آیت سے علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام ثابت کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ چند ایک اور آیات کا ترجمہ بیان کریں۔۔۔۔۔۔ !

اول: (وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (۵۹: انعام)

تاریکی زمین میں کوئی بھی دانہ نہیں ہے اور نہ ہی خشک وتر ہے مگر وہ کتاب مبین میں موجود ہے

دوم: (وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لاتَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لايَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلافِي الْأَرْضِ وَلاأَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلاأَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۳سبا)

نہ کوئی اصغر اور نہ کوئی اکبر ہے مگر وہ کتاب مبین میں ہے

سوم: (وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (٦ هود)

زمین میں کوئی بھی ایسا جاندار نہیں ہے جس کا رزق خدا کے ذمے نہ ہو خدا اس کی عارضی قرارگاہ کو جانتا ہے اور اس کے تمام احوال کتاب مبین میں ہیں..... ان مذکورہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر شے خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی کا علم اور احوال حیوانات کا ذکر کتاب مبین میں ہے

آقائی فاتح نے دریافت کیا: کتاب مبین کیا ہے؟!

میں نے عرض کیا: کتاب مبین وہی قرآن پاک ہے کافی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب مبین قرآن پاک ہے

اول: الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (١) إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (٢ :يوسف)

یہ کتاب مبین کی آیات ہیں ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم غور و فکر کرو.....

دوم:(حم (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۳ سورہ ذخرف)

کتاب مبین کی قسم! ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا.....

ان دو آیات سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب مبین قرآن پاک ہے

سوم:طسم (۱) تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) (سورہ شعرا سورہ قصص آیت نمبر۲)

چہارم: یہ کتاب مبین کی آیات ہیں

طس تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ (۱)(نمل)

پنجم: یہ آیات کتاب وقرآن مبین کی ہیں

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ (۱)(سورہ حجر)

ششم:حم (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ (۳)(سورہ دُخان)

حم کتاب مبین......ہم نے اسے لیلۃ القدر میں نازل کیا......

ہفتم: قَدْ جَائَكُمْ مِنَ اللهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (۱۵ : سورہ مائدہ)

اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور کتاب مبین آئے......

ہشتم: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (۸۹: نحل)

ہم نے تیرے اوپر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر شئی کو بیان کرنے والی ہے......

نہم: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَى رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (۳۸: سورہ انعام)

ہم نے ہر چیز کو کتاب میں بیان کیا ہے......

ان آیات شریفہ سے بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ کتاب مبین سے مراد قرآن پاک مراد ہے جو کہ عربی میں ہے اور یہ شب قدر میں نازل ہوا اور ہر شئی کا اس میں بیان موجود ہے......

قرآن پاک میں ہے کہ علوم قرآن کو ہر کس و ناکس سمجھنے سے قاصر ہے......! بلکہ چند مخصوص ہستیاں ان علوم کو سمجھتی ہیں اور لوگوں کے لیے بیان بھی کرتی ہیں......!

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳: سورہ رعد)

میرے لیے خدا اور جس کے پاس کتاب کا علم ہے گواہی کے لیے کافی ہیں......!

گذشتہ مطلب کا نتیجہ یہ ہے کہ تمام حقائق قرآن پاک میں مذکور ہیں......! اور کتاب مبین سے قرآن مجید مراد ہے......! اور یہ علم ہر آدمی کے لیے نہیں ہے جیسا کہ

روایات عامہ وخاصہ سے معلوم ہوتا ہے......!

جن کے پاس کتاب کا علم ہے وہ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے گیارہ فرزندان علیہم السلام ہیں ... اہلسنت نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں احادیث نقل کی ہیں.... !اور کہا گیا ہے کہ کتاب کا علم ان کے لیے ہے لیکن شیعہ روایات میں بقیہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے بھی یہی ثابت کیا گیا ہے... (۱)

بصائر الدرجات کے باب ۷ میں دس روایات نقل کی گئی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام قرآن پاک کی تاویل وتفسیر جانتے ہیں.....

بحار الانوار کمپانی جلد ۹ ص ۸۲ باب عندہ علم الکتاب میں انیس (۱۹) روایات نقل ہوئی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس کل کتاب کا علم ہے......

اصول کافی میں چھ روایات نقل کی گئی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام تمام قرآنی علوم کے متحمل ہیں.....

بحار الانوار کمپانی جلد ۹ ص ۶۳۸ ... یہ حضرات آئمہ علیہم السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور دیگر صفات میں شریک ہیں مگر نبوت میں نہیں ہیں. ...

بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۲۱: ہر شئی کا علم قرآن پاک ہے اور قرآن پاک کا سارا علم آئمہ

---

(۱) کتاب مقام قرآن وعترت ص ۲۲ ... ۲۷۔ بحار الانوار کمپانی ج ۸ ص ۲۸: حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اہل علم قرآن اور راسخون فی العلم ہیں ... اس باب میں چون ۵۴ روایات نقل کی گئی ہیں.....

ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے

بصائر الدرجات میں باب ۲۱ میں پندرہ روایات نقل کی گئی ہیں...... یہ کہ کتاب خدا کے وارث ہیں......

بحار الانوار جدید ج ۲۳ ص ۲۱۲ ...... ۲۲۸ میں اکاون ۵۱ روایات اس موضوع پر جمع کی گئی ہیں

علامہ مرعشی نجفی نے علماء اہلسنت سے ملحقات احقاق الحق میں بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں......

جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک کتاب مبین صامت (خاموش) ہے۔ اور امام کتاب مبین ناطق ہے...... !!

یہ تعبیر بھی روایات میں بیان ہوئی ہے کہ کتاب مبین امام مبین ہے...... یہی بات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کلام میں ہے کہ آپ نے فرمایا: قرآن اللہ کی خاموش کتاب ہے اور میں خدا کی بولتی ہوئی کتاب ہوں...... (۱)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت

(وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۵۹ انعام) میں فرمایا:

کتاب مبین سے امام مبین مراد ہے...... !!

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس آیت حٰم (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲: سورہ دخان) کی تفسیر میں فرمایا: باطن قرآن میں کتاب مبین سے مراد

حضرت علی علیہ السلام ہیں.....!!!(۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

"کتاب مبین کا سارا علم امام مبین کے پاس ہے"........!!(۴)

آپ نے ایک حدث میں فرمایا: کتاب مبین کا امام مبین پر اطلاق اس لیے ہے کہ اسم حال کا محل پر اطلاق کیا گیا ہے.....کیوں کہ تمام علوم قرآن امام مبین کے قلب منور میں قرار پا چکے ہیں. کہا جا سکتا ہے کہ امام کتاب مبین ہے جیسا کہ علم بلاغت میں کہا جاتا ہے.......!!

زید، عدل یعنی زید عدالت ہے کیوں کہ عدالت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو چکا ہے اس لیے عدالت کا نام اس پر منطبق ہو جاتا ہے پس اسم کتاب مبین علم کی جگہ کہ امام مبین ہے اس پر منطبق ہوسکتا ہے. اور بہت زیادہ روایات سے یہی مدعا ثابت ہوتا ہے. (۵)

آیت یازدہم: مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ إِلَی رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (۳۸: انعام)

ہم نے کوئی بات قرآن مجید میں (بیان کرنے سے) نہیں چھوڑی ہے.

یہ آیت کریمہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ ہر شئی کا علم کتاب صامت (قرآن) میں موجود ہے.... روایات گذشتہ یا بعد میں جو دلائل کے طور پر بیان کی جائیں گی ، سے علم غیب آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ثابت ہوتا ہے. جب کتاب صامت میں ہر شئے کا

ذکر موجود ہےتو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کتاب ناطق امام کے پاس علم غیب نہ ہو......؟!!

آیت دوازدہم: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۸۹: نحل

ہم نے تمہارے اوپر قرآن کو نازل کیا ہے جس میں ہر شئی کا بیان موجود ہے......!!

اس آیت سے استدلال بعینہ اسی طرح ہے جس طرح آیت گیارہ اور آیت دس سے استدلال کیا گیا ہے اور اس ضمن میں روایات بعد میں نقل کی جائیں گی......انشاء اللہ

(۱)وسائل الشیعہ کتاب قضاء باب ۵ حدیث ۱۲
(۲)تفسیر عیاشی
(۳)اصول کافی باب مولا حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام
(۴)روضہ کافی احتجاج ص ۲۱ ۲۳
(۵)بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۴۲

آقائی فاتح نے فرمایا: چند احادیث ایسی بیان کیجیے جن سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے ان آیات کے ذریعے استدلال کیا ہے......

میں نے عرض کیا: میں آپ کی خدمت میں احادیث بیان کرتا ہوں......

اول: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عبدالحمید نے عرض کیا:

کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں ہیں؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دانا خلق کیا ہے ....!!

خداوند عالم فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا أَفَلَمْ يَيْئَسِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ (۳۱) (سورہ رعد)

اس قرآن کے ذریعے پہاڑوں کو چلایا جا سکتا ہے......! زمین کی مسافت طے کی جا سکتی ہے...... (جیسا کہ آصف بن برخیا سلیمان کے وزیر نے تخت بلقیس ملک سبا سے

منگوایا تھا.....)

قرآن مجید سے مردہ زندہ ہو جاتے ہیں...... یہ ہمیں وراثت میں ملا ہے.....

() وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

(۷۵سورہ نمل)

(ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۲ ۳سورہ فاطر)

خدا نے یہ کتاب ہمیں عطا کی ہے اور ہمیں اپنی پسندیدہ مخلوق قرار دیا ہے... ہمیں کتاب کا سسارا علم عطا کیا ہے...

ابن شبرمہ علماء اہلسنت میں سے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ:

حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ سلونی کا کسی نے بھی دعویٰ نہیں کیا مگر جس نے کہا ہے وہ رسواء ہوا ہے... یہ بات اس امر کی واضح دلیل ہے کہ حضرت علی علیہ السلام راسخون فی العلم میں سے ہیں... قرآن پاک کی تاویل کو جانتے ہیں... ارشاد ربانی ہے.....

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ سورہ آل عمران

قرآن کی تاویل کوئی نہیں جانتا مگر خدا اور راسخون فی العلم.....

لغات قرآن کو اہل لغت جانتے ہیں..... اگر آپ علیہ السلام راسخون فی العلم نہ ہوتے تو تو دنیا میں دعویٰ نہ کرتے... یہ دعویٰ کیوں اور کیسے کیا گیا ہے ....؟!!

یہ بات واضح ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس کل قرآن کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کی صفت بیان کرتا ہے.....

وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیْءٍ وَهُدًی وَرَحْمَةً وَبُشْرَی لِلْمُسْلِمِینَ (۸۹ سوره نحل)

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ یٰسین ۱۲

وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (۵۹ انعام)

یہ تمام علوم ظاہر قرآن میں نہیں ہیں بلکہ باطن قرآن مجید میں ہیں۔

جی ہاں! حضرت امیر المومنین علیہ السلام قرآن کے عالم ہیں اور خدا کی گواہی کے مطابق آپ علیہ السلام رموز قرآن سے آشنا ہیں، قرآن کے عالم اور دانا ہیں......

اگر کوئی ایسی گفتگو کرے یا یہ دعویٰ کرے کہ (سلونی) تو وہ رسوا عام ہو کر رہ جاتا ہے جس طرح صفحات تاریخ اس بات کے عینی گواہ ہیں...... اور تاریخ ہماری اس بات کی صداقت کی بھی گواہ ہے......

دوسری حدیث: یہ روایت علماء عامہ سے نقل کی گئی ہے اور نقل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایات خاصہ کے مطابق ہے۔ اور آیات قرآنی سے استدلال بھی کیا گیا ہے...... اور تمہاری خدمت میں بیان کرتے ہیں صاحب کتاب احقاق الحق جلد ۹ ص ۱۴۱ نے ینابیع المودة سے نقل کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے......! حضرت سلیمان علیہ السلام۔ پرندوں کا نطق جانتے تھے......! کیا آپ بھی یہ معجزات دکھا سکتے ہیں......؟!

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام اس جاہ وحشمت کے باوجود پانی کی جگہ نہیں جانتے تھے......اس وقت "ہدہد" جو پانی دکھانے والا تھا غیب ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس پر غضب ناک ہوئے......!!!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس تمام قرآنی علوم ہیں......! خدا فرماتا ہے

وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى

قرآن سے پہاڑ چلائے جاسکتے ہیں......!!!

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ

(۷۵نمل)

کوئی بھی غیب نہیں ہے جو قرآن میں نہ ہو......!

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فاطر ۳۲

ہم نے اپنے چنے ہوئے لوگوں کو قرآن کا وارث بنایا......!!!

آپ نے مزید فرمایا: میرے پاس وہ قرآن ہے جس کے ذریعے پہاڑ چلائے جاسکتے ہیں......!!

اور زمین کے فاصلے طے کیے جاسکتے ہیں......!! اس کے ذریعے مردے زندہ ہوسکتے ہیں...... اور اسی کے ذریعے پانی والی جگہ معلوم کی جاسکتی ہے......!

ہاں خدا نے ہمیں قرآن عطا کیا ہے جس میں ہر چیز کا علم موجود ہے......!

حدیث سوم: سید ابن طاؤس نے فرمایا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کے دور حکومت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے شام کو سفر کیا در حالانکہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھے......!

جب آپ شام پہنچے تو کافی لوگ ہشام کے ساتھ تیر اندازی میں مصروف تھے.....
ہشام نے ۹ تیر امام محمد باقر علیہ السلام کو دیے اور التماس کی کہ آپ علیہ السلام تیر چلائیں.....
آپ علیہ السلام نے تیر چلایا تو وہ صحیح نشانے پر لگا......دوسرا تیر چلایا تو وہ پہلے تیر میں پیوست ہو گیا.... ! تیسرا تیر چلایا تو وہ دوسرے تیر میں جالگا... چوتھا تیر چلایا تو وہ تیسرے میں گڑ گیا... پانچواں چلایا تو وہ چوتھے میں جا لگا..... چھٹا چلایا تو وہ پانچویں میں پیوست ہو گیا... ساتواں چلایا وہ چھٹے میں جالگا.... آٹھواں چلایا تو وہ ساتویں میں جا لگا.... نواں چلایا تو وہ آٹھویں میں جالگا.... اس تیر اندازی کا عجیب و غریب منظر دیکھ کر حاضرین کے ہوش اڑ گئے.... ہشام شرمندہ ہوا اور اس نے کہا کہ ایسی عظیم تیر اندازی میں نے آج تک نہیں دیکھی ہے......
ہشام نے دریافت کیا: آپ علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت جعفر علیہ السلام بھی اس انداز میں تیر اندازی کر سکتے ہیں ....؟!!
آپ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں!

ہم وہ خاندان ہیں جسے کمالات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملے ہیں.....

یہاں تک کہ فرمایا: خداوند عالم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنے تمام کمالات

حضرت علی علیہ السلام کو عطا کرو..... اس موضوع کو ثابت کرنے کے لیے خدا نے کئی آیات

نازل فرمائیں..... (وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (۱۲: حاقه)

ان تمام علوم کو حفاظت کرنے والے کان محفوظ کرتے ہیں.....

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کہ میں نے خدا سے التماس کی ہے کہ حفاظت کرنے والے حضرت علی علیہ السلام

..... کے کان قرار دے.....اور خدا نے میری بات قبول فرمائی ہے.....

یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے ہیں اور اس ہر ایک باب سے

دوسرے ہزار باب علم کھلتے ہیں.....!!

یہ علوم ہمارے علاوہ کسی کو بھی عطا نہیں ہوئے ہیں ..!!!

ہشام: حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام غیب کا دعویٰ کرتے تھے... درحالانکہ خدا نے

اپنے غیب سے ہر کسی کو آگاہ نہیں کیا ہے.....!

امام: خداوند عالم نے اپنے نبی... پر ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں گذشتہ اور

قیامت تک کے احوال کا ذکر موجود ہے.. جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے

(وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ :نحل)

ہم نے تیرے اوپر وہ کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شئی کا بیان ہے.....

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ يٰسين ۱۲)

ہم نے ہر شئی کو امام مبین میں بند کر دیا ہے ...... !

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ إِلَی رَبِّهِمْ یُحْشَرُونَ

(۳۸: انعام)

کتاب میں کسی شئی کا ذکر نہیں چھوڑا ہے (بلکہ ہر شئی کا ذکر کا موجود ہے)

امام: ان آیات کے ذریعے حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب کو ثابت کیا ہے ...... ہشام نے آل محمد علیہم السلام کا دشمن ہونے کے باوجود اس کو مان لیا اور کچھ نہ کہا ...... پس ویل ہے اس محبّ اہلبیت علیہم السلام کے لیے جو کتنا نادان ہے کہ علم غیب کے انکار کے ساتھ ان آیات کو بھی رد کرتا ہے ...... ؟!!

خداوند عالم نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی فرمائی کہ تمام اسرار و غیوب حضرت علی علیہ السلام کے سامنے بیان کردو ...... پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم کے مطابق سب علوم حضرت علی علیہ السلام کو بتا دیئے ...... یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

قرآن پاک اور تاویل قرآن کے سارے علوم حضرت علی ...... کے پاس ہیں ...... !!! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے اہلبیت علیہم السلام کے یہ علوم کسی اور کے پاس نہیں ہیں ...... !!(۱)

حدیث چہارم: حماد بن عثمان کہتے ہیں کہ میرے عبد الاعلی بن اعین نے حضرت امام جعفر صادق ...... کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں !! میرے پاس کتاب خدا کا علم ہے اور ابتداء خلقت اور موجودات کی ایجاد کی کیفیت بھی جانتا ہوں......!زمین وآسمان پر قیامت تک جو کچھ ہوگا میں جانتا ہوں......!! میں جنت دوزخ اور حالات گذشتہ وآئندہ سب کچھ جانتا ہوں..... !!

کیوں کہ خدا نے قرآن کی صفت میں کہا ہے......

(۱) بحار الانوار ج ۴۶ ص ۲۰۸ ج ۵۲ ص ۱۸۱

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ :نحل

"قرآن پاک میں ہر شئی کا بیان موجود ہے" (۱)

ترجمہ: اس حدیث کے لیے سند کی ضرورت نہیں کیوں کہ یہ قرآن مجید کے مطابق ہے لیکن پھر بھی ہم مشککین کے لیے بیان کرتے ہیں۔ یہ اسے کس کس بزرگ عالم دین نے نقل کیا ہے ....؟!

بصائر الدرجات باب ۸ میں حسن بن علی بن فضال (ثقہ جلیل) نے حماد بن عثمانی سے نقل کی ہے۔ ....

اصول کافی (باب مراجعہ) سند صحیح کے ساتھ ابن فضال سے نقل کی گئی ہے.....

شیخ طوسی نے کہا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ابن فضال اور اس کی اولا کی روایات پر عمل کرو..... احقاق الحق جلد ۹ ص ۱۴۱

توضیح علامہ مجلسی میں بھی یہ روایت بیان ہوئی ہے..... اصول کافی میں سند صحیح کے ساتھ عبد الاعلی سے نقل کی گئی ہے..... علامہ مجلسی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا

ہے:

آسمان یعنی افلاک کی حرکات وسکنات ملائکہ اورستاروں کی گردش اور مدار گردش یا گردش کی حقیقت اور دیگر امور عالم بالا سب کا علم ان حضرات علیہم السلام کے پاس ہے...... اسی طرح حقیقت زمین، جوہر، اور حقیقت جوہر زمین کے طبقات جو کچھ زمین میں معادن یا علوم پنہائی ہیں وہ سب کے سب حضرات معصومین علیہم السلام جانتے ہیں اس روایت کو ابن صفار نے بصائر الدرجات باب ۶ میں نقل کیا ہے......!!!

اصول کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے:

جو کچھ آسمان وزمین میں ہے وہ میں جانتا ہوں......!اور جو کچھ بہشت میں ہے یا کس نے جہنم میں جانا ہے وہ بھی مجھے معلوم ہے......!! یہ حدیث ابن صفار نے بصائر الدرجات میں بھی نقل کی ہے..... اور اسی باب میں چار روایات دیگر بھی مذکور ہیں ایک حدیث یہ ہے کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں زمین وآسمان کی ہر شئی کو جانتا ہوں.....

الحمد لله كما هو

: کہ خداوند عالم نے ہمارے دلوں میں نور ولایت منور کیا ہے......مشھدی محمد نے عرض کیا: صاحبان گرامی! استراحت کے لیے بستر تیار ہیں......!

آقائی فاتح: سونے سے پہلے بیت الخلاء میں جانا صحت کے لیے بہت ہی ضروری ہے.....ایک اور کام یہ ہے کہ اگر انسان سونے سے پہلے وضو کر کے سوئے تو صبح تک

اس کی نیند عبادت میں شمار ہوگی۔۔۔ اور سونے کے آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تین مرتبہ سورہ توحید کی تلاوت کرنی چاہیے۔۔۔ کیوں کہ اس عمل سے ختم قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ ایک مرتبہ آیت الکرسی اور چھ مرتبہ **قل هو الله هو احد** کا پڑھنا ہر مکروہ سے امان کی ضمانت ہے۔۔۔ !! تمام حاضرین نے یہ اعمال انجام دیئے۔۔۔ !!

آقائی فاتح: بھی اپنے مہمانوں کے ساتھ سوئے ۔۔۔ ہمیشہ کی طرح اس رات میں آخر شب بیدار ہوئے اور وضو کرنے کے بعد نماز شب میں مشغول ہو گئے۔۔۔ جب صبح نمودار ہوئی تو انہوں نے اذان صبح دی اور تمام مہمانان گرامی بھی بیدار ہونے لگے ۔۔۔ یہاں تک کہ سب نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی۔۔۔

آقائی فاتح: نے اپنے نوکر مشہدی محمد کو حکم دیا کہ ناشتہ تیار کرو۔۔۔!! جب سورج نے اپنے نور کی کرنیں فرش پر نچھاور کرنا شروع کیں تو ہم ناشتہ میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔ سب نے بڑے ذوق وشوق سے ناشتہ کیا۔۔۔

آقائی فاتح نے عرض کیا علامہ نمازی! بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی بحث دوبارہ جاری کریں میں نے عرض کیا" بہت اچھے "

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين كما هو اهله والصلواة والسلام علىٰ محمد و آل محمد

آیت سیزدھم:(وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ

مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (۵۸)

سورہ اسراء آیت ۵۸

کوئی شہر یا دیار ایسا نہیں ہے جسے ہم نے غرق نہ کیا ہو یا سخت عذاب میں مبتلا نہ کیا ہو اور یہ سب کچھ قیامت سے پہلے ہوگا اور یہ مطلب کتاب میں لکھا جا چکا ہے....

جو مطالب پہلے بیان ہو چکے ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب کا علم آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے.... انہوں نے پہلے ان موضوعات کے متعلق آگاہ کر دیا ہے .... کتاب، سے کتاب صامت مراد ہے یعنی قرآن پاک یا لوح محفوظ یا کچھ بھی ہو وہ (وَ كُلَّ شَيْءٍ) میں داخل ہے.... کہ قرآن پاک میں ہے کہ

(وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِين)

ہر شئی امام مبین میں بند ہے....

آیت دیگر میں ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ (۸۹: نحل)

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل کی ہے درحالانکہ ہر شئی کو بیان کرنے والی ہے....!

آیت چہاردھم: (وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا (۲۹) سورہ نباء

ہم نے ہر شئی کو کتاب میں احصاء (بند) کر دیا ہے....

اوراس آیت سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے ہر شئی کتاب میں ہے۔ اور علم کتاب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کتاب سے مراد..... امام مبین ہے ...

(وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ) سورہ یسین آیت نمبر ۱۲

ہم نے ہر شئی کو امام مبین میں بند کر دیا ہے......

اوراس آیت میں بھی (وَكُلَّ شَيْءٍ) اور کتاب مبین میں بھی (وَكُلَّ شَيْءٍ) کا لفظ ہے......!!

تشریحات گذشتہ ان دو آیات میں جاری ہوتی ہیں.....!!

آیت پانزدہم

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (۲۲)(سورہ حدید

جتنی مصیبتیں روئے زمین پر اور خود تم لوگوں پر نازل ہوتی ہیں (وہ سب) قبل اس کے کہ ہم انہیں پیدا کریں کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہیں ...... بے شک یہ خدا پر آسان ہے تا کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہی تو تم اس کا رنج نہ کرو...... یہ ضروری ہے کہ اس پر اعتقاد رکھا جائے کہ تمام حوادث شب قدر میں معین ہوتے ہیں......!! آیات و روایات گذشتہ اس بات پر دلیل ہیں کہ اس کتاب کا علم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے۔ !پس انہیں واقعات، تقدیرات، ارزاق، موت وحیات کا

علم ہے......!!

تفسیر قمی میں اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں روایت نقل کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے دیگر انبیاء ماسلف کو فقط کتاب عطا فرمائی ہے لیکن ہمیں شب قدر میں اس کتاب کا علم عطا کیا ہے......

آیت شانزدھم: إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِينَ (۷۵) سورہ حجر

گذشتہ واقعات میں متوسمین کے لیے نشانیاں ہیں......!!

متوسمین کون ہیں......؟!

متوسمین وہ ہستیاں ہیں جو کسی کو دیکھ کر پہچان لیتی ہیں کہ یہ مومن ہے یا کافر ......اس کے مقدر میں کیا ہے...... وہ نور خدا سے دیکھتے ہیں......ان کی نظر میں خطا اور اشتباہ نہیں ہے...... وہ ہر آدمی کو اس کی نشانی سے پہچان لیتے ہیں ......!!!

بہت زیادہ روایات میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ

متوسمین ہم چودہ ہیں......!!

نتیجہ:

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نور خدا سے دیکھتے ہیں اور تمام امور کائنات کے حقائق اور مخلوقات کے اعمال کو دیکھتے ہیں......!!

تفسیر عیاشی میں ابو بصیرؒ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی گئی ہے

آپ ۔ نے فرمایا: اما منور خدا سے دیکھتا ہے اور خدا کی طرف سے گفتگو کرتا ہے کوئی شئی بھی امام علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں ہے......!!

آیت ہفدہم: فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ (۴)(سورۃ القدر)

اس سورہ مبارکہ اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شب قدر ملائکہ اور روح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اما کی خدمت میں امر لے کر حاضر ہوتے ہیں...... بنابراین پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مقدرات وتقدیرات عالم سے آگاہ ہیں......

آیت ہجدہم : إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ (۳)(سورہ دخان)

ہم نے اس کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا ہے بے شک ہم (عذاب) سے ڈرانے والے تھے......اسی رات کو تمام دنیا کی حکمت و مصلحت کے سال بھر کے کام...... کیے جاتے ہیں......

ظاہر آیت مبارکہ اور روایات متواتر خاصہ اور عامہ میں ہے کہ شب قدر ہر سال ماہ مبارک رمضان میں ہوتی ہے......ملائکہ اور روح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خدمت میں نازل ہوتے ہیں......

اس رات آئندہ سال تک اموات، امراض، ارزاق، حوادث، واقعات، خیر، شر(۱)

معین و مقدر ہوتے ہیں......ذرہ سے بزرگ تک تقدیرات ثبت کی جاتی

ہیں ..... یہ سب کچھ نبی اکرم کے زمانہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں امام معصوم علیہ السلام پر نازل ہوتا ہے.....!!

فخر الدین رازی نے اپنی کتاب تفسیر مفاتیح الغیب میں شب قدر کے نام کی علت بیان کی ہے کہ.....

یہ رات تقدیرات کے امور کی رات ہے.... !!

ابن عباس نے کہا ہے کہ جو کچھ اس سال واقع ہو گا مثلاء بارش، رزق، روزی، کسی کو زندہ کرنا کسی کو موت دینا، ..... وغیرہ وغیرہ!! آئندہ سال کی شب قدر تک خداوند عالم تمام امور مقدر و معین فرما دیتا ہے.....اس نے کہا ہے کہ: تمام تقدیرات آسمان و زمین کی خلقت سے پہلے متعین ہو چکی ہیں. یہ مقدرات ملائکہ کے لیے شب قدر میں ظاہر ہوتے ہیں. (اور قلم اعلیٰ کی نوک سے) لوح محفوظ پر ثبت ہوتے ہیں اور اس نے کہا ہے کہ اس قول کو اکثر دانشمندوں نے اختیار کیا ہے . !!

تفسیر ابن کثیر: سورہ القدر کے ذیل میں ہے کہ قتادہ وغیرہ نے کہا ہے کہ: اس رات امور، موت و حیات، اور ارزاق معین ہوتے ہیں.....

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

---

(۱) تفسیر برھان، نور الثقلین، بحار الانوار ج ۷ ص ۹، بصائر الدرجات باب ۸

اس نے (من کل امر) کی شرح میں کہا ہے کہ:

علماء کہتے ہیں کہ ہر امر اس سال مقدر و معین ہوتا ہے خیر ہو یا شر !!(پایان کلام رازی)

آیت نو نز دہم فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (۳:سورہ دخان)

تفسیر طنطاوی: علامہ صاحب سورہ قدر کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ:

اس رات پورے سال کے امور واعمال کا فیصلہ ہوتا ہے......!!

تفسیر لاھیجی: میں قاضی عیاض (اہلسنت) سے روایت ہے کہ

اس رات کا نام ...شب قدر اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس رات خداوند عالم پورے سال کے تمام امور، رزق، موت وحیات وغیرہ متعین کر کے ان کو حتمی شکل دے دیتا ہے.....

روایات شیعہ حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سورہ القدر کی تفسیر دریافت کی کہ سورہ قدر کیا ہے؟!

آپ نے فرمایا:

شب قدر ہر سال ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں آتی ہے... قرآن مجید بھی شب قدر میں نازل ہوا تھا... ارشاد خداوندی ہے

(فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۳: سورہ دخان)

اس رات آئندہ سال کی شب قدر تک کے تمام واقعات وحالات مقدر ہوتے ہیں ...(۱)

حضرت علی علیہ السلام سے روایات نقل ہوئی ہے کہ:(۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے پہلے سال ماہ رمضان مبارک میں فرمایا: مجھ سے

سوال کرو میں تمہیں آئندہ سال کے تین سو ساٹھ (۳۶۰) دنوں کے سارے واقعات جو پوری کائنات میں رونما ہوں گے بتا دوں گا..... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا: یہ فقط دعویٰ ہی نہیں بلکہ خدا کی قسم یہ سب کچھ خدا کی عطا سے جانتا ہوں......!!!

روایات متواترہ میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ:

ملائکہ اور روح ہمارے پاس ہر شب قدر مقدرات لے کر حاضر ہوتے ہیں..... اس میں آئندہ سال تک کے لیے سب امور ہوتے ہیں..... قرآن پاک.....بھی ان روایات کی.....تصدیق کرتا ہے.....! پس بنا براین! کوئی عاقل شیعہ بلکہ انسان عاقل بغیر غرض و مرض کے ان آیات و روایات کا انکار نہیں کر سکتا.....؟! کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ روایات قرآن کے خلاف ہیں.....؟! بلکہ وہ جانتے ہیں یہ یہ آیات اس آیت (من کل امر.....کی تشریح ہے.....!

پس آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اموال و اجال مخلوقات، علم خدا کے ذریعے جانتے ہیں.....اور یہ تمام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بطریق اولیٰ ثابت ہے.....آپ علوم آئمہ کا واسطہ ہیں.....اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علوم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں.....!!

آقائی فاتح نے کہا: اجازت ہے میں چند کلمات عرض کروں.....؟!!

....

(۱) شیخ صدوق نے ثواب الاعمال میں نقل کیا ہے

(۲) بحار الانوار ج ۵ باب ۳

"جی ہاں" فرمایئے! لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے چائے...... تاکہ تھکاوٹ دور ہو جائے!!

آقائی فاتح نے چائے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اگر ہمارے پاس پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب کو ثابت کرنے کے لیے کوئی آیت و روایت نہ ہوتی تو ہمارے پاس سورہ قدر اور سورہ دخان کی آیات کافی تھیں ...... وضاحت کے ساتھ ایک سال کے حوادث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کے لیے بیان کیے ہیں...... کیوں کہ تمام مسلمان، ملائکہ اور روح کے نزول کو قبول کرتے ہیں...... پورے سال کے حوادث و واقعات لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں......!

چنانچہ ایک سال کے حوادث و واقعات کا علم ثابت ہو چکا ہے...... اس سے زیادہ کا علم بھی ان آیات و روایات کی روشنی میں قبول کرنا چاہیے......!

بنا بر این! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوادث زمانہ سے آگاہ ہیں اور ہرگز آیات و روایات متواترہ سے اس موضوع میں سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا......!!

نہایت ہی تعجب کی بات ہے کہ کہا جائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے منافقین اصحاب کا علم نہیں تھا......! اور آپ عالم بالا سے بے خبر تھے......! اور لوگوں کے گناہوں سے بے خبر تھے...... اپنے اصحاب چالیس آدمی بئر معونہ کی طرف گئے اور سارے کے سارے شہید ہو گئے لیکن آپ کو علم نہیں تھا...... ابو براء بنی عامر کا بزرگ تھا...... اس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اغفال کی تہمت لگائی......! یا اسے معلوم نہیں تھا کہ ولید بن عتبہ

جھوٹ بولتا ہے اور اس نے ولید کی بات مان لی...... چند لوگوں کو خالد کے ساتھ بنی مصطلق والوں کے پاس بھیجا...... یہاں تک آیت نازل ہوئی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ (٦) (سورہ حجرات)

اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو......

اس آیت مجیدہ سے ولید کا جھوٹ واضح ہو گیا ہے!!

یہ جاننا ضروری ہے کہ تمام حالات و واقعات علم مقام نبوت و رسالت کے ذریعے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے واضح و روشن تھے...... لیکن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا کا یہی حکم تھا کہ لوگوں کے ساتھ ان کے امور میں علم ظاہری کے ذریعے پیش آئیں......

بلکہ آپ کو یہ حکم ملا تھا کہ لوگوں کے ساتھ علم عادی کے ذریعے عمل کیا جائے...... اور یہ شرط ثبوت تکلیف ہے...... اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اور لوگوں کے امور میں علم ظاہری پر اکتفاء کرتے تھے......! لیکن وقت اعجاز و معجزہ حکم خدا سے عجائب کا اظہار کرتے تھے...... عالم اسباب کی مراعات کرتے تھے...... اپنی اور اپنے اہلبیت علیہم السلام کی مقدرات سے کنارہ کشی نہیں کرتے تھے...... انشاء اللہ خاتمہ میں یہ بحث مفصلاً بیان ہوگی......

آیت بیست: وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ

(۱۰۱ :توبہ)

اور خود مدینے کے رہنے والوں میں سے بھی بعض (منافقین) جو اڑ گئے ہیں اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم ان کو نہیں جانتے......

آیت بیست واول: وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهٖ خَبِيرًا بَصِيرًا (۱۷ سورہ اسراء)

کیا یہ کتنی بری بات ہے کہ انسان جہالت کی وجہ سے ایک یا دو آیات قرآنی کو اس طرح بیان کرے جس طرح اس کا دل چاہے لیکن وہ سینکڑوں روایات سے صرف نظر کر لے؟! اور ان روایات کو بالکل چھوڑ دے......! اور وہ یہ گمان کرے کہ یہ قرآن کے خلاف ہیں!!

یہ تو مسلمات میں ہے کہ جو روایت قرآن کے خلاف ہے وہ باطل ہے اور اسے دیوار پر دے مارنا چاہیے......!! لیکن پہلے مخالف قرآن کا معنی سمجھنا نہایت ضروری ہے......

یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ بعض انسان قرآن پاک کی چند آیات پڑھتے ہیں اور ان میں غور وفکر بھی کرتے ہیں لیکن بعض ایسی آیات سے بالکل غافل ہوتے ہیں جو اس موضوع کو ثابت کرتی ہیں......!!!

نتیجاً وہ روایات صادقہ وصحیحہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کے مخالف ہیں انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ ہم نے فقط چند آیات دیکھی ہیں...... فی الواقع اس موضوع پر اور بھی آیات ہوتی ہیں...... یا وہ بعض آیات کا اپنی مرضی سے معنی کرتے ہیں..........

اور بعد میں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے معنی کے یہ روایات خلاف ہیں......

آقائی مشکوۃ نے فرمایا: ہمارے لیے ایک مثال بیان کیجیے تا کہ مطلب واضح ہو جائے

بندہ حقیر نے عرض کیا: "بہت اچھے" البتہ مطلب کی وضاحت کے لیے مثال ضروری ہے...... اس وقت میں نے کہا جو شخص مبانی فہم قرآن وحدیث سے دور ہو تو یہ آیت

وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لاتَعْلَمُهُم توبہ: ۱۰۱)

دیکھتا ہے اور دیگر آیات سے غافل ہوتا ہے..... (مانند عرض اعمال سورہ توبہ **وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لاتَعْلَمُهُمْ** وہ علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی کرتا ہے... وہ ان روایات کو جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت کرتی ہیں قرآن کے منافی سمجھتا ہے...... درحالانکہ یہ روایات بہت زیادہ آیات کے مطابق ہیں...... وہ منکر ان روایات کو رد کرتا ہے............!! بہت زیادہ ایسے گمراہ تحقیق کی ہمت بھی نہیں رکھتے ہیں......!! تا کہ وہ عالم قرآن وحدیث سے سوال کریں یہاں تک کہ وہ اس بات کی طرف کم سے کم متوجہ ہوں کہ آیت نفی علم ذاتی کر رہی ہے نہ کہ علم عطائی......اور تمام روایات علم غیر ذاتی کو ثابت کرتی ہیں............!! یعنی اس علم کو ثابت کرتی ہیں جو انبیاء علیہم السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے......

خلاصہ مطلب: آیات وروایات میں بالکل تضاد نہیں ہے............آیت ۱۹ تا ۲۲ شاہد، شہید، مشہود شھداء اور اشہاد ہے...... کہ روایات متواترہ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ان کی تاویل سے مراد ہیں......ان آیات سے ان

بزرگواروں کا علم بھی ثابت ہو جاتا ہے...... یہ حضرات معصومین علیہم السلام حوادث زمانہ اور اعمال خلق کے عالم ہیں..........!!

روایات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام میں ہے کہ: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام جس چیز کے شاہد ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ انہوں نے اس چیز کا مشاہدہ بھی کیا ہو...... تا کہ وہ قیامت کے دن گواہی دے سکیں...... ہر شئی پر اللہ کی حجت ہیں اور اس شئی پر گواہ بھی ہیں......!!

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام قرآن پاک کی تصریح کے مطابق لوگوں پر گواہ بھی ہیں......

آیت بیست ودوم (شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا سورہ بقرہ: ۱۴۳)

لوگوں پر گواہ ہیں......

کیا یہ ممکن ہے کہ کائنات عالم کے ہر بندے کا گواہ اپنے شہر کے لوگوں سے بے خبر ہو؟!

کیا یہ سچ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منافقین مدینہ کا علم نہیں تھا......؟!!

یہ وہ سوال ہیں جو بھی قرآن مجید میں تھوڑا سا غور و فکر کرے انہیں بخوبی سمجھ سکتا ہے......!!

جو ہستیاں یہ کہیں کہ تمام دنیا ہمارے سامنے اس طرح ہے جس طرح ایک اخروٹ ہو......ہم آسمان و زمین، بہشت، جہنم، دنیا، آخرت، ماضی، حال اور مستقبل کو اس طرح

دیکھتے ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھا جائے......

کیا یہ ممکن ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام ہمسایہ منافق سے بے خبر ہوں..........؟!

ان سوالات کے جوابات بھی اہل فہم وشعور کے نزدیک مثبت ہیں......

آیت بیست وسوم: (إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَىٰ (۵۴ سورہ طٰہٰ آیت

بے شک اس میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں......

یعنی آنے والے حالات و واقعات، جالوت و طاغوت کی داستان اور بنی امیہ و بنی عباس کے مظالم کا ان کو پہلے سے ہی علم تھا...... بصائر الدرجات ص ۵۱۸، بحار الانوار کمپانی جلد ۸ ص ۱۶ یہ مطالب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نقل کیے ہیں......اور تفسیر قمی میں سند صحیح کے ساتھ ان کو نقل کیا گیا ہے......

اور یہ مطالب بحار الانوار، بصائر الدرجات، کنز الفوائد کراجکی اور مناقب ابن شہر آشوب میں نقل ہوئے ہیں......

آیت بیست و چہارم و پنجم: یہ دونوں آیات کریمہ سورہ توبہ میں ہیں......ایک آیت نمبر (۹۷) ہے اور خدا فرماتا ہے......

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (۹۷)

دیہاتی کفر و نفاق میں بڑے سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ جو کتاب خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمائی ہے اس کے احکام نہ جانے اور خدا تو جاننے والا ہے اور دانا ہے

......

دوسری آیت نمبر ۱۰۵ ہے: وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَتُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۱۰۵)

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے (اے لوگو) عمل کرو! تمہارے اعمال اللہ جل جلالہ اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنون دیکھتے ہیں......!

آیت اول میں ہے کہ خدا جل جلالہ نے ان تمام واقعات کی ہمیں خبر دی ہے...... اور دونوں آیات فرماتیں ہیں کہ خدا جل جلالہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اعمال دیکھتے ہیں......

دوسری آیت رویت اعمال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ مومنین کا ذکر بھی کیا گیا ہے...... یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ خدا بندگان کے اعمال بذات خود دیکھتا ہے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات مومنین خداوند عالم کے لطف و کرم سے دیکھتے ہیں......!!

اس آیت کریمہ میں مومنین سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مراد ہیں...... جیسا کہ روایات متواترہ میں ان حضرات علیہم السلام نے فرمایا ہے......!!

(ہم نے اپنی کتاب مقام قرآن و عترت ص ۱۸۳ میں دلیل عقلی و نقلی قائم کی ہے (۱))

آیت بیست و ششم: (وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ (۴۶) سورہ اعراف

کچھ لوگ اعراف پر ہوں گے جو ہر شخص کو (جنتی وجہنمی) ان کی پیشانی سے پہچان لیں گے...... مقام اعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو لوگوں کو ان کی علامات سے پہچان لیں گے...... روایات متواترہ میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے:

ہم وہ مرد ہیں جو لوگوں کو ان کی صورت اور علامات سے پہچان لیتے ہیں...... یہ روایات ہر تفسیر کی زینت ہیں اور بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۱۴۱ میں بھی بیان کی گئی ہیں......

آیت بیست و ہفتم: سورہ انبیاء آیت ۲۴: هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ (۲۴)

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کے لیے بھی ذکر ہے اور مجھ سے پہلے والوں کے لیے بھی ذکر ہے......

---

(۱) اصول کافی (باب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی خدمت میں لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں) آیت شریفہ میں مومنون سے مراد آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ہیں اس بارے میں چھ روایات نقل کی گئی ہیں

بصائر الدرجات: میں ہے کہ خدا نے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو بصارت عطا کی ہے جس کی وجہ سے وہ تمام اعمال دیکھتے ہیں۔ بحار الانوار جدید ج ۲۳، ص ۳۳۳

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: اس قرآن پاک میں گزشتہ اور آئندہ کا ذکر موجود ہے...... یہ اوضح الواضحات ہے کہ یہ تمام علوم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے..........!!

تفسیر فرات بن ابراھیم کوفی میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اوصیاء علیہم السلام کا علم عطا کیا گیا...... گذشتہ اور قیامت تک کا علم بھی انہیں دیا گیا...... اس کے بعد آپ علیہ السلام نے یہ آیت کریمہ پڑھی

(هَـذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لاَيَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ)سورہ انبیاء

ترجمہ: یہ قرآن میرے ساتھ والوں کے لیے بھی ذکر ہے اور مجھ سے پہلے والوں کے لیے بھی ذکر ہے......

دوسری فصل:

جو آیات ہم نے بیان کی ہیں امید ہے کہ اب کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہے گی...... یہ دلائل حقیر کے مدعیٰ کو بیان کرنے کے لیے کافی ہیں...... اب دوسری بحث مطرح کرتے ہیں......!!

اس بحث میں وہ روایات بیان کرتے ہیں جو قرآن پاک کی معرّف ہیں... یعنی قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتی ہیں......! یہ روایات ہم سے کہتی ہیں کہ: علوم

گذشتگان اور آئندگان، علوم اہل زمان، اخبار زمین و آسمان، احوال دوزخ، جنان، غم دوزخیاں اور سرور رضوان...... علم بیان، عبقری حسان، دولت سلطان،...... ہر شئی کا بیان ہے، حق و باطل کا فرقان، حق کی برہان، من کنت کا اعلان...... سچے لولو والمرجان،...... **کل من علیھا فان**...... حقیقی داستان اور منشاء رحمٰن...... قرآن پاک میں موجود ہے......

یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ تنہا قرآن مجید تمہارے سوالات کا جواب دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے......!! یہ تمہاری مشکلات و جہالت کو دور نہیں کر سکتا......!! پس قرآن مجید کے ساتھ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی طرف رجوع کرنا نہایت ضروری ہے...... تا کہ یہ ہستیاں...... ہمارے لیے علوم قرآن بیان فرمائیں......! تا کہ ہمارے اختلافات وشبہات دور ہو سکیں...... اس بات کی سورہ نحل کی آیت **وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٦٤)** دلیل ہے...... خداوند عالم نے فرمایا ہے:

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے اس کتاب قرآن مجید کو تمہارے اوپر نازل کیا ہے تا کہ تم اختلافات دور کر سکو......

"جی ہاں" قرآن نے تنہا طور پر نہ اختلاف دور کیے ہیں اور نہ ہی کرے گا......!

پس ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین علیہم السلام قرآن پاک کے ذریعے اختلافات دور کریں......!

اگر قرآن پاک اختلافات دور کرتا تو مسلمان جو قرآن کو حق مانتے ہیں اور اس کے ذریعے استدلال کرتے ہیں تو فروع واصول میں تفاوت ہرگز نہ ہوتا...... چنانچہ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اصول اور فروع دین میں اختلاف کرتے ہیں......اور تمام قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں...... !!

جب بھی قرآن وعترت کا ذکر آتا ہے ہمارے ذہن میں ایک غم انگیز منظر سامنے آجاتا ہے...... اور ہمیں ایک افسوس ناک واقعہ کی یاد آجاتی ہے...... ہائے وہ کون سا غم ہے؟! کوئی بھی خوشی اس کی جگہ نہیں لے سکتی ہے......اور یہ وہ واقعہ ہے جو قیامت تک فراموش نہیں کیا جاسکتا......

شرم سے انسانیت کی گردن جھک جاتی ہے......! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری لمحات ہیں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاغذ اور قلم لاؤ...... ! تاکہ میں تمہارے لیے ایسی چیز تحریر کردوں کہ تم کبھی بھی گمراہ نہ ہونے پاؤ......!!اور تمہارے قیامت تک کے اختلافات ختم ہو جائیں گے......!!! لیکن طاغوت نے کہا ......!! اس آدمی کو ہذیان ہوگیا ہے !!!حسبنا کتاب الله......!! ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے......!!! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ......!! یہ تمہاری ہدایت وسعادت کے لیے کافی ہیں ......!! اگر تم لوگ ان دو سے تمسک کروگے تو قیامت تک کے لیے گمراہی سے بچ جاؤ گے......!!

غور فرمایئے! پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ان دو سے متمسک رہو گے تو قیامت تک گمراہ نہیں ہو گے......! اس فرمان سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص فقط قرآن سے تمسک کرے گا گویا اس نے اپنے آپ کو وادی ضلالت میں ڈال دیا ہو...... یہ بات بھی اوضح الواضحات میں سے ہے کہ یہ حدیث متواترہ میں سے ہے ...... اسے مسلمانوں کے تمام فرقوں نے نقل کیا ہے...... !!

مسعدۃ بن صدقہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت علی علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے لیے...... ایک ایسا نسخہ لایا ئے...... جو تمام آسمانی کتابوں کو بیان کرنے والا ہے...... اور تمام آسمانی گذشتہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے......! اس میں حلال وحرام کا ذکر ہے......اور نسخہ قرآن مجید ہے...... اے لوگو! اگر آپ قرآن پاک سے سوال کرو ......تو وہ تمہیں ہرگز جواب نہیں دے گا...... !! لیکن اگر تم مجھ سے پوچھو گے تو میں تمہیں آگاہ کر سکتا ہوں......!! کیوں کہ میں جس سوال کا جواب دینا چاہوں دے سکتا ہوں ......!!

علم گذشتہ اور آئندہ حتی کہ قیامت کے حوادث و واقعات اور تمام مسائل کا علم قرآن پاک میں موجود ہے...... اگر قرآن پاک سے مزید معلومات کے لیے سوال کرو گے تو وہ تمہیں جواب نہیں دے گا......! لیکن مجھ سے جو کچھ دریافت کرو گے میں تمہیں بتا سکتا ہوں......(۱)

اسماعیل بن جابر نے حضرت صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا
: قرآن پاک میں گذشتہ وآئندہ واقعات کی خبریں ہیں اور ہم ان سب کو تفصیلات کے ساتھ جانتے ہیں......!!(۲)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں......

اس قرآن مجید سے سوال کیجیے...........! لیکن یہ بھی جان لو کہ تمہیں ہرگز جواب نہیں دے گا......... لیکن میں تمہیں قرآن پاک کی تفسیر و تاویل کے بارے میں بتا سکتا ہوں...........! اے لوگو! علم گذشتہ اور آئندہ اور تمہاری ہر مشکل کا علاج قرآن پاک ہے......!!(جسے تم نہیں جانتے بلکہ ہم جانتے ہیں)

ایوب بن حر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپ علیہ السلام نے فرمایا:
خدا نے نبوت و رسالت کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا ہے..... پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا......!! اور قرآن پاک کے ذریعے دیگر کتب آسمانی کو منسوخ کر دیا ہے...........! قرآن پاک کے بعد کوئی کتاب آسمان سے نہیں اترے گی......... تمہارے قرآن میں ہر شئی کا بیان ہے.......... زمین و آسمان کی خلقت کا ذکر ہے، تمہاری تخلیق کی داستان موجود ہے..... گذشتہ و آئندہ واقعات کا

(۱) یہ روایت امیر المومنین علیہ السلام سے نہج البلاغہ میں نقل ہوئی ہے۔
(۲) اصول کافی بصائر الدرجات باب ۷

بیان موجود ہے.......... حق اور باطل میں فرق گزاری کے قوانین موجود ہیں.....
امر بہشت اور دوزخ کی باتیں مذکور ہیں...... تمہارے اعمال کا تذکرہ بھی موجود
ہے......(۱)

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

ہر چیز کا بیان قرآن پاک میں موجود ہے..... علم اولین و آخرین بھی قرآن
پاک میں موجود ہے..... واضح رہے کہ یہ علوم واضح طور پر قرآن مجید نہیں ہیں..... یہ
علوم قرآن پاک کے باطن اور تاویل میں ہیں ......اور تاویل قرآن مجید فقط خدا اور
راسخون فی العلم کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے......!! راسخون جمع کا صیغہ ہے.... ان میں
سے ایک ہستی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام علوم مجھے عطا
فرمائے ہیں..... ہمیشہ یہ علم و فضل ہماری اولاد طاہرہ (یعنی باقی آئمہ ھدیٰ علیہم السلام) میں
قیامت تک موجود رہے گا.........!(۲)

جناب سماعہ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایات نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے
فرمایا: خداوند متعال نے تمہارے لیے قرآن پاک کو نازل فرمایا ہے یہ کتاب خدا
نہات ہی معتبر اور مصدق ہے......اس میں تمہاری خبریں...... تم سے پہلے والی اور
قیامت کی خبریں موجود ہیں......
اس کتاب میں زمین و آسمان کی تمام اخبار غیبیہ میں موجود ہیں .....اگر کوئی ان
موضوعات کے بارے میں غیبی خبریں بتائے تو تم تعجب کروگے ...!!(۳)

ابراھیم ابن عمر نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: قرآن مجید میں گذشتہ اور آئندہ تمام واقعات موجود ہیں...... جو کچھ واقع ہو چکا ہے یا واقع نہیں ہوا ہے...... ایک لفظ کے کئی کئی معانی و مطالب ہوتے ہیں...... اور ایک ایک لفظ میں قرآن کی کئی کئی تاویلیں ہوتی ہیں...... یہ سب علوم فقط ہم اوصیاء ہی جانتے ہیں...... بشیر دھان نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے قرآن مجید میں ہماری اطاعت واجب قرار دی ہے...... اگر لوگ ہم سے دور ہو جاتے ہیں یا ہماری اطاعت نہیں کرتے تو قیامت کے دن ان کے پاس عذر و بہانہ نہیں ہوگا......!! یہاں تک کہ بہت زیادہ آیات ہماری فضیلت میں نازل ہوئی ہیں...... جو کچھ قرآن پاک کے متعلق سوال کرنا چاہو میں تمہیں تعلیم دے سکتا ہوں......!!

جو کچھ خدا نے ہمیں علوم عطا کیے ہیں کسی اور کو عطا نہیں کیے...... لیکن جو علم دیگر انبیاء علیہم السلام و مرسلین علیہم السلام یا ملائکہ مقربین کو عطا ہوئے ہیں وہ سب علوم ہم جانتے ہیں......(۱)

آقائی فاتح: ہمارے لیے نہایت افتخار ہوگا اگر آپ ظہرانہ ہمارے ہاں تناول فرمائیں......

---

(۱) اصول کافی

(۲) تفسیر فرات بن ابراھیم کوفی

(۳) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۸ (۴) تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۱۲

حقیر: میری طرف سے کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن رفقاء کی رضائیت ضروری ہے......

رفقاء: یہ اختیار جناب عالی کے ہاتھ میں ہے......

حقیر: اگر آج حضرت امام علی تقی علیہ السلام اور حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کے لیے سامرہ جائیں تو کیا ہی اچھا ہوگا......!!

آقائی فاتح: میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا...... میں چند ماہ سے سامرہ نہیں جا سکا......لیکن اگر آپ احسان کریں تو ظہر کا کھانا کھانے کے بعد نہ چلیں......؟اور میری خواہش ہے کہ جو آپ کو پسند ہو آپ بتائیں میں وہ تیار کروالیتا ہوں......

حقیر: آپ براہ کرم ایک کلو قیمہ......کچھ گائے کا تازہ دودھ مہیا کریں جب یہ سب کچھ آمادہ ہو جائے تو ہمیں بتا دینا......

آقائی فاتح: یہ سب کچھ گھر میں موجود ہے......آقائی مشکوۃ: ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ بحث جاری رکھیں.........حقیر: جو تمام روایات میں نے بیان کی ہیں یہ ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں.......... یہ روایات بعض کتب میں تفصیل کے ساتھ نقل ہوئی ہیں اور بعض کتب میں اجمالی طور پر نقل ہوئی ہیں..........

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ بعض روایات مختصر، بعض مفصل، بعض تفصیل اور بعض اجمال پر مشتمل ہیں.......... لیکن یہ تمام روایات قرآن پاک

....

(۱) تفسیر عیاشی، جلد ۱ ص ۱۶...... محاسن برقی ج ۱ ص ۲۶۸

کے موافق ہیں ...... یہ تمام روایت قرآن پاک کی تفسیر بیان کرتی ہیں جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہوتا ہے......قرآنی آیات ان روایات پر دلیل واضح ہیں......اور یہ روایات ایک دوسری کی تائید مزید اور تاکید کرتی ہیں......

مقام دوم:

اب خدا کی تائید سے ان روایات کا تجزیہ اور تحلیل کرتے ہیں جو علم غیب کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے ثابت کرتی ہیں......اور گزشتہ روایات کی بھی پشت پناہی کرتی ہیں......اور یہ روایات بطور کامل غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ثابت کرتی ہیں......!! یہ روایات اٹھائیس انواع پر مشتمل ہیں......

نوع اول: یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی ہے......

خداوند عالم نے میری عترت طاہرہ علیہم السلام (آئمہ ھدیٰ علیہم السلام) کو میرا علم عطا کیا ہے اور انہیں میری طینت سے خلق کیا ہے......اس بارے میں کچھ روایات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں......

اول: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام۔ اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے مدحت میں فرمایا

ہے کہ: یہ حضرات علیہم السلام ہدایت کرنے والے ہیں......اور خداوند قدوس کے پسندیدہ ہیں......خدا نے انہیں میرا علم عطا کیا ہے اور یہ میری عترت طیبہ ہیں......الخ (۱)

دوم: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عترت علیہم السلام کی مدحت میں فرمایا کہ:

(اعطاهم الله فهمي و هم عترتي من لحممي و دمي)

یہ میری عترت ہیں اور خدا نے انہیں میرا علم وادراک عطا کیا ہے......ان کا خون میرا خون ہے اور ان کا گوشت میرا گوشت ہے......الخ (۲)

قوانین: کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ علامۃ العلماء نے فرمایا:

ان حضرات علیہم السلام کے علم میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے؟! وہ علم غیب نہیں جانتے ...... بلکہ وہ علم غیب بھی جانتے ہیں اور اسرار قلوب سے بھی واقف ہیں ...... یہ بات واضح ہے کہ وہ علم خدا کے خازن ہیں، کتاب خدا کا سارا علم ان کے پاس ہے اور اس کتاب (قرآن) میں ہر شئی کا بیان ہے......

وہ امام مبین ہیں اور ہر شئی کو امام مبین میں رکھا گیا ہے......اس موضوع پر ہزاروں

---

(۱) کامل الزیارات: ابن قولویہ قمی باب ۲۲

(۲) کامل الزیارات: ابن قولویہ قمی باب ۲۳، بحار الانوار کمپانی ج ۸ ص ۱۹۰، بصائر الدرجات ص ۴۸، بحار الانوار کمپانی ج ۲۱ ص ۱۳، ۲۸، ۲۹، مقام قرآن وعترت ص ۲۸

روایات صحیحہ دلالت کرتی ہیں کہ ان کے پاس یوم ازل سے شام محشر تک کا سارے کا سارا علم موجود ہے......

نوع دوم:

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ خدا کے دو علم ہیں......

علم ذاتی: جو کہ اس کے ذات کے ساتھ مختص ہے......

علم مبذول: جو ملائکہ، انبیاء علیہم السلام اور مرسلین علیہم السلام کو عطا کیا گیا...... جو علوم مخلوقات کو عطا کیے گئے ہیں وہ سب علوم ہم جانتے ہیں......

اصول کافی میں پانچ (۵) اور بصائر الدرجات میں سترہ (۱۷) روایات صحیح اور معتبر سند سے نقل ہوئی ہیں...... اور بحار الانوار کمپانی ج ۱ ص ۳۱۴ ...... ۳۱۹ میں بہت ساری روایات موجود ہیں...... کتاب مقام عترت ص ۳۰...... ۳۱

نوع سوم:

روایات متواترہ میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ جو کچھ جہاں میں ہو چکا ہے یا قیامت تک ہوگا...... یہ سب کچھ ہم جانتے ہیں............ بہت زیادہ آیات و روایات گذشتہ اس مطلب پر واضح دلیل ہیں...... یہاں پر ہم کم و بیش چالیس روایات بیان کرتے ہیں......!

۱......... اصول کافی میں ہے کہ سیف تمار نے بیان فرمایا ہے کہ شیعان حیدر کرار علیہ السلام کا

ایک گروہ حجر اسماعیل علیہ السلام (مکہ میں) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۔ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام ۔ نے فرمایا:

کیا یہاں پر کوئی جاسوس ہے؟! ہم نے چاروں طرف نظر کی اور عرض کیا یہاں پر کوئی جاسوس نہیں ہے......!!!

آپ علیہ السلام ۔ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم!! اگر میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے زمانے میں ہوتا تو ضرور کہتا کہ میں تم دونوں سے زیادہ عالم ہوں...... میں انہیں وہ علوم و ...... بتاتا جو وہ نہیں جانتے تھے......!! کیوں کہ یہ دونوں بزرگوار وہ علم جانتے ہیں جو......واقع ہو چکا ہے......! جو کچھ واقع نہیں ہوا یا واقع ہوگا یا قیامت تک کیا ہوگا وہ یہ نہیں جانتے............!! یہ تمام علوم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہمیں وراثت میں ملے ہیں......(۱)

۲...... حضرت صادق علیہ السلام نے اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ:

(یا من خصّنا با لو صیته و اعطانا علم مضی و علم ما بقی......)

یعنی خداوند عالم نے ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی قرار دیا ہے اور ہمیں علم گزشتہ اور آئندہ عطا کیا ہے اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کیا ہے اور ہمیں وراث

....

(۱) علامہ مجلسی نے مراۃ العقول میں فرمایا ہے کہ: امام کا سوال کرنا کہ یہاں کوئی جاسوس تو نہیں ہے؟! اس بات سے منافات نہیں رکھتا ہے کہ آپ علم غیب نہیں جانتے بلکہ آپ حضرات علم ظاہری پر عمل کرتے ہیں

انبیاء علیہم السلام قرار دیا ہے...... یہ مناجات کامل الزیارات میں چھ سندوں کے ساتھ نقل کی گئی ہے......!

۳...... یہ حدیث بھی بصائر الدرجات میں اسی مضمون میں نقل ہوئی ہے......

۴...... ایک حدیث مفصل میں امام جعفر صادق علیہ السلام۔ نے علم امام کی تشریح کرتے ہوئے ابو بصیرؒ سے فرمایا:

ہمارے پاس گزشتہ اور قیامت تک کا علم ہے............اصول کافی اور بصائر الدرجات

۵...... حضرت صادق علیہ السلام۔ نے اس آیت کی تفسیر (هَـٰذَا ذِكْـرُ مَـنْ مَعِـي وَذِكْـرُ مَـنْ قَبْـلِـي بَـلْ أَكْثَرُهُـمْ لَايَـعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ (۲۴: انبیاء) میں فرمایا:

اس کا تفصیلی بیان پہلے آچکا ہے اور خلاصہ یہ ہے......

علم گزشتہ وآئندہ قرآن مجید میں ہے اور یہ بات واضح ہے کہ علم قرآن آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے......

۶...... حضرت امیر المومنین علیہ السلام۔ نے فرمایا:

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پناہ نے میرے کان میں گزشتہ وآئندہ اور قیامت تک کے تمام علوم بیان فرمادیے...... یہ علوم خداوند عالم کی طرف سے ہیں...... جو کہ توسط رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے عطا ہوئے ہیں......!!

۷...... ابو بصیرؒ نے کہا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

حضرا میر المومنین علیہ السلام سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا گیا......آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمام انبیاء ومرسلین، گزشتہ وآئندہ علوم آپ کے پاس تھے......

آپنے مزید فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ ءقدرت میں میری زندگی ہے!

وہ تمام علوم، قیامت کے حالات وواقعات وحوادث میں جانتا ہوں (۱)

۸...... یہ روایات بصائرالدرجات باب ٦ میں بیان کی گئی ہیں......اوران میں ایک روایت ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جوکچھ زمین وآسمان میں ہے، میں وہ بھی جانتا ہوں...... جنت کے حالات اور دوزخ کے واقعات بھی جانتا ہوں...... جوکچھ واقع ہو چکا ہے وہ بھی جانتا ہوں اور جوکچھ واقع نہیں ہوا وہ بھی جانتا ہوں...........!! جوکچھ قیامت تک ہوگا وہ بھی جانتا ہوں......!

۹...... ابی مریم نے کہا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

ہمارے پاس جامعہ ہے، یہاں تک فرمایا: ہمارے پاس جفر بھی ہے اوراس میں ہے کہ جوکچھ واقع ہوا ہے یا قیامت تک واقع ہوگا......!!

۱۰...... حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے غیبت امام زمانہ علیہ السلام کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا کہ: میں جفر کا ملاحظہ کر رہا تھا یہ وہ کتاب ہے جس میں موت وحیات، ......وکچھ ہو چکا ہے یا جوکچھ واقع نہیں ہوا اس میں ثبت ہے......

یہ کتاب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ اوصیاء علیہم السلام کے ساتھ مختص ہے

......

اس میں موضوع امام زمانہ، آپ کی غیبت اور طول غیبت کی علت و اسباب مذکور ہیں......اور یہ مرقوم ہے کہ اکثر لوگ اس وقت مرتد ہو جائیں گے......!! (۲)

۱۱...... حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہزار باب علم تعلیم فرمائے......اور ان میں سے ہر ایک باب سے مزید ہزار باب علم کھلتے ہیں......ان کو اگر جمع کیا جائے تو کئی کئی ہزار باب بنتے ہیں......یہی وجہ ہے کہ ہم موت وحیات، علم بلایا فصل خطاب بھی جانتے ہیں...... !!! (۱)

۱۲...... حضرت امام جعفر صادقؑ نے ایک تفصیلی حدیث بیان فرمائی ہے کہ:

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر ...... کو املاء فرماتے تھے......اور جناب امیر علیہ السلام لکھ لیتے تھے......آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام امور کائنات، زمانہ، ماضی، حال اور مستقبل......کے حالات حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو یاد کرائے...... حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ علوم بھی بتائے جو خدا اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے ......(اور راسخین فی العلم چودہ ہستیاں ہیں)

....

(۱) بصائر الدرجات باب ۱۴ حدیث ۳۱

(۲) کمال الدین صدوق باب ۳۲

یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام مومنین کو دشمنوں کے حالات و واقعات سے مطلع فرمایا کرتے تھے...... یہ حالات و واقعات اس کتاب مقدس سے استخراج ہوتے تھے......

۱۳...... حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اول خلقت سے لے کر قیامت تک کے حالات سے آگاہ فرما دیا تھا...... دنیا کب ختم ہوگی...... اور حتمی تقدیرات سے بھی آگاہ کر دیا تھا...... فقط ان تقدیرات میں مشیت رکھی گئی ہے یعنی اگر میری مشیت چاہے تو تبدیلی ہو سکتی ہے ....! جو چاہوں محو کر دوں جو چاہوں ثبت کر دوں......

۱۴...... حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے: یہ آیت قرآن پاک میں نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا

(يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۳۹ سورہ رعد)

خدا تقدیرات میں جو چاہے مٹا دے جو چاہے ثابت رکھے......!! کہ قیامت تک کیا ہو گا......!

(۱) خصال شیخ صدوق ج ۲، ص ۱۷۴، بحار الانوار کمپانی ج ۶، ص ۸۶ ۷، الاختصاص ص ۲۸۳، البصائر الدرجات باب ۱۷ ام احقاق الحق ج ۷، ص ۵۹۷، کتاب ینابیع المودۃ ص ۷۷

تفسیر عیاشی میں ہے کہ زرارہ نے کہا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت سجاد علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اگر قرآن مجید میں ایک آیت نہ ہوتی تو تمہیں قیامت تک کے حالات و واقعات سے آگاہ کر دیتا...... میں نے عرض کیا وہ کون سی آیت ہے......؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: **يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ** اللہ ہی اپنی مرضی سے محو اثبات کرتا ہے......

۱۵...... حضرت امام رضا کی حدیث ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام حضرت باقر علیہ السلام حضرت سجاد علیہ السلام، حضرت حسن علیہ السلام اور حضرت حسین علیہ السلام نے فرمایا:

اگر قرآن مجید میں ایک آیت نہ ہوتی تو ہم تمہارے لیے قیامت کے حالات و واقعات بیان کرتے......!!

۱۶...... امام رضا علیہ السلام کی حدیث ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ہم اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں جسے خداوند متعال نے برگزیدہ کیا ہے...... اور انہیں اپنا علم غیب بھی عطا کیا...... ہم بھی گذشتہ اور قیامت تک کے حالات جانتے ہیں............!!

۱۷...... حدیث مکالمہ امام محمد باقر علیہ السلام میں ہے جو کہ آپنے ہشام بن عبدالملک سے کیا تھا...... آپنے فرمایا:

خداوند عالم نے اپنے نبی پر قرآن پاک نازل فرمایا...... اور اس میں گذشتہ و آئندہ قیامت کے سارے حالات و واقعات موجود ہیں......!!

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ سورہ نحل ۸۹

ہم نے تیرے اوپر کتاب کو نازل کیا جس میں ہر شئی کا بیان ہے.....!

آپ نے مزید فرمایا: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تمام علوم حضرت امیر علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ....!

۱۸.....حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

میں تمہیں قرآن کے ذریعے گذشتہ وآئندہ کے حالات وواقعات بتا سکتا ہوں.....!!

یہاں تک کہ فرمایا: اگر مجھ سے پوچھو تو میں تمہیں یاد بھی کرا سکتا ہوں.....!

۱۹.....حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

علم گذشتہ اور علم حوادث آئندہ قرآن مجید میں ہے.......... یہاں تک کہ فرمایا:

ہم اوصیاء یہ تمام علوم جانتے ہیں.....!!!

۲۰.....حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جنگ جمل کے بعد اپنے خطبہ میں فرمایا:

اہل بصرہ کے نام لے کر ان کی مذمت کی.....اور بصرہ کے حالات بتائے.....مزید فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ شگافتہ کیا اور مخلوقات کو خلق کیا.....

اگر میں چاہوں تو تمہیں بتا سکتا ہوں کہ زمین کا کون سا خطہ کس وقت آباد ہوگا اور کس وقت ویران ہوگا.....!!

کیوں کہ علم گذشتہ وآئندہ میرے پاس ہے.....

۲۱.....تفسیر قمی میں ہے کہ:

جو کچھ واقع ہو چکا ہے یا واقع ہوگا یہ تمام علوم حضرت علی علیہ السلام کی ذات میں

احصاء (محصور) کیے گئے ہیں...... یعنی اول خلقت آدم علیہ السلام۔ سے لے کر قیامت تک کے واقعات، فتنے، زلزلے وغیرہ...... ان تمام امور کے بارے میں حضرت علی سب کچھ جانتے ہیں......

۲۲...... لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ (۱۲ :الحاقه)

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں حضرت صادق علیہ السلام۔ نے فرمایا: جو کچھ واقع ہوا ہے یا واقع ہوتا ہے سب کچھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے کانوں میں محفوظ ہے......

۲۳...... زیارت امیر المومنین علیہ السلام۔ میں حضرت صادق آل محمد علیہ السلام۔ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اس پر سلام ہو جو گذشتہ و آئندہ کے بارے میں خبریں بتانے والا ہے..........

۲۴...... شیخ صدوق نے عیون اخبار الرضا میں سند صحیح کے ساتھ عبداللہ بن محمد ہاشمی سے حدیث نقل کی ہے کہ:

ایک دن میں مامون کے دربار میں گیا تو اس نے تمام افراد کو باہر بھیج دیا اور مجھے اپنے پاس بٹھایا...... کھانا کھلانے کے بعد اس نے مجھے خوشبو لگائی...... اور ایک شخص کو بلایا کہ وہ حضرت امام رضا علیہ السلام۔ کی مصیبت پر نوحہ پڑھے...... مامون نے بھی گریہ کیا...... اس نے کہا کہ بنی ہاشم مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام۔ کو اپنا ولی عہد کیوں بنایا ہے......؟!

اب میں تیرے لیے امام رضا علیہ السلام کی حدیث نقل کرتا ہوں کہ تو تعجب کرے گا

..........!! ایک دن میں نے آپ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مولا: آپ علیہ السلام کے دادا جان اور اجداد طاہرین غیب جانتے تھے.....! آپ علیہ السلام بھی ان کے علم کے وارث ہیں اور اب ایک حاجت لے کر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا ہے.....

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: اپنی حاجت بیان کرو!

میں نے عرض کیا: میری ایک کنیز ہے جس سے مجھے بہت محبت ہے ... وہ کئی بار حاملہ ہوئی ہے لیکن اس کے شکم سے بچے ساقط ہو جاتے ہیں ... آپ علیہ السلام کوئی عمل تعلیم فرمائیں تا کہ اس کو انجام دینے کے بعد سقط ...... سے نجات حاصل ہو سکے..... آپ ...... نے فرمایا: اس دفعہ بچہ ساقط نہیں ہوگا ...! اور یہ بچہ اپنی ماں کی شبیہہ ہوگا..... اور اس کے داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بھی فالتو ہوگی.... اور اس کے بائیں پاؤں کی ایک انگلی زائد ہوگی......!

مامون نے کہا: جو کیفیت آپ علیہ السلام نے بتائی تھی اسی کیفیت والا بچہ پیدا ہوا ..... حضرت زہرا علیہا السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

آپ علیہ السلام میرے قریب آیئے! میں آپ علیہ السلام کو گذشتہ و آئندہ کے حالات و واقعات بتاؤں.... !

۲۵..... احقاق الحق ج ۴ ص ۶۷ میں ابن مردویہ کی کتاب مناقب سے حدیث نقل کی گئی ہے کہ: حضرت ام سلمٰی نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان

کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرائیلؑ نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ کو گذشتہ و آئندہ کے تمام علوم تعلیم فرمایئے.....الخ

۲۶.....مناقب ابن شہر آشوب ج ۴ص ۱۹۷ میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے جابر انصاری کو ان کی وفات کی خبر دی..... اور فرمایا.....اے جابر! خدا کی قسم: مجھے خدا نے گزشتہ و آئندہ کا علم عطا کیا ہے..... جناب جابر نے وصیت کر لی اور جو وقت حضرت امیر المومنینؑ نے بتایا تھا بعینہ اسی وقت جناب جابر دنیا سے رخصت ہوئے......!!

۲۷..... جناب عبداللہ بن جعفر طیارؑ نے حضرت امیر المومنینؑ کی حدیث بیان فرمائی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ: مجھے غسل و کفن دینے کے بعد، اپنے دہان مبارک کو میرے دہان مبارک پر رکھنا.....حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں نے آپؐ کی وصیت پر عمل کیا.....پس آپؐ نے قیامت تک کے واقعات و حالات کا مجھے علم عطا کیا............!!

۲۸..... پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

(سلنی اخبرک بما ھو کائن الی یوم القیامته)

مجھ سے پوچھو! میں تمہیں قیامت تک کے حالات بتاؤں.....

نوع ہشتم: میں اس موضوع سے مربوط سات روایتیں نقل کی گئی ہیں.....کہ امامؑ

کو ہر شئی کا علم غیب ہوتا ہے......اسی طرح نوع ہفتم میں تین روایات اور نوع نو نزدھم میں بھی تین روایات کی تصریح کی گئی ہے......!

یہ بات روایات متواترہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم غیب جانتے ہیں......!! یہاں پر انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے......! کوئی بھی آیت و روایت اس کے خلاف نہیں ہے......جیسا کہ اہل حق و اہل بصیرت کے لیے روز روشن کی طرح عیاں ہے......شبہات کا جواب بھی دیا جا چکا ہے......

آقائی فاتح: خداوند عالم آپ کو جزائے خیر دے...... میرا خیال یہ نہیں تھا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب کو ثابت کرنے کے لیے اتنی روایات ہوں گی......!! ان لوگوں پر واقعاً تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ اس موضوع پر فقط دو ضعیف احادیث دلالت کرتی ہیں......! وہ لوگ اپنے خیال فاسدہ میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی خرافات سے معاشرہ کے معزز ترین فرد بن جائیں گے در حالانکہ وہ ایسی باتوں سے خود اپنی عزت خاک میں ملا دیتے ہیں......! وہ اپنی گفتگو کے ذریعے مقام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خود بے آبرو ہو جاتے ہیں.........!

نوع چہارم: یہاں پر وہ احادیث آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں...... پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب پر دلالت کرتی ہیں...... اور ان میں فقط آئندہ کے لیے حالات بیان کیے گئے ہیں.........

ان میں حضرت زہرا علیہا السلام کے مصحف کی شرح بھی ہے......اس ضمن میں کافی روایات ہیں لیکن ہم چند روایات پر ہی اکتفاء کریں گے......!!

ا......حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو چھوڑا اور عالم آخرت کی طرف سفر شروع کیا تو حضرت زہرا علیہا السلام نہایت ہی غمگین ہوئیں......کہ خدا ہی جانتا ہے......! خداوند عالم نے ان کے حزن وملال کی کمی کے لیے ایک فرشتہ کو آپؑ کی خدمت میں بھیجا کہ بی بی پاک علیہا السلام کی خدمت میں تسلی پیش کرے......وہ ملک جناب سیدہ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے تمام آئندہ کے واقعات آپؑ کی خدمت میں بیان فرمائے......

حضرت سیدہ علیہا السلام نے یہ واقعہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں بیان کیا......

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے جو کچھ بھی ملک سے سنا ہے وہ بیان فرمائیے......

جناب سیدہ علیہا السلام نے تمام واقعات بیان فرما دیئے......حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ان تمام مطالب کو تحریر فرمایا اور یہ ایک کتاب بن گئی اور اس کا نام "مصحف فاطمہ" رکھا

حضرت امام صادق علیہ السلام نے مزید فرمایا:

جان لو! مصحف فاطمہ علیہا السلام میں حلال وحرام کے احکام نہیں بلکہ اس میں قیامت تک کے ہر واقعہ کا علم موجود ہے......!!(۱)

حضرت جبرائیل......حضرت زہرا علیہا السلام کی خدمت تسلیت پیش کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے......اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام احوال

آپؑ کی خدمت میں بیان فرمادیتے تھے...... جو مظالم آپؑ کی اولاد علیہم السلام پر وارد ہونے والے تھے ان کے متعلق بھی آگاہ کرتے تھے...... حضرت امیرالمومنین علیہ السلام تمام واقعات کو قلمبند کرتے تھے اور یہ مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے......!!

۳...... حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اے فضیل! میں مصحف فاطمہ دیکھ رہا تھا...... اس میں روئے زمین کے بادشاہوں کے نام ولدیت کے ساتھ مرقوم ہیں...... اس میں حضرت حسن علیہ السلام کی اولاد کے لیے کچھ بھی تحریر نہیں تھا......(۳)

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے فرمایا:

مصحف فاطمہ علیہا السلام میں آئندہ زمانے کے تمام حالات موجود ہیں اور روئے زمین کے بادشاہوں کے نام بھی موجود ہیں...... واضح رہے کہ ان روایات میں تضاد نہیں ہے یہ روایات اور روایات سابقہ سے واضح ہوتا ہے کہ گذشتہ حال اور آئندہ کا علم قرآن پاک میں موجود ہے...... اور اس میں تنافی نہیں ہے کہ احکام کے علاوہ دیگر علوم قرآنی "مصحف فاطمہ" میں ہوں...... کیوں کہ اسے ایک خاص اہتمام کے ساتھ ملک سے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ہے...... اور یہ کتاب

---

(۱) اصول کافی باب شرح صحیفہ بصائرالدرجات باب ۱۴

(۲) بصائرالدرجات باب ۱۴، ابی عبیدہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے

(۳) اصول کافی...... بحارالانوار کمپانی جلد ۷ میں مذکور ہے......

مصحف فاطمہ علیہا السلام کے نام سے مشہور ہے...... اسی طرح جہات علوم آئمہ علیہم السلام اوران کے منابع میں کوئی تضاد و تنافی نہیں ہے......جفر یا جو کچھ جامعہ میں ہے قرآن سے تنافی نہیں رکھتے......اور ممکن ہے کہ بعض چند کتابوں میں مکرر بیان کی گئی ہوں......

نوع پنجم:

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس جفر ہے......جس میں گذشتہ، حال اور قیامت تک کا علم ہے......تمام روایات اصول کافی "باب جفر جامعہ" میں مذکور ہیں ...... بصائر الدرجات باب ۱۴ ...... سفینۃ البحار اور مستدرک سفینۃ البحار لغت "جفر" میں بہت زیادہ روایات موجود ہیں......

یہ موضوع امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مشہور و معروف ہے حتی کہ میری نے کتاب حیاۃ الحیوان لغت "جفر" میں تحریر کیا ہے کہ: جفر میں ہر وہ علم ہے جس کے لوگ محتاج ہیں......! جو کچھ قیامت تک ہوگا وہ بھی اس میں مرقوم ہے......

شیخ بہائی نے اپنی کتاب اربعین کی حدیث ۲۱ کی شرح میں بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ: سید میر شریف نے ''شرح مواقف مبحث'' تعلق علم واحد با دو معلوم میں تحریر کیا ہے کہ: جفر اور جامعہ دو کتابیں ہیں اور یہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں......! ان میں تمام واقعات عالم علم حروف کے ذریعے تحریر کیے گئے ہیں......حضرت علی علیہ السلام کی اولاد سے دیگر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام یہ سب کچھ جانتے ہیں......ان ہی کے ذریعے حکم کرتے ہیں اور آئندہ کے حالات کی خبریں بتاتے ہیں......کتاب قبول عہدی جو کہ حضرت

رضا علیہ السلام نے مامون سے فرمایا:

(انک قد عرفت من حقوقنا مالم یعرفه آبائک ید لان علی انه لا یتم)

تو نے ہمارے وہ حقوق پہچانے ہیں جو تیرے آباء نہیں جانتے تھے......اور تو نے ان کو قبول بھی کیا ہے.....مگر یہ کہ جفر اور جامع دلیل ہیں............!! کہ یہ عہد مکمل نہیں ہوگا......

ابوالعلائی معری نے بھی اپنے اشعار میں جفر کی طرف اشارہ کیا ہے..........!

نوع ششم

روایات متواترہ میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ علم بلایا، منایا، علم انساب، اور فصل خطاب ہمارے پاس ہے......

اس موضوع پر اتنی زیادہ احادیث و روایات ہیں کہ ہم شمار نہیں کر سکتے ہیں......ان ہم چند روایات نقل کرتے ہیں......!

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

نو چیزیں مجھے عطا ہوئی ہیں جو ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی ایک کو بھی عطا نہیں ہوئی ہیں......!!

یقیناً میرے لیے (زمین وآسمان) کے راستے کھول دیئے گئے ہیں.................!

میں موت کا علم رکھتا ہوں!

میں علم بلایا بھی جانتا ہوں!!

میں انساب عرب کا بھی عالم ہوں!

میرے پاس فصل الخطاب بھی ہے!!

میں اپنے پروردگار کے حکم سے ملکوت سماوات پر نظر کرتا ہوں جو کچھ پہلے سے ہو چکا ہے یا بعد میں ہوگا میں وہ سب کچھ جانتا ہوں......الخ(۱)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

میں اپنے بعد والے افراد کا امام ہوں اور اپنے قبل والے افراد کا علم پہنچانے والا ہوں ......حضرت احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی مجھ پر مقدم نہیں ہے......تمام ملائکہ، روح اور انبیاء ومرسلین ہمارے بعد بنے ہیں......قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی گفتگو کریں گے اور انہیں پکارا جائے گا......!!اور میں بھی پکارا جاؤں گا اور خطاب کروں گا......!!

سات چیزیں مجھے عطا کی گئی ہیں جو کسی ایک کو بھی عطا نہیں ہوئی ہیں......

راستوں کا علم جانتا ہوں......!

علم کتاب میرے پاس ہے......!

میں اسباب کا علم رکھتا ہوں......!

(۱) بحار الانوار جدید ۲۶ ص ۱۴۱

میں انساب عرب کو جانتا ہوں......

میں مجریٰ حساب جانتا ہوں......

میں منایا و بلایا کے متعلق بھی جانتا ہوں......

میرے پاس فصل الخطاب ہے......

میں ملکوت و سماوات میں نظر کرتا ہوں......!

میرے لیے کوئی شئے پوشیدہ نہیں ہے..... علوم گذشتگان بھی میرے پاس موجود ہیں ......کوئی بھی ان امور میں میرا شریک نہیں ہے......!

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی مجھ سے پوچھو! قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں... ..!

آپ نے مزید فرمایا: "خدا کی قسم"

قیامت تک جو لوگ بھی آئیں گے چاہے وہ گمراہ کرنے والے ہوں یا ہدایت کرنے والے! میں ان تمام افراد کو جانتا ہوں......

اگر مجھ سے دریافت کرو گے تو تمہیں جواب دوں گا......!

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

اس سے پوچھو یا سوال کرو جس کے پاس علم بلایا، منایا اور فصل الخطاب ہے......(۱)

بصائر الدرجات میں اس موضوع پر پانچ روایات ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

میرے پاس علم بلایا، منایا انساب اور فصل الخطاب ہے......

آپ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا: یا علی علیہ السلام! اس وقت جبرائیلکہاں ہے؟!

آپ علیہ السلام نے آسمان، زمین، مشرق، مغرب، شمال، جنوب کی طرف دیکھا اور فرمایا:

تو جبرائیل علیہ السلام ہے......

الغدیر ج ٦ ص ١٩٣، جامع بیان العلم ج ١ ص ١١٤، تاریخ خلفاء سیوطی ص ١٢٤، کتاب احقاق ج ٢ ص ٣١٩، تہذیب التہذیب ج ٧، ص ٣٣٨، فتح الباری ج ٨ ص ٤٨٥، عمدۃ القاری ج ٩ ص ١٦٧، کتاب مفتاح العادہ ج ١ ص ٤٠٠

اصول کافی اور بحار الانوار میں بہت زیادہ روایات حضرت امیر المومنین علیہ السلام، حضرت سجاد علیہ السلام، حضرت امام باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، اور امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں کہ ان حضرات علیہم السلام نے فرمایا:

"ہم علم منایا، بلایا، انساب اور فصل الخطاب کے عالم ہیں......!!

یہ روایات مبارکہ قرآن پاک کے عین مطابق ہیں......! کیوں کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر و تشریح ہیں......جیسا کہ یہ آیات ہیں......

---

(١) یہ روایات بہت زیادہ ہیں ... بصائر الدرجات ص ٢٩٤، ٢٩٩، ١٤٧، ١٤٦

فضائل الخمسہ ج ٢ ص ٢٣٢، کنز العمال ج ٦ ص ٤٥، کنز العمال ج ١ ص ٢٢٨

مستدرکات احقاق الحق ج ٧، ص ٥٨٧

وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ يسين ١٢

"ہر شئی کو ہم نے امام مبین میں بند کر دیا ہے"

تبیانا لکل شئی

"قرآن پاک میں ہر شئی کا بیان ہے......!"

بحار الانوار ج ۴۰ ص ۱۳۱ میں اعمش نے عبایۃ بن ربعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کئی مرتبہ فرمایا:

مجھ سے پوچھو! قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں......! میں زمین کے ہر خطہ کو جانتا ہوں، گمراہ اور ہدایت یافتہ گروہ بھی جانتا ہوں......اور ہر ایک کے قائدین کو بھی جانتا ہوں......!

غرر الحکم میں ہے:

مجھ سے سوال کرو! میں زمین کی نسبت آسمانی راستے زیادہ جانتا ہوں......نہج البلاغہ میں ہے خدا کی قسم! جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا......! میں ہر گروہ کو جانتا ہوں میں یہ جانتا ہوں کہ کون کہاں مرے گا؟!......اور کس موت سے مرے گا......؟! اگر میں چاہوں تو تمہیں تمہاری ہر بات بتا سکتا ہوں......!!

بحار الانوار ج ۴۰ ص ۱۵۴ میں سلمان سے روایت ہے کہ: آپ علیہ السلام نے فرمایا:

میرے پاس علم بلایا، منایا، وصایا، انساب، فصل الخطاب، مولد اسلام اور مولد کفر کا علم ہے...... میں فاروق اکبر ہوں، قیامت کے حالات کے بارے میں مجھ سے سوال کرو..........شیخ مفید نے کتاب الارشاد میں روایت بیان کی ہے کہ:

جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام۔ اور خلافت کے ایام میں مسجد نبوی میں تشریف لائے تو آپ نے عمامہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس پہن رکھا تھا..... آپ علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے......! اور آپ نے لوگوں سے فرمایا:

اے لوگو!

مجھ سے سوال کرو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو کیوں کہ میرے پاس اولین وآخرین کا علم ہے..... آپ نے مزید فرمایا:

خدا کی قسم اگر میرے لیے مسند بچھا دی جائے تو اہل تورات کو تورات کے مطابق اور اہل انجیل کو انجیل کے مطابق، اہل زبور کو زبور کے مطابق اور اہل فرقان کو فرقان کے مطابق جواب دوں گا......!

پھر فرمایا:...... اے میرے اللہ! علی علیہ السلام تیرے ہی فیصلہ سے حکم کرتا ہے......!

میں قرآن کا علم رکھتا ہوں اور اس کی تاویل بھی جانتا ہوں..... ہر آیت کی قیامت تک کے لیے تفسیر بتا سکتا ہوں.....

اگر مجھ سے کسی آیت کے متعلق سوال کرو تو میں اس کے شان نزول کے متعلق آگاہ کر سکتا ہوں...... اس کے ناسخ ومنسوخ کے بارے میں بتا سکتا ہوں...... وہ خاص ہے، عام ہے، محکم ہے، متشابہ ہے، مکی ہے، مدنی ہے، ہدایت والے گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہے یا طائفہ طاغیہ کی زجر میں نازل ہوئی ہے یہ سب کچھ جانتا ہوں......!

شیخ مفید نے کتاب اختصاص میں اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی ہے......!

ملک روم سے ایک جاثلیق اپنے ایک سو ساتھیوں کے ہمراہ ابو بکر کے پاس آئے ....انہوں نے اس سے کچھ سوالات دریافت کیے...... حضرت ابو بکر جواب نہ دے سکے.....تو لوگوں نے کہا حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کرو......! انہوں نے کہا:

ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ نبی اکرم کے بعد ان کا وصی اور جانشین کون ہے؟! اور اس کے پاس وہ علم ہے جس کے لوگ محتاج ہیں..... ؟! کیا وہ اپنے نبی جیسے جواب دے سکتا ہے؟ کیا وہ اسباب بلایا و منایا، انساب اور فصل الخطاب کا علم رکھتا ہے......؟! وہ جانتا ہے کہ شب قدر میں ملائکہ اور روح اوصیاء کی خدمت میں امر خدا لے کر حاضر ہو تے ہیں.....!

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے لیے مجھے وصی بنایا...... میرے پاس ان کا علم ہے اور میں آپ کے اسرار کی جگہ ہوں ...... میرے پاس آیات محکمات کا علم ہے...... میں قرآن کی تلاوت اس طرح کرتا ہوں جس طرح تلاوت کرنے کا حق ہے...... ''میں باب حطہ ہوں''......! اللہ کی کتاب کا وارث ہوں......

میں ان کا وصی اور تاویل قرآن کو جانتا ہوں...... میں حلال و حرام کا عارف ہوں...... محکم، متشابہ، ناسخ، منسوخ...... حتی کہ تمام علوم میرے پاس ہیں...... و کچھ مجھ سے پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو......! الخ

بحار الانوار ج ۴۴، ص ۲۵۷...... ارشاد مفید..... احتجاج طبرسی میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

سلونی قبل ان تفقدونی

مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ میں تم میں نہ رہوں...... میں تمہیں آگاہ کروں گا......

"نوع ہفتم"

یہ وہ روایات ہیں جو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام سے صادر ہوئی ہیں......اور بطور قطعی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام لوگوں کی موت اور حوادث امراض سے بھی آگاہ ہیں...... جو مریض ہوتا ہے یہ حضرات علیہم السلام جانتے ہیں کہ اس مرض سے اسے شفا ملے گی یا نہیں......اگر شیعان حیدر کرار علیہ السلام اسرار کے امین ہوتے تو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام حوادث زمانہ، موت وحیات وغیرہ کے متعلق ضرور آگاہ کرتے......!! (۱)

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص سے کہا: کہ تو فلاں روز مریض ہوگا اور فلاں دن مرے گا ......!!

حضرت امام صادق علیہ السلام نے ابو بصیرؓ سے فرمایا: ابو حمزہ ثمالیؒ فلاں دن مرے گا اور تو اس کو بتا دے......ابو بصیرؓ کہتے ہیں جس طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی ہوا......

(۱) بصائر الدرجات باب ۱، آئمہ ھدیٰ علیہم السلام شیعوں کی موت سے آگاہ ہیں اس سلسلہ میں ۱۶ روایات ہیں......

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک شخص کی موت کے بارے میں بتایا تو وہ اسی دن مرا جس دن کا آپ نے کہا تھا...... آپ نے مزید فرمایا: رشید ہجری علم منایا و بلایا جانتا ہے اور امام تو اس سے کہیں بلند و بالا ہوتا ہے......

اصول کافی میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اپنی وفات کے متعلق کاملاً علم رکھتے ہیں ....اس بارے میں آٹھ روایات ہیں......

جو اخبار آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے اپنے اصحاب کو غیب کے بارے میں بیان فرمائی ہیں وہ حد ضبط و احصاء سے کہیں زیادہ ہیں ....!!

بہت زیادہ روایات کتاب مقام قرآن وعترت میں بیان کی گئی ہیں......صاحب عقل کے لیے صرف ایک ہی روایت کافی ہے......

اور وہ روایت یہ ہے جس کو شیخ طوسی نے قاسم بن علاء ہمدانی امام زمانہ علیہ السلام عج کے وکیل سے نقل کیا ہے......

کیوں کہ روایت سند کے اعتبار سے نہایت ہی مستند اور مستدل آیت قرآنی ہے......اور یہ روایت کتاب مقام وعترت کے ص ۱۳۶ پر مندرج ہے......

اصول کافی ابواب موالید آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اثنی عشر میں ایسی روایات بہت زیادہ ہیں......واضح ہے کہ یہ غلو نہیں ہے کیوں کہ یہ ذوات المقدسہ نص قرآن کے ذریعے (آیت تطہیر) پاک و پاکیزہ ہیں...... یہ ہستیاں تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہیں ......خداوند عالم نے ان کو وجود عطا فرمایا ہے...... خدا نے ان کو بہترین بنایا اور یہ

بہترین بنے......

خدا نے ان کے بنانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی......اور انہوں نے بننے میں کوئی کمی نہیں کی ہے...... یہ آیات و روایات ممکن عقلی کو ثابت کرتی ہیں......

غلو یہ ہے کہ کسی چیز کے بارے میں عقل و نقل حکم نہ کریں اور اس کو ثابت کیا جائے......

...... کسی کے بارے میں کوئی بات کہی جائے تو وہ فاقد لیاقت ہو...... پس عقل نے کرم خدا کی ممانعت کا حکم نہیں لگایا ہے خدا کریم ہے اور اس نے ان ہستیوں کو اپنے کرم کے مطابق بنایا ہے..............!! پس یہ بات منسوخ نہیں ہے کہ اس بے نہایت کریم اللہ نے ان کو بنانے کے بعد کمالات عطا نہ کیے ہوں......... ! جیسا کہ عقل مخلوق ان کو درک کرنے سے مبہوت ہو جاتی ہے.......... ! پس ان حضرات علیہم السلام کے لیے علم غیب جاننا بعید نہیں ہے... علم غیب جو ہم ان ذوات مقدسیہ کے لیے ثابت کرتے ہیں وہ خداوند عالم کے ساتھ مختص نہیں ہے... کیوں کہ حضرت حق تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم غیب خدا کا عطا کردہ ہے......!!

علم غیب کی دو قسمیں ہیں

ا: ذاتی: یہ علم خدا کے ساتھ مختص ہے اس نے کسی سے نہیں لیا...... یہ ازلی اور ابدی ہے......

۲......وھبی: یہ عنایت خداوندی اور بخشش الٰہیہ ہے......خدا نے اپنے علم غیب کے لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو منتخب کیا ہے......وہ آیات جو علم غیب کی نفی

کرتی ہیں وہ فقط علم ذاتی کی نفی کرتی ہیں......یعنی کوئی بھی ذاتی طور پر عطائے خدا وندی کے علاوہ غیب نہیں جانتا ہے......!

ارشاد رب العزت ہے:

(عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَايُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُول: جن)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول کریم سب سے زیادہ خدا کے پسندیدہ ہیں......................خدا نے ان کو علم غیب کے لیے چن لیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء و مرسلین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام قاب قوسین اور ادنیٰ ہے......

حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے اپنے فرامین میں کئی مرتبہ فرمایا ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ ہیں... اور ہم بھی برگزیدہ علم غیب ہیں...

کیوں کہ ہم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت سے خلق ہوئے ہیں......

جو شخص اس بات کا منکر ہے وہ شریعت سے بالکل جاہل ہے... جیسا کہ شہزادہ حنفی نے نقل کیا ہے کہ

قاسم صفار نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب ثابت کرے وہ کافر ہے......!!

صاحب تتار خانیہ: نے کہا ہے کہ علم غیب ثابت کرنے والا کافر نہیں ہے کیوں کہ

ممکن ہے کہ بعض مغیبات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ظاہر ہوئے ہوں...... !!

اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جانتے ہوں.....!......پس اس آیت

(عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (٢٦) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ: جن) کی تلاوت کی ہے.....

یہ مطلب کتاب مجمع الانھر ج ا ص ۳۲۰ فقہ حنفی سے نقل ہوا ہے.....

پس آیات کریمہ اور روایات متواترہ جو کہ سینکڑوں ہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند قادر وکریم نے اپنے پیارے خلفاء جو کہ اشرف وافضل کائنات ہیں کو نور علم اور قدرت عطا فرمائی ہے کہ یہ ہستیاں تمام مخلوقات سے دانا اور توانا ہیں.....!!

نوع ہشتم

ان روایات میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ:

ہم ان لوگوں کو جانتے ہیں جو ہمارے پاس آنے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ابھی تک آئے نہیں ہیں.....!! انہوں نے اذن دخول طلب نہیں کیا ہے......ہم ان کے مکان اور احوال سے باخبر ہیں جب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم مومنین، منافقین، شرفاء اور اشرار کو پہچان لیتے ہیں کہ کون مومن ہے اور کون منافق ؟!

نوع نہم

یہ وہ روایات ہیں کہ جو اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ حضرت آئمہ ھدیٰ

علیہم السلام لوگوں کے اسرار قلوب سے آگاہ ہیں۔ مخلوقات عالم کے اعمال واحوال ان سے پوشیدہ نہیں ہیں.....!!

سوال: ممکن ہے کہ کوئی سوال کرے: اگر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مخلوقات کے حالات سے باخبر ہیں تو وہ بعض اوقات خصوصیات کے متعلق کیوں دریافت کرتے ہیں.....؟!

جواب: اس سوال کے دو جواب ہیں

ا..... سائلین کی اتنی استعداد نہیں تھی کہ وہ مقام عالیہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو برداشت کر سکیں..... لہذا ان لوگوں سے عمومی گفتگو فرماتے تھے.....

اب بھی کئی لوگ ایسے ہیں جو مقام آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں.....

بعض لوگ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی فضیلت دیکھ کر منکر ہو جاتے ہیں..... امام علیہ السلام واقع کو متغیر کر دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے.....

اتقو افراسة المومن فانه ینظر بنور الله

مومن کی فراست سے بچو! کیونکہ وہ نور خدا سے دیکھتا ہے

جیسا کہ ایمان کے درجہ ہیں..... اس طرح فراست مومن کے بھی درجہ ہیں..... جتنا ایمان کامل ہوگا اتنی ہی فراست کامل اور زیادہ ہوگی.....

۲..... لازمہ سوال ہرگز یہ نہیں ہے کہ سوال کرنے والا جاہل ہے..... ممکن ہے کوئی ایک مطلب کو مکمل طور پر جانتا ہے اور اس کے باوجود سوال کرتا ہے.....!! جیسا کہ قیامت کے دن خدا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرے گا!!

(یَاعِیسَى ابْنَ مَرْیَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِی وَأُمِّیَ إِلَهَیْنِ مِنْ دُونِ اللهِ قَالَ سُبْحَانَکَ مَا یَکُونُ لِی أَنْ أَقُولَ مَا لَیْسَ لِی بِحَقٍّ إِنْ کُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِی وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِکَ إِنَّکَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ (١١٦) سورہ مائدہ ١١٦

اے عیسیٰ علیہ السلام! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ میری ماں کو اللہ کے علاوہ خدا مانو.....؟! خداوند عالم کے علم میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ہرگز نہیں کہی ہے.....

خداوند قدوس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا!

(وَمَا تِلْکَ بِیَمِینِکَ یَامُوسَى (١٧) قَالَ هِیَ عَصَایَ أَتَوَکَّأُ عَلَیْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِی وَلِیَ فِیهَا مَآرِبُ أُخْرَى (١٨: طه)

اے موسیٰ علیہ السلام تیرے ہاتھ میں کیا؟! موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ میرا عصاء ہے.....

یعنی بعض اوقات جاننے کے باوجود سوال کیا جاتا ہے.....

نوع دھم

یہ بات اخبارات متواترا میں ہے کہ انبیاء ومرسلین کے معجزات، آثار نبوت و رسالت، مصحف انبیاء، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہیں..... جو کچھ ان پر نازل ہوا تھا وہ سب کچھ بھی اور مزید اضافہ کے ساتھ عطا ہوا ہے..... اور یہ تمام علوم حضرت امیر

المومنین علیہ السلام کے پاس ہیں..... کیوں کہ خداوند عالم...... آپ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ جو کچھ آپ علیہ السلام جانتے ہیں سب کچھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو عطا کر دیجیے......اسی طرح حضرت علی علیہ السلام نے حضرت حسن علیہ السلام کو..... حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ علم میں شریک ہیں..... فقط رسالت و نبوت میں شریک نہیں ہیں ... کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسالت و نبوت ختم ہوگئی ہے......

نوع یازدھم

وہ روایات ہیں جن میں حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ:

ہمارے پاس کتاب ہے جس میں روئے زمین کے بادشاہوں کے نام درج ہیں..... ممکن ہے کہ مصحف فاطمہ علیہا السلام کی طرف اشارہ ہو.....

اصول کافی بصائر الدرجات باب ۲..... کتاب مقام قرآن و عترت ص ۴۹

نوع دوازدھم

حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے روایات متواترہ میں فرمایا ہے کہ:

ہمارے پاس ایک صحیفہ ہے کہ اس میں ہمارے شیعوں کے نام درج ہیں....

بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۰۴..... بصائر الدرجات باب ۳

نوع سیزدھم

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ:

ہمارے پاس ایک ایسی کتاب ہے اس میں اہل بہشت اور اہل دوزخ کے نام درج ہیں..... ہم ان سب کو جانتے ہیں.....

نوع چہاردھم

یہ وہ روایات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام انبیاء و مرسلین علیہم السلام گذشتہ سے دانا و توانا ہیں.....

اگر چہ ہماری گذشتہ بحث اس موضوع پر دلیل واضح ہے مقام علوم و کمالات ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین علیہم السلام کے اضافات کے ساتھ ہمارے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے کمالات ہیں لیکن ہم یہاں پر چند دیگر روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں .....!

بصائر الدرجات باب ۱۵ اور ۶ میں دس (۱۰) روایات پائی گئی ہیں..... اور ان میں سے ایک استدلال حضرت صادق علیہ السلام ۔ ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

خدا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کے بارے میں فرماتا ہے

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ

ہم نے الواح حضرت موسیٰ علیہ السلام ۔ پر ہر شئی میں سے کچھ لکھا اور یہ نہیں کہا کہ سب کچھ لکھا بلکہ بعض لکھا .....

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے کہ:

(وَلَمَّا جَاءَ عِيسَى بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللهَ وَأَطِيعُونِي (٦٣زخرف)

بعض چیزوں میں جو تمہارا اختلاف ہے میں تمہارے لیے بیان کرتا ہوں ...!!

اور حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا:

(وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ نحل : ٨٩)

ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شئی کا بیان موجود ہے ...

فرق صاف ظاہر ہے.....!!!!

پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام علوم قرآن آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہیں .....!!

نوع پانزدھم

یہ وہ روایات ہیں کہ حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ:

ہم اللہ کے علم کا خزانہ ہیں..... اور اس کے اسرار کی جگہ ہیں.. ہم مصدر وحی ہیں...... ہم خدا کی حکمت و دانش کی کانہیں ہیں... !!!! ہم شجرہ نبوت و رسالت ہی ... ہم رحمت الٰہی کا محل اور کمالات کی چابیاں ہیں...... !! ہمارے پاس ملائکہ آتے جاتے ہیں ... یہ روایات زیادہ تر حضرت امیر المومنین علیہ السلام ،حضرت سجاد علیہ السلام، اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی ہیں

بحار الانوار جدید ج ٢٦،ص ١٠٥، اصول کافی میں تین روایات منقول ہوئی ہیں

نوع شانزدھم

یہ وہ روایات ہیں جن میں یہ بیان کی گیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خدا کی طرف سے روح القدس ان کی تائید کرتا ہے..... ! اس لیے یہ کائنات عالم کی ہر شئی کے عالم ہیں جو کائنات عالم کی جو چیز بھی جس خطہء زمین سے منگوانا چاہیں منگوا سکتے ہیں..... !

جناب مفضل نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے علم امام علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا: آپ علیہ السلام نے فرمایا: امام علیہ السلام روح القدس کی وجہ سے شرق و غرب کو دیکھتا ہے.....

نوع ہفدھم

ان روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کائنات عالم کی ہر جنس کی زبان جانتے ہیں..... ! یہ حضرات علیہم السلام ہر زبان میں گفتگو بھی کر سکتے ہیں!! کسی کی کوئی بات ان سے پوشیدہ نہیں ہے..... یہ حیوانات کی بولیاں بھی سمجھتے ہیں..... جیسا کے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی جانتے تھے.....

ابو بصیر نے حضرت امام موسیٰ کاظمکی خدمت میں عرض کیا:

مولا! امام کی یہ نشانی ہے..... ؟

آپ نے فرمایا: امام علیہ السلام کی چند نشانیاں ہیں..... !

اول: امام معین کرے یا تشریح کرلے کہ میرے بعد کون امام ہوگا

دوم: جو کچھ اس سے پوچھا جائے اس کا جواب دے....

سوم: اگر کوئی سوال بھول جائے یا سوال نہ پوچھے تو امام خود اس کا جواب دے.....

چہارم: ہونے والے حالات کی خبریں بتائے.....

پنجم: ہر زبان میں گفتگو کرسکتا ہو...

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا:

تو ابھی اس جگہ سے حرکت بھی نہیں کرے گا کہ میں تجھے امام کی نشانیاں دکھا دوں گا

....

راوی کہتا ہے: ابھی یہ گفتگو ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک خراسانی مرد حاضر ہوا.....!

اس نے عربی میں گفتگو شروع کی.... حضرت نے اسے فارسی میں جواب دیا.....

اس نے عرض کیا: میرا خیال تھا کہ آپ علیہ السلام فارسی زبان نہیں جانتے ہیں.....

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمام لغات کا علم نہ ہو تو آپ میں اور مجھ میں کیا فرق ہے؟!!

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا:

انسان، حیوان، چرند، پرند سب کی زبانیں جانتا ہوں.....!!

اگر کسی میں یہ نشانی نہ ہو تو وہ امام نہیں ہے.....

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم نصر نے کہا ہے کہ میں ہمیشہ امام حسن عسکری علیہ السلام کو دیکھتا تھا وہ اپنے غلاموں کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے..... اور مجھے اس بات پر تعجب ہوتا تھا..... ایک دن میرے دل میں یہ بات آئی کہ آپ مدینہ

میں رہے ہیں اور کسی اور جگہ نہیں گئے کہ جہاں انہوں نے اور زبان یاد کی ہو..... تو پھر یہ کیسے مختلف زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں.....؟!

اس وقت آپ علیہ السلام۔ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

خدا اپنی حجت کو لوگوں میں ممتاز قرار دیتا ہے..... اور ہر شئی کا علم امام کو عطا کرتا ہے.. خدا نے علم لغات، معرفت انساب، اور حوادث زمانہ امام علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ہیں..... اگر یہ بات نہ ہو تو تم میں اور ہم میں پھر کیا فرق ہوگا؟!

ابو حارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے امام کی نشانی طلب کی تو آپ نے فرمایا:

خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص ہو کہ اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام میں سے ہر ایک امام علیہ السلام یہ اعلان کرے کہ میرے بعد کون امام ہوگا..... ؟!

اگر امام علیہ السلام سے سوال کیا جائے تو وہ اس کا جواب دے.....!! اور وہ آنے والے حالات کے متعلق آگاہ کرے.....وہ ہر لغت جانتا ہو اور لغت کا عالم ہو.....!!

علامہ مجلسی نے فرمایا ہے کہ: کافی روایات میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام تمام لغات کے عالم ہیں.....!

اور ان حضرات کا تمام مخلوقات سے دانا و توانا ہونا روایات متواترہ سے ثابت ہے.....!

کیوں کہ ان روایات میں ہے کہ امام ہر شئی کا زیادہ عالم ہے اور اس کے لیے کوئی شئی

(۱) بحار الانوار کمپانی ج ۱۴ ص ۱۶۲

پوشیدہ نہیں ہے......!!!

وہ گذشتہ وآئندہ تمام حوادث دہر کو جانتا ہے......!! تمام کلام علامہ مجلسیؒ

نوع ھیجدہم

احادیث متواترہ میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام "محدثون" ہیں یعنی ملک شاید (روح القدس ہو) تمام امور پنہانی کو خدا کے حکم سے امام کو بتاتا ہے اور وہ ہر شئی کو جانتے ہیں......یہ روایت اصول کافی اور بصائر الدرجات میں ہیں اور بحار الانوار میں پینتالیس (۴۵) روایات بیان کی گئی ہیں......!!!

نوع نونزدھم

ان روایات میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اختتام ہو چکا ہے ... اور نزدیک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت الٰہی کی طرف منتقل ہو جائیں ... جو بھی علوم خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں وہ تمام علم غیب، احکام دین، اسرار الٰہی، آثار نبوت و رسالت علی علیہ السلام کو عطا فرما دو ...... کیونکہ حضرت علی علیہ السلام کو خدا نے ان علوم و کمالات کے لیے پسند کیا ہے......!!

جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا وقت وصال قریب آیا تو آپ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے یہ تمام کمالات، علوم اور ودائع حضرت امام حسن علیہ السلام کے سپرد فرمائے .....!! حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سپرد کیے... یہاں تک کہ یہ سب کچھ امام زمانہ علیہ السلام (عج) کے پاس موجود ہے ...!!

نوع بیست

یہ روایات حقیقت عرش کے بارے میں وارد ہوئی ہیں .....اور عرش کا اطلاق علم وقدرت پر ہوتا ہے......!اور حاملین عرش کے پاس یہ طاقت وقدرت ہے .....اور یہ علم اور قدرت ملک عظیم ہے......کہ خدا نے یہ ملک عظیم حامل عرش کو عطا فرمایا ہے . یہ عرش عنایت الٰہی سے مثل الاعلیٰ خدا ہے.....اور حامل عرش کو بھی مثل اعلیٰ کہا جا سکتا ہے... اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے

(وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٦٠ :نحل)

اللہ کی ایک مثل اعلی ہے

بہت زیادہ روایات میں ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے: نحن مثل اللہ الاعلی

ہم اللہ کی مثل اعلی ہیں ... !!اور ہم عرش الٰہی اُٹھانے والے ہیں ......

حضرت امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا؛

کائنات عالم کی ہر شئی عرش میں ہے... پس حاملین عرش کے پاس علم و

قدرت ہے کہ اس کی وجہ سے ہر شئی سے دانا و توانا ہیں۔۔۔

نوع بیست و یکم

روایات کثیرہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ:

ہر روز ۔۔۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔

یہ خصوصی علم و دانش خداوند عالم کی طرف سے سب سے پہلے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کو اور آپ علیہ السلام کے بعد حضرت حسن علیہ السلام کو اور اسی طرح امام زمانہ علیہ السلام (عج) کو ملی ہے۔۔

پس کوئی بھی بعد والا امام پہلے امام علیہ السلام سے زیادہ عالم نہیں ہے۔۔۔۔

(یعنی امام حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم مساوی ہے کیوں کہ یہ خدا کا عطا کردہ ہے)

خداوند عالم نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ:

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرامی کہہ دیجیے! (وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا کھف ۱۱۴)

اے پروردگار عالم! میرے علم میں اضافہ فرما۔۔۔۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے علم امام علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

امام علیہ السلام جامعہ، جفر، مصحف حضرت زہراء علیہا السلام علم گذشتہ و آئندہ، حتیٰ کہ قیامت کے حالات و واقعات جانتا ہے۔۔۔۔

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا:

علم ہر روز بڑھتا ہے اور خدا کی طرف سے ہمیں عطا ہوتا ہے... !! (۱)

(۱) اصول کافی، بصائر الدرجات باب ۱۴، کتاب مقام قرآن وعترت ص ۵۶

بصائر الدرجات باب ۸، باب ۷ میں بھی ہے

بحار الانوار جدید ۲۶ ص ۸۶، بصائر الدرجات باب ۱۰

نوع بیست و دوم

یہ روایات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم کی جہات کی شرح بیان کرتی ہیں...

جیسا کہ جفر، جامعہ، مصحف فاطمہ زہراء علیہا السلام، ان میں سے بعض کی جھلک نوع چہارم اور پنجم میں بیان ہو چکی ہے... (۱)

نوع بیست وسوم

یہ وہ روایات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم و قدرت میں مساوی ہیں.....

بصائر الدرجات میں بہت زیادہ روایات اس موضوع کے بارے میں مذکور ہیں.....

اصول کافی باب (آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم، شجاعت اور اطاعت میں مساوی ہیں)

میں تین روایات نقل کی گئی ہیں۔

ان میں سے ایک حدیث حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے کہ.....

ہم علم و شجاعت میں مساوی ہیں. ...... لیکن بخشش و سخاوت میں مصلحت کے مطابق عطا کرتے ہیں..... بنا برایں جو علم وقدرت، شجاعت اور کمال حضرت امیرا

لمومنین علیہ السلام کے لیے ثابت ہے وہی...... سب کچھ دیگر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے بھی ثابت ہے ...... کیوں کہ بہت زیادہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بعد میں آنے والا امام علیہ السلام گذشتہ امام علیہ السلام کا وارث ہوتا ہے...... ان روایات کے پیش نظر یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ تمام حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ...... علم اور قدرت میں مساوی ہیں......

نوع بیست و چہارم

ان روایات میں ہے کہ زمین کے خزانے اوران کی چابیاں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہیں......! اگر یہ حضرات علیہم السلام زمین کو حکم دیں تو زمین اپنے اندر والے تمام خزانے باہر پھینک دے ...... اورزمین ان کی اطاعت پر مامور ہے...... (۲)

نوع بیست و پنجم

یہ وہ روایات ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اسرار الہی حضرت علی علیہ السلام کے سپرد

---

(۱) اصول کافی باب ذکر جفر، بصائر الدرجات باب ۱۲ میں چوبیس (۲۴) روایات بیان ہوئی ہیں۔

بصائر الدرجات باب ۱۳ میں سترہ روایات ہیں

بحارالانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۷۸

بصائر الدرجات باب ۳

بصائر الدرجات باب ۳

بحارالانوار جدید ج ۲، ص ۱۷۲

کر دیئے...... یہاں تک کہ اب اسرار الہٰی حضرت امام زمانہ علیہ السلام۔(عج) کے پاس ہیں......

نوع بیست و ششم

یہ وہ روایات ہیں کہ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اپنی والدہ کے درج عصمت میں لوگوں کی گفتگو سنتے ہیں۔ !! جونہی ان کا ظہور ہوتا ہے دنیا کو اپنے نورِ جمال سے منور کر دیتے ہیں...... اور اس کے حکم سے امام علیہ السلام۔ اور عرش کے درمیان نور کا ایک ستون قائم ہو جاتا ہے۔ !! کہ لوگوں کے تمام اعمال و احوال اور شرق و غرب میں جو کچھ ہے دیکھ لیتے ہیں۔ کوئی بھی شئی ان سے پوشیدہ نہیں ہے !! وہ ہر شئی سے باخبر ہیں......!!(۱)

نوع بیست و ھفتم

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایات متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ !!

(وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) سورہ انعام(۷۵)

کہ حضرت آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ:

خداوند عالم نے ہمیں ملکوت ارض و سماء دکھائے......!! اور ہم نے دیکھے۔ !!

جیسا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام۔ کو بھی ملکوت ارض و سماء دکھائے......!!! ہم نے

سات آسمانوں اور ان کے ساکنین کو دیکھا... اور ہم نے عرش کے اوپر حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا.....!! ہم نے زمین، ہوا اور فضاء کی ہر شئی کو دیکھا ہے.....!!

(۲)

نوع بیست و ھشتم

یہ وہ روایات ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ:

حضرات معصومین علیہم السلام زمین، آسمان،... عالم امکان، پر اللہ کی حجت ہیں ....

حجت الٰہیہ اور خلافت حقہ ربانیہ کا لازمہ یہ ہے کہ:

یہ حضرات علیہم السلام ہر شئی پر حجت اور اللہ کے خلیفہ ہیں... اور یہ ضروری ہے کہ:

یہ حضرات ہر شئی سے دانا، بینا اور توانا ہیں.... !! (۳)

آقائی فاتح: ظہر کا وقت ہے اور کھانا بھی تیار ہو چکا ہے...

حقیر: قیمہ اگر دودھ میں اس طرح پکایا جائے کہ: قیمہ کو دودھ میں ابالا جائے اور کچھ منٹ تک یہ دودھ میں ہے.... پھر پکا کر کھایا جائے... یہ اعصاب کی کمزوری

(۱) بصائر الدرجات باب ۸ اس باب میں تین روایات ہیں، اور باب ۷ میں گیارہ روایات ہیں

بحار الانوار جدید ج ۲۶ ص ۱۳۲، بحار الانوار کمپانی جلد ۷ ص ۳۰۸، ج ۷ ص ۱۸۹-۱۹۱

(۲) بصائر الدرجات، تفسیر برہان، تفسیر نور الثقلین، مقام قرآن و عترت ص ۴۷

(۳) بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۶۶

کے لیے نہایت ہی مفید ہے...... اور اس سے بدن کے درد بھی ختم ہو جاتے ہیں......

توانائی بھی واپس آجاتی ہے......

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا سے کہا کہ میرا بدن ضعیف ہو گیا ہے......!

خدا نے حکم دیا: گوشت کو دودھ میں پکا کر کھاؤ...... اس سے بدن قوی ہوتا ہے......

انڈے، روغن اور شہد بھی نہایت مفید ہے......

سب سے پہلے نماز پڑھتے ہیں اور اس کے بعد کھانا کھائیں گے اس کے بعد زیارت کے لیے چلیں گے...... مقدمات نماز کے بعد، باجماعت نماز پڑھی اس کے بعد کھانا کھایا اور تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد دوستوں کی فرمائش پر گفتگو شروع کر دی......

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

مقام سوم

"قدرت امام"

ہم سب جانتے ہیں کہ ایک آیت قرآن ایمان کے لیے کافی ہے...... تا چہ رسد کہ آیات متعدد اور روایات متواترہ شمار سے بھی زیادہ ہوں...... یہ بات بھی ہمارے علم میں ہے کہ سیاہ دل افراد کے لیے اگر سینکڑوں آیات و روایات بیان کی جائیں تو وہ سنگ دل نرم نہیں ہوتے...... جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

(وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ (101: یونس)

حضرت امام زمانہ (عج) کی تلوار ہی ان لوگوں کا علاج ہے..... کیوں کہ

قصد شان جز ستم بقرآن نیت آن جفاپشگان بدفرجام

تلخ گرویدہ کام اہل ولا انیک از جور آن گروہ تسام

اے امام زمان ز دوری تو گشتہ صبح جہانیاں چون شام

تا سود مہندم بنائے ستم کن بنام اے بزرگوار امام

(از اصل کتاب ص ۲۵۵)

شاعر: واعظ شیخ محمد صفری زرافشان

ان ستم گروں کا قرآن پر ظلم وستم کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔ کمینے لوگوں کے ظلم وستم سے اہل ولاء نہایت ہی سختی اور پریشانی میں ہیں۔ یا امام زمان علیہ السلام! اب آپ کی دوری سے صبح بھی شام لگتی ہے.... !!

یا صاحب الزمان علیہ السلام: آپ قیام کیجئے تا کہ ظلم وستم کی عمارت مہندم ہو جائے.... !!

عزیزان محترم! نہایت ہی توجہ فرمایئے گا!! یہاں پر ہم قدرت امام علیہ السلام بیان کرنا چاہتے ہیں کہ امام علیہ السلام کتنی طاقت وقدرت کا مالک ہے.... ؟! اور ساتھ ہی انبیاء علیہم السلام گذشتہ اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی قدرت کا تقابل بھی کریں گے......

بصائر الدرجات باب ۲۶۱ میں روایات نقل ہوئی ہیں کہ:

اسم اعظم امام علیہ السلام کے پاس ہے اور جو کچھ خدا سے چاہے خدا اس کی بات قبول کرتا ہے ......

اوراسی کتاب مذکور کے باب ۱۳ میں ۱۳ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ:
آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں......اور مریضوں کو شفاء دیتے ہیں...... باب ۸ میں مذکور پندرہ روایات اس بات پر دلیل ہیں کہ:
آئمہ ھدیٰ علیہم السلام چشم زدن میں کائنات عالم کے جس خطہ میں چاہیں جا سکتے ہیں ....!!!

باب ۱۴ کی گیارہ روایات میں ہے کہ:
یہ حضرات معصومین علیہم السلام جسے چاہیں آن واحد میں کائنات عالم کی سیر کرا دیں...... باب ۱۵ میں کافی روایات میں ہے کہ:
امام علیہ السلام اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے چھپا سکتے ہیں ....!!
بحار الانوار جدید ج ۲۷ ص ۲۵، میں دس روایات نقل ہوئی ہیں کہ:
حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس اسم اعظم ہے......
مدینۃ المعاجز میں کم از کم پچاس موارد میں بیان کیا گیا ہے کہ:
آئمہ ھدیٰ علیہم السلام مردے زندہ کر سکتے ہیں......اور کئی مردوں کو زندہ کیا ہے......ہم نے مستدرک سفینۃ البحار میں احیاء مردگان کو تفصیل سے بیان کیا ہے......
بصائر الدرجات باب ۱۲ میں ہے کہ:
اسم اعظم آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے......
اور اصول کافی میں بھی اس موضوع پر تین روایات نقل ہوئی ہیں......
بصائر الدرجات باب ۱ میں اکیس روایات نقل کی گئی ہیں کہ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

جناب آصف بن برخیا کے پاس اسم اعظم کا ایک حرف تھا...... ...اور اس کا قرآن مجید میں بھی ذکر موجود ہے.........اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا: میں چشم زدن سے بھی پہلے تخت بلقیس حاضر کر سکتا ہوں.....!!اتنی بڑی قدرت.....!!جناب آصف کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا.....پس جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں.....(وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳رعد)پوری کتاب کا علم حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہے.....

تو حضرت علی کی کتنی قدرت ہوگی.........؟!

آصف بن برخیا کا علم آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم کی نسبت ایسے ہے جیسے بحر ذخار کے مقابلے میں ایک قطرہ پانی.....!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے.....حضرت موسیٰ..... نے اپنے بھائی ہارون، الیاس، یونس،..... کو زندہ کیا.....اور ہم نے مستدرک سفینۃ البحار لغت (حی) میں ایسے بہت سارے واقعات بیان کیے ہیں.....

روایات متواترہ عامہ وخاصہ کے مطابق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو سابقہ امتوں میں واقعات پیش آئے ہیں اس امت میں بھی پیش آئے گے.....

یہ بات اہل فضل سے پوشیدہ نہیں ہے کہ:

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے مردوں کو زندہ کیا ہے......

معتبر کتب شیعہ اس بات کی گواہ ہیں.....

بحارالانوار ج۴۱،ص۱۹۱-۲۲۹، کتاب مقام قرآن وعترت ص۱۵۷-۱۶۱

آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی قدرت کے متعلق چند روایات بطور نمونہ حاضر خدمت ہیں......

اصول کافی: باب آئمہ ھدیٰ علیہم السلام ولی امر خدا ہیں......اس کے متعلق چھ روایات مذکور ہیں

یہ حضرات معصومین علیہم السلام زمین وآسمان میں اللہ کے خزانہ دار ہیں۔....

سند صحیح کے ساتھ عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق ۔کی حدیث نقل کی ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

اے ابو یعفور! ہم لوگوں پر اللہ کی حجت ہیں......اور اللہ کے علم کے خزانہ دار ہیں اور اس کے امر کو قائم کرنے والے ہیں.....

حضرت امیر المومنین ۔نے اپنے خطبہ میں فرمایا: (عید غدیر جمعہ والے دن تھی)

میں گواہی دیتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عبد اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں.... خدا نے ان کو تمام ہستوں پر فضیلت دی اور خدا نے انہیں علم کے ذریعے چنا..... خدا تشاکل وتماثل سے منفرد ہے......وہ اجناس سے بھی بری ہے......

خدا نے اپنے امر و نہی کے لیے ان کا انتخاب کیا..... پورے عالم میں ......اس کو آنکھیں درک نہیں کرسکتیں......حتی کہ فرمایا:

اللہ نے اپنے حبیب کے بعد اس کی عترت طاہرہ علیہم السلام کو چنا......ان کو علم عطا فرمایا اور ان کو بلند و بالا مقام عطا فرمایا......اور ان کو حق کی طرف بلانے والا قرار دیا......اور اپنی مخلوقات کو اس پر گواہ بنایا...... اور جس امر کے لیے اس نے چاہا ان کے سپرد کردیا اور

موسیٰ علیہ السلام کے پاس چار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس دو ہیں اور آصف بن برخیا کے پاس فقط ایک حرف ہے.....

لیکن یہ تمام حروف یعنی ۷۲ حروف پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہیں..... اب آپ غور کریں جس کے پاس ایک حرف ہے اس کے پاس کتنی قدرت ہے اور جن کے پاس ۷۲ حروف ہیں ان کے پاس کتنی قدرت ہوگی.....؟!

ان روایات کے مصادر مستدرک سفینۃ البحار ج الغت (آصف) جلد ۲ لغت (حرف) میں تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں.....

خاتمہ

ان آیات و روایات کا بیان ہے جن میں ''توہّم'' خلاف نظر آتا ہے اس مطلب کو ہم دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں.....

فصل اول: آیات کے بارے میں

فصل دوم: روایات کے بارے میں

فصل اول:

آیت اول: سورہ نمل

قُلْ لَايَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (٦٥)

ان کو ولی بنا دیا......اور انہیں اپنی مشیت کا ترجمان بنایا......انہیں اپنے ارادے کی زبان بنایا...... الخ

خلاصہ مطلب: روایات گذشتہ سے اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ:

تمام علوم، کمالات انبیاء و مرسلین علیہم السلام، اوصیاء مکرمین علیہم السلام، ملائکہ مقربین حتی کہ جسے بھی جو کچھ ملا ہے یہ تمام ان حضرات علیہم السلام کو نصیب ہوا ہے...... بلکہ اس سے بھی کئی گنا اضافہ کے ساتھ اللہ نے ان کو مرحمت فرمایا ہے...... یہ سب کچھ پہلے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے بعد آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کو وراثت میں ملا ہے......کیا یہ حضرات آدم علیہ السلام نوح علیہ السلام ابراھیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث نہیں ہیں......؟ ان کی زیارات میں ہم پڑھتے ہیں......!

پس اگر ہم یہ کہیں کہ آصف بن برخیا نے چشم زدن میں تخت بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کیے...... بیماروں کو شفا دی...... مادر زاد اندھوں کو بینائی عطا کی...... اور لوگوں کو ان کے گھروں کی خبریں بتاتے تھے......یعنی علم غیب جانتے تھے......!! اور گھوارے میں گفتگو بھی کی......

اگر یہ کہیں کہ یہ تمام معجزات آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے بھی انجام دیئے ہیں تو اس میں تردید کیسی......؟! کیوں کہ بہت زیادہ روایات میں ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام نے فرمایا:

اسم اعظم کے تہتر حرف ہیں ایک حرف فقط خدا کے پاس مخزون ہے وہ حرف کوئی نہیں جانتا......... حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پچیس حرف ہیں...... حضرت نوح علیہ السلام کے پاس پندرہ حرف ہیں...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آٹھ حرف ہیں......حضرت

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہہ دیجئے: زمین و آسمان میں علم غیب کوئی بھی نہیں جانتا مگر خدا اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب مبعوث ہوں گے.....

حقیر عرض کرتا ہے..... تین دلیلوں سے یہ آیت علم غیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ثابت کرتی والی آیت کے مخالف نہیں ہے.....!!

الف: اس غیب سے مراد "قیام قیامت" ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے:

اور آیت کریمہ کا آخری حصہ بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے.....!!

ب: یہ آیت علم غیب ذاتی کی نفی کرتی ہے کوئی بھی بذات خود علم غیب نہیں جانتا ..... پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خدا نے عطا فرمایا ہے.....!

ج: ممکن ہے کہ یہ نفی علم مخلوق نسبت علم خالق ہو..... یعنی علم خالق ذاتی ہے اور علم مخلوق خدا کی عطا ہے۔ علم مخلوق خالق کے علم نسبت اس طرح ہے جس طرح سمندر کے مقابلے میں قطرہ.....

یہ بات عرف عام میں بھی مروج ہے کہ جو شخص ایک ہنر رکھتا ہے وہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے جو ہزار ہنر جانتا ہے..... علامہ طبرسی اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہیں کہ:

غیب سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا مگر جسے خدا غیب کا علم عطا کرتا ہے.....!

دوسری آیت: قُلْ لاَأَمْلِکُ لِنَفْسِی ضَرًّا وَلاَنَفْعًا إِلاَّ مَا شَاءَ اللّٰهُ

لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَايَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَايَسْتَقْدِمُونَ (۴۹: یونس)

شیخ طبرسی کہتے ہیں کہ: جس طرح پہلی آیت میں استثناء تھا ہے ممکن ہے اس آیت میں بھی تقدیر استثناء ہو..... یعنی میں اپنے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں مگر جو کچھ خدا چاہتا ہے اور میں علم غیب بھی نہیں جانتا ہوں..... جو کچھ خدا نے مجھے علم عطا کیا ہے.....

اس آیت سے پہلی آیت میں قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تھا.....فرمایا:

اس کا علم خدا کے پاس ہے..... ممکن ہے اس آیت میں بھی غیب سے مراد قیامت ہو یعنی اگر میں اس غیب کو جانتا........ تو اپنے لیے خیر وخوبی اور منافع جمع کر لیا اور کوئی ضرر مجھ تک نہ آسکتا..... پس میری یہ شان نہیں ہے کہ میں وہ علم غیب جانوں جو منافع جلب کرتا ہے..... میں تمہاری نظر میں ظاہراً بہتر ہوں..... تمہارے ،......رواج کے مطابق زندگی بسر کرتا ہوں..... پس میرے پاس وہ علم غیب نہیں ہے جس سے میں منافع جلب کروں اور ضرر کو دفع کروں.....

پس یہ علم غیب سے منافات نہیں رکھتا جو جلب منافع کے لیے نہ ہو،،،

نتیجہ:

یہ ہے کہ علم غیب کے مطابق لوگوں سے میل جول نہ رکھو کہ تم منافع حاصل کرلو.....اور ہمیشہ جنگ میں غالب رہو...... یہ مراد نہیں ہے کہ آفات سے علم غیب کی وجہ سے فرار کرو..... ممکن ہے کہ اس علم سے مراد عادی انسانوں کا علم ہو......!!

خلاصہ مطلب:

اگر ہم ان آیات متشابہات کو نہ سمجھ سکیں تو ہمیں عالم قرآن کی طرف رجوع کرنا چاہیے......!! ہمیں آیات محکمات اور ان روایات کا انکار نہیں کرنا چاہیے جو قرآن کے موافق ہیں......اور ہم کہتے ہیں کہ ہمارا پورے قرآن پر ایمان ہے......چاہے ہم آیات کے مفاہیم سمجھ سکیں یا سمجھنے سے قاصر رہیں......ہمیں ہمیشہ قرآن وعترت سے متمسک رہنا چاہیے......خداوند عالم ان لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے باب علم پیغمبر کو بند کر دیا......!

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْض سوره نحل ۷۷

خدا کے لیے زمین وآسمان کا غیب ہے......

لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْض کهف : ۲۶

اور اس کے لیے زمین آسمان کا غیب ہے

فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنْ الْمُنْتَظِرِينَ

(۲۰ یونس) اور غیب فقط خدا کے لیے ہوتا ہے

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب فقط خدا کے لیے ہے......کوئی اور علم غیب کے لیے منتخب نہیں ہوا ہے......

اگر یہ بات ہوتی تو خدا کبھی بھی استثناء نہ کرتا اور نہ فرماتا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَايُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنْ ارْتَضَى مِنْ

رَسُول(سورہ جن آیت ۲۶تا۲۷)

وَلايُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاء بقرہ:۲۵۵

بعض افراد علم غیب کے لیے منتخب ہوئے ہیں......

اور ممکن ہے کہ لام للہ یا لام لہ، تملیک کے لیے ہو..... یعنی علم غیب زمین و زمان کا مالک خدا ہے..... کوئی بھی خدا کی عطا کے بغیر علم غیب کا مالک نہیں بن سکتا!

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْض بقرہ ۲۸۳

"جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب کا مالک خدا ہے"

قُلْ لاأَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَائِنُ اللَّهِ وَلاأَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاأَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ أَفَلاتَتَفَكَّرُونَ (۵۰:انعام)

اے رسول کہہ دیجئے: میں تمہیں نہیں بتاؤں گا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں..

اور میں غیب نہیں جانتا..... یعنی میں بذات خود نہیں جانتا ہوں.. !!

عین ممکن ہے (وَلاأَعْلَمُ الْغَيْبَ)لااقول کا تتمہ ہو یعنی تمہیں نہیں بتاتا ہوں کہ اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور غیب بھی نہیں بتاتا ہوں اور میں تمام کو جانتا ہوں......

یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ " نگفتن " نفی دانستن نمی کند

نہ بنا تا جاننے کی نفی نہیں کرتا ہے.....

شیخ طبرسی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ:

یہ حضرات علیہم السلام اللہ کی عطا سے اتنا غیب جانتے ہیں کہ جتنا اللہ نے ان کو دیا ہے.....

اور ممکن ہے کہ غیب سے مراد اس آیت کریمہ میں قیامت کا دن ہو.....

(وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَيَعْلَمُهَا إِلاَّ هُوَ) سورہ انعام ۵۹)

غیب کی چابیاں خدا کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا

یعنی خدا بذات خود عالم غیب ہے اور دیگر افراد بذات خود عالم غیب نہیں ہیں..... پس کوئی منافات نہیں ہے کہ خدا جسے چاہے علم غیب عطا کرے.....

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

انا الذی عندی مفاتیح الغیب لایعلمھا بعد محمد غیری..... احقاق الحق ج ۷ ص ۴۰۸

غیب کی چابیاں میرے پاس ہیں.....حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علم غیب میں ہی جانتا ہوں.......ممکن ہے اس سے مراد قیامت ہو.....یعنی قیامت کی چابیاں خدا کے ہاتھ میں ہیں کہ وہ کس وقت برپا ہوگی.....

ارشاد خداوندی ہے.....

"(تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلاَقَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ (۴۹ ......)

سورہ ھود آیت ۵۲

یہ (قصہ نوح علیہ السلام) غیب کی باتوں میں سے ہے کہ تیری طرف وحی کی گئی ہے آپ نہیں جانتے (علم ذاتی سے) تھے اس کو اور اسی وحی سے پہلے قوم بھی نہیں جانتی تھی یہ آیت علم ذاتی کی نفی کرتی ہے..........! اور یہ جو کہا ہے کہ تیری قوم بھی اس وحی سے پہلے نہیں جانتی تھی ..(من قبل ھذا) یہ قید قوم کے علم کی نفی کرتی ہے نہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی..... جیسا کہ محققین کا مبنیٰ بھی یہی ہے کہ اگر کوئی قید دو جملوں یا ان سے زیادہ کے بعد آئے تو وہ قید آخری جملہ کے لیے ہوتی ہے.....بعبارت واضح! وہ قید آخری جملے کے لیے مورد یقینی ہوتی ہے اور پہلے جملے کے لیے مورد شک ہوتی ہے ..... !

اگر ہم اس قید کو پہلے جملے کے لیے ثابت کرنا چاہیں تو ضروری ہے کہ خارج سے ایک اور دلیل لائیں تا کہ وہ ثابت کرے کہ یہ قید جملہ اول کے لیے ہے نہ کے ثانی کے لیے ......! اس مورد میں ادلہ خارجیہ کہ آیات و روایات متواترہ ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ قید جملہ آخیر کے لیے ہے نہ کہ جملہ اول کے لیے

سورہ ابراھیم آیت ۹ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ .. ..

کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو تم سے پہلے تھے (جیسے) نوح علیہ السلام کی قوم اور عاد و ثمود اور (دوسرے لوگ) جو ان کے بعد ہوئے.....ان کو تو سوائے خدا کے کوئی جانتا ہی ہے......!!

رعیت کوخطاب کیا گیا ہے..... (لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰه) یہ جملہ علم ذاتی کی نفی کرتا ہے
...... کیوں کہ خداوند عالم کے علاوہ علم ذاتی کسی کے پاس نہیں ہے...... پس کوئی تضاد و تنافی نہیں ہے کہ حضرات معصومین علیہم السلام خدا کی عطا سے علم غیب جانتے ہیں......!!
اس مدعیٰ پر بہتر دلیل لفظ یعلم اور لا تعلم ہے ..... ان آیات میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے...... اس میں صیغہ مستقل استعمال ہوا ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے...... جیسا کہ
تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ :سورہ قدر) استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر سال شب قدر رہے اور ملائکہ نازل ہوتے رہیں گے..........

بنا براین! اگر خدا کی مراد ان الفاظ (لا تعلم، لا یعلم، لا اعلم) سے نفی علم ذاتی ہے تو ان میں استمرار ہے لیکن کبھی بھی کسی کے پاس علم ذاتی نہیں ہے ..... !!اگر علم مطلق کی نفی مراد ہے تو پھر یہ صحیح نہیں ہے...... اور اس میں استمرار کا معنی بالکل صحیح نہیں ہے کیوں کہ خدا کی عطا سے تو کافی حضرات جانتے ہیں..... انبیاء کرام علیہم السلام وحی کے بعد جان لیتے ہیں............

کیونکہ بہت زیادہ آیات وروایات میں مخلوق صفت علم سے موصوف ہوتی ہے ......!
کیونکہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور ملائکہ مقربین کو خدا کی طرف سے بہت زیادہ علم عطا ہوا ہے
......

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ: سورہ بنی اسرائیل ۳۶
اس کے فوراً بعد فرمایا ہے

وَلاتَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحًا : لقمان۱۸

جیسا کہ ان سے پہلے والی آیات ہیں

و اوفو الکیل ولا تقربو مال لیتیم......

ان آیات میں لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے نبی اکرم سے نہیں

جیسا کہ آیت ذیل ہے......

وَمَا أُوتِیتُمْ مِنْ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِیلًا (۸۵ :اسرائیل)

تمہیں فقط تھوڑا سا علم عطا ہوا ہے......

یہ ان لوگوں سے خطاب ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقت روح کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ !

جواب ملا: اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے: روح از امر اخدا ہے تمہیں صرف اور صرف تھوڑا سا علم ملا ہے...

اور یہ بات بھی بیان ہو چکی ہے کہ مخلوقات کا علم خدا کے علم کی نسبت بہت ہی تھوڑا ہے ....!

آقائی مشکواۃ: قرآن مجید میں ہے کہ:

(وَکَفَی بِرَبِّکَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِیرًا بَصِیرًا (۱۷) سورہ بنی اسرائیل

لوگوں کے گناہ فقط خدا ہی جانتا ہے.........

یعنی خداوند متعال ستار العیوب ہے اس لیے ضروری ہے کہ خدا کے علاوہ کوئی بھی

چاہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو یا امام علیہ السلام لوگوں کے گناہ نہ جانتا ہو.....!!
لوگ کس دلیل سے یہ بات کرتے ہیں......

حقیر: اس بات کے قائل نے اشتباہ کیا ہے. اس نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا پر جھوٹ بولا ہے. کیوں کہ اس نے ترجمہ میں خیانت کی ہے..............
آیت کا صحیح ترجمہ یہ ہے.....!

خدا کا لوگوں کے گناہوں پر آگاہ ہونا کفایت کرتا ہے.....! اور یہ آیت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتے ہیں... نفی نہیں کرتے ہیں

سورہ توبہ آیت يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَاتَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (۹۴)

جب تم ان کے پاس (جہاد سے لوٹ کر) واپس آؤ گے تو یہ (منافقین) تم سے (طرح طرح) کی معذرت کریں گے. اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم کہہ دیجئے کہ باتیں نہ بناؤ. ہم ہرگز تمہاری بات یاد نہیں کریں گے .... کیوں کہ ہمیں تو خدا نے تمہارے ...... حالات سے آگاہ کر دیا ہے. عنقریب خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری کارستانی ملاحظہ فرمائیں گے......!!

کیا اس سورۃ میں (سورۃ توبہ آیت ۱۰۵) میں نہیں ہے کہ:

وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُون

اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما دیجیے: تم عمل کرو پس خدا، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین تمہارے اعمال دیکھتے ہیں......!!!

اور آیت مجیدہ:

وَكَفَى بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (۱۷ : اسرائیل)

اور آیت کریمہ

قُلْ كَفَى بِاللهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (۴۳ :رعد)

ان میں یہ بات مسلماً بیان کی گئی ہے کہ خداوند عالم کی گواہی کافی ہے......لیکن اس میں کوئی تنافی نہیں ہے کہ خدا اپنے پسندیدہ افراد کو لوگوں پر شاہد، شھید اور اشہاد کے طور پر منتخب کرتا ہے.....! جیسا کہ اس مدعیٰ پر آیات قرآنی دلیل قاطع ہیں.....!

مندرجہ بالا آیات میں لفظ کفیٰ انحصار پر دلالت نہیں کرتا ہے.....کہ ہم یہ کہیں کہ خدا لوگوں کے گناہ جانتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں جانتا...... یہ بات نہیں ہے...... دراصل بات یہ ہے کہ خدا اپنے برگزیدہ اولیاء کو لوگوں کے اعمال دکھاتا ہے......اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوقات عالم کے حالات و واقعات سے بھی آگاہ کرتا ہے......!!

آقائی مشکوۃ: ایک آدمی اس آیت مجیدہ (اَتَدْرِی لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

ذٰلِکَ أَمْرًا (ا : سورہ طلاق) کا اس طرح ترجمہ کیا ہے

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نہیں جانتے شاید خدا اس کے بعد کوئی امر ایجاد کرے......

کیا یہ بات صحیح ہے......

حقیر: تعجب ہے جس نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے.... معلوم ہوتا ہے اس نے ابھی تک کتاب صرف میر بھی مکمل نہیں پڑھی ہے......... ورنہ اسے معلوم ہوتا کہ (لا تدری) دو صیغوں میں مشترک ہے ا. مفرد مؤنث غائب ۲.... مفرد مذکر فی مخاطب اس آیت میں یہ مفرد مؤنث غائب کا صیغہ ہے..... اور اس کی ضمیر نفس کی طرف لوٹ رہی ہے.....!!!

جو کہ (لا تدری) سے پہلے ذکر ہو چکا ہے......!!

بنا براین معنی یہ ہے کہ وہ نفس عواقب امور کو نہیں جانتا ہے..... پس طلاق رجعی کے بعد عورت کو گھر سے باہر نہ نکالا جائے.... شاید خداوند عالم عورت کی محبت اس کے شوہر کے دل میں ڈال دے..... اور وہ محبت رجوع کا باعث بن جائے.....!! لیکن جو لوگ علم غیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی کرتے ہیں وہ (لا تدری) کو مفرد مذکر مخاطب کا صیغہ قرار دیتے ہیں.....!!

اس آیت مجیدہ میں بھی یہی مسئلہ ہے (وَمَا یُدْرِیکَ لَعَلَّهُ یَزَّکّٰی (۳) سورہ عبس

اور تم کو کیا معلوم شاید وہ پاک و پاکیزہ ہو.........!!

یہ عثمان بن عفان کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے اس وقت غصہ کیا تھا جب..... اس نے عبداللہ بن ابن مکتوم کو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے ہیں..... تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مکتوم کو عثمان بن عفان پر مقدم جانا اور اپنے پاس جگہ دی..... یعنی اے عثمان! کس چیز نے تجھے اعمیٰ یعنی ابن مکتوم کے حالات سے آگاہ کیا ہے کہ تو نے غصہ کیا ہے..... اور اس سے منہ موڑ لیا ہے.....؟! شاید وہ گناہوں سے پاک و پاکیزہ ہو.....!! اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہم عبس اور تولیٰ کا فاعل پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانیں.....!!

اور آیات کہ: (ما ادرک) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے..... یہ کسی بھی طور اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نادان تھے..... اور انہیں شب قدر، سقر، سجین، علین، جحیم وغیرہ کے بارے میں علم نہیں تھا..... (نعوذ باللہ من ذلک) کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند عالم قرآن پاک کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کرے..... اور اسے حقائق، تاویل اور بطون قرآن سے آگاہ نہ کرے.....؟! کوئی عاقل بھی یہ نہیں کہتا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے کتاب قرآن کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم نہیں تھے.....!! (بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو معلم قرآن ہیں) ہمارے لیے ضروری ہے کہ ایسے موارد میں ہیں بزرگان دین کی اقتداء کریں..... انہوں نے کہا ہے کہ:

کس چیز نے پروردگار عالم کے لطف واحسان کے بغیر تجھے عالم بنایا ہے.....؟! ہمیں بھی یہی مسلک اختیار کرنا چاہیے.....!

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (۳۴: سورہ لقمان)

یقیناً قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور وہ بارش برساتا ہے اور جو کچھ ارحام میں ہے وہ اسے بھی جانتا ہے.... اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا......اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا.... بیشک خدا ہر بات جانتا ہے.....

علم ساعت اور نزول باراں ہمارا موضوع بحث نہیں ہے.... !!

ہماری بحث بعد والے تین جملوں میں ہے......

۱.... يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ: لقمان ۳۴

ارحام مادر میں کو کچھ ہے وہ جانتا ہے.

۲..... وما تدری نفس ما ذاتکب غداً کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا

۳...... وما تدری نفس نای ارض تموت اور کسی نفس یا شخص کو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ کس زمین پر مرے گا

جملہ اول: واضح ہے کہ خداوند عالم کا ارحام کا علم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم کی نفی نہیں کرتا ہے... جیسا کہ خدا کے دوسرے علم کی نفی بھی نہیں کرتا یعنی خدا ارحام اور دیگر اشیاء کا عالم ہے.....

بنابراین: یہ جملہ حصر علم خدا بھی نہیں ہے اور نہ ہی علم خدا کو ارحام میں منحصر کرتا ہے...... ...!!

یہ جملہ ان آیات کی شبیہ ہے!!

وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ (۴۲ :توبه)

اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں..........

وَاللهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ: بقره

اللہ مفسدین میں سے صالحین کو جانتا ہے..........

وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُه:منافقون

اللہ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں......

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ :مزمل ۲۰

یقیناً تیرا رب جانتا ہے کہ تو قیام کرے گا......

یہ آیات منافات نہیں رکھتی ہیں کہ دوسرے لوگ جھوٹوں کو جانتے ہیں.... !

اور دیگر افراد مفسدین میں صالحین کو پہچان لیں.. اور یہ بات بھی جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسالت کے لیے آئے ہیں......اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے ہیں......!!

اور یہ آیات بھی اسی طرح ہیں ....

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ(۳ :انعام)

وہ تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے..........

وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ (۳: انعام)

جسے تم چھپاتے ہو وہ بھی جانتا ہے...............

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ (۷۴)

ان کے دلوں کی باتیں جانتا ہے......

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (۱۹: غافر)

اور وہ دل اور آنکھوں کی باتیں جانتا ہے....

فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى (۷: طه)

وہ پوشیدہ و ظاہر دونوں کو جانتا ہے..........

یہ آیت علم خدا کو ثابت کرتی ہے جو کچھ لوگ چھپاتے یا ظاہر کرتے ہیں خدا سب جانتا ہے.........لیکن یہ انحصار پر دلالت نہیں کرتی....پس یہ علم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام علیہ السلام کی نفی نہیں کرتی اور وہ لوگوں کے اسرار کا علم رکھتے ہیں......

پس یہ فرط جہالت ہے جو شخص ان آیات کے ذریعے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب کی نفی کرتا ہے.....کئی آیات اور سینکڑوں روایات متواترہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے علم غیب ثابت کرتی ہیں..........آخر کیا وجہ ہے کہ یہ آیات و روایات متواتر کو (کان لم یکن شیئاً مذکورا) سمجھتے ہیں........؟!!

یہ کتنی بڑی نادانی ہے کی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب

جانتے تھے۔ ......(القرآن) اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (جس کے صدقے میں عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی) وہ غیب نہیں جانتے ہیں......اور ہمارے نبی تمام انبیاء و مرسلین سے کہیں افضل و اشرف ہیں......!! تو پھر یہ کیسی فضلیت ہے کہ وہ مخلوقات کے اسرار و قلوب سے بھی واقف نہیں ہیں......؟!

جملہ دوم وسوم سے مراد یہ ہے کہ:

نفس انسان اپنی ذات میں اپنی موت اور دیگر اعمال سے خبردار نہیں ہے......پس یہ منافات نہیں ہے کہ خدا کے لطف و احسان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام آئندہ کے حالات و واقعات اور اپنی اور دیگران کی موت و حیات سے آگاہ ہوں ......!!

ممکن ہے کہ عموم آیت سے مراد عام انسان ہوں ......لیکن خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے نفوس قدسیہ ملکوتیہ اور کلمات تامہ الیہہ کہ جو خلقت، کیفیت، اور طینت میں بے مثال ہیں......استشناء کیے گئے ہیں

جیسا کہ یہ آیت کریمہ ہے

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (١٧ :سجده)

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ (٤٨) وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ

مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَائَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَائَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلاءٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ (۴۹سورہ بقرہ)

يَوْمَ لاتَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ (۱۹ :انفطار)

ان آیات کی نظر عام انسانوں پر ہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدی علیہم السلام نعمات جنت، حور، قصور سب کو جانتے ہیں ...!! اور دیکھتے ہیں...!! شب معراج پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی سیر کی...... موت اور حیات کے وقت اور قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کریں گے...!!

آقائی مشکوۃ: کیا ایسی روایات ہیں جن کا تعلق آخری آیت سے ہو ......؟!

حقیر: "جی ہاں" اس آیت کے متعلق روایات وارد ہوئی ہیں جو ظاہری طور پر آیات و روایات سابقہ کے مخالف نظر آتی ہیں......!! لیکن چونکہ روایات گذشتہ قرآن کے مطابق ہیں) اگر ان میں غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان روایات کی نظر تقیہ پر ہے... کیوں کہ اس سے شیعان حیدر کرار کی حفاظت مقصود ہے......ان حضرات علیہم السلام نے توریہ کیا ہے اور اس کے بعد روایت کو سند اور متن کے اعتبار سے دیکھتے ہیں.........!!

پہلے میں وہ روایات نقل کرتا ہوں اور پھر ان کا تجزیہ پیش خدمت ہے......

الف: ابو اسامہ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ:

میرے بابا نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تجھے ان پانچ چیزوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ خدانے کسی ایک کو بھی ان کے بارے میں مطلع نہیں کیا ہے ..... !! میں نے کہا وہ کون سی چیزیں ہیں ....؟!

قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے..... الخ

اس حدیث پر چند اعتراض وارد ہیں.......!!

ا..... اس کی سند مجہول ہے.....

۲..... یہ بہت زیادہ آیات قرآنی کے مخالف ہے اوران آیات کی تفسیر (اہلبیت علیہم السلام) بھی بیان ہو چکی ہے.......... !!

۳..... یہ روایات متواترہ کہ جن کی سند صحیح ہے کی مخالف ہے.....

اگران تمام باتوں سے صرف نظر کرلیں تو ممکن ہے کہ:

امام علیہ السلام نے تقیہ کی بات کہی ہو......اور آپ کی نظر عادی اور عام لوگوں پر ہو نہ کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم کی نفی ہوتی ہے..... جو کہ کائنات عالم کی ہر شئی سے اشرف وافضل ہیں..... ممکن ہے کہ ملک مقرب سے امام علیہ السلام کی مراد کوئی ملک خاص ہو ..... (کیونکہ ملائکہ کے کئی گروہ رکوع میں ہیں اور کئی گروہ فقط سجدے میں ہیں.....)

اور یہ فرمایا ہے کہ نبی مرسل علیہ السلام: ممکن ہے انبیاء ومرسلین گذشتہ مراد ہوں .... شاید یہ روایت نقل معنی روایت گذشتہ ہو..... !!

اصبغ ابن نباتہ نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کے دو علم ہیں

ا...... ایک اس نے اپنے لیے اختیار کیا ہے......اس علم کے متعلق فرمایا ہے کہ قیامت کا علم میرے پاس ہے

۲...... یہ وہ علم ہے جو انبیاء علیہم السلام، ملائکہ اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل طاہرہ علیہم السلام کو عطا کیا ہے......شاید تمام آیت پڑھنے سے پہلا جملہ مراد ہو......! اور بعد والے مطالب مطلوب نہ ہوں......

اور اس بات پر دلیل لائی گئی ہے کہ ایک علم خدا نے اپنی ذات کے ساتھ مختص کیا ہے......!! اور وہ قیامت کا علم ہے اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ امام علیہ السلام کا کلام آیت کے آخری حصہ کو شامل ہے یا نہیں ہے......!!

د: حضرت امیر المومنین علیہ السلام آئندہ کے حالات بتا رہے تھے......کہ ایک شخص نے عرض کیا: کیا آپ علیہ السلام کو علم غیب عطا ہوا ہے......؟!

آپ علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا: یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ یہ صاحب علم کا تعلم ہے......اور علم غیب سے مراد قیامت ہے اور خدا نے فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ :لقمان ۳۴

قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے

پس خدا ارحام میں مذکر و مؤنث کو جانتا ہے......خوبصورت اور بدصورت کو جانتا ہے......!! سخی و بخیل، شقی و سعید کو جانتا ہے...... کس نے جہنم کا ایندھن بننا ہے اور کس

نے جنت میں جانا ہے خدا سب کچھ جانتا ہے۔ یہ علم غیب ہے......اس کے علاوہ دیگر علوم خدا نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے ہیں ...... اور وہ علوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھے ملے ہیں......اس علم غیب کی نفی کی گئی ہے جو تعلیم خدا کے بغیر ہو ...... !اور صاحب علم کی بغیر ہو۔ اور وہ علم ذاتی ہے جو کہ کسی سے یاد نہیں کیا جاتا ہے ......اور یہ خدا کے ساتھ مختص ہے......

پس بنا براین علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے ......!

علامہ مجلسی نے بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۳۰۰ میں فرمایا ہے کہ:

علم ذاتی کی نفی سے مراد یہ ہے کہ: یہ حضرات علیہم السلام جو کچھ جانتے ہیں وہ خدا کا عطا کردہ علم سے جانتے ہیں ......!!ان حضرات معصومین علیہم السلام کو سب کچھ خدا نے خصوصی طور پر عطا کیا ہے......! یہ کیونکہ اس طرح نہ ہو کہ یہ خدا کے نائب اور خلیفہ ہیں...... ......اور ان حضرات کے اکثر معجزات غیب پر مشتمل ہوتے ہیں......علامہ مجلسی نے مزید فرمایا: جو پانچ چیزیں آیت شریفہ میں ذکر ہوئی ہیں ان چار وجوہات کا امکان ہے......

اول: ان امور کے واقع ہونے کا یقینی علم خدا کے پاس ہے......

دوم: علم حتمی کہ جس میں تغیر و تبدل، محو اثبات نہیں ہوتا یہ بھی خدا کے ساتھ مختص ہے...... یہ ممکن ہے کہ اولیاء علیہم السلام، اوصیاء علیہم السلام، انبیاء علیہم السلام، مرسلین علیہم السلام، ملائکہ مقربین علیہم السلام اور حضرات معصومین علیہم السلام کوئی خبر دیں تو اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے......(بداء حاصل ہو

جائے)

سوم: یعنی خدا کے علاوہ ان پانچ امور پر کوئی آگاہ نہیں ہے مگر اسے خود خدا آگاہ کرتا ہے...... جیسا کہ تمام غیب ......

چہارم: خدا نے کسی کو بھی ان امور پر آگاہ نہیں کیا ان میں تغیر نہ ہو مگر ایک زمانہ مخصوص میں...... جس طرح شب قدر کے امور حتمی ہو کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس آتے ہیں..........

حقیر کہتا ہے کہ: تیسری وجہ بہترین وجہ ہے...... اس کے بعد دوسری وجہ قابل توجہ ہے اور یہ روایات بعض آیات کی طرح متشابھات میں سے ہیں ...... پس ان کو محکمات پر حمل کرنا چاہیے ...... جیسا کہ ان ہستیوں نے فرمایا ہے:

ہماری احادیث میں قرآنی آیات کی طرح محکم اور متشابہ بھی ہیں پس تم متشابھات کو محکمات پر حمل کرو .... متشابھات کی پیروی نہ کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے.....

فصل دوم

ان روایات کا تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ ظاہراً توھم جن کے خلاف ہوتا ہے ..... اور بے علم ان سے استثناء کرتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے علم غیب کی نفی کرتے ہیں.....

روایت اول: یہ روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی ہے کہ آپ علیہ السلام ایک دن مجلس میں تشریف لائے اور بغیر کسی مقدمہ کے فرمایا:

ان لوگوں پر تعجب ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم علم غیب جانتے ہیں .....!! درحالانکہ غیب خدا کے علاوہ کوئی بھی نہیں جانتا ہے .....!! میں اپنی ایک کنیز کو تنبیہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ چھپ گئی ہے مجھے نہیں معلوم وہ کہاں ہے ....؟!

اولاً: علماء علم ورجال کے مطابق یہ روایت مجہول ہے.....

ثانیاً: متن کے اعتبار سے بھی مورد اعتناء نہیں ہے۔ ...

ولو بالفرض! اگر یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے صحیح بھی ہو تو ان آیات و روایات متواترہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی جن سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم غیب ثابت ہوتا ہے۔ ....!

بہر حال ہم اس روایت کو چند وجوہات پر حمل کرتے ہیں ...... !

اول: شاید غیب سے امام علیہ السلام کی مراد قیامت کا دن ہو ..... !

دوم: ممکن ہے علم ذاتی مراد ہو...... کیوں کہ علم ذاتی خدا کے ساتھ مختص ہے کوئی بھی علم ذاتی نہیں رکھتا..................

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرات آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم ذاتی نہیں بلکہ خدا کی خصوصی عطا ہے......... جو کچھ خدا نے چاہا ہے وہ سب کچھ ان کو تعلیم کر دیا ہے ......

ان کو خدا نے علم و دیگر اشیاء کا مالک بنایا ہے...... خداوند عالم کا ان حضرات علیہم السلام پر وہ لطف و احسان ہے جسے ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ...... !! اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہماری عقل خدا کے فضل و کرم کے ادراک سے عاجز ہے کیونکہ ہماری عقل و فکر محدود ہے اور خدا کا آل محمد علیہم السلام پر کرم غیر محدود ہے.................!!

سوم: ممکن ہے امام علیہ السلام نے تقیہ فرمایا ہوتا کہ دین اسلام کو کوئی ضرر نہ پہنچے..... اور یہ بھی ایک ضرر ہے لیکن حضرت علیہ السلام نے کم تر ضرر کو منتخب کیا ہے...... ہمیں کیا معلوم شاید ان لوگوں میں بادشاہ وقت کے جاسوس موجود ہوں......

ضیعف الاعتقاد شیعہ موجود ہوں جو ان ہستیوں کو خدا سمجھتے ہیں... !!

یا امام علیہ السلام نے توریہ کیا ہو.......!!

یا آپ علیہ السلام کے فرمانے کا مقصد یہ ہو کہ میں علم بشری سے نہیں جانتا کہ کنیز کہاں ہے ......؟! یعنی علم الٰہی سے جانتا ہوں) جس طرح حضرت علیہ السلام نے فرمایا: (میں نے باب خیبر قوت بشری سے نہیں قوت رحمانی سے اُکھاڑا ہے) مترجم

اسی داستان کے آخر میں ہے کہ مجلس کے اختتام پر جب سدیر اور ابو بصیرؒ آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے درحالانکہ تعجب کے آثار ان کے چہروں سے عیاں تھے..... !! انہوں نے آپ علیہ السلام سے اس واقعہ کے متعلق دریافت کیا: آپ علیہ السلام نے اپنے علم و کمالات بیان فرمائے... آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا: آصف بن برخیا نے چشم زدن میں تخت بلقیس ملک سبا سے منگوالیا ......اور اس کا علم ہمارے علم کے مقابلے میں اس طرح ہے جیسے بحر ذخائر کے مقابلے میں قطرہ...... !! آپ علیہ السلام نے یہ جملہ اس لیے فرمایا تھا تاکہ لوگ یہ بات منصور دوانقی کو جا کر کہیں کیوں کہ اس ملعون نے آپ سے عرض کیا: آپ علیہ السلام غیب جانتے ہیں. ....!! آپ علیہ السلام نے فرمایا:

لا لعلم الغیب الا اللہ غیب نہیں جانتا مگر خدا

البتہ ممکن ہے کہ اس جگہ خدا نے ... لیکن ہم مورد جزء کی وجہ سے علم غیب کی نفی نہیں کر سکتے ....ہم اس کے علم کی نفی کس طرح کر سکتے ہیں جو اپنے علم کے بارے میں فرمائے کہ میں زمین و آسمان اور کو کچھ ان کے درمیان ہے اور گذشتہ و آئندہ کے حالات و واقعات اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھا جاتا ہے

!!.........

کیا امام علیہ السلام روح القدس سے مؤید نہیں ہوتا ہے......؟! اس لیئے امام علیہ السلام کائنات عالم کی ہر شئی کو دیکھ سکتا ہے ......!

کیا یہ بات نہیں ہے کہ میسر نے آپ علیہ السلام کی کنیز سے کچھ کہا: آپ علیہ السلام نے باہر سے آواز دی اندر آجاؤ .... !

اس نے کہا: میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آپ علیہ السلام کے سامنے دیوار رکاوٹ ہیں یا نہیں ہیں..

آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر در و دیوار ہمارے لیے حجاب و رکاوٹ ہیں تو تمہارے اور ہمارے درمیان کیا فرق ہے ...... ؟!

کیا آپ علیہ السلام نے محمد بن مسلم سے نہیں کہا تھا کہ اگر ہمیں تمہارے احوال و اعمال کا علم نہ ہوتو ہم تم سے افضل کیوں ہیں ......؟!

کیا آپ علیہ السلام نے محمد بن مسلم اور اس کے دوست کو سفر کے سارے حالات و واقعات نہیں بتا دئے تھے.......... ...؟!

ان اوصاف کے ساتھ عقل اجازت دیتی ہے کہ ہم باور کرلیں کہ امام کو اپنی کنیز کا علم نہیں ہے.......؟!

روایت دوم: عمار ساباطی نے حضرت صادق علیہ السلام سے سوال کیا

کیا امام علیہ السلام غیب جانتے ہیں.........؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: جی نہیں! لیکن جب کسی چیز کو جاننا چاہے تو خدا اسے بتا دیتا ہے ......!!

واضح ہے امام علیہ السلام کی مراد علم ذاتی کی نفی ہے ...... کیونکہ اگر کسی کے پاس علم ذاتی ہو تو وہ خدا کا شریک ہوگا...... !! فقط خدا ہی ہے کہ اس کا علم عین ذات ہے ...... مخلوق کا علم وقدرت ذاتی نہیں بلکہ خدا کی عطا ہے............ اس کے متعلق مزید گفتگو ہوگی ......انشاء اللہ

روایت سوم: ابی مغیرہ نے کہا ہے میں اور یحیٰ بن عبداللہ بن الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے...... یحیٰ نے عرض کیا: میں آپ علیہ السلام پر قربان ہو جاؤں ...... لوگ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام علم غیب جانتے ہیں......... ؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: سبحان اللہ اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھو ...... میرے بال کھڑے ہو گئے ہیں..........

آپ علیہ السلام نے مزید فرمایا: **(لا واللہ ما ھی الا وارثۃ عن رسول اللہ)**

نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہے مگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہمیں وراثت میں ملا ہے......

آپ علیہ السلام کی فرمائش سے کاملاً معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے علم ذاتی کی نفی کی ہے ...... اور اس علم کو ثابت کیا ہے جو آپ علیہ السلام کو خدا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے وراثت میں ملا ہے ......!

اور آپ علیہ السلام نے "سبحان اللہ" اس لیے کہا تا کہ لوگ آپ علیہ السلام کو علم خدا میں شریک نہ سمجھیں ......!!

روایت چہارم: عنبسہ نے کہا کہ میں حضرت صادق علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوا ......آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: ابو الخطاب کے بارے میں تو نے کیا سنا ہے ......؟میں نے عرض کیا: وہ کہا کرتا تھا کہ حضرت صادق علیہ السلام نے میرے سینے پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا ہمارے اسرار سنبھالو اور فراموش نہ کرو ... آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے ابو لخطاب مخزن علم و اسرار اور امین احیاء و اموات ہے

اور وہ کہا کرتا تھا کہ: حضرت صادق علیہ السلام غیب سے آگاہ ہیں

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میرے بدن کا کوئی حصہ بھی اس سے مس نہیں ہوا ہے مگر اس کے ہاتھ سے ......اور اس نے علم غیب کی میری طرف نسبت دی ہے ...... !!

خدا کی قسم! جو کچھ اس نے میری طرف نسبت دی ہے میں نے اس سے کچھ بھی نہیں کہا ہے......

بحار الانوار کمپانی ج ۷ ص ۲۵۸

ابو الخطاب کون ہے؟!

وہ نبوت کا مدعی تھا اور حضرت صادق علیہ السلام کو خدا سمجھتا تھا اور اس کے باطلہ دعویٰ بہت زیادہ ہیں...... ! حضرت صادق علیہ السلام نے اس پر لعنت کی ہے...... بدیھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے یہاں پر تقیہ کیا ہے تا کہ لوگ آپ کو خدا نہ سمجھیں......اور آپ علیہ السلام نے بطور

توریہ یہ کہا تھا کہ میں غیب نہیں جانتا ......آپ علیہ السلام نے علم ذاتی کی نفی کی ہے ...... یا آپ کی فرمائش کا یہ مطلب تھا کہ میں اپنی طرف سے علم نہیں رکھتا بلکہ خدا کی عطا ہے......

روایت پنجم:

معمر نے کہا ہے کہ میں نے حضرت محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

کیا آپ علیہ السلام غیب جانتے ہیں ....؟!

آپ علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم ہمارے اوپر لطف واحسان فرماتا ہے ....

پس ہم جانتے ہیں......اگر واپس لے لے تو ہم نہیں جانتے ......!!

بحار الانوار ج ۷ ص ۲۹۸

اور یہ کلمہ اگر اس آیت کی مانند ہے

(وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ) سورہ بنی اسرائیل ۸۶

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر ہم چاہیں تو جو (قرآن) ہم نے تمہارے پاس وحی کا ذریعہ بنایا ہے دنیا سے اُٹھا لے جائیں......

امام علیہ السلام کے بیان میں غور فرمایئے......! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر قبض کر لے ایک دوسر یا گر سے اگر تک زمین وآسمان وزین جتنا تفاوت ہے.....بقول شاعر

اگر راب مگر تزوتح کروند ازآن دو بچہ ای شد کاشکی نام

انہوں نے اگر کی مگر کے ساتھ شادی کی ہے اور ان دونوں سے جو بچہ پیدا ہوا ہے اس

کے نام کا شک ہے...............!!

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ علم غیب امام علیہ السلام ارادی ہے یعنی جس وقت جاننے کا ارادہ کرتے ہیں خدا انہیں عطا کر دیتا ہے ......!!

یہ بات مسلم ہے کہ امام علیہ السلام حلال، حرام، احکام، علوم قرآن، علم گذشتہ اور علم آئندہ، تک کے حالات و واقعات جانتا ہے، ...لیکن یہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ ارادہ کرے اور پھر جانے ..... !!

ہم نے واضح طور پر ان علوم کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے ثابت کیا ہے ......!!

وہ چیزیں جنہیں وہ نہیں جانتے وہ ارادہ کرتے ہیں اس کے بعد جانتے ہیں ...... یہ وہ اسرار ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے .... !!!

بدیہی ہے کہ مخلوقات کا علم جتنا بھی زیادہ ہو وہ خدا کے علم کے مقابلے میں نہایت ہی کم ہے...... !اور مخلوقات اگر کوئی علم جاننا چاہیں تو خداوند عالم انہیں عطا کرتا ہے ......!!

آقائی فاتح: علماء شیعہ علم غیب کے بارے میں کیا کہتے ہیں ......؟!

حقیر: بہت زیادہ علماء نے اس موضوع پر سخن سرائی کی ہے...... ان میں ایک شیخ طبرسی ہیں........ انہوں نے اپنی تفسیر میں کہا یہ کہ نفی سے مراد علم ذاتی کی نفی ہے کیوں کہ علم ذاتی خدا کے ساتھ مختص ہے...... خدا کی تعلیم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے ثابت ہے ....!!

علامہ مجلسیؒ نے کہا ہے: میں یہ بات کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ جن روایات میں یہ آیا

ہے کہ علم غیب نہیں جانتے ...... اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے ...اتم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے اکثر معجزات علم غیب پر مشتمل ہیں ...؟! قرآن پاک کے اعجاز میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ یہ غیب کی خبروں پر مشتمل آسمانی کتاب ہے...... ...!!

شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم ذاتی نہیں ہے بلکہ خدا کا عطا کردہ ہے ...!

علامہ حبیب اللہ خوئی نے شرح نہج البلاغہ میں کئی مقامات پر آئمہ ھدیٰ کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے ...انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کی کئی ایک غیبی احادیث و روایات ابن ابی الحدید سے نقل کی ہیں اور شبہات کے جوابات بھی دیے ہیں ....

شرح نہج البلاغہ جلد ۹ شرح خطبہ ۱۴۹ میں علامہ خوئی نے ابن ابی الحدید سے روایت کی ہے کہ:

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنی شہادت کے بارے میں تفصیل سے نہیں بلکہ اجمالی طور پر جانتے ہیں..... ایک روایت شارح بحرانی نے بھی نقل کی ہے ....

پھر علامہ خوئی فرماتے ہیں ..... مجھے ان دو آدمیوں پر نہایت ہی تعجب ہے کہ انہوں نے یہ گمان فاسد کیوں کیا ہے ... ؟!

حیرت یہ ہے کہ اسی ابن ابی الحدید نے خطبہ ۹۲ کی شرح میں آپ کی غیبی اور روایات بیان کی ہیں..... ... لیکن یہاں پر بیوقوفوں والی بات کی ہے ....

اب ابی الحدید سے بھی زیادہ تعجب میثم بحرانی پر ہے کہ انہوں نے بہت زیادہ روایات

خاصہ وعامہ سے چشم پوشی کرلی جو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے علم غیب ثابت کرتی ہیں ......
اور انہوں نے توجہ نہیں کی کہ تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام جو کچھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے، وہ لوگوں کی موت اور اپنی موت سے باخبر ہیں ...... علم بلایا، منایا اور علم انساب ان کے پاس ہیں. ...... یہ اخبار متواترہ ہیں یہاں تک کہ چند روایات کے بعد علامہ مجلسی نے کہا ہے کہ: جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم تفصیلی واضح ہو جاتا ہے

علامہ محقق سید عبد الرزاق موسوی المقرم نے اپنی کتاب مقتل الحسین علیہ السلام میں ایک تفصیلی بحث مطرح کی ہے اور امام علیہ السلام کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے اور اشکالات کے نہایت ہی بہترین جوابات دیے ہیں...... خداوند عالم انہیں جزائے خیر دے. ...... !!

شیخ بہائی نے:

اپنی کتاب اربعین میں علم غیب امام کو ثابت کیا ہے ...... اور مزید کہا ہے کہ اصحاب سیر و تاریخ شیعہ وسنی نے حضرت علی علیہ السلام کی غیبی اخبار واحادیث نقل کی ہیں ...... اس کے بعد کچھ روایات نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ: علم گذشتہ وآئندہ جفر اور جامعہ ہیں. ...... شیخ طبرسیؒ نے مجمع البیان سورہ مائدہ کی آیت ۱۰۹ کی تفسیر میں فرمایا ہے

يَوْمَ يَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لاَعِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوبِ (۱۰۹: المائدہ)

قیامت کے دن خداوند قدوس انبیاء کو جمع کر کے ان سے کہے گا کہ کس امر میں تم نے اجابت کی ہے وہ کہیں گے ہمیں معلوم نہیں ...... اور تو ہی غیب جاننے والا ہے......

علامہ طبرسیؒ نے ابو سعید کا قول نقل کیا ہے کہ

وہ کہتا ہے کہ شیعہ امامیہ یہ کہتے ہیں کہ امام علیہ السلام عالم الغیب ہوتا ہے اور یہ آیت انہیں رد کرتی ہے......

پھر علامہ طبرسی نے کہا ہے کہ: کوئی بھی شیعہ حتیٰ کہ کوئی بھی مسلمان یہ بات نہیں کہتا کہ امام علیہ السلام غیب جانتا ہے...... جو شخص یہ بات کہے شیعہ اس سے بیزار ہیں......

حقیر: شیخ طبرسی نے یہاں پر تقیہ کیا ہے یا توریہ سے کام لیا ہے ...... اور ان کی مراد علم ذاتی کی نفی ہے...... یا ان کی مراد یہ ہے کہ افراد عادی اور عامہ الناس یہ علم نہیں رکھتے ...... بلکہ ارکان علماء شیعہ اور فحول علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ علم گذشتہ و آئندہ خدا کی عطا سے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے ...... اور یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ ان ہستیوں پر خدا کو خصوصی لطف و احسان ہے ...... طبرسی نے علم غیب کی نفی نہیں کی ہے کیوں کہ کافی مقامات پر انہوں نے کہا ہے کہ نبی اکرم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم غیب جانتے ہیں ...... آیت

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ

عَظِیْمٌ (۱۷۹) سورہ آل عمران

مگر خدا اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے علم غیب (بنانے کے لیے) چن لیتا ہے......... ...

قال فیطلع علی الغیب. ......

وہ مطلع کرتا ہے غیب پر یعنی موفّق کرتا ہے اور علم غیب عطا کرتا ہے.

آیت: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَيَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ :انعام ۵۹

اس کے پاس غیب چابیاں ہیں. اس آیت کے ذیل میں کئی اقوال ہیں اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ: غیب کے خزانے خدا کے پاس ہیں کوئی بھی ان کو نہیں جانتا مگر وہ لوگ جنہیں خدا غیب بتاتا ہے. خدا علم کے راہ اور ابواب جانتا ہے. وہ اپنے انبیاء اور اولیاء کے لیے علم کے دروازے کھول دیتا ہے... ...... اس کام پر کسی کو بھی قدرت نہیں ہے مگر خداوند عالم جو اس کائنات کا خالق و مالک ہے، قادر و توانا ہے. ....

آیت شریفہ: قُلْ لاَيَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (۶۵) سورہ نمل

اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کہہ دیجیے: جو زمین و آسمان میں ہیں وہ غیب نہیں جانتے مگر خدا جانتا ہے. یا وہ جانتا ہے جسے خدا آگاہ کرتا ہے. ...

(اس بارے میں اقوال بیان ہو چکے ہیں)

کلمہ شریفہ: (لا علم لنا) اس موضوع میں استثنائی مورد ہے جیسا کہ (لا علم لنا الا ما علمتنا) ہمارے پاس علم نہیں مگر جو علم تو نے ہمیں عطا کیا ہے......

(وَلاَیُحِیطُونَ بِشَیْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاء (بقرہ: ۲۵۵)

انہوں نے اپنے علم سے کسی چیز کا بھی احاطہ نہیں کیا ہے مگر جو کچھ خدا نے چاہا ہے......

شیخ طبرسیؒ نے سورہ ھود کی اس آیت کی تفسیر میں تین قول نقل کیے ہیں......

(وللہ غیب السموات والارض)

غیب زمین و آسمان اللہ کے لیے ہی ہے......

اول: یعنی خدا کے لیے علم ہے جو چیز زمین و آسمان میں غیب ہے...... کوئی شئی خدا سے پوشیدہ نہیں ہے......

دوم: جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کا مالک خدا ہے...... جو کچھ غیب ہے اس کا مالک بھی خدا ہے......

سوم: زمین و آسمان کے سارے خزینے خدا کے لیے ہیں...... انہوں نے کہا ہے کہ: بعض لوگوں نے اپنی تفسیروں میں شیعوں پر ظلم کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ علم غیب خدا کے ساتھ مختص ہے...... درحالانکہ رافضیوں (شیعوں) کا عقیدہ ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام غیب جانتے ہیں ......!!

پھر شیخ طبرسی نے ان کی رد میں فرمایا:

ہمیں نہیں معلوم کہ شیعان میں کوئی علم غیب کو کس کے لیے ثابت کرتا ہے...... کیوں کہ

علم غیب ہے کہ تمام معلومات کو بالذات جانتا ہو... نہ یہ کہ کسی سے استفادہ کیا گیا ہو.... اور یہ علم ذاتی ہے اور یہ خدا کی صفات میں سے ہے.... مخلوق اس میں شریک نہیں ہے.... اگر کوئی یہ کہے کہ مخلوق اس علم ذاتی میں خدا کی شریک ہے تو وہ کافر ہے اور دین سے خارج ہے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی غیب کی خبریں جنہیں خاصہ اور عامہ نے نقل کیا ہے... جیسا کہ آخر الزمان کی خبریں وغیرہ اور واقعہ مروان، اور اس کی اولاد کو حکومت کی خبر دینا... یا وہ خبریں جو غیب کے متعلق آئمہ ھدیٰ نے بیان فرمائی ہیں.... پھر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی غیب گوئی کی خبریں نقل کی ہیں.... یہاں تک کہ: شیخ طبرسیؒ نے کہا ہے کہ: آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے علم غیب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں لیا ہے.... اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے یاد کیا ہے....

امین الاسلام شیخ طبرسیؒ کے بیان سے کاملاً واضح ہوتا ہے کہ مخلوق سے علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے....!

یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ مخلوق کے پاس علم ذاتی نہیں ہے.....! اور خدا کے ساتھ مختص ہے.... کوئی بھی اس میں شریک نہیں ہے.... اور جو علم خدا نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا ہے وہی آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے..... اور انہوں نے اس بات کو قبول بھی کیا ہے اور ثابت بھی کیا ہے......

اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام خدا کے بغیر علم غیب جانتے ہیں یہ غلط بھی ہے اور کفر بھی...... اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام غیب کو تعلیم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

جانتے ہیں ... یہ حق بھی ہے اور صحیح بھی ہے ... بڑے بڑے علمائے اعلام نے علم غیب کو ان حضرات علیہم السلام کے لیے ثابت کیا ہے .....

بحار الانوار کمپانی جلد ۷ ص ۲۹۹، میں تفسیر بیضاوی سے اس آیت کے ذیل میں نقل کیا گیا ہے کہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ : آل عمران ۱۷۹

یعنی خدا نے کسی ایک کو بھی علم غیب نہیں دیا ہے کہ آپ ان کے کفر و ایمان کے متعلق آگاہ ہوں ... لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہا علم غیب پر مطلع کیا ہے .....

شیخ طبرسیؒ نے سورہ جن کی آیت ۲۶ کی تفسیر میں فرمایا ہے

خدا نے استثناء کیا ہے (الا من ارتضیٰ من رسول)

یعنی خدا نے اپنے رسولوں کو علم غیب سے آگاہ کیا ہے تا کہ ان کی غیبی خبروں سے ان کی نبوت و رسالت پر استدلال کیا جا سکے ... اور یہ ان کے لیے معجزہ ہے .... !!

آیت کا معنی ہے: خداوند عالم نے جسے نبوت و رسالت کے لیے چنا ہے اسے مصلحت اور حکمت کے مطابق علم غیب بھی عطا کیا ہے .... الخ

علامہ کامل خاتم المحدثین شیخ عباس قمیؒ نے سفینۃ البحار لغت غیب میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی غیب گوئیوں کو بطور مفصل بیان کیا ہے ... اور اسی طرح ہم نے مستدرک سفینۃ البحار میں بھی تفصیل و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے .....

علامہ جلیل محدث خبیر سید ہاشم بحرانی "مدینۃ المعاجز" ۶۵۰ میں آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی غیبی روایات نقل فرمائی ہیں......

علامہ العصر شیخ حر عاملی نے وسائل شیعہ اور اثبات الھداۃ میں علم غیب آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے متعلق سینکڑوں روایت نقل کی ہیں.... خدا ان کے درجات بلند فرمائے آمین.....

علامہ فیض کاشانی نے کتاب حقائق میں فرمایا ہے کہ آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کی کرامات بہت زیادہ ہیں جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ حضرات علیہم السلام اسرار قلوب، علم غیب، نطق حیوانات اور تمام زبانوں کے عالم ہیں..... مریضوں کو فوری طور پر شفا دے سکتے ہیں اور مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں..... دیگر معجزات

یہ روایات کتب خاصہ اور عامہ دونوں میں اس قدر موجود ہیں کہ کوئی شمار نہیں کر سکتا......!!

شیخ مفید رضوان اللہ علیہ نے: اپنے ''مقالات'' میں حد کمال تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے......!!

علامہ مجلسی نے مراۃ العقول اور بحار الانوار میں کمال تفنن کے ساتھ حضرات معصومین علیہم السلام کے لیے علم غیب ثابت کیا ہے......!!

عالم جلیل القدر آقائی شیخ محمد مفیدیؒ جو کہ پچاس سال سے شاہرود میں علم دین کی تبلیغ و ترویج میں مشغول ہیں......انہوں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے علم غیب کو ثابت کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی ہے اور انہوں نے کتاب میرے پاس بھیجی ہے.....اور ان کی اور بھی کافی کتابیں ہیں.....وہ میرے ماموں ہیں...........!!

آقائی مشکوۃ: ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آیات وروایات متواترہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے لیے علم غیب ثابت ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ یہ ہستیاں سب سے زیادہ دانا، بینا اور توانا ہیں......

اور موضوع پر کم از کم ایک ہزار روایات وارد ہوئی ہیں۔... اور ہمارے لیے یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ جو شخص ان آیات وروایات کا منکر ہے اس کا قرآن وعترت پر کوئی ایمان نہیں ہے۔ لیکن ایک سوال میری نظر میں آیا ہے مجبوراً پوچھ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ: آئمہ ھدیٰ بعض اوقات کیوں تقیہ کرتے تھے......؟!

وہ دشمنوں سے اپنے خاندان اور اپنے شیعوں کا دفاع کیوں نہیں کرتے تھے ....؟!

امور خارجیہ ظاہریہ کے متعلق کیوں سوال کرتے تھے......؟!

حقیر: قرآنی آیات وروایات اہلبیت علیہم السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اپنی ظاہری معاشرتی زندگی میں مومنین، اصحاب اور دیگر افراد کفار، فجار اور اشرار سے بطور عادی (عام) معاملات کرتے تھے ......اور اظہار علم وقدرت، فقر ودولت، مرض وصحت میں لوگوں کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے ......اور اسباب ظاہری جاری فرماتے تھے...

وہ علم وقدرت حقیقی اور باطنی کے ذریعے فقر اور مرض دور نہیں کرتے تھے ......لیکن جب ضرورت پیش آتی ہے یا ہدایت خلق مراد ہوتی ......! مثلاً حضرت امیر المومنین علیہ السلام اعجاز امامت سے فوراً نخلستان (کھجور کا باغ) بنا سکتے ہیں...... اور کنویں سے پانی جاری

کر سکتے ہیں.......!!

لیکن یہ کام نہیں کرتے تھے کیوں کہ ایک اور حدف پیش نظر ہے......وہ یہ ہے کہ لوگوں کو حق و حقیقت سے روشناس کرائیں اور لوگوں کو عدل و انصاف کی دعوت دیں......!!

انہوں نے یہ درس دیا ہے کہ اپنے آپ کو چھوڑ کر لوگوں کو راہ راست دکھایا جائے......

اور لوگ راہ راست کے پیروکار بن جائیں......انہوں نے اس خطہ خاک پر اس لیے اپنے قدم مبارک رکھے تھے کہ اس ظلمت کدہ کائنات کو اپنے انوار سے منور کریں......

اور معالم دین کو اپنے خون سے سیراب کریں......

وہ انسان کو صفا، محبت، الفت، عدل، انصاف، فداکاری، رستواری، شرف، عزت، معرفت، جوانمردی سکھانے کے لیے تشریف لائے تھے... !!

وہ لوگوں کو ظاہری یا دنیاوی طور پر دولت مند کرنے کے لیے نہیں آئے تھے........!!

وہ لوگوں کی مرضی کے یا ان کے نفسانی خواہش کے مطابق کام کرنے نہیں آئے تھے ......!!

خلاصہ مطلب: جو کچھ استاد ازل نے ان سے کہا وہی کچھ انہوں نے کہا... جس کا خدا نے حکم دیا انہوں نے اس کو اجراء کیا.........!!

لھذا: اگر حضرت علی علیہ السلام کہتے آن واحد میں سارے پہاڑ سونا بن جاتے !!جیسا کہ آپ علیہ السلام نے ایک نخلستان بنایا اور اسے راہ خدا میں خرچ کیا.....

لیکن اپنی ظاہری زندگی میں لوگوں سے قرضہ لیتے تھے ...!! یہ وہ ہستیاں ہیں جن کا

لعاب دہن ہر درد کی دوا ہے...... کبھی کبھار لوگوں کو سکھانے کے لیے ظاہری طور پر دوا لیتے تھے......! کبھی منت مانتے تھے...... کبھی اعجاز و معجزہ سے معالجہ کرتے تھے......!

اسی طرح رسول اکرم ﷺ بھی علم وقدرت عام لوگوں کی طرح ظاہر کرتے تھے...... اور مومنین کی تصدیق کرتے تھے. اگر کوئی شخص مسلمانی کا دعوی کرتا تو آپ اس کی بات قبول کرتے تھے... درحالانکہ علم رسالت سے ان کے تمام باطنی اور آئندہ کے حالات سے باخبر سے تھے... !اگر کوئی آدمی آپ ﷺ کو کوئی بات بتاتا تو آپ ﷺ قبول کر لیتے تھے . . یہاں تک کہ پیغمبر اکرم ﷺ کے بارے میں منافقین کہتے تھے (هو اذن) آپ ﷺ سننے والے ہیں...

خدا نے یہ آیت نازل فرمائی

وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ :توبه ۶۱

وہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ سننے والے کان ہیں. کہہ دیجئے یہ بہت ہی خوب کان ہیں کہ خداوند اور مومنین کی تصدیق کرتے ہیں... اس دوران پیغمبر اکرم ﷺ کی ذمہ داری بھی معین کی گئی ہے... کہ آپ ﷺ خدا اور مومنین کی تصدیق کریں...... اس لیے آپ ﷺ ظاہری طور پر لوگوں کی باتیں قبول کر لیتے ... لیکن حقیقت حال کو علم رسالت سے بخوبی جانتے تھے... !

کیونکہ خداوند عالم نے آپ ﷺ کو معمور کیا ہے کہ لوگوں کو ظاہری امور کے مطابق قضاوت کریں. ..

علامہ مجلسیؒ یگانہ رکن معارف حقہ الھیہ ہیں انہوں نے اپنی کتاب مراۃ العقول میں

ج۱،ص ۱۸۸ میں چوتھی حدیث کی شرح آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اپنی موت سے باخبر ہیں میں فرمایا ہے کہ:

جو افراد آفات مہالک سے باخبر نہیں ہیں انہیں حکم ہے کہ وہ ان چیزوں سے بچیں لیکن جو افراد تکالیف مہالک یا دیگر تمام واقعات سے باخبر ہیں اور تمام انسانوں کی سرنوشت سے بھی آگاہ ہیں انہیں اس بات کا حکم نہیں کیوں کہ اگر یہ ہستیاں بھی حوادثات سے دور جائیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کبھی خدا کی تقدیر ان پر جاری نہ ہو..... اس لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم باطنی پر عمل کرنے مکلّف نہیں ہیں..... بلکہ اکثر موارد میں علم ظاہری پر عمل کرتے ہیں.....

درحالانکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام اپنے زمانہ کے منافقین کو جانتے تھے.. !!اور ان کے عقائد باطلہ سے بھی آگاہ تھے.....اس کے باوجود ان سے تمام معاملات زندگی میں لین دین رکھتے تھے.. کیونکہ ان کو ترک معاشرہ کا حکم نہیں دیا تھا... انہوں نے ان کو اپنی مجالس ومحافل سے نہیں بھگایا ہے......!! جب تک خدا کا حکم نہیں آیا کسی کو بھی اپنے پاس سے نہیں بھگایا.....!!

''جی ہاں'' حضرت امیر المومنین ۔جانتے تھے کہ معاویہ میری شہادت کے بعد تک شام کا حکمران رہے گا......

درعین حال: یہ علم اس بات کا سبب نہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے جنگ نہ کریں......آپ علیہ السلام ۔نے مقاومت کی یہاں کہ شہید ہوگئے.....!!

درکعبہ شدید و بہ محرب شد شہید نازم بحسن مطلع وحسن ختام او

آپ علیہ السلام کا ظہور کعبہ میں ہوا اور شہادت مسجد میں ہوئی..... آپ علیہ السلام کے نور کے مطلع آغاز اور اختتام پر مجھے فخر ہے

آپ نے کئی بار اپنی، محمد بن ابی بکرؓ، مالک اشترؒ اور دیگران کی شہادت کی خبر دی......!! اور معاویہ کی کارستانیوں کے بارے میں اپنے شیعوں کو آگاہ کرتے تھے......

اس کے باوجود بھی آپ علیہ السلام نے اس سادگی میں زندگی گزاری ہے جیسے آپ علیہ السلام ہر بات سے بے خبر ہیں......!! جب بھی آپ نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کیا بطور عادی جہاد کرتے تھے..... معجزانہ طور پر کبھی بھی ان کو شکست نہیں دی ہے..... ؟!

حضرت امام حسین علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی شہادت کی کئی بار خبر دی ہے..... حتیٰ کہ اپنے اعوان وانصار کی شہادت کے بارے میں بھی بتادیا..... جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اپنی شہادت کا علم نہیں تھا وہ اپنی جہالت کائنات کے سامنے عیاں کرتے ہیں.... !! درعین حال آپ علیہ السلام کو اس بات کا حکم نہیں تھا کہ آپ علیہ السلام علم باطنی مطابق عمل کریں..... !! یہی وجہ ہے کہ جب آپ علیہ السلام کو لوگوں نے دعوت دی اور آپ کی نصرت کا وعدہ کیا تو آپ نے ان کی بات کو قبول کرلیا اور حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کو ان کی طرف وکیل بنا کر بھیجا.... پھر آپ علیہ السلام نے عراق کی طرف کوچ کیا..... (انتہی کلام علامہ مجلسی)

حضرت امام حسین علیہ السلام اور شب قدر، اور حضرت مسلم علیہ السلام کی شہادت کے واقعات کاملاً آگاہ تھے ...... لیکن آپ علیہ السلام نے صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا،

جب آپ نے ظاہری طور پر حضرت مسلم علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنی تو اس وقت افسردہ ہوئے اور گریہ کیا ...... یتیمان مسلم علیہما السلام کو پیار کیا ...... !!

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے زمانہ کے حکام کے ظلم و استبداد اور فسق و فجور سے واقف تھے ...... لیکن علم امامت پر عمل کرنے پر مامور نہیں تھے ......

آپ نے صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں نے ان کے بارے میں شکایت کے خطوط لکھے ...... اس وقت آپ نے ان کو معزول کیا ...... ! آپ علیہ السلام تمام ستمگروں کو جانتے تھے اس کے باوجود صبر کرتے ...... جب شواہد جمع ہو جاتے اس وقت ان پر حد شرعی جاری کرتے تھے ...... !!

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جانتے تھے کہ میرے پیارے چچا جان حضرت حمزہ جنگ احد میں شہید ہو جائیں گے ...... !! اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت حمزہ کی شہادت کی آخری رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا اور کہا: عقائد حقہ کی تجدید کیجئے ...... !!

نیز دوسرے شہداء کی شہادت سے بھی باخبر تھے ...... پچاس آدمیوں نے عبداللہ بن جبیر کی مخالفت کی اور وہ مارے گئے ...... شہداء موتہ سے بھی باخبر تھے ...... زبیر اور دیگر منافقین کے حالات سے بھی آگاہ تھے ...... لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس علم کے مطابق عمل نہیں کیا ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظواہر پر عمل کیا ...... میثم تمار بھی اپنے آئندہ کے حالات سے باخبر تھے ...... پس اس نے فرار نہیں کیا ...... جہاں میثم کا یہ مقام ہو پس ان حضرات معصومین علیہم السلام کا کیا مقام ہوگا ......؟!

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے تمام کمالات ومعجزات میں افضل و اشرف ہیں......!! یہ ممکن ہی کہ آپ خدا کی تقدیر پر راضی نہ ہوں......!!! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت طاہرہ علیہم السلام تقدیرات الٰہی سے کبھی بھی دور نہیں جاتے

علامہ مجلسی نے بحار الانوار کمپانی جلد ۱۱، ص ۳۰۳ میں فرمایا ہے کہ تقدیرات سے وہ دور بھاگتے ہیں جنہیں مقدورات کا علم نہ ہو اور ان ہستیوں کو ہر شئی کا علم ہے اور یہ قیامت تک کے حالات وواقعات سے آگاہ ہیں ...... لہذا یہ تقدیرات سے دور بھی نہیں جاتے اور تمام امور میں ظاہری علم کے مطابق عمل کرتے ہیں ......!!

مراۃ العقول میں اصول کافی کی تیسری حدیث کی شرح میں ہے کہ: حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا:

میں نے اُم فروہ علیہا السلام اسحٰق کی بیٹی کو حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی وفات کے بعد طلاق دی

راوی نے عرض کیا: آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی وفات کو جانتے ہیں ......؟!

حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں"

علامہ مجلسی کہتے ہیں کہ حضرت رضا علیہ السلام نے اُم فروہ کو اس لئے طلاق دی ہے کہ شاید آپ علیہ السلام طلاق کے لیے وکیل مقرر کیے گئے ہوں. ....!!

کیونکہ احکام شرعی جس علم کے مطابق ہوتے ہیں وہ علم ظاہری ہے نہ علم الہامی الٰہی ......الخ

علامہ طباطبائی نے (المیزان ج ۱۸ ص ۲۰۸) میں فرمایا ہے کہ:

بہت زیادہ روایات میں ہے کہ خداوند متعال نے حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو ہر شئی کا علم عطا کیا ہے..... فرق یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم وحی کے ذریعے ہے اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا علم پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے .....!! مشککین نے اس پر دو اعتراض وارد کیے ہیں.....!!

الف: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا رہن سہن عام لوگوں کی طرح تھا.....!

ب: ان بزرگواروں پر کئی مصیبتیں آئی ہیں مثلاً جنگ اور شہادت امیر المومنین، واقعہ کربلا..... الخ

اپنی گفتار کو ثابت کرنے کے لیے دو آیات کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے

۱..... وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

اعراف ۱۸۸

۲..... وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ

سورہ احقاف ۹

گویا وہ نہیں جانتے کہ یہ دونوں اشکال مردود ہیں ..... کیونکہ انہوں نے علوم عادی اور غیر عادی میں مغالطہ کیا ہے..... کیونکہ علم غیب یا علم غیر عادی، حوادث زمانہ میں اثر انداز نہیں ہوتا ہے ..... (پس نتیجہ آثار و تکالیف کا تعلق علوم عادی سے ہے)

بعض افراد نے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے.....

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کو خدا نے خواص احکام بتائے ہیں اور یہ حضرات علیہم السلام ان پر عمل کرتے ہیں ....!! اس موضوع پر روایات بھی دلالت کرتی ہیں
.....!

بعض بزرگان نے یہ جواب دیا ہے
جس علم پر تکلیف شرعی موقوف ہے وہ عام طریقے سے حاصل ہوتا ہے .... اور جو علم اس کے علاوہ عطا الہام سے حاصل ہوتا ہے وہ تکلیف آور نہیں ہے (اختتام کلام صاحب المیزان)
حقیر: ان دو آیات کی شرح کا جواب بیان ہو چکا ہے ....!!
علامہ محقق میرزا تقی طباطبائی تبریزی نے (قوانین کے حاشیہ) پر عموم وخصوص کی بحث کہا ہے کہ:
واضح ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کا میل جول، اُٹھنا بیٹھنا، علم وقدرت ،فقر وثروت دنیاوی لوگوں کی طرح تھا ....
یہ تو مسلمات اور قطعیات میں سے ہے کہ یہ حضرات علیہم السلام علم باطنی کے ذریعے معاشرت کرنے پر مامور نہیں تھے ....
اور نہ ہی علم امامت کے ذریعے فیصلہ کرتے تھے...... جب علم عادی حاصل ہوتا ہے تو ظاہری اسباب کے مطابق فیصلہ کرتے تھے...... اور اپنے علم الٰہی کو چھپاتے تھے......!!
کیونکہ خدا جب کسی کو مبعوث کرتا ہے تو اس کا طریقہ بھی معاشرہ کے نظام کے تابع ہوتا ہے..... آہستہ آہستہ لوگ ان حضرات علیہم السلام کی طرف متوجہ ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو

ان کے بارے میں بتاتے ہیں..... خداوند عالم تو اس بات پر قادر ہے کہ وہ اپنا دین اور شریعت معجزانہ طریقہ سے لوگوں تک پہنچا سکتا ہے.... لیکن اس کے باوجود خدا نے یہ سارا نظام اسباب کے تابع بنایا ہے.... اور عام طریقے سے سب کچھ کیا ہے ......!!
اس لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اقرار یا بیّنہ کی شہادت کے بعد حد شرعی جاری کرتے ہیں ......!!
انہوں نے کبھی بھی اپنے علم واقعی کے مطابق کسی پر حد جاری نہیں کی ہے.... اور ان حضرات معصومین علیہم السلام کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بھی یہی طریقہ رہا ہے ......!!

یہ بات کہیں بھی نہیں ملتی ہے کہ کسی کا پوشیدہ گناہ ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر حد جاری کی ہو ......!! درحالانکہ علم نبوت سے جانتے تھے ......!! کیونکہ قرآن کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے اعمال کے گواہ ہیں ......!!
بیان گذشتہ سے نتیجہ نکلتا ہے کہ
پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام علم باطنی اور علم واقعی کے مطابق لوگوں سے معاشرت کرنے پر مامور نہیں تھے ......!! مگر جب مقام رسالت و امامت کی توہین ہوتی ہو ......!! یا لوگوں کی ہدایت علم باطنی کے اظہار پر موقوف ہو.... ان موارد کے علاوہ ان حضرات علیہم السلام نے علم باطنی کا دعویٰ نہیں کیا.... علم باطنی کے اظہار پر مامور نہیں تھے ... !!(انتھی کلام تبریزی)

علامہ محلاتی نے اپنی کتاب: ریاحین الشریعہ ج ۲، ص ۳۲۲، میں ایک حدیث نقل کی

ہے اور اس کے متعلق خود کہا ہے کہ امام اپنے علم باطنی پر مامور نہیں بلکہ علم ظاہری پر مامور ہیں.......!!

بنا براین: جب کفار نے حضرت حمزہ کو مثلہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ کو خون میں لت پت دیکھ کر فرمایا: اگر خدا نے مجھے فتح یاب کیا تو میں ان سے یہی سلوک کروں گا جو انہوں نے حضرت حمزہ کے ساتھ سلوک کیا ہے.....!! اگر میں ان پر مسلط ہوا تو ان کے کم از کم ستر آدمی قتل کروں گا.........!!

(تفسیر البرھان، تفسیر نور الثقلین آخر سورہ نحل)

امیر المومنین علیہ السلام نے خوارج نہروان میں سے جب عبداللہ بن خباب کو قتل کیا اور فرمایا:

اگر ساری دنیا اس قتل کا قرار کر لے اور میں ان کے قتل پر قادر ہوا تو یقیناً ان سب کو قتل کروں گا.........!! (تفسیر جامع آیت ۸-۱۰ سورہ بقرہ)

اگر قدرت عادی احکام شرعیہ پر نہ ہو تو یہ احکام ساقط ہو جائیں گے.........! مثلاً وضو، غسل قدرت عادی پر مشروط ہیں..... اگر کسی کے پاس وضو یا غسل کی قدرت نہ ہو تو اس سے یہ وجوب ساقط ہو جاتا ہے.........!!

جیسا کہ حضرت امام حسن عسکری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب زہر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زہر نے اتنا اثر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو بھی نہیں کر سکتے تھے.........! حضرت امام زمانہ نے اپنے مسموم بابا جان کو وضو کرایا........ (انوار البھیہ شیخ عباس قمیؒ)

حضرت امام جعفر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض تھے تو غلام نے غسل کرایا (وسائل الشیعہ

ابواب وضو باب ۴۸)

جب ربا کو حلال کہا گیا تو حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اگر میں قادر ہوتا (ظاہراً) تو میں ان کی گردنیں اُڑا دیتا..... (وسائل الشیعہ باب ربا، باب ۲)

یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خانہ نشین ہو گئے.....اور دیگر آئمہ ھدیٰ علیہم السلام نے تقیہ فرمایا.........

کیونکہ ظاہری طور پر ان کا کوئی یار و مددگار نہیں تھا.....!!

جب ابن ملجم مرادی نے حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر ضرب لگائی تو آپ علیہ السلام ظاہری قدرت سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے اور قوت امامت کو ظاہر کرنے پر مامور نہیں تھے ......!

اگر حضرت امیر علیہ السلام یہ فرمائیں کہ مجھے نہیں معلوم میرے بدن میں کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے علم باطنی کے اظہار پر مامور نہیں کیا گیا ہے ......!!

اگر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں غسل کر رہا تھا اور ادھر سورج گہن تھا تو میں نے نماز آیات ...(وسائل الشیعہ ابواب نماز آیات، باب ۱۰)

کیونکہ اگر سورج اور چاند گرہن لگے تو نماز آیات واجب ہو جاتی ہے جو شخص نہ پڑھ سکے یا اسے بعد میں معلوم ہو تو وہ قضاء انجام دے.....!!

اگر کسی کو معلوم بھی نہ ہو کہ سورج یا چاند گرہن لگا ہے یا نہیں تو اس پر بھی نماز آیات واجب ہے.........!!

اگر کسی کے کپڑوں سے آپریشن اور پھوڑے وغیرہ کا خون لگا ہوا ہو تو وہ ان کپڑوں پر نماز پڑھ سکتا ہے.... !

وسائل الشیعہ میں اس بارے میں روایات بھی نقل کی گئی ہیں اور ان میں ایک روایت درج ذیل ہے

ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے..... اور ایک شخص نے ابو بصیر سے کہا کہ آپ علیہ السلام کے کپڑے خون آلود ہیں..... ......!!

ابو بصیر نے یہی بات آپ علیہ السلام کی خدمت میں بیان کی.

آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ پھوڑے کا خون ہے اور جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتا اسے دھونا نہیں ہے. ...

(وسائل الشیعہ از شیخ کلینی و شیخ طوسی)

یہاں پر امام علیہ السلام لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ:

ہم ہر جگہ علم باطنی امامت اور قدرت خداوندی سے عمل نہیں کرتے ہیں. ...! کیونکہ ہم مامور نہیں ہیں بلکہ ہماری ماموریت یہ ہے کہ ظواہر پر عمل کریں. .....اور علم ظاہری کے مطابق فیصلہ کریں. ...

آقائی مشکوۃ: اگرچہ ہم بہت زیادہ مستفید ہوئے ہیں. ...اور شاید ہماری بحث کے اختتامی لمحات ہوں .ہم آپ کی گفتگو سے سیر نہیں ہوئے .....! میری التماس ہے کہ آپ اس موضوع کی مزید وضاحت کریں .....!!

حقیر: آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے بعض پیروکار ایسی باتیں کہتے ہیں کہ زبان بیان کرنے

سے قاصر ہے ....شاید ان خرافات نے آپ لوگوں کی سمع خراشی کی ہو....؟! وہ ایسی باتیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو ایک مسئلہ کا علم نہیں تھا اور انہوں جناب مقداد سے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو....ان لوگوں کی مراد یہ ہے کہ (نعوذ باللہ من ذلک) امام علیہ السلام اپنے اور دیگران کے مسائل شریعہ بھی نہیں جانتے ....! گویا انہیں یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ اس گفتار ناپاک سے معاشرہ میں ان کی اپنی عزت وآبرو ختم ہو جاتی ہے........!!

گویا وہ اس بات سے بھی غافل ہیں کہ ایک نہ ایک دن خدا کا ہاتھ ظاہر ہوگا اور ان کے سر پھوڑ دے گا.......! اور ان کے تمام باطل عقائد کو خاک میں ملا دے گا.......!

اگر امام علیہ السلام کوئی مسئلہ مقداد کے ذریعے یا دیگر ذرائع سے یا بالمشافہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ امام علیہ السلام کو مسئلہ کا علم نہیں ہے .... بلکہ لوگوں کو یہ درس دینا مقصود ہے کہ ہمارے پاس جو علوم بھی ہیں ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کیے ہیں....

اور یہ روایت بھی اہل سنت کی ہے اور صحیح بخاری میں مذکور ہے

اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل کیا...... اور دیگران کوئی بات کہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امام علیہ السلام کو علم نہیں ہے....

امام علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ اگر کوئی شخص غسل کرے اور اس کے بدن کا کوئی حصہ خشک رہ گیا ہو تو ہمارے اوپر لازم نہیں کہ اسے مطلع کریں.

یا لوگوں کو غسل کر کے دکھانا مقصود ہے.....کہ ہم بھی نہاتے ہیں اور تمہیں بھی

طہارت ... ونظافت کے لیے نہانا چاہیے........!!

اور روایات صحیح ثابت ہوتا ہے کہ اگر امام سائل سے موضوعات خارجیہ کے بارے میں سوال کریں تو اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہوتی ہے ....!!

شاید مورد سوال دیگران کو یاد کرانا چاہتے ہیں ...! یا عام لوگوں کی تکالیف شرعیہ کو ثابت کرنا چاہتے ہیں ....! جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ سوال کرنا عدم علم پر دلالت نہیں کرتا ہے....

کبھی کبھار سائلین کو علم امامت سے جواب دیتے تھے.... اس کی بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی..... اور ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ:

اے لوگو! غور فکر کرو کہ خداوند عالم نے ہمیں کتنے علوم اور قدرت عطا کی ہے.... اس بات سے خدا کا لطف واحسان اور اپنا مقام ومرتبہ ظاہر کرنا مقصود ہے... اور اپنے کردار وگفتار کی حقانیت کو ثابت کرنا چاہتے ہیں........!

خلاصہ

: جو تکالیف شرعیہ خدا کی طرف سے لوگوں پر عائد کی گئی ہے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں....

اول خاصہ:

یہ وہ تکالیف خاصہ ہیں جو خدا کی طرف سے صحیفہ مخصوص میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام پر نازل ہوئیں ہیں...... عام لوگوں سے ان کا بالکل کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور نہ ہی عامتہ الناس میں یہ طاقت ہے کہ اس تکلیف شرعی کو برداشت کرسکیں......!! اور یہ مورد ہمارا موضوع گفتگو نہیں ہے....

تکلیف عامہ:

اس کی چند شرائط ہیں......

۱..... مکلّف کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہو، پس اگر کوئی شخص دیوانہ ہو تو وہ مکلّف نہیں ہے.... اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ عقل کے درجے ہیں..... جتنی عقل کامل ہوگی اتنا ہی اجر وثواب زیادہ ہوگا.........!! یعنی ثواب وعتاب عقل کے مطابق ہوگا.....

واضح رہے کہ مکلّف کے لیے عقل کا اعلیٰ درجہ مراد نہیں ہے بلکہ اتنی عقل کی ضرورت ہے کہ وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرسکتا ہو.....!!

جو عقل کامل انبیاء ومرسلین اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے پاس ہے وہ عقل مکلّف ہونے کی شرط نہیں ہے ....!!

۲..... مکلّف قدرت وتوانائی بھی رکھتا ہو..... اگر کسی کے پاس قدرت وتوانائی نہیں ہے تو اس سے تکلیف شرعی ساقط ہو جاتی ہے.... اور قدرت سے مراد قدرت عادی بشری ہے..... اور اس سے مراد قدرت نبوت وامامت مراد نہیں ہے.... بلکہ قدرت

عادی ہے جو کہ ہر ایک کے بس میں ہے......

قدرت ہے فوق العادہ مکلّف ہونے کے لیے شرط نہیں ہے..... پس احکام خداوندی کے لیے جس قدرت کی ضرورت ہے وہ عادی اور بشری قوت اس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام بھی عام لوگوں کے ساتھ شریک ہیں ....!! یہاں پر تضحیک نہیں ہے بلکہ بعض مکلفین کے پاس زیادہ طاقت ہے اور بعض کے پاس کم، بلکہ قدرت کی معمولی سی حد سے بھی تکلیف شرعی واجب ہو جاتی ہے.......... !!

پس تکالف شرعیہ میں قدرت طبیعی میں تمام انسان برابر ہیں..... اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ھدیٰ علیہم السلام کے خصوصی احکامات ہماری بحث کا موضوع نہیں ہیں .....مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر احیاء، حق، اور باطل کو ختم کرنا، احکام الہیٰ کو قائم کرنا، حدود شرعیہ کو جاری کرنا وغیرہ، وغیرہ...

لیکن ان تمام موارد میں مراحل قدرت سے مراد قدرت عادی بشری ہے.....قدرت، مقام رسالت و امامت مراد نہیں ہے..... (اگر یہ بات ہوتی تو یا سب لوگ نبی ہوتے یا اگر نبی نہ ہوتے تو ان پر تکلیف شرعی واجب نہ ہوتی ..... مترجم)

یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امام علیہ السلام نے اپنے اپنے زمانہ میں بطور کامل کفر کا خاتمہ نہیں کیا ہے یعنی لوگوں کو قدرت، نبوت، امامت کے ذریعے اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا ....!!

بعض اوقات حدود شرعیہ کو جاری نہیں کیا جا سکا ہے اور بعض اوقات قوانین مقدس اسلامیہ کو معرض عمل میں نہیں لایا جا سکا ہے ....!!

بعض اوقات نبی یا امام نے ظاہری طور پر اپنے آپ کو یا اپنے محبوں کو دشمنوں سے آزاد نہیں کرایا ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی عام قدرت کو نمودار ظاہر کیا ہے ورنہ قدرت نبوت وامامت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے ....؟!

اگر یہ حضرات معصومین قدرت امامت کا مظاہرہ کرتے تو آن واحد میں تمام کفار و ظالمین واصل درک ہو جاتے...........!!

مومن کو کفن دینا اور دفن کرنا واجب ہے.... لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے چچا حضرت زید کو اسباب ظاہری کے طور پر دفن نہیں کر سکے. اور آپ کا بدن چار سال تک سولی پر معلق رہا ہے.............!!

وضو میں مباشرت واجب ہے یعنی انسان کسی کی مدد کے بغیر خود وضو کر لے...... اگر قدرت نہ ہو تو وجوب ساقط ہو جاتا ہے......

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی قدرت امامت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے...... اور آپ علیہ السلام جب بھی ظاہری طور پر مریض ہوتے تو آپ کے غلام آپ کو وضو کراتے حضرت امام زمانہ علیہ السلام (عج) نے اپنے والد گرامی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو وضوء کرایا

شرط سوم: عمومی شرائط میں سے تکلیف شرعی کی ایک شرط علم ہے اور علم سے مراد علم بشری ہے.... جو کہ اسباب ظاہری بشری سے حاصل ہوتا ہے...... مثلاً نجاست وطہارت، حلیت وحرمت، اثبات ماہ مبارک رمضان، حقوق مسلمین، جنایت

وخیانت، میں علم، مکلّف کے لیے شرط ہے ... پس اگر کوئی عمومی طور پر اسباب بشری ظاہری سے علم حاصل ہو تو حکم شرعی ثابت گا ورنہ ثابت نہیں ہوگا بلکہ علم حقیقی اور واقعی جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا امام علیہ السلام کو خداوند عالم کی طرف سے ملتا ہے تو وہ تکلف شرعی کے لیے شرط نہیں ہے کیونکہ وہ لوگوں کے پاس نہیں ہوتا ......

لہذا یہی وجہ تھی کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید میں ظاہری طور پر غلام سے وقت کے بارے میں دریافت کرتے تھے..... فی الواقع تو آپ علیہ السلام جانتے تھے ......!!

حضرت صادق علیہ السلام اپنے غلام کو ظاہری طور پر بھیج کر یہ معلوم کرتے تھے کہ خلیفہ نے عید کی ہے یا نہیں کی ......!

ہماری بحث مکمل ہو چکی ہے اور یہاں پر ہم واجب الاحترام شیخ محمد صفری (زرافشاں) کے اشعار نقل کرتے ہیں

کی شود ای فروغ صبح امید　　　شمس رویت شود ز غیب پدید

ا..... ہماری امید کی صبح کب روشن ہوگی ......؟! اور تیرا منور چہرہ کب غیب سے ظاہر ہوگا......؟!

کی شود بینم ای ولی خدا　　　کہ بپا گشتہ پرچم توحید

۲..... اے ولی خدا! میں یہ کب دیکھوں گا کہ توحید کا پرچم علم اور بلند ہو چکا ہے ....؟!

در گلستان آرزوی رخت　　　کی ثمر بخشدم نہال امید

۳..... میری آرزو کے چمن میں کب بہار آئے گی ثمر لگے گا......؟!

ایکہ باشند خسروان جھان　　　برسر کوی تو کمینہ عبید

۴..... خسروان جہاں تیرے کوچہ میں بیٹھے ہوئے ہیں...............؟!

بی تو ای دادخواہ مظلومان　　　قامت ما ز بار ھجر خمید

۵..... یہ دنیا کب تجھ سے آباد ہوگی.......؟! یہ خوشخبری کب ملے گی.....؟!

ایکہ گرد دجھان زتو آباد　　　کی دھد پیک کردگار نوید

۶..... خدا کے حکم سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کب ظہور فرمائیں گے..........؟!

کہ شد از امر خالق سبحان　　　جلوہ گر نور حق امام زمان

۷..... اے مظلوموں کے حامی و مددگار آپ علیہ السلام کے بغیر ہماری کمر خمیدہ ہوگئی ہے
.....!!

یارب آن قبلہ مراد کجاست　　　کز فراقش جھان پر از غوغاست

۸..... اے خداوند عالم! وہ مرادوں کا قبلہ کہاں ہے کہ جس کے فراق کی وجہ سے
کائنات عالم میں شور وغوغا ہے..........؟!

کی شود از حجاب غیب برون　　　آنکہ کانونھر و صلحو صفاست

۹..... مہر، محبت صلح وصفا کے پیکر، حجاب غیب سے کب ظاہر ہوں گے.......... ؟!

کی پدید آید آن بلند مقام　　　کاین جھان از وجود او بر پاست

۱۰..... وہ کب ظاہر ہوں گے؟! جن کی وجہ سے نظام کائنات باقی ہے.....؟!

آنکہ آرام جان فاطمہ است　　　وآنکہ نور دل رسول خداست

۱۱..... وہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دل کا چین اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کا سرور

اوران آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں..................؟!

حجت ذات حق کہ بعد نبیؐ　　　　وچون علی برھمہ جہان مولی است

۱۲...... وہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی طرح سب کے مالک ومولیٰ ہیں

آنکہ از ماسوی بود برتر　　　　وانکہ برجان ما ز ما اولی است

۱۳...... وہ ہم سے الگ اور برتر ہیں اور ہماری جانوں پر ہم سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہیں.............

آنکہ گوید ھمارہ (زرفشان)　　　　غیر کل من علیھا فان

۱۴...... زرافشاں ہمیشہ کہتا ہے کہ وجہ ذوالجلال کے ہر علاوہ ہر شئی فنا ہونے والی ہے

......

ناصر سبطین ھاشمی
پرنسپل مدرسہ باب العلوم
چوک نواں شہر ابدالی روڈ ملتان

التماس دعا

تمام مومنین کی خدمت میں التماس ہے کہ سید حسن بخش گردیزی مؤسس مدرسہ باب العلوم، سید زمرد حسین گردیزی، سید عبد الجلیل شاہ گردیزی، سید الطاف حسین گردیزی، سید محمد نواز شاہ گردیزی، اوران بزگواروں کی اولاد کے ایصال ثواب کے لئے ایک مرتبہ درود شریف تلاوت فرمائیں مولائے کائنات علیہ السلام آپ کو جزائے خیر دے۔

شکریہ

منجانب: سید محمد گردیزی